esented by: https://jafrilibrary.co

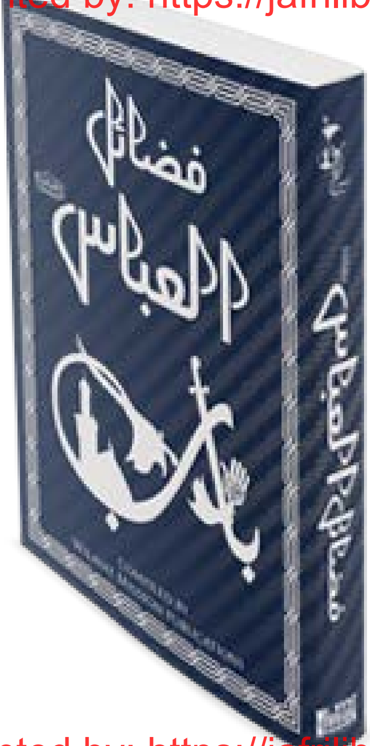


esented by: https://jafrilibrary.co

Presented by: https://jafrilibrary.com

Islamic Sources

اسلامی کتب کی جامع ویب سائٹ

ur.islamic-sources.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

بسم الله الرحمن الرحيم

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

# فضائل العباس علیہ السلام

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

# Fazail al Hz Abbas (as)

Copyright © 2015 Wilayat Mission® Publications
All Rights Reserved

ISBN-13: 978-0692386262
ISBN-10: 0692386262

Compiled by Wilayat Mission Publications
Cover Art by ShiaGraphics (www.facebook.com/ShiaGraphics)
Published by Wilayat Mission® Publications

For full listings of translations available as well as upcoming projects please visit our website, www.wilayatmission.org , and join our mailing list to receive email notifications of all new releases.

.

No part of this publication may be reproduced or distributed in any form without prior written permission from Wilayat Mission® Publications.

Wilayat Mission® Publications
Lahore, Pakistan
info@wilayatmission.org
http://www.wilayatmission.org

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

## حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کے دل کی گہرائی میں ایک بہادر فرزند کی تمنا

تاریخ کی ورق گردانی کرنے والے جانتے ہیں کہ حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا اور تمنا سے حضرت یحییٰ پیدا ہوئے (قرآن مجید سورہ مریم والنفس المھموم ص ۲۳ طبع بخف اشرف و توضیح المقاصد بہائی ص ا طبع بمبئی ۱۳۵۱ھ اور حضرت فاطمہ بنت اسد کی دعا اور تمنا سے حضرت علیؑ متولد ہوئے (مناقب ابن شہر آشوب جلد ا طبع بمبئی) اسی طرح حضرت علی علیہ السلام کی دعا اور تمنا سے علمدار کربلا حضرت عباس علیہ السلام پیدا ہوئے ہیں۔

## حضرت علیؑ اور جناب عقیل میں گفتگو

یہ ظاہر ہے کہ فرزند رسول الثقلین امام حسینؑ پر حتمی واقع ہونے والے حادثہ کربلا سے حضرت علی علیہ السلام بخوبی واقف تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ اس نازک دور میں میرا وجود نہ رہے گا کہ میں اپنے نور نظر کی امداد کرسکوں آپ کو اس موقع پر نہ ہونے کا افسوس اور اپنے فرزند کی مصیبت میں ظاہراً بھی شریک نہ ہونے کا رنج تھا متفکر تھے ہی کہ دل کی گہرائی میں اک جوش تمنا پیدا ہوا۔ منہ سے نکلا اے کاش ! میری کوئی ایسی اولاد ہوتی جو

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



حسینؑ کے آڑے وقت میں کام آتی۔دل میں تمنا کا پیدا ہونا تھا کہ آپ نے اپنے بھائی حضرت عقیلؑ کو طلب فرمایا اور ان سے کہا کہ اے بھائی مجھے واقعہ کربلا کی تفصیلات معلوم ہیں میرا دل بے چین ہے میں چاہتا ہوں کہ ۔آپ عرب کی کسی ایسی عورت کو تلاش کیجیے کہ جو بہادروں کی نسل سے ہو۔تاکہ میں اس سے عقد کروں اور اس کے بطن سے ایسا بہادر لڑکا پیدا ہو جو رزمگاہ کربلا میں میرے فرزند حسینؑ کی کمال انہاک اور توجہ و جانفشانی سے مدد کرے۔

باب العباس ص ۲۸ طبع ایران : اسرار الشہادۃ ص ۳۱۹ طبع ایران ۱۲۷۹ھ دشرح شافیہ لابی نواس وعمدۃ المطالب ص ۳۵۲ دمعہ ساکبہ ص ۳۲۳ وناسخ التواریخ جلد ۳ ص ۵۳

حضرت عقیل جو انساب و عرب سے واقف تھے حضرت علیؑ کے سوال کا جواب دیتے ہوئے بولے اے علیؑ آپ ام النبین کلابیہ کے ساتھ عقد کرلیں ۔لیس فی العرب اشجع من آباء ھا ولا افوس اس لیے کہ اس کے آباو جداد سے زیادہ شجاع اور بہادر کوئی نہیں شاعر نے ان کے خاندان کی نسبی بلندی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے ہم ہی خاندان عامر بن صعصعہ ہیں بڑی عزت و منزلت کے مالک ہیں جس سے کوئی عرب کا باشندہ انکار نہیں کرسکتا اور اے بھائی علیؑ سنو! من قومہا ملاعب الاسنۃ ابو براء ام البنین کے خاندان ہی سے ابوالبراء بھی تھے جن کو یعنی نیزوں سے کھیلنے والا کہا جاتا تھا، جس سے بڑا شجاع سرزمین عرب نے آج تک پیدا نہیں کیا۔(تنقیح المقال ص ۱۲۸ طبع ایران )



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



## جناب ام البنین کا باپ کی طرف سے نسب نامہ

مورخین کا بیان ہے کہ ام البنین یعنی فاطمہ کلابیہ کا نسب نامہ یوں ہے فاطمہ بنت احزام بن خالد ابن ربیعہ بن لوی بن غالب بن کعب ابن عامر بن کلاب بن ربیعہ ابن عامر بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن (تحفہ حسینیہ جلد ا ص ۱۷۸ منتقل عوام ص ۹۳ ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۲۸۷ عمدۃ المطالب ص ۳۳۴ ابصار العین ص ۲۶ مطالب السؤل ص ۲۱۵ ابن ابی الحدید جلد ا ص ۵۰۶ منہج للقال طبع ایران ۱۲۶۷ھ

## جناب ام البنین کا ماں کی طرف سے نسب نامہ

لسان الملک کہتے ہیں کہ ام لنبین کی ماں لیلیٰ بنت شہید ابن ابی بن عامر بن الا عب لاسنہ بن مالک بن جعفر بن کلاب تھیں۔اور لیلیٰ کی ماں ثماسہ بنت سہیل بن عامر بن مالک ابن جعفر بن کلاب تھیں اور ثماسہ کی ماں عمرہ بنت طفیل (فارس قرزل) ابن مالک الا حزم بن جعفر ابن کلاب (رئیس الہوازن) تھیں۔اور عمرہ کی ماں کبشہ بنت عروۃ الرجال بن عتبہ بن جعفر بن کلاب تھیں۔اور کبشہ کی ماں ام الخشف بنت معاویہ (فارس) قبیلہ ہوازن بن عبادہ بن عقیل بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ تھیں۔اور ام الخشف کی ماں فاطمہ بنت جعفر بن کلاب تھیں اور فاطمہ کی ماں عاتکہ بنت عبد شمس بن عبد مناف ابن قصیٰ ابن کلاب تھیں۔اور عاتکہ کی ماں آمنہ بنت وہب بن عمر بن ناصر بن فعین بن حارث بن ثعلبہ بن داؤد بن اسد بن حزیمہ تھیں۔اور آمنہ کی ماں دختر مجد بن صبیحتہ الا اغز بن اقیس بن ثعلبہ بن عکاشہ بن صعصعہ بن علی بن بکر بن وائل بن ربیعہ بن نزار تھیں اور ان کی والدہ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



دختر مالک بن قیس بن شیبة تھیں۔اوران کی ماں دختر ذوالراسین خشین بن ابی بن عصم ابن شمخ بن فزارہ تھیں اوران کی ماں دختر عمر بن عوف بن سعد بن دینابن بغیض بن الریب ابن غطفان تھیں (ناسخ التواریخ جز۳ص ۲۰۳ طبع ایران)علامہ کنتوری لکھتے ہیں فھی کرمۃ الا صل طیبۃ الولادۃ جناب ام النبین شریف خانوادہ سے پاکیزہ اور بے داغ تھیں۔ان کا نسب نہایت ہی عمدہ تھا۔مائتین ص ۴۴۰)

## جناب ام النبین کی خواستگاری کے لیے حضرت عقیل کا جانا

حضرت عقیل نے حضرت علیؑ سے جناب ام النبین کی کمال مدح و ثنا کرنے کے بعد کہا" اگراجازت فرمائی دے را خواستگاری کنم۔اگراجازت دیں تو میں خواستگاری کے لیے جاؤں۔ عقیل راوکیل نمود۔حضرت عقیل کو وکیل بناکر کثیر مہردے کر قبیلہ کلاب کی طرف روانہ فرمایا۔حضرت عقیل خانہ عزام میں جا پہنچے آپ کو صدر مجلس میں جگہ دی گئی۔ادائے مراسم کے بعداز حزام ام النبین راخواستگار شد۔جناب ام النبین کے والد حزام سے ام النبین کے لیے سلسلہ جنبانی شروع کی۔حزام نے پوچھامیری لخت جگرکس کے لیے چاہتے ہو" فرمایا: حضرت علی ولی علیہ السلام برادر حضرت محمد مصطفیﷺ۔یعنی میں تاجدار مملکت کملات حضرت علیؑ برادر پیغمبر السلام علیہ السلام کے لیے خواستگاری کی خاطر آیاہوں یہ سن کر حزام فرط مسرت سے بیخود ہوگئے اور فوراًیہ کہتے ہوئے داخل خانہ ہوئے کہ میں ابھی ابھی عرض کرتاہوں۔



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



## جناب ام البنین اور حزام میں گفتگو

آپ نے گھر میں جا کر جناب ام البنین سے کہا کہ عقیل بن ابی طالب آئے ہیں۔اور علی بن ابی طالبؑ تیرے خواستگار ہیں ۔بیٹی ! تیری کیا رائے ہے؟ام البنین نے جب یہ سنا"در پیرہن نہ کنجد بے انتہا خوش ہوئیں اور کہا"اختیار در دست پدر است" بابا جان آپ کو اختیار ہے البتہ اتنا عرض کیے دیتی ہوں کہ میرے دل میں پہلے سے تمنا تھی کہ میرا شوہر بے مثل و بیظیر اور یکتا و بے ہتما ہو خوش نصیب کہ دلی مراد بر آنے کے اسباب پیدا ہو گئے۔میں بالکل راضی ہوں اختیار آپ کے ہاتھ میں ہے۔حزام گھر سے باہر آئے۔حضرت عقیل نے پوچھا" حزام کیا کہتے ہو" عرض کیا۔"میں آپ کے قربان کہنا کیا ہے علیؑ سے رشتہ قائم کرنا عین سعادت ہے۔اس سلسلہ میں علیؑ کو فروغ نہ ہو گا بلکہ "شرف و افتخار باباشد"میری خوش قسمتی کا باعث ہے۔ عقیل !جب دن تاریخ درست سمجھو میری نور نظر لخت جگر کو علیؑ کی خدمت گزاری کے لیے لے جاؤ"جناب عقیل نے واپس آکر صورت حال حضرت علیؑ کی خدمت میں عرض کی ۔حضرت علیؑ نے خوشی کا اظہار فرمایا فتر و جھا امیر المومنین اور ام النبین کے ساتھ عقد کر لیا۔پھر چند عورتوں کو خانہ حزام میں بھیجا گیا کہ وہاں سے ام النبین کو لے آئیں۔

## جناب ام النبین خانہ امیر المومنینؑ میں

عورتیں گئیں اور جناب ام النبین کو آراستہ و پیراستہ کر کے لے آئیں اور حضرت علیؑ کی خدمت میں پیش کیا ام النبین فرماتی ہیں کہ میں ساری دنیا کو عورتوں پر اس بارے فخر کیا



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



کرتی تھی کہ میں فاطمہ زہراؑ کی کنیز اور تاجدار عالم کی زوجہ ہوں کہ حضرت ام البنین نے حضرت علیؑ کے گھر میں داخل ہوتے ہی ڈیوڑھی کو بوسہ دیا اور داخل حجرہ ہو کر سب سے پہلے حضرات امام حسنؑ و امام حسینؑ کو جو بیمار تھے اٹھا کر بٹھایا اور دونوں کے گرد تین دفعہ قربان ہوئیں پھر منہ چوما (زلفیں سونگھیں) اور رو کر عرض کی، اے میرے آقا اور میرے آقا زادو۔ مجھے اپنی کنیزی میں قبول کرو میں تم پر نثار۔ میں تمہاری خدمت کے لیے آئی ہوں تمہارے کپڑے دھووں گی اور بدل جان تمہاری خدمت کروں گی۔ تم مجھے اپنی خدمت کے لیے قبول کرو۔ (ریاض القدس جلد ۲ ص ۶۶ طبع ایران)

قارئین کرام!

جناب ام البنین کے اس طرز عمل سے حضرت علیؑ کے ساتھ ساتھ روح فاطمہ زہراؑ بھی مسرور ہوگئی اس لیے کہ ان کی دلی تمنا یہی تھی کہ میرے بعد علیؑ جو بھی عورت لائیں وہ میرے بچوں کی صحیح نگران ہو

◈ ◈ ◈

## حضرت عباسؑ کی ولادت

علامہ قزوینی لکھتے ہیں کہ حضرت ام البنین خانہ امیرالمومنینؑ میں مقیم رہیں ۔اور بصد مستعدی ہر خدمت کو فرض عین سمجھتی رہیں امیرالمومنین کی دعا اور تمنا بے اثر نہیں ہو سکتی تھی۔ لہذا وہ وقت آیا کہ حمل کا اظہار ہوا عقد کے بعد تقریباً ایک سال گزرتے ہی ایک چاند سا بچہ آغوش مادر میں آگیا (خدا لقّ الانس جلد ۲ ص ۶۷ طبع ایران) علامہ مامقانی رقمطراز ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام کے یہاں آنے کے بعد حضرت ام البنین کی گود بھر



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



گئی اور سب سے پہلا جو بچہ پیدا ہوا۔ وہ حضرت علیؑ کی تمناؤں کا مجوعہ تھا جس کا نام عباس بن علی رکھا گیا

(تنقیح المال ص ۱۲۸ باب العباس من ابواب العین طبع ایران)

## حضرت عباسؑ کی تاریخ ولادت

علمدار کربلا حضرت عباس علیہ السلام کا ۲۶ھ میں پیدا ہونا متفق علیہ ہے۔ کسی معتبر مورخ نے سن ولادت میں اختلاف نہیں کیا۔ سب یک زبان کہتے ہیں۔ ولد سنۃ ست و عشرین من الھجرت آپ ۲۶ ہجری میں پیدا ہوئے۔ (ابصار العین ص ۲۵ طبع نجف اشرف ۱۳۴۱ھ تنقیع المقال ص ۱۳۸ طبع ایران) لیکن تاریخ ولادت میں سخت اختلاف ہے (او ۲) جناب مولوی سید محمد ضامن صاحب کراروی ضلع الہ آباد نے اپنے رسالے جواہر زواہر قلمی کے صفحہ ۱۰۹ پر آپ کی تاریخ ولادت ۱۹ جمادی اول اور ص ۱۱۱ پر بقولے ۱۸ رجب المرجب تحریر فرمائی ہے ۳۔ جناب مولانا سید اکبر مہدی صاحب سلیم جزولی نے اپنی کتاب جواہر البیان کے ص ۳۷ پر بحوالہ محرق الفواد ۲۶ جمادی الثانیہ تحریر فرمایا ہے (۴) جناب شاہ محمد حسن صاحب صابری چشتی (صوفی) نے اپنی کتاب آئینہ تصوف کے ص ۲۴۴ طبع رامپور ۱۳۱۱ھ پر ۱۸ رجب تحریر کی ہے چنانچہ لکھتے ہیں:۔

حضرت عباس بن علی کرم اللہ وجہہ بتاریخ ۱۸ رجب المرجب بروز پنجشنبہ بوقت صبح مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے

۵۔ اہل ایران کے نزدیک آپ کی تاریخ ولادت ۴ شعبان المعظم ہے مشہد مقدس کے علمی



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ارگن ندائے ترقی ماہ شعبان ۱۳۵۰ھ کے ص ۲۲۷ پر مرقوم ہے نے بھی کتاب قمر بنی ہاشم میں یہی لکھا ہے۔جناب مولوی محمد ظفریاب صاحب زائر نے اخبار اثنا عشری دہلی ۸ مئی ۱۹۰۶ء کے ص ۱۱ کالم ۳ جمادی الاول تحریر فرمایا ہے۔ تحقیق:۔مذکورہ بالا اقوال پر جب تحقیقی نظر ڈالی جاتی ہے تو ۴ شعبان والے قول کو ترجیح نکلتی ہے۔یعنی اس کے علاوہ دیگر مستند ہونے کی وجہ سے نا قابل التفات ہیں اس لیے کہ اس مجلہ علمیہ میں علمائے نجف کی تحقیق کا حوالہ دیا گیا ہے۔یہ ظاہر ہے کہ ان کے مقابلہ میں غیر تق اقوال قابل اعتنا نہیں ہو سکتے۔دیکھئے علمائے بوقت شہادت آپ کی عمر ۳۴ سال تحریر کی ہے۔اگر پورے ۳۴ سال عمر شریف مانی جائے تو تاریخ ولادت کا ۱۰ ذی الحجہ ماننا گزرے ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ۱۰ ذی الحجہ کو آپ کی ولادت کا ہونا کسی غیر معتبر کتاب میں بھی نہیں ہے۔اسی وجہ سے صاحب تاریخ ائمہ نے یہ نتیجہ برآمد کیا ہے کہ آپ کی عمر ۳۴ سال چند ماہ تھی۔ص ۲۹۶ اب سوال یہ ہے کہ پھر عام علماء نے ۳۴ سال کیوں تحریر کی ہے۔اس کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے صرف عام کے مطابق تحریر کیا ہے اور ایسے استعمالات اردو میں بھی بکثرت موجود ہیں ۔غرضیکہ بوقت شہادت آپ کی عمر ۳۴ سال چند ماہ مانے بغیر چارہ نہیں تو اب دیکھنا یہ ہے کہ اقوال مذکورہ بالا میں سے کون سا قول ایسا ہے جو ۳۴ سال چند ماہ والی تحقیق کی تصدیق کر سکے۔یہ ظاہر ہے کہ ۳۴ سال کے بعد ''چند ماہ والی مدت'' جو ہے وہ کم سے کم تسلیم کی جائے گی۔اب ۴ شعبان ۲۶ھ کو تاریخ ولادت قرار دے کر ۱۰ محرم الحرام ۶۱ھ تک آپ کی عمر کا حساب کیا جاتا ہے تو غالباً ۳۴ سال ۵ ماہ ۶ یوم ہوتے ہیں۔جو دیگر تاریخوں کے حساب سے کم ہیں مختصر یہ کہ حضرت عباسؑ ۴ شعبان المعظم ۲۶ھ بمطابق ۱۸ مئی ۶۴۷ء یوم سہ شنبہ کو پیدا ہوئے۔



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



۴ ۔شعبان کو ارباب تحقیق نے مان لیا۔

## حضرت علیؑ کی پیشانی سجدہ خالق میں

بطن جناب ام البنین سے چاند سا بچہ پیدا ہو گیا۔لوگوں نے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کو مژدہ مسرت سنایا کہ ام البنین فرزند سے قمر منظر بوجود آور دہ ام البنین کے شکم مبارک سے ایک ماہ پیکر بچہ پیدا ہوا ہے حضرت علیؑ نے خبر مسرت پاتے ہی اپنی پیشانی مبارک سجدہ خالق میں رکھ دی مطلب یہ تھا کہ خالق! میری دلی تمنا بر آئی۔اب میرے حسینؑ کی امداد ہو سکے گی۔(ریاض القدس ا ص ۶۷)

## حضرت عباسؑ کی پہلی نظر چہرہ امام حسین علیہ السلام پر

تاریخ کے چہرے پر نظر ڈالنے والے جانتے ہیں کہ جب حضرت علی علیہ السلام پیدا ہوئے تھے اپنی آنکھوں کو اس وقت تک بند رکھا جب تک کہ پیغمبر اسلامؐ تشریف نہ لائے تھے جب آپ تشریف لائے۔اور اپنی آغوش میں تاجدار اسلام کو لیا تو آپ نے آنکھیں کھول دی تھیں۔اور چہرہ رسالت پر پہلی نظر ڈالی تھی۔(راحتہ ذی الصلاتہ فی محتبہ الصحابہ قلمی)شارح زیارت ناحیہ کی تحقیق ہے کہ جب حضرت امام حسینؑ کو خبر ملی اور آپ تشریف لائے اپنے بھائی کو آغوش امامت میں لیا۔کان میں اذان و اقامت کہی۔آپ نے فوراً آنکھیں کھول دیں اور سب سے پہلے چہرہ امام حسینؑ پر نظر ڈالی۔



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



## زبان امام حسینؑ دہن عباسؑ میں

تاریخ شاید ہے کہ جب حضرت علیؑ پیدا ہوئے تھے پیغمبر اسلام نے زبان مبارک دہن اقدس میں دے کر بزبان حال اقرار جانبازی لے لیا تھا یہی وجہ تھی کہ حضرت علیؑ شمع رسالت پر ہر وقت پروانہ وار نثار ہونے کو تیار رہا کرتے تھے۔ کسی وقت آنحضرتؐ کا ساتھ نہیں چھوڑا جب نبرد آزمائی کا موقع آیا نہایت ہی بے جگری سے لڑے جان نثاری کا وقت آیا تو آنحضرتؐ کے پسینے پر اپنا خون بہا دیا۔ ہجرت کے موقع پر تلواروں کے سایہ میں بیٹھی نیند سو کر دکھلا دیا۔ کہ حمایت اس کا نام ہے۔ حضرت امام حسینؑ بہ نص قرآنی حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کے فرزند اور حضرت عباسؑ حضرت علیؑ کے نور نظر تھے آنحضرت کا جو برتاؤ حضرت علیؑ ساتھ اور حضرت علیؑ کا جو سلوک حضرت محمد مصفیٰ ﷺ کے ساتھ تھا۔ وہی برتاؤ حضرت امام حسین علیہ السلام کا حضرت عباس کے ساتھ اور حضرت عباسؑ کا امام حسینؑ کے ساتھ ہونا چاہیئے

شارخ زیارت ناحیہ لکھتے ہیں کہ حضرت عباسؑ نے بھی پیدا ہونے کے بعد نہ ماں کا دودھ پیا اور نہ ہی دائی کا جب حضرت امام حسینؑ تشریف لائے اور آغوش مبارک میں لے کر دہن اقدس زبان اطہر دی تو حضرت عباسؑ نے اسے چوسنا شروع کر دیا۔ گویا امام حسینؑ نے اسی طرح اقرار جانبازی لے لیا جس طرح سرورؐ کائنات نے لعاب دہن چسا کر حضرت علیؑ سے عہد وفاداری لیا تھا۔ چنانچہ آپ تاعمر انا عبد من عبید محمد فرمایا کرتے تھے۔



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



# حضرت عباسؑ مسجد میں

حضرت امام حسینؑ لعاب دہن سے سیراب کرنے کے بعد حضرت عباسؑ کو لے کر عبا سے سایہ کئے ہوئے داخل مسجد ہونے اور حضرت علی علیہ السلام سے عرض کی باباجان! یہ بچہ مجھے بہت ہی پیارا ہے۔اس کی پرورش اور پرداخت میں کروں گا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا۔بیٹا بڑی خوشی کی بات ہے ۔امام حسین علیہ السلام مسجد سے واپس ہوتے ہوئے پھر عرض کرتے ہیں باباجان! کیاوجہ ہے کہ جب اس کی محبت جوش مارتی ہے تو ساتھ ہی ساتھ میرا دل بھی بھرآیاہے۔ حضرت علیؑ نے فرمایابیٹا خاصان خدا کے لیے خوشی اور غم توام ہیں۔آج یہ بچہ تمہیں مسرور کررہاہے لیکن ایک دن ایسا بھی آنے والاہے کہ تم الان انکسر ظھری کہہ کر روتے ہوگے امام حسینؑ نے اشارہ کی تفصیل چاہی۔آپ نے فرمایا:بیٹا جبریل امین تیری شہادت کا محضر نامہ لیے تھے اس میں مرقوم تھا الحسین سیّد الشھداء والعباس حامل اللّواء۔حضرت حسینؑ شہداء کے سردار اور عباسؑ علمبردار کربلا شہید ہوں گے ۔حضرت علیؑ نے فرمایاکہ میں نے رسول اللہؐ کو دوبار کہتے ہوئے سناہے کہ حسینؑ تین دن کے بھوکے پیاسے صحرائے کربلا میں شہید ہوں گے (ینابع المودۃ ص ۳۱۸، تحریر الشھاد تین سر الشھاد تین ص ۸۳ طبع لکھنؤ)اور عباس نہر فرات میں پر جاکر اپنے شانے قلم کرادے گا۔اے حسینؑ! ذرا عباسؑ کے شانے کھولو۔شانے کھولے گئے ۔حضرت نے اس پر دو نشان دکھلا ئے فرمایا۔ایک علم کا اور دوسرا سکینہؑ کی سوکھی مشک کا نشان ہے (ریاض الشھداء ص ۳۵۹ طبع دہلی ۱۳۵۲ھ)



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



# حضرت عباسؑ کی پیدائش اور حضرت علیؑ کا گریہ

علامہ صدر الدین قزدینی لکھتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام ایک دن وارد خانہ ہوئے ۔فرمایا میرے نور نظر کو میرے پاس لاؤ سفید پارچہ میں لپیٹ کر حضرت عباسؑ آپ کی آغوش میں دے دیئے گئے۔آپ نے چہرہ عباس کپڑے کو ہٹایا۔ماہے در سحاب دید'' چہرہ قمر بنی ہاشم پر نظر ڈالی اور فوراً پیشانی فرزند کا بوسہ دیا اس کے بعد اس پارچہ سے حضرت عباس کے ننھے ننھے ہاتھوں کو نکالا اور دست و بازو کلائی و سر پنجہ کو بغور دیکھا چشم مبارک سے آنسوؤں کے موتی ٹپکنے لگے آغاز نالہ وزاری کرد اور آپ نے رونا شروع کیا آپ کا رونا تھا کہ چاہنے والی ماں کے منہ کو جگر آنے لگا دست بستہ عرض کی آقا مگر میرے مولا !آپ نے میرے اس فرزند لبند کے ہاتھوں اور انگلیوں میں کیا دیکھا کہ اس قدر گریہ کرنے لگے آپ نے فرمایا کہ اے ام النین یہ مت پوچھو ام النبین نے اسرار کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کے وہ راز ہے کہ اس کو معلوم کر کے تم تاب ضبط نہ لا سکو گی لیکن ماں مضطرب دل میں کب سکون ہو سکتا تھا اصرار پر اصرار کرتی گئیں اور آپ یہی فرماتے رہے کہ تاب شنیدن نہ داری ''اے ام البنین تم سن نہ سکو گی۔الغرض آپ نے فرمایا اے ام النبین ! ارے آج وہ دن یاد آگیا جس دن ہمارے اس فرزند کے دونوں ہاتھ جفا جو اور ستم پرور مسلمانوں کی تلواروں سے کاٹے جائیں گے اس کے سر پر گرز آآہنی اور سینے پر نیزہ لگے گا اور یہ تین دن بھوکا پیاسہ زمین کربلا پر شہید کیا جائے گا (ریاض القدس جلد ۲ ص ۶۷) یہ سن کر حضرت ام البنین بے چین ہو کر رونے لگیں۔



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



## حضرت عباسؑ کی رسم عقیقہ اور آپ کا نام

عقیقہ اسلامی نقطہ نظر سے سنت موکدہ ہے (مفاتیح الشرائع قلمی ۱۲۴۰ء) آپ کی ولادت کے ساتویں دن یہ رسم عمل میں لائی گئی اور عباس نام رکھا گیا۔ قارئین کرام ! اس بہادر فرزند کا نام عباس رکھنا نہایت ہی مناسب تھا۔ اس لیے کہ شیر کا بچہ شیر ہی ہوتا ہے۔ علی علیہ السلام کا نام حیدر بھی تھا عمدۃ المطالب میں ہے کہ یسمی امیر المومنین علی حیدر لانہ حیدرہ من اسماء الاسد، امیر المومنین علیؑ کو حیدر اس لئے کہتے ہیں کہ آپ بڑے بہادر تھے اور حیدر شیر کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ تو جس طرح شیر کے ناموں میں سے ایک نام ہے اسی طرح عباس بھی ہے العباس من الاسماء الاسد۔ شیر کے ناموں میں سے ایک نام عباسؑ بھی ہے۔

## حضرت عباسؑ کا اسم گرامی اور لغات

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے نام نامی کے متعلق ارباب لغات کے بیانات پیش کئے جائیں۔ تاکہ اس کے نام وقعت کچھ اور بلند ہو سکے۔ ملاحظہ ہو:

۱۔ مسٹر یوایس مسیحی المنجد ص ۵۰۳ میں لکھتا ہے کہ عباس کے معنی زیادہ ترکش رو کے ہیں اور یہ شیروں کے ناموں میں ایک نام ہے

۲۔ راجہ راجیشور ابن راجہ امابیت راؤ اپنی کتاب افسر اللغات طبع حیدر آباد دکن ۱۳۲۳ء کے ص ۶۷۴ پر لکھتے ہیں کہ عباس اسم فرزند علی مرتضیٰ بمعنی شیر درندہ اور مرد پہلوان۔

۳۔ ملا عبدالعزیز بن محمد سعید اپنی کتاب لغات سعیدی طبع کانپور ۹ ۱۹۳ء کے ص ۳۵۶ پر



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



تحریر کرتے ہیں۔عباس شیر ترش رونام حضور سرور کائناتؐ کے چچااور حضرت علیؑ کے بیٹے کا۔

۴۔مصنف غیث اللغات فصل عین مع الباء طبع لکھنؤ کے ص ۲۵۰ پر لکھتے ہیں۔عباس بالفتح وتشدید ثانی بمعنی شیر درندہ ونام عم پیغمبر کہ خلفائے عباسیہ منسوب بادستند ونام فرزند علی کرم اللہ وجہہ کہ اززوجہ کہ بعد وفات حضرت فاطمہ بنکاح آوردہ بودند۔(ترجمہ)عباسؑ کے معنی شیر درندہ کے ہیں یہ نام آنحضرتؐ کے ایک چچا کا تھا جن کی طرف خلفائے عباسیہ منسوب ہیں اور یہ نام حضرت علیؑ کے ایک بیٹے کا تھا۔جو حضرت کی اس بیوی سے پیدا ہوا تھا جس سے آپ نے جناب سیّدہ کی وفات کے بعد عقد فرمایا تھا

۵۔صاحب لغات سرروی طبع لکھنؤ۱۸۷۷ کے ص۲۵۶ پر لکھتے ہیں (عباس نام عم آنحضرتؐ وفرزند علی مرتضیٰ ودرندہ شیر ومرد پہلوان

۶۔نوراللغات جلد ۳،ص۵۳۷ طبع لکھنؤ۱۳۴۷ھ میں ہے کہ عباس بمعنی شیر درندہ

۷۔جامع اللغات محمد رفیع طبع الہ آباد ۱۹۳۴ء کے ص۱۷۴ پر ہے"عباس آنحضرتؐ کے چچا کا نام جن کی اولاد سے خلفائے عباسیہ ہیں حضرت علیؑ کے ایک صاحبزادے جو کربلا میں شہید ہوئے۔

ان تفصیلات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عباس علیہ السلام شجاع تھے علامہ تحریر فرماتے ہیں کہ کمال شجاعت کی وجہ سے آپ کا اسم گرامی عباس رکھا گیا(کبریت احمر جز۳وص۲۴)اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت عباس علیہ السلام شجاعت علویہ کے ورثہ دار تھے اور حضرت علی علیہ السلام کی جتنی جاگتی تصویر تھے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



# حضرت عباسؑ کا عہد طفلی اور معرفت باری

غیاث اللغات ص ۳۴۵ میں ہے کہ یقین کے تین درجے ہیں (۱) علم الیقین (۲) عین الیقین (۳) حق الیقین، یہ ظاہر ہے کہ جو مدارج یقین میں سے جتنے درجے حاصل کر سکے گا۔ وہ اسی قدر معرفت باری کی منزلوں پر بھی فائز ہوگا۔ انجیل (یوحنا کے باپ ۱۴ آیت ۲۶ طبع لاہور میں ہے کہ حضرت عیسیٰؑ پانی پر چلتے تھے۔۔۔۔۔۔۔ الخ پیغمبر اسلام ارشاد فرماتے ہیں لوازداد یقینا لمشی علی الھویٰ اگر عیسیٰ کا یقین اور زیادہ کمال پر ہوتا تو وہ یقینا ہوا پر اڑتے۔ اب ذرا حدیث بساط کے ماننے والے اور خیبر میں ہوا کے دوش پر علیؑ کے قدم دیکھنے والے، علیؑ کے مدارج یقین کا اندازہ لگائیں۔ اور اگر انسانی طاقت اس کے اندازہ قاصر ہو تو علیؑ ہی سے پوچھیں کہ حضرت آپ کا یقین کس حد کا ہے تو وہ فرمائیں گے میں معرفت الہی کے بارے میں اتنا بڑھا ہوا ہوں کہ (لوکشف الغطاء لما ازدوت یقینا) کہ اب اگر پردے ہٹا دیئے جائیں تو بھی میرے حد یقین میں اضافہ ناممکن ہے۔

قارئین کرام ! باپ کا اثر بیٹے میں ضرور ہوتا ہے۔ اب علیؑ جیسے عارف باللہ کے صلب مبارک سے جو بچہ پیدا ہو اس میں بھی علوی کمال کی جھلک ضرور ہونی چاہیے۔ علامہ برغانی لکھتے ہیں کہ مروی ہے کہ حضرت عباس نہایت کم سنی کے عالم میں حضرت علی کے زانو پر بیٹھے ہوئے تھے اور دوسرے زانو پر جناب زینبؑ تشریف فرما تھیں امیر المومنینؑ نے دستور زمانہ کے مطابق تعلیم کے سلسلہ میں حضرت عباسؑ سے فرمایا نور نظریوں گنتی گنو کہو ایک عباسؑ نے کہا ایک پھر حضرت علیؑ نے فرمایا کہو دو۔ عرض کی گستاخی معاف میں ایک کا قائل ہوں کبھی دو نہ کہوں گا



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



اے باباجان ! مجھے شرم آتی ہے کہ جس زبان سے ایک کہہ کر وحدت باری کا اقرار کر چکاہوں اب اسی زبان دو کیوں کر کہوں۔(یہ تو شرک ہے) حضرت علیؑ نے اس معرفت میں ڈوبے ہوئے جواب کو سن عباسؑ کے لبوں کا بوسہ لے لیا(مجالس المتقین ص ۴۷ طبع ایران ۱۲۶۲ھ)

دیکھئے یہ ہے معرفت باری اور اس کو کہتے ہیں یقین خداوندی گودیوں میں کھیلنے والا بچہ کس طرح قرآن کی آیت" لا تتخذوا الھین اثنین " (دو خدانہ قرار دو) پر عمل کر کے اپنے کمال عقیدہ اور اپنی معرفت کا ثبوت دیتا ہے۔دراصل اسی آغاز کا انجام ہے کہ حضرت صادق آل محمدؐ حضرت عباسؑ کو خطاب نافذ البصیرت صلب الایمان دینے پر مجبور ہوئے (عمدۃ المطالب ص ۳۲۳)

قارئین کرام ! یہ تو حضرت علیؑ کے ایک زانو بیٹھنے والے کی معرفت کا ذکر تھا۔اب ذرا اس دوسرے زانو کی طرف بھی نظر کر لیجے۔جس پر ایک چھوٹی سی لڑکی بیٹھی ہوئی ہے لڑکا بھی علیؑ کے صلب سے اور لڑکی بھی علیؑ کے صلب سے لڑکا اگر اثرات علویہ سے بامعرفت ہے تو لڑکی بھی علوی اثر کی وجہ سے پر معرفت ہونی چاہیے مولانا سید علی شاگرد جناب سلطان العلماء تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عباسؑ کی گفتگو ختم ہوتے ہی زینب بنت علیؑ نے عرض کی ۔باباجان ! کیا آپ کے دل میں ہم لوگوں کی محبت ہے ۔آپ نے فرمایا بیشک عرض کی باباجان، کیا ایک دل میں دو محبتیں جمع ہو سکتی ہیں ۔یہ تو بظاہر ممکن نہیں ہے کہ آپ خدا کو چاہیں اور ہم لوگوں کی محبت بھی اپنے دل میں رکھیں ۔البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ آپ خدا کو دوست رکھتے ہوں۔اور ہم لوگوں پر شفقت و مروت فرماتے ہوں یہ سن کر حضرت علیؑ بے انتہا خوش ہوئے (مجالس علویہ باب ۱، ص ۹۳ طبع لکھنؤ ۱۲۹۲ئ)



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



## حضرت علیؑ کا حضرت عباسؑ کے دونوں ہاتھوں کا بوسہ لینا

جناب ام البنین نے ایک دن حضرت علیؑ کو دیکھا کہ عباس کو اپنے زانو پر بیٹھائے ہوئے ہیں اور ان کی آستین سمیٹ کر ان کی کلایوں کا بوسہ لے رہے ہیں اور زار و قطار رو رہے ہیں یہ دیکھ کر جناب ام البنین گھبرا گئیں اور بولیں۔اے میرے ولی و وارث آپ کا یہ کیا حال ہے فرمایا ام البنین ! یہ نہ پوچھو۔انہوں نے اصرار کیا۔آپ نے ارشاد فرمایا سنو اس کے ہاتھ ایک دن نصرت حسینؑ میں کٹ جائیں گے یہ سننا تھا کہ جناب ام البنین بے تحاشا رونے لگی ان کے رونے سے پورا گھر رونے لگا(قمر بنی ہاشم عربی علامہ عبدالرزاق ص۱۹ بحوالہ قمر بنی ہاشم فارسی ص۲۱)

## حضرت عباسؑ کا بچپن اور حضرت سید الشہداء کی خدمت

حسینؑ محضر نامہ دیکھ چکے تھے۔پیغمبر اسلامؐ سے سن چکے تھے اور حضرت علیؑ سے معلوم کر چکے تھے وہ جانتے تھے کہ واقعہ کربلا ہوگا۔اور ضرور ہوگا(ذخیرۃ المال علامہ عجیلی و مسند ابن حنبل جلد ا ص ۸۵)اور یہ بھی جانتے تھے کہ یہی برادر عزیز میرا پورا قوت بازو ہوگا۔اسی بنا پر آپ حضرت عباس سے بہت محبت کرتے تھے۔اور وہ بھی اپنے اوپر تمام احسانات کو جو سید الشہداء کی طرف سے ان کے متعلق تھے دیکھا کرتے تھے اور شمع امامت کے بچپنے ہی سے پروانہ بنے ہوئے تھے سنا جاتا ہے کہ حضرت عباسؑ فرط محبت سے امام حسین علیہ السلام کے پاؤں کی خاک اپنی آنکھوں سے لگالیا کرتے تھے

حضرت عباسؑ کو یہ گوارا نہ تھا کہ حسینؑ کی کوئی خدمت ایسی ہو جو ان کے علاوہ دوسرا بجالائے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



مسجد کوفہ کا مشہور واقعہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام تشریف فرماتھے آپ کے پہلوے مبارک میں آپ کے فرزند دلبند فروکش تھے۔ بادشاہ کربلا کو پیاس محسوس ہوئی ۔قنبر سے جو آپ کے خاندانی غلام تھے فرمایا اسقنی من الماء قنبر ذرا پانی تو پلانا۔ حکم پاتے ہی قنبر اٹھے حضرت عباسؑ نے جو اس وقت نہایت ہی کمسن تھے۔ قنبر سے فرمایا۔ ٹھہر و اپنے آقا کے لیے میں پانی لاؤں گا۔

حضرت عباسؑ پانی کے لیے گئے اور آب سرد کا ایک جام بھرا بچپنے کا عالم تھا۔ حسینی جام کو سر اقدس پر رکھا اور چلے گئے پانی چھلکا اور آپ تر ہوگئے حسینؑ کے پاس پہنچے۔ بدن مبارک پر چھلکا ہوا پانی دیکھا واقعہ کربلا یاد آگیا۔ اور آپ اشکبار ہوگئے چہل مجلس ص ۳۱۲ طبع لکھنوٗ اس واقعہ میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ کم سنی کی وجہ سے آپ نے سر پر پانی کا جام رکھا تھا لیکن میں کہتا ہوں کہ عباسؑ کو یہ دکھلانا تھا کہ میں اپنے آقائے کاموں کو سر آنکھوں سے کرتا ہوں۔

## حضرت عباسؑ کے بھائیوں کی پیدائش

حضرت عباسؑ کے حقیقی بھائی جناب عبداللہ جناب عثمان اور جناب جعفر تھے۔ حضرت عباسؑ کے تقریباً نو دس برس بعد بطن جناب ام البنین سے جناب عبداللہ پیدا ہوئے اور جناب عبداللہ سے دو سال بعد جناب عثمان بن علی پیدا ہوئے اور جناب عثمان سے تقریباً دو سال بعد جناب جعفر بن علی پیدا ہوئے جیسا کہ ابصار العین وغیرہ سے مستنبط ہوتا ہے۔

## عثمان کی وجہ تسمیّہ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



آپ کی پیدائش کے بعد حضرت علیؑ نے آپ کا نام عثمان تجویز کر کے فرمایا: سمیة باسم اخی عثمان ابن مظعون میں نے اس کا نام عثمان اپنے قوت بازو عثمان بن مظعون کے نام پر اس لیے رکھا ہے تاکہ ان کی یاد تازہ رہے (تحفہ حسینیہ جلد ا ص ۶۳ او مقتل عوالم ص ۹۳)

## جعفر کی وجہ تسمیہ

آپ کی پیدائش کے بعد حضرت علیؑ نے آپ کا نام جعفر رکھا تاکہ جعفر طیا کی یاد قائم رہے روی ا ن امیرالمومنین مسماۃ اخیه جعفر لجسه ایاه حضرت علیؑ نے ان کا نام جعفر اپنے بھائی جعفر ابن ابی طالب کے نام پر محض اس لیے رکھا تاکہ ان سے محبت کا ثبوت دیں ۔حضرت علی جعفر طیارؑ کو بے حد چاہتے تھے۔(ابصار العین ۳۵ طبع نجف اشرف)

## حضرت عباسؑ کی ماں کا نام اوران کی کنیت

مورخین کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت عباسؑ کی مادر گرامی کا نام فاطمہ کلابیہ تھا اور کنیت ام النبین تھی۔ لیکن اس امر میں فی الجملہ اختلاف ہے کہ آپ کی کنیت ام النبین (بیٹوں کی ماں) کب سے قرار پائی اکثر مورخین کا بیان ہے کہ جب حضرت عباسؑ اور عبداللہ و جعفر پیدا ہوئے تو آپ کی کنیت ام النبین قرار دی گئی لیکن علامہ کنتوری کہتے ہیں کہ کناھا ربھا ابو ر ھا تفا ؤ لا کہ ام النبین کی ماں لیلیٰ بنت شہید اور باپ حزام بن خالد نے پہلے ہی آپ کی کنیت ام النبین قرار دی تھی۔یعنی شگون کے طور آپ کو بیٹوں کی ماں کہا تھا تاکہ اس سے اس بات کا مظاہرہ ہو کہ ہم لوگوں کے دل میں تمنائیں ہیں کہ خدا سے صاحب اولاد اور بیٹوں کی ماں



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



قرار دے (ماتین کنتوری ص ۴۴۰ میرے خیال میں دونوں صورتیں قرین قیاس ہیں)

## جنگ صفین اور حضرت عباس علیہ السلام

صفین نام ہے اس مقام کا جو فرات کے غربی جانب رقہ اور بالس کے درمیان واقع ہے (معجم البلدان ص ۲۷۰) باب ص طبع مصر ۱۹۰۶ھ یہیں اسلام کی وہ قیامت خیز جنگ عالم وقوع میں آئی جو جنگ صفین کے نام سے مشہور ہے اس جنگ کے اسباب میں معاویہ کی چیرہ دستیوں اور تمرد وسرکشی کو پورا دخل ہے۔ معاویہ زمانہ خلافت حضرت عمر سے شام کا گورنر تھا۔ وفات عثمان کے بعد جب حضرت علیؑ ظاہری خلیفہ ہوئے اور عثمان حکومت آپ کے دست حق پرست میں آئی تو آپ نے معاویہ کے پاس کہلا بھیجا کہ مجھ پر جو قتل عثمان کی سازش کا الزام لگا کر شامیوں کو برفروختہ کررہے ہو اور اپنے آپ کو رسول اللہؐ کا منصوص خلیفہ مشہور کررہے ہو (سیر الآئمہ ص ۴۵) یہ تمہاری حرکت ناشائستہ اچھی نہیں ہے آپ کے متعدد احکامات کے بعد بھی جب معاویہ کے کان پر جوں نہ رینگی۔ اور آپ کو اس کا بھی قطعی علم ہو گیا کہ وہ مجھ سے برسرپیکار ہونے کے اسباب فراہم کررہا ہے تو آپ نے برسرممبر فرمایا: عذلت المعاویۃمن حکومت الشام میں نے حاکم وقت ہونے کی معاویہ کی شام کی گورنری سے معزول کردیا اور اب اسے حاکم شام تسلیم نہ کیا جائے (اکسیر التواریخ ص ۴۵) معاویہ جو خود حضرت علیؑ کو معزول کرنے کے لیے ہمہ تن فکر بنا ہوا تھا اسے جب معزول کی خبر ملی۔ تو اس نے آپ سے مقابلہ کی ٹھان لی۔ چنانچہ جنگ جمل اسی کا ساختشانہ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



تھی۔ جنگ جمل کے بعد آپ نے اس کو سمجھانے کی بڑی کوشش کی مگر کتے کی دم سیدھی نہ ہو سکی۔ معاویہ اب کھل کر میدان میں آنے کے لیے بے چین تھا۔ اسی حوصلہ اور بے چینی میں ایک لاکھ بیس ہزار کا لشکر لے کر حضرت علیؑ پر حملہ کے لیے چل کھڑا ہوا یہاں تک کہ مقام صفین میں آپہنچا علامہ دمیری لکھتے ہیں کہ اجمعو علی تتالہ قاتلھم اللہ خدا معاویہ اور اس کے ساتھیوں کو غارت کرے کہ ان لوگوں نے (عین ایمان) سے جنگ کرنے پر اجماع کر لیا (حیوۃ الحیوان جلد ا ص ۵۶)

## مقام صفین کی طرف حضرت علیؑ کی روانگی

جب حضرت علیؑ کو علم ہوا کہ معاویہ ایک لاکھ بیس ہزار (بقولے ایک لاکھ ساٹھ ہزار، تاریخ اسلام ص ۲۰) کا لشکر لے کر آگیا ہے تو آپ نے بھی تیاری شروع کر دی اور نوے ہزار افراد پر مشتمل لشکر لے کر صفین کی طرف روانہ ہو گئے۔

## حضرت علیؑ کا کربلا میں ورود

ابن حجر مکی لکھتے ہیں کہ آپ صفین کی طرف تشریف لے جا رہے تھے جب نینوا کے قریب پہنچے تو بروایت شعبی سال عن اسم ھذہ الارض فقیل کربلافکی حتیٰ بلاالارض من دموعہ آپ نے پوچھا اس زمین کو کیا کہتے ہیں کہا گیا اس کا نام کربلا ہے یہ سن کر آپ رونے لگے اور اس قدر روئے کہ آنسوؤں سے زمین تر ہو گئی ثم قال دخلت علی رسول اللہ وھویبکی فقلت ما یبکیک فقال انی عندی جبریل انفاًواخبرنی ان ولدی الحسین



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



يفتل بشاطی الفرات بموضع يقال له کربلاثمه قبض جبريل قبضة من تراب فشنئی اياه قلم ملک عينی ان فاضتا ه پھر آپ نے فرمایا ایک دن میں رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہیں روتا ہوا پایا میں نے پوچھا حضورؐ کو کس چیز نے رلا دیا۔ فرمایا ابھی ابھی جبرائیل آئے تھے اور مجھ سے کہا کہ کربلا کی زمین پر فرات کے کنارے آپ کے نور نظر شہید کر دیئے جائیں گے اب علی سنو! جب سے یہ سنا ہے کہ آنکھوں سے آنسو نہیں تھمتے ۔اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ یہ کہنے کے بعد جبریلؑ نے ایک مٹھی خاک دی اور کہا کہ اسے سونگھو اس کا سونگھا تھا کہ اشک آنکھوں سے جاری ہو گئے۔(صواعق محرقہ ص ۱۱۵ طبع مصر ۱۳۲۴ھ اخبارالہدی بحرانی ص ۲۹۴ رواتح القرآن ص ۴۹۸)احمد بن جبل کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے یہ بھی فرمایا۔فتیۃمن آل محمدیقتلون بھذالا رضۃ تبکی علیھم السماء والارض اسی زمین پر آل محمدؐ ایک برگزیدہ گرہ قتل کیا جائے گا جس کے غم میں زمین آسمان (خون کے آنسو )روئیں گے ۔ (مسند احمد بن جنبل جلد ا ص ۸۵ طبع مصر سرالشہادتین شاہ عبدالعزیز دہلوی ص ۱۷ طبع لدھنانہا۔اخبارالدول ص ۱۰۷ حیوۃ الحیون جلد ا ص ۵۱)

علامہ مجلسی تحریر فرماتے ہیں کہ جب حضرت علیؑ بہ نزدیکی نینوا سیدند آب پائے عسکر آنجناب تمام شدہ تشنگی بر ایشان غلبہ نمود نینوا کے نزدیک پہنچے تو آپ کے لشکر کا پانی ختم ہو گیا تھا اور تمام لوگوں پر پیاس کا حد درجہ غلبہ تھا انتہائی کوششوں کے بعد بھی پانی نہ ملا۔ ناگاہ ایک راہب پر نظر پڑی اس سے پانی طلب کیا اس نے جواب دیا کہ یہاں سے دو فرسنگ کے فاصلہ پر پانی دستیاب ہو سکتا ہے۔ یہ سن کر حضرت علیؑ نے روبقبلہ ہو کر ایک مقام کی طرف اشارہ کیا کہ اس جگہ کو کھودو تعمیل حکم کی گئی ایک چشمہ نمودار ہوا۔ لیکن اس کا منہ ایک بڑے گرانبار پتھر سے بند تھا۔ لشکروں نے لاکھ ہٹایا۔ مگر اس پتھر نے جنبش نہ کی پھر



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



یداللہ حضرت علیؑ خود بڑھے اور انگشت مبارک سے اسے سرکا دیا، شیریں پانی کا ایک چشمہ موجزن ہوا سب نے جی بھر کر پانی پیا مشکیز بھر لیے گئے ۔ چشمہ نظروں سے غائب ہوگیا راہب نے یہ ماجرا دیکھا کلمہ پڑھ کر دست امیرالمومنینؑ کو بوسہ دیا اور وہ ہمرکاب ہوگیا۔اس کے بعد قافلہ وہاں سے روانہ ہوا جب آپ کربلا پہنچے تو بے حد روئے (کشف الانوار ص ۱۹۲)حبیب السیر جلد ا ص ۵۶ جامع التواریخ ص ۲۳۸)

## شہادت حضرت عباسؑ کا تصور

کربلا پہنچ کر آپ ٹھہرے اور آپ کی آنکھ لگ گئی خواب دیکھا کہ ایک باغ ہے۔ایک جماعت آئی اور اس نے باغ کو قطع کر ڈالا ۔ پھر ایک خون کو دریا جوش زن ہوا۔امام حسینؑ اس میں شناوری کرنے لگے یہ دیکھ کر آپ کی آنکھیں کھول گئی۔واقعہ کربلا کے تمام واقعات سامنے آگئے اب کیا تھا علیؑ نے ہونے والے واقعات کے عمل میں آنے سے قبل نوحہ وماتم شروع کر دیا(کشف الانوار ترجمہ بحار جلد ۹ ص ۱۹۲)

## صفین میں حضرت علیؑ کا ورود

اپنے فرزند پر نوحہ وماتم کرنے کے بعد آپ صفین کی طرف روانہ ہوئے۔وہاں پہنچ کر آپ نے معاویہ کے لشکر کو دیکھا۔اپنی ساری فوج کو سامنے آنے کا حکم دیا۔سارا لشکر معاویہ کے مقابل آگیا۔



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



# آپ کے لشکر پر بندش آب

حضرت علیؑ کی تمام فوج معاویہ کے لشکر کے مقابل پہنچ گئی۔ابن ابوسفیان نے صفین کی طرف متوجہ ہو کر علیؑ کے پہنچنے سے پہلے ہی ابوالاعور کو چشمہ آب پر مامور کر دیا تھا کہ (جو اس علاقہ میں ایک ہی تھا) قبضہ کرلے۔جناب امیرؑ نے معاویہ کے مقابلے میں چھاؤنی ڈالی پانی کے روکنے کی خبر ہوئی صعصعہ ابن صوحان اور شیث ابن ربعی کی معرفت معاویہ کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ یہ لشکر نے پانی روک دیا لشکر کے ساتھ ضعیف کمزور اور بوڑھے بھی ہیں مناسب نہیں کہ مسلمانوں سے پانی روک لیا جائے اگر ہم تجھ سے پہلے وارد ہوتے تو ہر گز منع نہ کرتے ہم پانی پر لڑنے نہیں آئے ہیں بلکہ دین پر لڑنے آئے ہیں۔تاکہ خلق خدا پر حجت نوری ہو جائے مناسب ہے کہ لشکر کو لب دریا سے ہٹالے۔اور پھر لڑ حق و باطل کا فرق لڑائی سے ظاہر ہو جائے اور اگر تیری مرضی یہی ہے کہ جو گھاٹ کو لے لے اسی کی فتح سمجھی جائے تو ہم اس پر بھی رضامند ہیں اس پیغام کے پہنچنے پر معاویہ نے اپنے امراء سے مشورہ کیا عمرو بن عاص نے کہا اے معاویہ کیا تو اپنے خیال میں ساقی کوثر کو کنارے آب فرات پیاسا رکھ سکے گا

ولید بن عتبہ نے کہا کہ ان لوگوں میں اکثر قاتلان عثمان ہیں۔ان لوگوں نے کئی دن ان پر پانی روکے رکھا مناسب ہے کہ ہم بھی ان کو پیاس کی تکلیفیں پہنچائیں۔معاویہ نے ولید کی بات پسند کی اور سفیر ولید بن عتبہ کو برا بھلا کہتے ہوئے بے نیل و مرام واپس آئے جناب امیرؑ کے لشکری پیاس سے سخت بتاب ہوئے حضرت کے لشکر گاہ سے اس دوسرے مقام تک جہاں پانی دستیاب ہو سکتا تھا۔دو فرسخ کا فاصلہ تھا یہ حالت دیکھ کر اشتر اور اشعث جناب



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



امیر المومنین علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا یاامیر المومنین تمام لشکر پیاسا ہے اور معاویہ مع اپنے لشکر کے سیراب ہو رہا ہے۔ ہم لوگ کب تک خاموش رہیں۔اجازت دیجئے کہ ہم لڑیں اور پانی چھین لیں۔امیر المومنینؑ نے فرمایا اگر تم دشمنوں سے مغلوب و مقہور ہو کر جئے تو یہ زندگی عین موت ہے اور اگر دشمن پر مظفر و منسور ہوتے ہوئے مرگئے تو یہ عین حیات ہے الغرض اپنے آقاو سردار سے اجازت پاکر دس ہزار فوج لے کر گھاٹ کی طرف رخ کیااور ناچار لشکر اعداپر حملہ کیازور وشور کی لڑائی کے بعد گھاٹ ابوالاعور سے چھین لیا(تاریخ اسلام ص ۱۶۶)

## بندش آب توڑنے کے لیے امام حسینؑ کی روانگی

علامہ شیخ مہدی ماژندرانی لکھتے ہیں کہ حضرت علیؑ علیہ السلام کی نظر میں یہ لشکر کچھ کمزور پڑتا ہوا دکھائی دیافقام الیہ الحسین وقال یا ابت انا مضی الیہ یہ دیکھ کر حضرت امام حسینؑ کمربستہ ہو کر کھڑے ہوگئے اور خدمت پدر بزرگوار میں عرض کی۔ باباجان! پھراب تو میں جاتاہوں ان کو اجازت ملی آپ روانہ ہوگئے اور میدان جنگ میں پہنچ کر بڑی بے جگری سے جنگ کی کامیاب پلٹے گھاٹ پر قبضہ ہو گیالوگوں نے امام حسینؑ کی اس کامیابی پر مبارک بادی۔آپ رونے لگے لوگوں نے پوچھا۔مولا! یہ تو خوشی کا موقع ہے۔آپ گریہ کیوں کرتے ہیں ارشاد فرمایا۔ انا سبقتل لطف کربلا قربیا وحیداً عطشانافریداً مجھے اس وقت وہ وقت یاد آگیاکہ یہ میرانور نظر مستقبل قریب ہیں زمین کربلا پر یکہ وتنہا بھوکا



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



پیاسا شہید کردیا جائے گا(شجرہ طوبیٰ نجف اشرف ۱۳۵۴ھ لوائج الاحزن جلد ا ص ۲۱۶)

## حضرت عباسؑ امام حسینؑ کے جلو میں

علامہ محمد باقر خراسانی لکھتے ہیں کہ بعض کتابوں سے معلوم ہوتا ہے۔۔۔کہ حضرت اس دن اپنے بھائی امام حسینؑ کے جلو میں معین و مددگار کی حیثیت سے تھے جس روز معاویہ کے لشکر کا فرات سے قبضہ اٹھانا اور اپنا قبضہ بٹھانا مقصود تھا(کبریت احمر جز۳ ص۲۵ طبع ایران ۱۳۴۳ئ)ملا مقبل اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ حضرت عباسؑ جب لشکر اسلام پر بندش آب کو توڑنے کے لیے اپنے آقا کے ساتھ گئے اور کمال جانفشانی سے نبرد آزمائی کے بعد پلٹے تو حضرت علیؑ سے لشکر کی تشنہ لبی با چشم گریاں بیان کرنے لگے۔حضرت علیؑ کا دل بھر آیا۔اور ہونے والے واقعات کا آنکھوں میں نقشہ پھر گیا۔آپ نے حضرت عباسؑ کو اپنے قریب بلا کر فرمایا:اے فرزند!تو آج کے دن تشنہ لبی سے اتنا متاثر ہے۔کل وہ دن آنے والا ہے کہ تو اپنے تمام اعزاء اقربا و برادر سمیت کئی روز کی بھوک وپیاس میں زمین کربلا پر شہید کردیا جائے گا(واقعات مقبل قلمی ۱۲۳۲ھ)الغرض لشکر امیر المومنینؑ کے قبضہ میں پانی آگیا مسٹر ذاکر حسین لکھتے ہیں لشکر امام نے دریا پر چھاؤنی ڈال دی۔اور فریق مخالف کو پانی لینے سے روک دیا معاویہ نہایت ہی مضطرب ہوا عمرو بن عاص نے اس کو ملامت کرنا شروع کی اور کہا میں کیا کہتا تھا۔بتاؤ اگر علیؑ تمہارے ساتھ وہی سلوک کریں۔جو کل تم نے ان کے ساتھ کیا تھا تو تمہارا کیا حال ہوگا۔معاویہ نے کہا پھر اب کیا ہوگا عمرو نے کہا کہ محصور عثمان کو پانی کی مشکیں بھجوانے والا علی تمہاری طرح ہرگز پانی روکنے والا نہیں خجل و شرمندہ ہو کر



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



معاویہ نے اپنے اراکین دولت میں سے بارہ شخصوں مثل ضحاک ابن قیس بسر ابن ارطاۃ مقاتل ابن زید داؤد بکری۔ جوشب ابن ذی طلیم وغیرہ کی معرفت امیرالمومنین کی خدمت میں عرض کرا بھیجا۔ کہ ہم پر پانی بندنہ کریں۔ ساقی کوثر نے جواب میں فرمایا کہ ہم کسی پر پانی بند نہیں کرتے خاطر جمع رکھواس کے بعد اپنے سرداروں کو کہلا بھیجا پانی نہ روکو۔ اور منادی کرادی۔ پانی حلال ہے کسی کواس میں مضائقہ نہیں ہے دونوں لشکروں میں جس کی ضرورت ہو آدمیوں اور جانوروں کے لیے پانی لے جائے (تاریخ اسلام جلد ۲ ص ۱۹۸) صاحب تاریخ ائمہ لکھتے ہیں کہ معاویہ کے جواب میں عمروبن عاص نے کہا حضرت علیؑ! تم جیسے نہیں ہیں۔ وہ کفو کریم ہیں وہ ایسا نہیں کریں گے ص ۲۶۷ مختصر یہ کہ ذی الحجہ ۳۶ھ میں یہ جنگ شروع ہوئی اور محرم ۳۷ھ میں ملتوی رہ کر یکم صفر سے شب و درز گھمسان کی لڑائی رہی امیرالمومنینؑ نے اپنی روایتی بہادری سے دشمن اسلام کے چھکے چھڑا دیئے عمروبن العاص اور بشیر بن ارطاۃ پر جب آپ نے حملے کئے تو یہ لوگ زمین پر لیٹ کر برہنہ ہو گئے۔ حضرت علیؑ نے منہ پھیر لیا۔ یہ اٹھ کر بھاگ نکلے معاویہ نے عمرو بن العاص کو طعنہ دیتے ہوئے کہا تو نے اپنی شرم گاہ کے صدقہ میں جان بچائی۔ عمرو نے کہا یہی عین عقل مندی تھی (سیرۃ الائمہ ترجمہ کشف الغمہ ص ۴۲) جب بشیر بن رطاۃ نے اپنی برہنگی کا واقعہ بیان کیا تو معاویہ نے کہا کچھ مضائقہ نہیں یہ تو ہوتا ہی رہنا ہے کل عمرو بن العاص نے بھی تو یوں ہی اپنی جان بچائی تھی۔ مورخین کا بیان ہے کہ اس جنگ میں نوے لڑائیاں لڑی گئیں۔ ۱۱ روز تک فریقین کا قیام، مقام صفین میں رہا۔ معاویہ کے نوے ہزار اور حضرت علیؑ کے بیس ہزار سپاہی مارے گئے ۱۳ صفر ۳۷ھ معاویہ کی عیاری کی وجہ سے جنگ بندی ہوئی (تاریخ ائمہ ص ۲۷۱)



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



# تبدیلی لباس کی بحث

حضرت علیؑ جن کی تلوار کالوہامانا ہوا تھا۔ان کے متعلق علامہ دمیری لکھتے ہیں۔اذا ستسل قد واذاعترض قط جب طول میں تلوار لگاتے تھے تو جسم کے دو حصے کردیتے تھے اور جب عرض میں تلوار مارتے تھے تو دو ٹکرے کر دیتے تھے۔(حیواۃ الحیوان جلد ا ص ۵۲)اس صفین کی اہم اور تاریخی جنگ میں اکثر ایسے مواقع بھی پیش آئے کہ آپ نے بھیس بدل کر جنگ کی اور لباس تبدیل کرکے بنرد آزمائی کی۔یعنی اگر کوئی بہادر مبارز طلب ہوا تو آپ نے اپنے کسی صحابی یا عزیز کا لباس پہن لیا۔اور مقابلہ کے لیے تشریف لے گئے یہ محض اس لیے کرتے تھے کہ جب مقابل کو معلوم ہو گا کہ نبرد آزمائی کے لیے علیؑ آئے تو وہ واپس چلا جائے گا اور قتل ہونے سے بچ جائے

ا۔صاحب تاریخ ائمہ لکھتے ہیں کہ ایک دن حضرت نے پکار کر فرمایا کہ اے پسر ہند کیوں مسلمانوں کی خونریزی کرتے ہو خود میدان میں نکل آؤ میں اور تم جنگ کرتے ہیں۔مگر معاویہ کو میدان میں نکلنے کی ہمت نہ ہوئی۔تب حضرت علیؑ نے بھیس بدل کر میدان میں آئے۔اور آپ نے مبارز طلبی کی۔عمرو بن العاص نے حضرت کو نہ پہنچانا اور اس نے سامنے آکر رجز پڑھا۔حضرت علیؑ نے بھی رجز پڑھ دیا عمرو بن العاص کو معلوم ہو گیا کہ حضرت علیؑ ہیں پس وہ بھاگا(ص ۲۶۹)

۲۔علامہ عیسیٰ اربلی لکھتے ہیں کہ جب لشکر معاویہ سے مخراق ابن عبدالرحمن نکلا تو اس کے مقابلہ کے لیے مومل بن عبید اللہ آئے اور شہید ہو گئے۔پھر مسلم نامی صحابی تشریف لے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



گئے وہ بھی شہید ہوگئے۔تب حضرت علیؑ بھیس بدل کر تشریف لے گئے اور اسے واصل جہنم کیا اس کے بعد پھر لشکر معاویہ سے سات جوان یکے بعد دیگر آتے رہے۔اور حضرتؑ سب کو قتل کرتے رہے معاویہ نے اپنے غلام حرب سے کہا کہ اب تو جا اور اس جوان کو قتل کر۔اس نے تلوار کی برش دیکھ کر معافی چاہی۔تب آپؑ نے اپنے چہرے کو ظاہر کر دیا اور لوگوں نے جان لیا کہ یہ علیؑ ہیں پھر آپ واپس تشریف لے گئے (سیرۃ الائمہ ترجمہ کشف الغمہ ص ۴۵)

## حضرت علیؑ جناب ابن عباس کے لباس میں

علامہ شیخ جعفر شوستری رقمطراز ہیں: (ترجمہ) علامہ شیخ جعفر شوستری لکھتے ہیں کہ جنگ صفین میں حضرت علیؑ نے ایک موقع پر ابن عباس کا لباس پہن کر جنگ کی اور بہتوں کو قتل کیا۔معاویہ نے پکار کر کہا یہ ابن عباس نہیں ہو سکتے۔ابن عباس اتنے بہادر کہاں لوگوں نے کہا نہیں ابن عباس ہی ہیں۔معاویہ نے کہا نہیں نہیں ابن عباس نہیں ہیں وہ اتنے شجاع کہاں ہیں اگر تم چاہو تو آزمائش کر لو اچھا ایک دفعہ سب مل کر حملہ کرو۔سب نے مل کر حملہ کیا حضرت علیؑ اپنی جگہ سے حرکت بھی نہ کی۔تب لوگوں نے سمجھا کہ ابن عباس نہیں بلکہ علیؑ ہی ہیں۔الخ (فوائد المشاہد ص ۱۸۱م ۹ طبع بمبئی ۱۳۲۷ھ)

## حضرت علیؑ عباس بن ربیعہ کے لباس میں

علامہ ابن طلحہ و علامہ اربلی وغیرہ لکھتے ہیں کہ لشکر معاویہ سے ایک زبردست سوار برآمد



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ہوا جناب عباس بن ربیعہ بن حارث ہاشمی اس کے مقابلے کو گئے اور آپس میں گتھ گئے عباسؑ نے اسے ہلاک کر ڈالا۔ اور اپنے شامی گھوڑے پر سوار ہو کر واپس چلے معاویہ نے اپنے لشکریوں سے پکار کر کہا جو اس جوان ہاشمی کو قتل کرے گا اسے کافی مال دوں گا۔ یہ سن کر لشکر معاویہ سے قبیلہ بنی شحم کے دو زبردست دلیر میدان قتال میں آ کھڑے ہوئے اور للکار کہا اے جوان ( عباس ) ہم تجھ سے لڑنے کے لیے نکلے ہیں عباس نے کہا ذرا اپنے دامن کو ملک الموت کے چنگل سے بچائے رکھو اور تھوڑی دیر ٹھہرو کہ میں امیر سے اجازت لے آؤں ۔(سیرۃ الائمہ ترجمہ کشف الغمہ ص ۴۸) یہ کہہ کر حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اذن جنگ چاہا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا میرے قریب آ۔ جب وہ قریب آ گئے تو آپ نے ان کا سلاح جنگ اور گھوڑا لیا اور اپنا لباس اتار کر عباس کا لباس اور سلاح جنگ وغیرہ خود پہنا اور عباس کے گھوڑے پر سوار ہو کر میدان جنگ میں اس حال میں جا پہنچے کہ لوگ آپ کو عباس ہی جان رہے تھے۔(مطالب السول ص ۱۵۰ طبع لکھنؤ) جب آپ میدان میں پہنچے، مقابل نے پوچھا اپنے مالک سے اجازت لے آئے۔ اور انہوں نے اجازت دے دی حضرت نے یہ آیت؛ اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا! الخ کی تلاوت کی ان میں سے ایک نے بڑھ کر حضرت پر شمشیر کا وار کیا آپ نے اس وار کو خالی دے کر اس کے پیٹ پر تلوار لگائی اور وہ دو ٹکڑے ہو گیا پھر دوسرے نے بڑھ کر حملہ کیا۔ آپ نے اسے بھی جہنم رسید کیا جب یہ دونوں قتل ہو گئے تو معاویہ نے پکار کر کہا لشکریو! ہوشیار ہو جاؤ۔ یہ علی بن ابی طالبؑ ہیں

## حضرت عباس بن حارث کے روپ میں



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



علامہ شیخ مہدی ماژندرانی لکھتے ہیں کہ جب معاویہ کے لشکر سے ایک زبردست بہادر حمزہ نامی نکلااور اس کے مقابلے کے لیے عباس ابن حارث ابن عبدالمطلب لشکر حضرت علیؑ سے نکل کر چلے تو حضرت علیؑ نے عباس بن حارث کو قریب بلایااور ان کالباس خود پہنا اور میدان جنگ میں بلا کر اسے واصل جہنم کیا(شجرہ طوبیٰ ص ۸۹ طبع نجف اشرف ۱۳۵۴ھ)

## حضرت علیؑ اپنے فرزند عباسؑ کے لباس میں

علامہ عیسیٰ اربلی لکھتے ہیں، لشکر معاویہ سے کریب نامی ایک بہادر نکلااس لیے مبارز طلبی کی ۔اس کے مقابلے کو مبرقع خولانی نکلے اور شہید ہوگئے پھر ایک دوسرے صحابی نکلے وہ بھی شہید کرڈالے گئے(سیر الائمہ ترجمہ کشف الغمہ ۴۶ ) یہ دیکھ کر امیر المومنین نے اپنی ہئیت بدلی اور اس کے مقابلہ کے لیے آنکلے ۔(شجرہ طوبیٰ۔جلد ۲ ص ۸۹)علامہ موفق ابن احمد خوارزمی لکھتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے کریب ابن صباح حمیری سے جنگ کے موقع پر اپنے فرزند عباس کالباس اور گھوڑا بدلا تھا۔حضرت علیؑ نے اپنے نور نظر حضرت عباسؑ کوبلایا جو کم سنی کے باوجود مرد کامل تھے اور حکم دیا کہ اپنے گھوڑے سے اتر آؤ۔اور اپنے لباس کو اتار دو (آپ نے تعمیل حکم کی )پھر حضرت علیؑ جناب عباسؑ کے گھوڑے پر سوار ہوئے اور ان کو اپنے کپڑے پہنائے ۔اور اپنے گھوڑے پر سوار کیااور خود ان کالباس پہن لیاتا کہ کریب نبرد آزمائی سے بھاگے نہیں۔(مناقب اخطب خوارزمی ص ۱۶۹ قلمی)حضرت علی علیہ السلام تیار ہوکر عازم میدان ہوئے توعبداللہ ابن ابی حازبی نے عرض کی کہ مولا !آپ توقف فرمائیں۔اس سے میں جنگ کروں گا چنانچہ آپ اجازت کے بعد میدان جنگ گئے اور شہید ہوگئے (مناقب ص ۱۹۶) حضرت امیر المومنین نے جب صورت حال



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



کامشاہدہ کیاتوآپ خود ہی جنگ کے لیے نکل پڑے اور پہلے اسے نصیحت کی۔جب نصیحت کا اس پر کوئی اثر نہ ہو۔توآپ نے ذوالفقار کی ایک ضرب سے اس داخل جہنم کر دیا(سیر الائمہ ترجمہ کشف الغمہ ص۴۶ طبع بمبئی )ان تحریروں سے روز روشن کی طرح ظاہر ہو گیا کہ حضرت علیؑ نے جنگ صفین میں کئی دفعہ تبدیلی لباس کی ہے کریب سے جنگ کے موقع پر آپ نے اپنے فرزند عباس کالباس تبدیل کر کے جنگ کی ہے یہ اور بات ہے کہ بعض کوتاہ نظر مورخین اور بعض موجودہ زمانہ کے حضرات اشتباہ میں پڑے ہوئے ہیں کہ وہ عباس ابن علیؑ تھے یااور کوئی عباسؑ تھے(کبریت احمر ۲۵) ان حضرات کے اشتباہ کو دور کرنے لیے چند مفصلہ ذیل چیزوں کا تذکرہ ضروری ہے۔

۱۔جنگ صفین میں حضرت عباسؑ کی عمر ۲۔خوارزمی کی حیثیت اوران کی روایت کی تجزیہ

۳۔حضرت عباس کاقدو قامت

## ۱۔جنگ صفین میں حضرت عباسؑ کی عمر

تاریخوں سے ثابت ہے کہ جنگ آخر ۳۶ ھ سے شروع ہو کر ۳۷ ھ میں ختم ہوئی ہے اور حضرت ۲۶ ءمیں پیدا ہوئے ہیں۔۳۷میں سے ۲۶ گئے گیارہ بچے یا۲۶ میں سے گیارہ جوڑ دینے سے ۳۷ ہو جاتے ہیں پس معلوم ہوا کہ جنگ صفین میں حضرت عباس کی عمر ۱۱ سال تھی۔

## ۲۔علامہ خوارزمی کی روایت کا تجزیہ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



علامہ خوارزمی کی جلالت قدر میں شبہ نہیں ہے وہ فریقین کی نظر میں ممدوح سمجھتے ہیں۔ جس صراحت کے ساتھ انہوں نے تبدیلی لباس کے متعلق تحریر کیا ہے وہ خود اس چیز کو واضح کررہا ہے کہ موصوف نے بلا تحقیق نہیں لکھا۔ پھر عبارت کا تجزیہ بتایا ہے کہ آپ نے درست لکھا ہے (۱) ابنہ العباس یعنی علیؑ نے اپنے بیٹے عباس کو بلایا اس سے معلوم ہوا کہ انہیں عباس کا ذکر ہے جو علی کے بیٹے تھے۔(۲) وکان تاماً حضرت عباس کم سنی کے باوجود تام تھے اس کا مقصد یہ ہو سکتا ہے کہ گو وہ کمسن تھے لیکن عام مردوں سے زیادہ کامل تھے کسی شخص کے انسان ہونے میں دو چیزیں دلیل ثابت ہوتی ہیں ایک مرد کامل ہو دوسرے علم الفضل کا مالک خوارزمی نے ان دونوں چیزوں پر روشنی ڈال کر بتایا ہے کہ حضرت عباسؑ کمسنی کے باوجود انسان کامل تھے وغیرہ وغیرہ۔ علامہ محمد باقر خراسانی لکھتے ہیں۔ ابو الفضل بروایت خوارزمی در مناقت در صفین مرد تام کا ملے بود حضرت عباسؑ جنگ صفین میں مرد تام وکامل انسان تھے (کبریت احمر ص ۲۵ )اس کے علاوہ جناب صدر المحققین حضرت ناصر الملتہ اعلیٰ اللہ مقامہ سے جب میں نے جنگ صفین میں حضرت عباسؑ کے وجود کا سوال کیا تھا تو آپ نے اسی عبارت کا حوالہ دیا تھا۔ چنانچہ میں نے آپ ہی کے فرمانے پر اس قلمی کتاب سے اس عبارت کو نقل کیا تھا، جو علامہ سید تقی صاحب اعلیٰ اللہ مقامہ کے کتب خانہ واقع لکھنؤ عقب مسجد تحسین علی خان میں موجود ہے۔

## ۳۔ حضرت عباسؑ کا قد و قامت

کہا جاتا ہے کہ جنگ صفین میں حضرت عباسؑ صرف گیارہ سال کے تھے ،تو حضرت



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



علیؑ کا لباس بدلنا کیوں کر درست ہو سکتا ہے کیا حضرت عباسؑ کا لباس حضرت علیؑ کے جسم پر اور حضرت علیؑ کا لباس حضرت عباسؑ کے بر میں ٹھیک اتر سکتا تھا؟ میں عرض کرتا ہوں کہ مقتل عوالم ص ۱۴، ابصار العین ص ۲۶ تحفہ حسینیہ ص ۱۷۸ ناسخ جز ۲ ص ۲۸۹ میں ہے کہ۔ یر قب فرس المطھم ورجلاہ یخطان فی الارض جب آپؑ گھوڑے پر سوار ہوتے تھے تو آپ پاؤں زمین پر خط دیتے جاتے تھے (نظام العلماء مرزا رفیع طباطبائی لکھتے ہیں کہ حضرت عباسؑ بلندی قامت میں اپنے زمانہ کے تمام لوگوں سے ممتاز تھے (مفاتیح الکنوز ص ۱۴۲ طبع ایران ۱۲۹۸ھ) علامہ محمد مہدی نراقی لکھتے ہیں کہ حضرت عباسؑ جسامت اور بلندی قامت میں اپنے زمانے کے تمام لوگوں سے ممتاز تھے (محرق القلوب قلمی) ان عبارات سے واضح ہے کہ آپ نہایت ہی طویل القامت اور لمبے قد کے انسان تھے۔ اور آپ کا طویل القامت ہونا اس لیے تعجب خیز نہیں ہے کہ بقول لسان الملک اسلام میں دس آدمی ایسے گزرے ہیں جن کا طول قامت ہمارے لحاظ سے تقریباً پچیس ہاتھ تھا۔ جن میں حضرت عباسؑ کے اجداد میں ماں کی طرف سے ابن ربیعہ اور ابن طفیل اور باپ وزوجہ کی طرف سے عباسؑ ابن عبدالمطلب (عم رسولؐ) بھی تھے (ناسخ التواریخ جلد ۳ ص ۷۰۵) تو عرض ہے کہ اول تو حضرت عباسؑ کے آباؤ اجداد میں اتنے لمبے آدمی گزر چکے تھے کہ جن کی نظیر ناممکن سی تھی۔ دوسرے ان کے قریبی زمانہ میں بھی انہیں دس میں ایک قیس ابن سعد ابن عبادہ موجود تھے جو معاویہ کے دربار میں رہا کرتے تھے (ناسخ التواریخ) تو یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ آپ کے پاؤں دور کا یہ گھوڑے پر سے زمین پر خط دیتے تھے اب اگر عباس کے قدو قامت کو دیکھا جائے اس لحاظ سے کہ اس زمانہ کے قریب میں بھی پچیس ہاتھ کے آدمی تھے تو یہ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



کہاجاسکتاہے کہ زمانہ کانمو کا خیال کرتے ہوئے یوں توازن قائم کیا جائے کہ مثلاًچالیس سال کاآدمی ۲۵ہاتھ کالمباہوگاتوبیس سال کاآدمی ساڑھے بارہ لمباہوگااور گیارہ سال کاآدمی تقریباًساڑھے چھ ہاتھ لمباہوگا۔اور پھر بعض روایات میں ملتاہے کہ حضرت عباسؑ جب دوڑ کر گھوڑے پر سوار ہوتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ گھوڑے کی پشت پر ایک بہت بڑاٹیلہ رکھاہواہے اس سے بھی آپ کے نشوونما کی ارتقائی منزل کا پتہ چلتاہے۔اگر یہ نہ تسلیم کیا جائے کہ جنگ صفین میں آپ کاقد ساڑھے چھ ہاتھ لمبا تھاتو یہ ماننا بہر صورت ناگریز ہوگا کہ آپ اس وقت اچھے خاصے ڈیل ڈول کے انسان تھے اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت علیؑ کاقد اگرپست نہ تھاتو طویل بھی نہ تھاجیساکہ اسد الغابہ جلد۷ ص ۵۲ میں ہےاوراس میں شک نہیں کہ میانہ قدوالے انسان کالباس اس کے جسم پر جو کم سنی کے باوجود کافی طویل القامت ہواوراس کالباس اس میانہ قد والے انسان کے جسم پر ٹھیک اترے گا۔ان تمام تحریری کاوشوں کا نتیجہ یہ نکلاکہ جنگ صفین میں حضرت عباسؑ گیارہ سال کی عمر کے باوجود تقریباًاتنے قدوقامت کے مالک تھے کہ جتناایک میانہ قدکاانسان ہوتاہے لہذاحضرت علیؑ کاحضرت عباسؑ کے لباس بدلنے والی روایت غلط نہیں ہے یعنی حضرت علیؑ نے کریب نامی پہلوان سے جنگ کرنے کیلئے حضرت عباسؑ کالباس بدلا تھا

## جنگ صفین میں حضرت عباسؑ کی نبرد آزمائی

جبکہ یہ امر پایہ تحقیق کو پہنچ گیا کہ جنگ صفین میں حضرت عباس علیہ السلام موجوداور بہر صورت اس قابل تھے کہ اچھی نبرد آزمائی کر سکتے تھے تو کوئی وجہ نہیں کہ ایسی جو روائتیں



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ملیں جن سے حضرت عباسؑ کے جنگ کرنے کا پتہ چلتا ہو۔ انہیں باآسانی رد کر دیا جائے۔

## حضرت عباسؑ کے حوصلہ جنگ کی شہادت

علامہ باقر خراسانی لکھتے ہیں کہ جنگ کربلا سے قبل آنجناب در حروب و عزوات باشجاعان عرب محاربہ و مبارزہ نموداد مردانگی وادہ۔ حضرت عباسؑ اکثر لڑائیوں میں بڑے بڑے شجاعان عرب سے لڑ کر داد مردانگی حاصل کر چکے تھے (کبریت احمر ص ۲۴) پھر فرماتے ہیں:۔ نامدار و شجاع بغایت عالیمقدار بود جرأت و قوت از حیدر کرار میراث داشت دپیوستہ در معارک مقاتلہ ریت نصرت بر میافراشت حضرت عباسؑ بڑے بہادر اور ہمت والے تھے جرأت و قوت حضرت علیؑ سے ورثہ میں پا چکے تھے۔ اکثر جنگوں ہیں آپ نے رائت نصرت بلند کیا تھا اور دلیرانہ امداد کی تھی ص ۵۲ علامہ محمد مہدی نراقی لکھتے ہیں: بسیارے از بطال عرب کشتہ بود و پیوستہ در عزوارت و حروب لوائے فتح و ظفر بر داشتہ۔ حضرت عباسؑ نے اکثر بہت سے بہادران عرب کو قتل کیا تھا اور بہت جنگوں میں میں لوائے فتح و ظفر کو بلند کیا تھا (محرق القلوب م ۱۲ قلمی)

## جنگ صفین میں حضرت امام حسینؑ کی روانگی اور حضرت عباسؑ کی جانبازی

صاحب تحفہ یوسفیہ لکھتے ہیں کہ اسی جنگ صفین میں ایک مرتبہ محمد حنیفہ جنگ کرنے کے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



بعد پلٹے۔حضرت علیؑ نے پھر حکم جہاد دیا۔۔۔محمد حنیفہ نے عرض کی باباجان آپ مجھے امر بجہاد دیتے ہیں اور حسینؑ کو حکم جہاد نہیں ہوتا۔ارشاد فرمایااے بیٹے ! تم میرے فرزند ہو اور حسینؑ فرزند رسولؐ ہیں انہیں حکم جہاد کیسے دیا جائے یہ کلام حسینؑ کے گوش گزار ہوا۔آپ نے اپنے بزرگوار سے جنگ کی اجازت چاہی (تحفہ یوسفیہ ص ۵۵ طبع لکھنؤ ۱۳۱۷ ھ) سید الشھداء التماس دا سرار کرد۔امیرؑ بعلم امامت می دانست کہ دریں واقعہ آسیبے بوجود فرزندش حسین نمی رسد اجازت داد حضرت علیؑ کے انکار جنگ سید الشھداء نے التماس و اصرار شروع کیا حضرت علیؑ کو علم امامت سے معلوم ہو گیا تھا کہ فرزند رسول کو اس جنگ میں کوئی صدمہ نہ پہنچے گا۔لہٰذا آپ نے اجازت دے دی۔حضرت امام حسینؑ عازم جنگ ہوئے۔جب امام حسینؑ کے بھائیوں کو معلوم ہوا۔تو انھوں نے آپس میں کہااللہ ! اللہ ! ہم لوگ بیٹھے رہیں اور حسین ابن فاطمہ عازم میدان جنگ ہو غرضکہ سب بھائی آگئے اور تا دور ہمرکاب رہے (ریاض القدوس ص ۱۲۵ ) مگر مظلوم کربلا حضرت امام حسین علیہ السلام کے جان نثار حضرت عباس نامدار نے دیکھا کہ میرا آقا لڑنے کے لیے جارہاہے دل بے چین ہو گیا۔اگرچہ آپ اس وقت بہت کم سن تھے۔لیکن دلیرانہ حیثیت سے امداد امام حسینؑ کے لیے بڑھے۔اصحاب امیر المومنین کا بیان ہے کہ ناگاہ ایک برق سامنے سے چمک گئی یعنی ایک سوار اس طرح ایک سمت سے نکلا کہ یہ معلوم نہ ہو سکا۔وہ کون ہے اور دیکھا کہ درمیان صفوف لشکر درآیا۔نیزہ اس جرار کے ہاتھ میں تھا۔اس نے کمال غیظ سے نیزے کو حرکت دی اور بعض نوجوانان لشکر شقاوت اثر کو نیزے کی آنی پر اٹھا کر پھینک دیایعنی ایک کے بعد دوسرے کو ہلاک کرتا رہایہاں تک کہ تھوڑی دیر میں نوے اشقیاکو واصل جہنم کیاان شیرانہ حملوں کی وجہ سے لشکر میں غل مچ گیا۔یہ دلیر کون ہیں ؟ معلوم ہوا کہ قمر بنی



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ہاشم فرزند حیدر صفدر عباس حق شناس ہیں ۔۔۔۔الخ تحفہ یوسفیہ ص ۵۵ قمر بنی ہاشم ص ۱۰۱ طبع نجف اشرف)

## ابن شعثا سے حضرت عباسؑ کی جنگ

علامہ محمد باقر خراسانی تلیمند ملا حسین نوری لکھتے ہیں کہ جنگ صفین کے موقع پر ایک دن حضرت عباسؑ ( چہرہ پر نقاب ڈالے ہوئے )میدان جنگ میں پہنچے ۔آپ کی ہیبت اور سطوت کو دیکھ کر اصحاب معاویہ نے جرات نہ کی۔"پس معاویہ گفت بہ مرد شجاع از اصحابش کہ اور ابن شعثامی گفتند کہ بیرون رو بمبارزت ایں جوان"تو معاویہ نے اپنے اصحاب میں سے ایک بہادر کو چنا جس کا نام ابن شعثا تھا اور اس سے کہا کہ تو اس نوجوان سے جنگ کے لیے جا۔اس نے کہا کہ اہل شام مجھے دس ہزار سواروں کے برابر جانتے ہیں اس ایک جوان کے مقابلہ میں میرا جانا میری توہین ہے میں تعمیل حکم کے لیے اپنے فرزند کو بھیجتا ہوں چنانچہ اس نے اپنے ایک فرزند کو عازم جنگ کیا۔جب وہ پہنچا واصل جہنم ہو گیا۔پھر اس نے اپنے دوسرے لڑکے کو بھیجا۔وہ بھی اس نوجوان کے ہاتھوں قتل ہوا۔یہاں تک کہ اس نے پے درپے اپنے ساتوں لڑکوں بھیج دیا اور وہ یکے بعد دیگرے اپنے ٹھکانے پہنچ گئے۔پس ابن شعثا خود بمبارزت قدم جرات برداشت وآن جوان براو حملہ نمود"اب تو ابن شعثا سے نہ رہا گیا۔اس نے خود قدم جرات بڑھایا۔نقاب پوش بہادر نے اس مثل عقاب شکستہ بازو حملہ کیا اور ٹھکانے لگا دیا۔پھر کسی نے اقدام جرات نہ کیا۔لوگوں کو یہ شبہ ہوا کہ ھذا علی ابن ابیطالب ہیں ۔حضرت علیؑ جو اس جوان نقاب دار کے قریب تشریف لائے اور اس کے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



چہرے سے نقاب سر کائی۔اب لوگوں نے دیکھا۔یہ تو علی نہیں بلکہ ان شجاعت کے ورثہ دار حضرت عباسؑ علمدار ہیں ''(کبریت احمر جلد ۳ ص ۲۵ طبع ایران ۱۳۴۳ھ)

## جنگ صفین میں حضرت عباسؑ کی پیاس

صاحب فضائل الشہداء لکھتے ہیں کہ جنگ صفین میں حضرت عباس نبرد آزما تھے تو آپ پر پیاس کا زبر دست غلبہ ہوا۔آپ تاب ضبط لا سکے۔اور اپنے پدر بزرگوار کی خدمت میں عرض کرنے لگے۔ بابا جان پیاس ہلاک کئے دیتی ہے حضرت علیؑ نے ایک جام آب سرد کا اپنے نور نظر کو دیا۔ حضرت عباسؑ نے پانی پی کر عطش بجھائی اور خدا کا شکر ادا کیا۔جب آپ پانی پی چکے تو دیکھا کہ حضرت علیؑ کے گریہ گلوگیر ہے دست بستہ عرض کی۔ بابا جان رونے کا سبب کیا ہے فرمایا بیٹا! تمہاری اس عطش کے غلبہ نے ایک اور موقع کی پیاس کی یاد دلا دی جس میں روانی دریا کے باوجود تیرے لبوں تک ایک قطرہ پانی نہ پہنچ سکے گا۔ حضرت عباسؑ بابا! وہ کون سا زمانہ ہوگا اور کس سن میں واقع ہوگا؟ حضرت علیؑ: ''بیٹا! وہ ۶۱ ہجری میں پیش آئے گا'' حضرت عباسؑ: کیا اس وقت آپ نہ ہوں گے؟ حضرت علیؑ: ''بیٹا ہاں میں نہ ہوں گا '' حضرت عباسؑ بابا! میرے بھائی حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ تو ہوں گے ؟ حضرت علیؑ بیٹا! حسنؑ تو نہ ہوں گے مگر تمہارا آقا حسینؑ ہوگا اور وہ بھی تمہارے ساتھ پیاسا ہوگا'' حضرت عباسؑ بابا ہماری کون سی خطا ہوگی کہ ہم پر پانی بند ہوگا اور دریا کی موجوں کے باوجود ہم پیاسے رہیں گے؟ حضرت علیؑ ''بیٹا! تیری کوئی خطا نہ ہوگی۔ تو صرف رفاقت حسینؑ میں پیاسا رہے گا'' حضرت عباسؑ بابا کیا فرزند رسول حسینؑ پر بھی پانی بند رہے گا



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



؟"حضرت علیؑ بیٹا وہ اسی گروہ کے لوگ ہوں گے جو آج بھی تیرے سامنے ہیں تم لوگوں پر یہ پانی بھی بند کریں گے اور تمام اصحاب حتیٰ کہ تمام اقربا اور چھوٹے چھوٹے بچے بھی شہید کر دئے جائیں گے۔ حضرت عباسؑ "بابا! اس وقت ہمارا کیا فریضہ ہوگا؟ حضرت علیؑ بیٹا! اس وقت تو اپنی جان کو فرزند رسولؐ اور اہل بیت پر فدا کر دینا" (فضائل الشہداء باب ۲ ف ۲ ص ۱۱۰) غرضکہ ۱۳ صفر ۳۷ کو یہ جنگ ختم ہوگئی اور تمام لوگ اپنے اپنے گھر چلے گئے حضرت عباسؑ امام حسینؑ کی رفاقت میں رہے اور اس موقع کا انتظار کرتے رہے یہاں تک کہ ۶۰ ھ ۶۱ ھجری آگیا اور آپ نے وہ کارہائے نمایاں انجام دئے کہ جو سونے کے حرفوں سے لکھنے کے قابل ہیں

## جنگ صفین میں حضرت علیؑ کے دو شیر

۱۔ ابوالفضل ۲۔ ابوالحارث

یہ واضح ہے کہ عباس کے معنی شیر درندہ کے ہیں آپ امداد حسینؑ کے لیے کتم عدم سے خیر وجود میں تشریف لائے حسینؑ کی امداد فرمانا آپ کا فرض عین تھا آپ کی پرورش کی غرض ہی یہ تھی کہ امام حسین کے کام آئیں۔ چنانچہ آپ نے اسے بدرجہ اتم پورا کیا جیسا کہ آئندہ واقعات سے ظاہر ہوگا۔ آپ طفلی میں جس بے جگری کے ساتھ جنگ صفین میں لڑے اور حسین کی امداد کی اس کی ایک مثال اوپر بیان کی جا چکی ہے آپ ہی کی کنیت ابوالفضل تھی اب دیکھنا یہ ہے کہ ابوالحارث کون تھے۔ اور ان کے تذکرے کا یہاں مطلب کیا ہے چنانچہ گذارش ہے کہ حضرت علیؑ نے تو عباس جیسے فرزند کو حسین کی امداد کے لیے معین فرمایا تھا



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



یہ ظاہر ہے کہ عباسؑ اسی وقت تک امداد فرما سکتے تھے جب تک جان میں جان باقی رہے مرنے کے بعد تو بظاہر ہر امداد نہیں کر سکتے تھے اس لیے ضرورت تھی کہ حضرت علیؑ جناب عباسؑ کی شہادت کے بھی کوئی ایسا انتظام کریں کہ حسینؑ کی امداد کا سلسلہ بند نہ ہو چنانچہ اسی خیال کے تحت حسب تحقیق علامہ محمد باقر نجفی حضرت علیؑ نے بموقع جنگ صفین ایک بچہ شیر کو ایک گرگ کے حوالہ کیا اور ا بزرگ کند دہاں بچہ شیر وصیت کرد کہ زمین نینوا اقرار بگیرد۔ بروقت حسینش دریں بیابان لے بر افتاد۔ درآں وقت حراست بدن فرزندش بکند ۔۔۔الخ۔ رمرقات الایقان ص ۷۳ طبع نجف اشرف، ترجمہ) کہ وہ اسے پال پوس کر جوان کرے اور اس بچہ شیر سے وصیت کی کہ وہ زمین نینوا پر قیام پذیر ہو اور جب میرا حسین اس جگہ پر آئے اور دشمنوں کے ہاتھوں بے سر ہو جائے تو ان کے بدن کی حفاظت کرے۔

## حضرت علیؑ کی شہادت اور جناب عباسؑ

۲۱ رمضان کی وہ حشر انگیز اور قیامت خیز تاریخ ہے جس میں اسلام کے مالک دین وایمان کے سردار رسول کے حقیقی جان نثار و جانشین نے مسجد کوفہ میں زہر میں بجھی ہوئی تلوار سے شہادت پائی آپ کی شہادت واقع ہونے میں کسی کا ہاتھ تھا۔ اور کون آپ کی وفات کا سبب اعظم تھا اس میں اختلاف ہے علامہ حسین واعظ کاشفی کہتے ہیں کہ عبدالرحمن ابن ملجم مرادی کا ایک دن کوفہ کی گلیوں سے گذر ہوا اس نے ایک مکان میں کثیر مہ رخان عالم کو آتے جاتے دیکھا اور عمدہ باجوں کی آوازیں سنی۔ اس مکان کے قریب گیا جس میں سے عورتوں کا ایک گروہ نکلا۔ اس کی نظر قطامہ نامی عورت پر پڑی اس کے حسن نے اس کمینہ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



کے دل میں جگہ کرلی۔اس نے بڑھ کر پوچھا کیا تو شوہر رکھتی ہے اس نے جواب دیا چونکہ میری پسند کا شوہر مجھے نصیب نہیں ہوا اس لیے میں نے ابھی تک شادی نہیں کی ابن ملجم نے کہا۔کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ تو مجھے قبول کرلے۔اس نے کہا میرے عزیزوں سے کہو۔عزیزوں سے جب تذکرہ کیا گیا تو انہوں نے قطامہ کی مرضی پر چھوڑا قطامہ جو بہت آراستہ غرفہ بیت (کھڑکی) میں بیٹھی ہوئی تھی اس نے کہا اگر تم تین قسم کے مہر ادا کرسکتے ہو تو مجھے تم سے ہمکنار ہونے میں عذر نہیں ہے (۱) تین ہزار درہم نقد ادا کرو (۲) ایک اچھی گانے بجانے والی کنیز خدمت کے لیے لاؤ (۳) حضرت علیؑ کا سر کاٹ کر لاؤ۔یہ سن کر ابن ملجم نے کہا اول کی دو شرطیں تو منظور اور ممکن ہیں مگر تیسری شرط سے میں عاجز ہوں علیؑ وہ جس کی شمشیر کا لوہا مشرق و مغرب کے بہادروں کے قلوب مانے ہوئے ہیں بھلا مجھ سے یہ کیوں کر ہو سکے گا۔کہ ایسے بہادر کا سر کاٹ سکوں۔اس نے جواب دیا کہ مجھے تو دراصل سر علیؑ ہی درکار ہے میں پہلی دو شرطیں تجھ سے اٹھا لیں۔اب مہر میں صرف علیؑ کا سر چاہتی ہوں اگر وصال من خواہی ایں کار را قبول کن و گرنہ۔ع

اگر مجھ سے لطف حیات اٹھانا چاہتا ہے کہ علیؑ کا سر لا ورنہ تو میری صورت بھی نہ دیکھ سکے گا اس بدبخت مرادی نے اس زن نامراد کی شرط قبول کرلی۔اور مہر میں علیؑ کا سر دینے کا وعدہ کرلیا قطامہ کی مدد سے چند آدمیوں کو لے کر روئے بخدمت امیر نہاد حضرت علیؑ کے قتل کے لیے اُٹھ کھڑا ہوا۔ار وضتہ الشہدا باب ۵ ص ۱۹۸۔صاحب تاریخ ائمہ بحوالہ تاریخ طبری جلد ۵ ص ۸۶ پر لکھتے ہیں کہ واقعہ نہروان کے واقعہ کے بعد تین خارجیوں نے رائے دی کہ تین شخصوں معاویہ، عمرو ابن العاص اور حضرت علیؑ کی وجہ سے یہ انتشار بڑھ رہا ہے ان کو قتل کردیا جائے اس کے لیے ۱۹ رمضان مقرر ہوئی چنانچہ تینوں خارجی اپنی اپنی تلواریں زہر



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



میں بجھا کر روانہ ہوئے ایک دمشق میں معاویہ کے لیے دوسرا افسطاط مصر میں عمرو بن العاص کے لیے تیسرا ابن ملجم حضرت علیؑ کے لیے۔ معاویہ اور عمرو ابن العاص تو بچ گئے مگر ابن ملجم جب اس ارادہ سے کوفہ پہنچا تو مسجد کوفہ میں چھپ رہا حضرت علیؑ ایک شب حضرت امام حسنؑ کے پاس اور ایک شب حضرت امام حسینؑ کے پاس افطار کرتے اور تین لقموں سے زیادہ تناول نہ فرماتے جب ۱۹ رمضان ۴۰ ہجری کو حضرت نماز صبح کے لیے گھر سے جانے لگے تو گھر کی بطخیں چیخنے لگیں حضرت پر اس کا اثر ہوا اور مسجد میں تشریف لائے۔ اذان دی جب نماز میں مشغول ہوئے تو سجدہ کی حالت میں ابن ملجم نے سر پر تلوار ماری جس سے مغز تک شگافتہ ہو گیا آپ نے فرمایا "فزت برب الکعبۃ" بخدا میں اپنے مقصد میں کامیاب ہوا۔ المختار یخ ائمہ ص ۲۷۴۔ ان حضرات کے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ آپ کی شہادت یا تو قطامہ کی حرکت سے عمل میں آئی یا ان خارجیوں کی سازش اس کا سبب قرار پائی ہے لیکن جب آپ کی شہادت کے متعلق محققانہ نظر ڈالی جاتی ہے تو واقعہ اس کے خلاف ثابت ہوتا ہے۔

## علیؑ کی شہادت میں حکومت شام کا ہاتھ

معاویہ ! عمرو بن العاص جنگ جمل اور صفین کی حشر انگیز اور قیامت خیز جنگ دیکھ ہی نہیں بلکہ بھگت چکے تھے وہ بخوبی جانتے تھے کہ علیؑ کی زندگی میں ہمیں چین نصیب نہیں ہو سکتا ۔لہٰذا کسی نہ کسی صورت سے انہیں راہی جنت کر دیا جائے تا کہ اطمینان کی سانس لینا ممکن ہو سکے۔ اسی فکر میں لگے رہتے تھے یہاں تک کہ اپنی کوششوں میں کامیاب ہو گئے اور کامیاب کیوں نہ ہوتے جب کہ سازش کرنا ان کا طبعیت ثانیہ بن گیا۔ معاویہ نے ابن ملجم مرادی کو قتل



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



امیر المومنین کے لیے تیار کیا چونکہ وہ خوارج میں سے تھا اس لیے فوراً قتل امیر المومنین پر راضی ہو گیا اور اس نے مسجد کوفہ میں حضرت علیؑ کو شہید کر دیا۔

یعنی ملجم کا بیٹا وہ بے دین کتا جو لعنت و نفرین کا سزاوار ہے ایک عورت پر عاشق ہو گیا اور اس بدبخت کے لیے کہا جائے راہب روم سے بھی زیادہ کمینہ تھا وہ عورت معاویہ کے عزیزوں میں سے تھی اور خوشحال و مالدار اور خوبصورت وجوان تھی، معاویہ کو ابن ملجم کی عاشقی کا راز معلوم ہو گیا۔ اسی وجہ سے وہ تباہ ہو گیا معاویہ نے اس سے کہا۔ اے ابن ملجم اگر تو چاہتا ہے کہ در مقصود ہاتھ آئے اور قطار جیسی حسین عورت تیرے لیے حلال ہو جائے تو سن ایک ذرا بہادری تو کرنا پڑے گی اور حضرت علیؑ کا سر لانا پڑے گا۔ اس لیے کہ اس کا مہر خون علیؑ ہے چنانچہ اس نے حضرت کے سر اقدس پر ضرب لگادی۔ جب اسے لوگوں نے پوچھا کہ ایسا کیوں کیا تو اس نے جواب میں کہا۔ میں نے معاویہ کے کہنے سے ایسا فعل کیا مگر افسوس کہ کوئی فائدہ برآمد نہ ہوا (مناقب مرتضوی ص ۱۲۷۷) الغرح سر اقدس پر ضرب لگی منادی فلک نے الا قتل امیر المومنین'' کی ندادی آپ کی اولاد در اصحاب مسجد کوفہ میں جا پہنچے اپنے آقا کو خون میں غلطاں دیکھ کر فریاد فغاں کی آوازیں بلند کیں پھر حسب الحکم مکان لے چلنے کا سامان کیا ایک گلیم میں لٹا کر آپ کو اس صورت سے لے چلے کہ سرہانے امام حسنؑ پائنتی امام حسینؑ اور وسط میں حضرت عباسؑ لگے ہوئے تھے گھر پہنچنے کے بعد آپ نے صبح کو مخاطب کر کے فرمایا۔ اے صبح تجھے اسی خدا کی قسم ہے جس کے حکم سے تو برآمد ہوئی ہے مجھے بتا تو نے کبھی مجھے سوتا ہوا پایا ہے؟ یعنی تو گواہی دینا کہ رسول اللہؐ کے ساتھ ابتدائے جوانی سے یعنی جب سے نماز پڑھنی شروع کی ہے تو نے مجھے کبھی سوتا پایا۔ جب تو برآمد ہوئی جاگتا ہوا پایا۔ بارالہٰا تو گواہ رہنا کہ میں تیرا حکم بجالایا۔ تو نے جس چیز سے روکا اس سے باز رہا جس کا حکم دیا اس پر عمل کیا۔ تیرے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



پیغمبرؐ کے خلاف کوئی بات دل میں نہ لا یا۔الکرار ص ۴۰۲ طبع بنارس ۱۳۲۷ ھ اس کے بعد آپ کو دورہ ہوا۔ فلما افاق نادلہ الحسن قعباً من لبن نشرب منہ قلیلاً ثم نحاہ عن فیہ و قال احملوہ الی اسیر کم۔ جب دورہ سے افاقہ ہوا حضرت امام حسنؑ نے دودھ کا پیالہ پیش کیا تھوڑا سا پی کر آپ نے منہ ہٹا لیا اور فرمایا اسے اپنے اسیر ابن ملجم کو دے آؤ۔ اخبار ماتم صفحہ ۱۴۴ و کتب تواریخ

## حضرت علیؑ کا دست امام حسینؑ میں علمدار کربلاؑ کا ہاتھ دینا

اب حضرت علی علیہ السلام کی عمر کے آخری لمحات گذر رہے ہیں۔آپ نے اپنے بیٹوں کا انتظام شروع فرمایا اور ہر ایک کو مناسب امور و احکام سے باخبر کیا سب سے پہلے اپنے بیٹوں کو وصیت فرمائی کہ تم لوگ فرزند رسول الثقلین حسنؑ و حسینؑ کی نصرت و اطاعت سے منہ نہ موڑنا پھر امام حسنؑ کے ہاتھوں میں تمام اولاد کا ہاتھ دیا اور امام حسینؑ کے ہاتھوں میں دست حضرت عباسؑ دیا۔

## حضرت علیؑ کا اپنی اولاد کو وصیت فرمانا

علامہ مجلسی لکھتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے حضرت عباسؑ اور دیگر اولاد کو جو بطن فاطمہ سے نہ تھی طلب کر کے ارشاد فرمایا کہ "وصیت میکنم شمارا باں کہ مخالفت نہ کنیہ حسن و حسینؑ راخد شمار صبر دہد، در مصیبت من، میں تمہیں اس بات کی وصیت کرتا ہوں کہ تم لوگ فرزندان رسول الثقلین صلعم حسنؑ حسینؑ کی ہمیشہ یاری کرنا اور کبھی ان کی مخالفت دھیان



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



میں بھی نہ لانا میں تم سے رخصت ہوتا ہوں خدا تمہیں صبر عطا کرے (کشف الانور ترجمہ بحار جلد۹ ص ۲۱۷) علامہ کلینی چھ سندوں سے ایک روایت میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے اپنے بارہ بیٹوں کو جمع کر کے فرمایا۔ان ھذین ابنا رسول اللہ فاسمعو لھما واطیعوا وزر ھما "دیکھو یہ میرے دونوں نور نظر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے فرزند ہیں ان کے فرمان کو بگوش دل سننا اور ان کی پوری پوری اطاعت کرنا اور ہر قسم کی امداد میں سینہ سپر رہنا ۔(اصول کافی ص ۱۴۱ طبع ایران ۱۲۸۱ ھ)

## حضرت علیؑ نے امام حسنؑ کے ہاتھ میں سب بیٹوں کے ہاتھ دے دیئے

وصیت فرمانے کے بعد آپ نے حضرت عباس کے علاوہ اپنے تمام فرزندوں کے ہاتھ حضرت امام حسن علیہ السلام کے ہاتھ میں دے دیئے۔یعنی آپ نے سب کو امام حسن علیہ السلام کے سپرد کر دیا (کتب تواریخ و مقاتل)

## جناب ام البنین کا اضطراب

جناب ام البنین مادر گرامی حضرت عباسؑ نے جب یہ دیکھا کہ اپنے سب فرزندوں کو حضرت امام حسن علیہ السلام کے سپرد فرمایا ہے مگر میرے نور نظر عباس کو کسی کے حوالے نہیں کیا تو آپ نے انتہا پریشان ہوئیں اور کمال اضطراب میں گھبرا کر عرض کرنے لگیں



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



میرے سرتاج میرے آقا میرے مالک کیا اس ناچیز کنیز سے کوئی خطا سرزد ہو گئی ہے یا حسینؑ کے خادم عباس سے کوئیقصور ہو گیا ہے ؟سردار دو عالم جناب امیر المومنین علی ابن ابی مطالب علیہ السلام نے دریافت فرمایا۔ام البنین کیا بات ہے عرض کی مولا ! آپ نے سب بیٹوں کو امام حسن علیہ السلام کے سپرد فرمایا۔اور خادمہ زادہ عباس کو کسی کے حوالے نہیں کیا میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہوا جارہا ہے۔

## حضرت علیؑ کا گریہ

جناب ام البنین کے اس مضطربانہ سوال پر حضرت علیؑ و پڑے ''فبکی امیر المومنین و قال یاام البنین لو تعلمین ماتقر لینی''اور فرمایا اے ام البنین اگر تم اس راز سے آگاہ ہو تیں تو ایسا سوال نہ کرتیں عرض کی مولا !آگاہ فرمایئے۔میں تو یہی چاہتی ہوں کہ میرے فرزند کا ہاتھ بھی حسنؑ کے دست مبارک میں دے دیا جائے۔

## دست حسینؑ میں علمدارؑ کا ہاتھ

حضرت علیؑ نے تاجدار کربلا امام حسین علیہ السلام کو قریب بلایا اور عباسؑ علمدار کو بھی طلب فرمایا اور امام حسینؑ کے دست مبارک میں ان کے قوت بازو علمدار کربلا عباس بن مرتضیٰ کا ہاتھ دے کر ارشاد فرمایا۔بیٹا ! یہ تمہارے سپرد ہے میں اسے تمہاری غلامی میں دیتا ہوں پھر حضرت عباسؑ سے فرمایا بیٹا ! یہ تمہارے آقا ہیں ان کی رفاقت اور ان کی امداد تمہارا عین فریضہ ہے جب یہ کربلا کے میدان میں دشمنوں کے نرغہ میں گھر جائیں تو ان کی



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



مدد کرنا۔(ریاض القدوس ص ۶۹ خلاصتہ المصائب ص ۱۰۰ طبع نولکشور ۱۲۹۳ھ فضائل الشہداء باب ۲ف ۹ص ۱۱۱)علامہ کنتوری لکھتے ہیں ''ونوص امر العباس الی الحسین ولم یفوض الی غیرہ'' حضرت علیؑ نے جناب عباسؑ کو امام حسین علیہ السلام کے سپرد کیا اور کسی کے حوالہ نہیں کیا رمائتین ص ۴۴۱ مرقات الایقان جلد ۱ صفحہ ۴۰) جناب ام البنین اس خصوصی اعزاز کو ملاحظہ کرکے مطمئن ہو گئیں۔

## شہادت حضرت علیؑ پر جناب عباسؑ کا سر ٹکرانا

حضرت امیر المومنین وصیت سے فارغ ہو چکے اور تمام ضروری امور سے فرصت کے بعد خالق کائنات کی طرف سے روانگی سے حالات ظاہر فرمانے لگے اور ۶۳ سال کی عمر میں شب جمعہ ۲۱ رمضان کو نصف شب گزرنے کے بعد تمام اعزاواقربا احباب ! خادم اور اولاد کو ہاتھ ملتا چھوڑ کر راہی جنت ہو گئے ''اناللہ وانا الیہ راجعون'' آپ کا انتقال فرمانا تھا کہ اہل بیت کرام نے فلک شگاف نالے شروع کر دئے کوفہ کی ہر گلی و کوچہ سے صدائے گریہ بلند ہو گئی تمام بیبیاں بے حال تھیں غرضیکہ کائنات کا ذرہ ذرہ محو نالہ تھا۔ ہر ایک اپنے احساس کے موافق رونے میں مشغول تھا۔ ملا محمد حسین واعظ لکھتے ہیں کہ اس وقت حضرت عباسؑ فرط غم کی وجہ سے اپنے سر کو بار بار دیوار خانہ سے ٹکرا رہے تھے (اخبار ماتم ص ۱۵۲ طبع رامپور ۱۲۸۵ھ)

## صعصعہ بن صوحان کا ادائے تعزیت کے لیے آنا

آپ کی شہادت واقع ہو چکی آپ کی اولاد اور شیعوں غسل و کفن کے بعد آپ کی خبر یدی ہوئی



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



زمین نجف اشرف میں آپ کو دفن کر کے حسب وصیت قبر کو پوشیدہ کر دیا (ناسخ) اس کے بعد گھر واپس آئے لوگوں نے تعزیتیں ادا کیں چنانچہ جناب صعصعہ بن صوحان جو حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے۔ دولت سرائے امامت پر حاضر ہوئے اور فرواں بگریست آن گاہ امام حسنؑ و امام حسینؑ و محمدؑ و جعفر و عباس و یحییٰ و عون و عبیداللہ و دیگر فرزندان امیر المومنین علیہ السلام را تعزیت بگفت بے انتہا گریہ کے بعد حسینؑ اور عباس وغیرہ کو تعزیت ادا کی۔ اور بصد رنج والم واپس گئے (ناسخ التواریخ جلد ۳ ص ۲۹۱) اللہ اکبر! حضرت علیؑ شہید گئے اور ان کے ہمدرد تعزیت ادا کر رہے ہیں مگر معاویہ خوشیاں منا رہے ہیں خبر شہادت پاتے ہی سجدہ شکر ادا کیا (مرقات الایقان جلد ا ص ۱۶۱)

## حضرت علیؑ کی شہادت کا قطعہ تاریخ

ملا محمد عبدالجلیل خفی ساکن یوسف زئی ضلع مردان من مضافات پشاور نے آپ کی تاریخ وفات اپنی کتاب سیف المقلدین علی اعناق المنکرین جلد ۲ طبع لکھنو ۱۳۱۸ھ باب ۵ سلسلہ چہارم کے ص ۲۴۷ پر آپ کا قطعہ تاریخ شہادت میں لکھا ہے۔

## شہادت حضرت علی علیہ السلام اور جناب ام لنبین

جس طرح جناب خدیجہؓ کی حیات میں پیغمبر اسلام نے کوئی عقد نہیں فرمایا اسی طرح حضرت علیؑ نے بھی حیات زہرا علیہا السلام تک کوئی عقد نہیں کیا شہادت جناب فاطمہ کے بعد آپ نے آٹھ عقد کئے ہیں ان آٹھ بیویوں میں سے پانچ نے حضرت کی حیات میں ہی انتقال



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



کیااور بعداز شہادت امیر المومنینؑ سہ تن زندہ بود نخستین اسماءبنت عیسؓ(مادر محمد بن ابی بکر)دوم ام النبین (مادر حضرت عباسؑ) سہ دیگر خولہ حنیفہ (مادر محمدابن حنیفہ) ناسخ جلد ۳ص ۷۰۴ طبع بمبئی۔ان بیویوں نے یہ احساس رکھتے ہوئے کہ حضرت علیؑ ان سب کا بے حد خیال رکھتے تھے اوران کو چاہا کرتے تھے یہ طریقہ زندگی رکھا کہ حضرت کی شہادت کے بعد لم یز وجن بعدہ ان بیویوں نے اپنا پھر کوئی عقد نہیں کیا۔مناقب ابن شہر آشوب ماثر ندرانی جلد ۲ص ۱۶۲ طبع بمبئی جہاں تک تاریخی تحقیق کا تعلق ہے بآزادی یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان تینوں بیویوں میں جناب ام لنبین کو فوقیت ہے یعنی ان سب بیویوں نے جو بعد امیر المومنین عقد نہیں کیا۔ان میں قابل مدح صرف ایک ام النبین تھیں۔اس لیے کہ ان میں یہی ایک بیوی ہیں۔جن کا عقد حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ پہلا عقد تھا اور دوسری بیبیوں کا پہلا عقد نہ تھا۔ناسخ جلد ۳ص ۷۰۲ میں ہے کہ خولحنیفہ پہلے مکمل غفاری کے عقد یں رہیں ان سے ایک لڑکی عونہ نامی پیدا ہوئی۔پھر حضرت علیؑ کی خدمت میں آئی ان سے محمد ابن حنیفہ (متوفی ۸۱ھ) پیدا ہوئے صفحہ ۷۰۳ پر مرقوم ہے کہ اسمابنت عمیس سب سے پہلے جعفر بن ابی طالب کے عقد میں رہیں۔ان سے عبداللہ، عون، محمد پیدا ہوئے۔جعفر بن ابی طالب کے بعد حضرت ابو بکر کے عقد میں آئیں۔ان سے محمد بن ابو بکر وغیرہ پیدا ہوئے ،ان کے بعد حضرت علیؑ سے تزویج کی اوران سے یحییٰ بن علی پیداؑ ہوئے۔جناب ام النبین کا یہ عقد حضرت علیؑ کے ساتھ پہلا عقد تھا اب شہادت حضرت علیؑ کے بعد خولہ حنیفہ اوراسمابنت عیس کا عقد نہ کرنا کوئی اہمیت نہیں رکھتاالبتہ جناب ام النبین والد حضرت عباس کا عقد ثانی نہ کرناامتیازی نشان رکھتاہے۔



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



# حضرت علیؑ کی نسل اور حضرت عباسؑ

اس پر مورخین کا اتفاق ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب کی نسل پانچ فرزندوں سے بڑھی۔ نمبر ۱ امام حسنؑ۔ نمبر ۱ امام حسینؑ نمبر ۳ محمد ابن حنیفہ نمبر ۴ عباس ابن علیؑ نمبر ۵ عمر ابن علیؑ (ناسخ التواریخ جلد ۳ ص ۷۰۷ طبع بمبئی وغیرہ۔ ا

نمبر ا حسنؑ: ۳ھ میں پیدا ہوئے اور ۵۰ھ میں شہادت پائی۔ آپ کے آٹھ فرزند تھے: ا۔ زید ۲۔ حسن مثنیٰ ۳۔ عمر ۴۔ قاسم۔ ۵ عبداللہ ۶۔ عبدالرحمن ۷۔ حسن اثرم ۸۔ طلحہ

۲۔ امام حسینؑ: ۴ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۶۱ ھ میں انہوں نے شہادت پائی۔ آپ کے چار بیٹے تھے ا۔ امام زین العابدین ۲۔ حضرت علی اکبر ۳۔ جعفر ۴۔ علی اصغر

۳۔ محمد بن حنیفہ: ۲۱ ھ میں پیدا ہوئے اور ۸۱ھ میں انتقال کیا۔ آپ کے چودہ بیٹے تھے ا۔ علی۔ ۲۔ جعفر سے نسل بڑھی۔

۴۔ حضرت عباسؑ: ۲۶ ھ میں پیدا ہوئے۔ اور ۶۱ ھ میں شہادت پائی۔ آپ کے تین بیٹے تھے ا۔ فضل ۲۔ قاسم ۳۔ عبیداللہ (فضل و قاسم کربلا میں شہید ہوئے) عبیداللہ سے نسل بڑھی عبیداللہ کے پانچ بیٹے تھے (ا) عبداللہ (۲) عباس (۳) حمزہ (۴) ابراھیم (۵) فضل

۵۔ عمر: ان کی ماں ام حبیبہ تھیں اور رقیہ ۸۵ سال تک زندہ رہے ان کے ایک فرزند محمد نامی تھے جن سے ممدوح کی نسل چلی۔

# حضرت عباسؑ کی شادی خانہ آبادی

گیارہ سال کی عمر میں معرکہ صفین جھیلا تقریباً چودہ سال کے سن میں باپ کے سایہ سے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



محروم ہوئے دن گزرے راتیں گزریں نام خدا پورے طور پر جوان ہوئے ماں کے دل میں شادی کی تمنا تو تھی ہی۔ امام حسینؑ سے کہا سلطان دو عالم! کیا اچھا ہوتا۔ اگر میرے نور نظر کا گھر آباد کر دیا جاتا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے شادی کے انتظامات شروع کر دئے اور جناب عبید اللہ حضرت عباسؑ عبد المطلب سے ان کی دختر نیک دختر لبابہ نامی کی خواستگاری کی منظور ہوئی اور عقد ہو گیا۔ جناب مولوی سید اولاد حیدر صاحب فوق بلگرامی نے آپ کی زوجہ کا اسم گرامی ذکیہ تحریر کیا ہے (ذبح عظیم لیکن یہ درست نہیں ہے۔ اس لیے کہ مورخین کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ کی زوجہ محترمہ کا نام نامی لبابہ تھا لسان الملک اولاد حضرت عباسؑ کے سلسلہ میں تحریر کرتے ہیں: از وآنراز لبابہ دختر عبید اللہ ابن عباس ابن عبد المطلب دو پسر بود یکے فضل و دیگر عبید اللہ نام داشت کہ حضرت عباس کے لبابہ سے دو فرزند تھے۔ ایک فضل دوسرے عبید اللہ الخ (ناسخ التواریخ جلد ٦ ص ٢٨٩ طبع بمبئی) علامہ ابن قتیبہ عبید اللہ ابن عباس علمبردار کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں آمہ لبابہ بنت عبید اللہ بن عباسؑ، عبید اللہ کی ماں کا نام لبابہ تھا (المعارف ص ٩٦ طبع مصر ١٣٥٣ھ کبریت احمر)

## حضرت عباس علیہ السلام کی تعداد اولاد

حضرت عباس علیہ السلام کی اولاد میں سخت اختلاف ہے، ١۔ علامہ ابن قتیبہ لکھتے ہیں کہ حضرت عباسؑ کے ایک ہی فرزند عبید اللہ تھے (المعارف ص ٩٦ مصری) ٢۔ لسان الملک تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کے دو فرزند تھے ایک فضل دوسرے عبید اللہ (ناسخ التواریخ جلد ٦ ص ٢٨٩ طبع بمبئی و شجرہ طوبیٰ جلد ١ ص ١٢٦)



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



تبصرہ: نمبر ا۔کے متعلق عرض ہے کہ حضرت عباسؑ کے صرف ایک فرزند تسلیم کرنا کسی طرح بھی درست نہیں ہو سکتا۔اکثر مورخین کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت عباسؑ کی اولاد کربلا میں بھی شہید ہوئی اور ان کی نسل بھی بڑھی ہے۔ملاحظہ ہو ابن شہر آشوب ابصار العین ،تنقیح المقال عدۃ المطالب وغیرہ ایک ہی فرزند کا کمسنی میں شہید ہو جانا اور پھر اس سے نسل کا بڑھنا کیونکر ممکن ہو سکتا ہے۔لہٰذا معلوم ہوا کہ آپ کی اولاد ایک زائد تھی۔نمبر ۲ کے بارے میں عرض ہے کہ انہوں نے حضرت عباسؑ کی اولاد کو صرف دو میں محضر کر دیا ہے یہ قابل قبول نہیں ہے اس لیے کہ ایک فرزند کا مدینہ میں ہونا اور دو کا کربلا میں شہید ہونا ثابت ہوتا ہے۔نمبر ۳ کے بارے میں عرض کرتے ہے کہ آپ نے مرثیوں کے بھروسہ پر دو فرزند اور ایک دختر تحریر کر دی ہے۔علامہ محمد باقر قائنی خراسانی لکھتے ہیں کہ بعض قراء مرثی می خوانند کہ ابا الفضل را دخترے بود نامزد حضرت علی اکبر۔پس آں علی الظاہر از جعلیات است بعض مرثیہ خوان پڑھتے ہیں کہ حضرت عباسؑ کے ایک لڑکی تھی۔جو علی اکبر سے منسوب تھی۔بالکل جعلی اور فرضی ہے(کبریت احمر ص ۲۳)

ایضاح: ناظرین کرام ! ابن قتیبہ نے آپ کی اولاد ایک اور صرف ایک اور صاحب ناسخ نے دو بتلائی ہیں۔میں واضح کر چکا ہوں کہ دو سے زیادہ کا احتمال ہے،اب ملاحظہ فرمایئے۔علامہ ابو اسحٰق اسفرائنی نور العین فی مشہد الحسین کے ص ۵۹ پر تحریر کرتے ہیں کہ حضرت عباسؑ جب رخصت آخری کے لیے تشریف لائے تو ان کے دو بچے دامن سے لپیٹ کر پانی کی فریاد کرنے لگے وکان لہ زوجۃ وولدین الخ پھر ص ۶۱ پر تحریر کرتے ہیں کہ خیمہ سے دو ماہرو بچے نکلے احد ھما ابن العباس والثانی اخیہ القاسم ایک حضرت عباسؑ کے بیٹے اور دوسرے انہی کے بھائی قاسم اور امام حسینؑ سے اذن جہاد مانگنے لگے۔پھر حضرت نے فرمایا" کفا کما قتل



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



والد کما''تم دونوں کے لئے تمہارے باپ کا قتل ہی کافی ہے۔غرضیکہ پھر حضرت عباسؑ کے ایک فرزند کواجازت ملی اور وہ ، میدان میں گیا،رجزپڑھی دوسو پچاس آدمیوں کا قتل کیااور شہید ہوگیا۔پھر دوسرا انکلار جزپڑھی آٹھ سوآدمیوں کو قتل کیااور شہید ہو گیا۔پھر ان کے علاوہ علامہ محمد باقر بن محمد حسن خراسانی قائنی کبریت احمر کے تیسرے جز مسمّٰی بہ مکین الاس فی احوال ابی الفضل العباس کے صفحہ ۳۳پر لکھتے ہیں۔پس دوجوان از خیمہ بیرون آمدند مثل دوماہ یکے محمد بن عباس دیگرے برادر او قاسم بن عباسؑ بود کہ خیمہ سے دونو خیز لڑکے باہر آئے جو ماہ رو تھے،ایک محمد بن عباس اور دوسرے ان کے بھائی قاسم بن عباس امام حسینؑ نے فرمایا:تم دونوں کے لیے تمہارے باپ عباسؑ کی شہادت کافی ہے علامہ شہیر نے اپنی کتاب ابصارالعین یں حضرت عباس علیہ السلام کے بعد دو کم سن بچوں کی شہادت کاحوالہ دیاہے ترجمہ ابصارالعین ص ۴۸طبع حیدرآباد علامہ قزدینی اپنی کتاب ریاض القدوس وحدائق الانس جلد ۲ کے صفحہ ۳۵۸پر لکھتے ہیں کہ جب شام سے اہل بیت کالٹاہوا قافلہ مدینہ پہنچااوربشیرابن جزلم خبر لے کر داخل مدینہ ہواتو حضرت عباس کے ایک فرزند سے ملاقات کی۔الخ ان تمام اقوال پر نظر ڈالنے کے بعد اندازہ ہوتاہے کہ آپ کے تین فرزند تھے۔ایک فضل دوسرے قاسم تیسرے عبیداللہ۔فضل جن کو بعض مورخین نے محمد لکھاہے (ابن شہر آشوب جلد ۳ ص ۹۹و توضیح عزا ص ۲۲۰ طبع دہلی ۱۲۱۷ھ )اور قاسم کربلامیں شہید ہوگئے (نورالعین وریاض القدس)اور عبیداللہ باقی رہے جن سے حضرت عباسؑ کی نسل چلی واللہ اعلم۔واضح ہومیری تحقیق کی تصدیق علامہ قزدینی کی تحریر سے بھی ہوتی ہے وہ تحریر فرماتے ہیں ''عباس بن امیرؑ راسہ پسر بود'' حضرت عباسؑ بن علیؑ کے تین بیٹے تھے ملاحظہ ہوریاض القدس جلد ۲ ص ۶۴طبع ایران ۱۳۳۲ھ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



## حضرت عباسؑ کی کنیت

مورخین کا اجماع ہے کہ آپ کی کنیت ابوالفضل تھی" کان العباس یکنی اباالفضل" ( مقتل عوالم ص ۹۴ طبع ایران تحفہ حسینیہ جلد ۱ ص ۱۷۵ ناسخ التوریخ جلد ۶ ص ۲۸۹ وغیرہ یعنی فضل کے باپ حضرت امام حسین علیہ السلام نے بھی اس کنیت سے واقعہ کربلا کے سلسلہ میں آپ کو یاد فرمایا ہے چنانچہ سیدالشہداء نے بعد شہادت حضرت عباسؑ مرثیہ کے طور پر شعر پڑھا۔

اے میرے قوت بازو ابوالفضل (العباس) تم ہی میرے تمام معاملات اور امور کے مختار اور مالک و نگران تھے۔ تم نے میری رفاقت میں اپنی جان اسلام پر قربان کر دی۔

## وجہ کنیت

کنیت کا استخراج دو ہی چیزوں سے ہوتا ہے۔ اول اپنے بڑے بیٹے کے نام سے جیسے کہ حضرت محمدؐ مصطفٰی کی کنیت آپ کے فرزند قاسم کی وجہ سے "ابوالقاسم" تھی تفسیر صافی اور حضرت علیؑ کی کنیت ابوالحسن تھی دوسرے خصوصیت سے جیسے بقول علامہ قسطانی آنحضرت کی کنیت ابو القاسم اس لیے تھی کہ یقسم الجنۃ بین اھلھا میو اہب لدینہ جلد ۱ یعنی حضور سرورکائنات صلعم کی کنیت ابو القاسم اس لیے تھی کہ آپ جنتیوں کو جنت فرمائیں گے۔ (اخبار الفقیہ امرت سر ۱۴-۷ جون ۱۹۴۳ء صفحہ ۳ کالم ۳) اس کو یوں بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ مثلاً حضرت عباسؑ ہی کی کنیت (ابوالقربتہ) اس لئے تھی کہ آپ کو مشک سکینہ سے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



خصوصیت حاصل تھی (ابصار العین ص ۲۹ )اب دیکھنا یہ ہے کہ آپ کی کنیت ابوالفضل کس طرح قرار پائی ہے میرے خیال میں آپ کی کنیت اس حیثیت سے بھی کہ آپ کے دو بڑے فرزند کانام فضل تھااور اس حیثیت سے بھی کہ آپ فضائل و کمالات کے مالک تھے " ابوالفضل قرار پائی۔ علامہ عبدالرازاق قمر بنی ہاشم ص ۲۵ میں لکھتے ہیں کہ آپ کی ایک کنیت ابوالقاسم بھی تھی۔ جیساکہ جابر بن عبداللہ انصاری کی زیارت اربعین سے مستفاد ہوتا ہے وہ فرماتے ہیں، السلام علیک یاابوالقاسم السلام علیک یاعباس ابن علی۔

## حضرت عباسؑ علم الرجال میں

علم الرجال یا علم درایہ ہی وہ علم ہے جس پر تمام روایات کی صحت و توثیق کا دار و مدار ہے حضرت عباسؑ اپنے کمال علمی میں اور نفس ذکی اور شرافت نفسی اور معرفت حقیقی کی وجہ سے اس منزل اہم میں بھی اعلیٰ درجہ رکھتے ہیں علامہ مامقانی لکھتے ہیں "کان عدلاً ثقۃ تقیا۔ نقیاً نقیا" حضرت عباسؑ عادل اور ثقہ متقی اور شریف طینت و پاک شرست تھے۔ (تنقیح المقال ۔ باب العین ص ۱۲۸ طبع ایران ، علامہ نے جو صفات حضرت کے لیے رقم فرمائے ہیں روایت کی توثیق اور واجب القبول ہونے میں بس انہیں صفات کی ضرورت ہوا کرتی ہیں

## حضرت عباسؑ اور علم فقہ

علم فقہ و اصول ہی وہ علم ہے جو حلال خدا و حرام خدا اور دیگر ان چیزوں کو ظاہر کرتا ہے۔ جو ان کی معاشرتی زندگی میں مفید اور انسان کو احکام خدا پر عامل اور منہیات خدا سے روکنے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



والا ھوتا ہے۔ دنیامیں سینکڑوں قسم کے علوم موجود ہیں اور بافہم انسان ان میں کمالات حاصل کرتے ہیں لیکن کسی کو مجہتد نہیں کہا جاتا۔انسان اسی وقت مجتہد کہا جاتا ہے۔ جبکہ اس علم فقہ ہیں اور اصول ہیں کمال تام رکھتا ہو۔اور استنباط مسائل ہیں پوری صلاحیت کا مالک ہو۔آج بھی علمائے کرام نجف اشرف جاکر باب العلم سے اسی علم فقہ واصول کے جواہرات سے مالامال ہوتے اور مرتبہ اجتہاد حاصل کرتے ہیں۔ دنیائے اسلام کا اتفاق ہے کہ آج تک دنیا ہیں علیؑ سے بڑا کوئی عالم نہیں گزرا بعض مورخین کہتے ہیں کہ اگر علوم علیؑ کے مظاہرہ کا موقع دیا گیا ہوتا تو دنیا علم کی وسعت کو سنبھال نہ سکتی۔ خود رسول اکرمؐ کی حدیثوں میں اعلمھم واقضا علیؑ موجود ہے۔آنحضور صلعم نے آپ ہی کو باب مدینتہ العلم فرمایا ہے۔ حضرت علیؑ خود بھی فرمایا کرتے تھے: ''سلونی قبل ان تفقدونی'' اے میرے دنیا سے قبل جو کچھ پوچھنا ہو پوچھ لو۔ معزز مورخین مثلاً اجل فرماتے ہیں کہ علیؑ کا یہ وہ دعویٰ ہے جس کی جرات کسی اور اسلام یا غیر اسلام والے نہیں کی اور نہ قیامت تک کر سکتا ہے (اسدالغابہ جلد ۴ ص ۲۲)آپ فرماتے تھے: لوثینت لی الوسادۃ الخ اگر میرے لیے مسند قضا (فیصلہ) بچھادی جائے تو میں توارات والوں توارات سے انجیل والوں کو انجیل سے اور زبور والوں زبور سے اور فرقان والوں فرقان سے تسلی بخش اور قطعی جواب دے دوں اور فیصلہ کردوں۔ حضرت عباسؑ اسی باپ کے فرزند ہیں۔ دنیا یہ نا سمجھے کہ حضرت عباسؑ صرف ایک وفادار اور شجاع انسان ہی تھے بلکہ وہ امیر المومنینؑ کی طرح میدان وفا میں وفادار اور میدان قتال میں شجاع میدان علم میں زبردست عالم تھے۔اور علم بھی کیسا۔ علم فقہ جو سب سے زیادہ اہم ہوتا ہے ۔علامہ مامقانی لکھتے ہیں ''قد کان من فقھاء اولاد الائمۃ،، حضرت عباس آئمہ طاہرین علیہم السلام کی فقیہ اولادوں میں ایک زبردست فقیہ تھے (تنقیح المقال باب العین ص ۱۲۸ طبع



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ایران)علامہ قائنی خراسانی لکھتے ہیں: بدانکہ ابوالفضل ازکابر وافاضل فقہاو علماء اہلبیت بود بلکہ عالم غیر متعلم بود۔ معلوم ہونا چاہے۔کہ حضرت عباس فقہائے آل محمدؐ اور علمائے اہل بیت میں بڑی حیثیت کے مالک تھے۔بلکہ وہ عالم غیر متعلم تھے (کبریت احمر جز ۳ ص ۴۵)یعنی وہ ایسے عالم تھے جس نے کسی سے تعلیم حاصل نہیں کی مقصد یہ ہے وہ علم لدنی کے مالک تھے۔

## کیا حضرت عباسؑ میں امامت کی صلاحیت تھی

حضرت عباسؑ کی جلالت قدر کو دیکھتے ہوئے یہ یقین کرنا بیجا نہیں کہ ان میں امامت کی صلاحیت موجود تھی۔صادق آل محمدؐ فرماتے ہیں کہ ائمہ طاہرین کی امامت خدا کی طرف سے ہے۔نہ کسی کو اس عہدے کے قبول کرنے کا اختیار نہ اپنے بعد کسی کو سپرد کرنے کا اختیار ۔اگر علیؑ جیسے بصیر انسان بھی یہ چاہتے کہ اپنے بعد مثلاً حضرت عباسؑ کو امام بنادیں۔لم یکن لیفعل یہ کسی طرح ممکن ہی نہ تھا۔اس لیے کہ یہ لطف اور عہدہ خدا کی طرف سے خاص بندوں کے لیے معین ہے(اصول کافی ص ۱۳۹ طبع ایران ۱۲۸۱ھ)حدیث مذکور سے جہاں حضرت عباسؑ کی جلالت قدر کا پتہ چلتا ہے۔یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ میں امامت کی صلاحیت موجود تھی۔صادق آل محمدؐ کا میدان امامت میں حضرت عباسؑ کا ذکر فرمانا ہی صلاحیت کو واضح کرتا ہے

## حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت عباسؑ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



۴۰ھ میں حضرت علی علیہ السلام نے شہادت پائی۔آپ کے انتقال کے بعد حضرت حسن علیہ السلام ظاہری خلیفہ قرار پائے۔ان چالیس ہزار آدمیوں نے آپ سے بیعت کی جنھوں نے جنگ معاویہ کے لیے علیؑ سے بیعت کی تھی۔دفعتہ معاویہ نے آپ پر چڑھائی کردی اور ہزاروں کی فوج لے کر مقام مسکن میں اتر پڑا جو بغداد سے دس فرسخ نکریت کی جانب اوانا کے قریب ہے۔امام حسن علیہ السلام نے جب اس چڑھائی کی خبر سنی مجبوراً اس کی پیش قدمی روکنے کے لیے بڑھے فوج کا بڑا حصہ اپنے ہمراہ لے کر کوفہ سے ساباط میں جا ٹھہرے اور بارہ ہزار کی فوج قیس ابن سعد کی ماتحتی میں معاویہ کی طرف روانہ کردی۔اسی دوران میں معاویہ نے خفیہ طور پر یہ فریب شروع کردیا کہ ایک شخص کو مدائن بھیج کر امام حسنؑ کی فوج میں مشہور کردیا کہ حضرت حسنؑ کے سپہ سالار قیس معاویہ سے صلح کرلی ۔دونوں فوجوں میں اس خبر کا مشتہر ہونا تھا کہ بغاوت پھیل ہوگئی۔فوج آپ کے خیمہ پر ٹوٹ پڑے اور کل مال واسباب لوٹ لیا۔دوش پر سے رداا تارلی۔بعض گمراہوں نے رشوت کے زور پر حضرت کو معاویہ کے حوالے کردینے کاارادہ کرلیا۔حضرت کمال صدمہ کی حالت میں وہاں سے گورنر سعد مدائن کی طرف روانہ ہوگئے۔ایک خارجی نے راستہ میں موقع پاکر آپ کی ران میں ایسازخم لگایاجو ہڈی تک اتر گیا۔آپ اسی حالت میں قصر مدائن تک پہنچے۔سعد نے مرہم پٹی کی۔حضرت اچھے ہوگئے۔آپ چھ ماہ تین یوم خلافت کے بعد ۲۴ ربیع الاول ۴۱ ہجری کو مکار زمانہ دشمن اہلبیت سے صلح کرکے مدینہ منورہ تشریف لے گئے (تاریخ ائمہ ص ۳۳۲) مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد بھی آپ کو چین سے رہنے نہ دیا گیا۔معاویہ نے جعدہ بنت اشعث کے ذریعہ سے جو امام حسنؑ کی زوجیت میں تھی۔حضرت کو شہد میں زہر ملا کردیا۔آپ بچ گئے۔پھر خرمہ میں زہر دیا۔لیکن آپ اچھے ہوگئے مگر طبیعت صاف نہ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ہوئی۔ تبدیلی آب وہوا کی سخت ضرورت تھی لہذا آپ موصل کی جانب روانہ ہوگئے۔

## حضرت عباسؑ کا امام حسنؑ کی معیت میں ہونا

اب نام خدا حضرت عباسؑ کم و بیش پندرہ سال کے ہیں بھائی کے موصل کی طرف جاتے ہوئے دیکھ کر عرض کی۔ بھائی خادم بھی ہمراہ ہی چلے گا تاکہ خدمت گزاری کا شرف حسب دستور حاصل کرتا رہے۔ بھائی نے اجازت دے دی۔ حضرت عباسؑ علیہ السلام ہمراہ روانہ ہوگئے۔ فاضل شہیر لکھتے ہیں: باعباس برابر باجان خویش و جمع شیعیان بموصل تشریف برد ۔آپ حضرت عباسؑ اور کچھ شیعوں کو لے کر موصل تشریف لے گئے۔ اور ایک مدعی محبت کے گھر میں قیام فرمایا چند دنوں کے بعد معاویہ کی سازش سے اس کی نیت بھی بدل گئی اور اس نے بھی زہر دے دیا مگر خدا نے شفا عطا کی۔ پھر ایک ملعون نے عصا کی اہنی انی کو زہر میں بجھایا اور اسے لے کر مسجد کے باہر چھپ کر کھڑا ہو گیا جب آپ نماز سے فرغ ہو کر باہر نکلے تو اس نے وہ زہر میں بجھی ہوئی عصا کی انی حضرت کے پاؤں میں چھبو دی۔ جس سے آپ کو سخت اذیت پہنچی۔ اصحاب نے اسے گرفتار کر لیا۔ اور پوچھا کہ اسے سزا دی جائے۔ آپ نے فرمایا جانے بھی دو۔ یہ قیامت میں اندھا مشہور ہوگا۔ جب زہر نے زیادہ زور کیا۔ اور جراح نے زخم کو خطرناک بتلایا۔ تو اصحاب نے ملزم کے چھوٹ جانے پر اظہار افسوس کیا۔

## حضرت عباسؑ نے سزا دے دی

ایک دن وہی ملعون موصل سے کہیں باہر جارہا تھا حضرت عباسؑ کی نظر پڑی۔ شیر کے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



سامنے رو با آگیا۔ اس نے ہاتھ میں عصا بھی وہی تھا حضرت کو جلال آگیا اور عصا چھین کر اس کے سر نجس پر لگا یا۔ سر شگافتہ ہو گیا الخ (طوفان بکا شعلہ چہارم طبع ایران ۱۳۱۴ھ)

## شہادت امام حسنؑ پر عباسؑ کی حالت

۵۰ھ کا ماہ صفر آگیا۔ معاویہ کی سازش سے جعدہ بنت اشعث نے ایسا زہر دیا۔ جس نے آپ کو جانبر نہ ہونے دیا۔ چنانچہ آپ ۲۸ صفر ۵۰ھ مطابق ۶۷۰ شہید ہو گئے۔ دمعتہ اساکبہ ص ۲۴۰ آپ کی شہادت پر تمام مدینہ میں کہرام برپا تھا۔ کوئی ایسا نہ تھا، جس کے گھر یں ماتم برپا نہ ہو، فاضل شہیر لکھتے ہیں۔ جہاں تمام متوسلین آپ کی شہادت سے گریاں تھے حضرت عباسؑ بھی رو رہے تھے اور کمال رنج کی وجہ سے رنگ ازوئے عباس پریدہ آپ کے چہرے کا رنگ اڑ ہوا تھا۔ اور آپ بے پناہ گریہ کر رہے تھے (طوفان بکا شعلہ دوم طبع ایران ۱۳۱۴ھ)

## حضرت عباسؑ اخلاق کی دنیا میں

علماء کا بیان ہے کہ حضرت عباس علیہ السلام رعب و جلال کے باوجود، خلق عظیم کی تصویر اور خلق حسن کے مرقع تھے۔ اپنے اور پرائے سب سے اخلاق کے ساتھ پیش آنا آپ کی سر شت میں داخل تھا۔ لیکن حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ خصوصیت سے اخلاق برتتے تھے۔ علامہ قزدینی لکھتے ہیں: سلوک عباس بن علیؑ بابر اور آں بود کہ در حضور برادر نمی نشست، و ہیچ وقت براور را برادر خطاب نہ کرد۔ حضرت فرمودا ے برادر چرا مرا برادر نمی خوانی، عباس عرض کرد، فدایت شوم من و تو گرز نسل یک پدرم۔ اما مادر من کنیز



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



مادر تست۔ من کجاو تو کجا یعنی حضرت عباسؑ کا اخلاقانہ برتاؤ اپنے بھائی کے ساتھ یہ تھا کہ آپ کبھی اپنے بھائی کو بھائی کہہ مخاطب نہ کرتے تھے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے ایک دن یہ فرمایا، بھیا عباس کیا وجہ ہے کہ تم مجھے کبھی بھائی کہہ کر نہیں پکارتے عرض کی۔ میری جان آپ پر نثار۔ بات یہ ہے کہ اگرچہ ہیں اور آپ کی ایک نسل پدری سے ہیں۔ لیکن میری ماں آپ کی مادر گرامی کی خادمہ ہے۔ کہاں میں اور کہاں آپ کی ذات والا صفات (ریاض القدس جلد ۲ ص ۶۷) علامہ خراسانی لکھتے ہیں کہ حضرت عباسؑ میں جمیع فضائل و اخلاق حسنہ نجوانم و مکمل در وجود آنسہ درد مہتر عالم مجتمع بود۔ تمام فضائل واخلاق حسنہ پورے طور پر موجود تھے۔ (کبریت احمر ص ۳۷)

## حضرت عباس علیہ السلام کی بصیرت

حضرت صادق آل محمدؐ علیہ السلام کی بصیرت پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں (کان عمنا العباس بن علی علیہ السلام ناقدا البصیرت، صلب الایمان الخ عمدۃ الطالب ص ۳۲۳، معتۃ السا کبہ ص ۳۳۷ مقاتل الطالبین) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ان صفات سے یاد فرمانا اور اس کی تصدیق کرنا واضح کر رہا ہے کہ حضرت عباسؑ انسان کامل اور بڑے مستقل مزاج ہونے کے ساتھ ساتھ ہوشیار وفادار، جانباز اور بہادر تھے۔ علامہ کنتوری لکھتے ہیں کہ بصیرت نام ہے، امور دین اور مسائل اعتقادیہ ہیں تبصرہ اور غور و فکر کا اور ناقد کے معنی حق و باطل میں تمیز کرنے والے کے ہیں۔ فالمراد بناقد البصیرۃ انہ کان ممیزا بین الحق و باطل من الا مورالا عتقادیۃ۔ حضرت عباس علیہ السلام کے ناقد البصیر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



اعتقادی امور میں حق و باطل کے اندر کامل تمیز رکھنے والے تھے اور ایمان کے تمام مدارج پر فائز تھے۔امام علیہ السلام نے اسی کو لفظ صلب الایمان سے یاد فرمایا ہے۔وھو نتیجۃ کرنہ فاقد البصیرۃ فانہ من یدیمہ النظر فی المعارف الالحیہ فلا محالۃ ینکشف عندہ الحقائق الایمانیۃ۔دراصل صلب الایمان ہونا ناقد البصیرت کا نتیجہ ہے اس لیے کہ جو معارف الہیہ میں ہر وقت غور و فکر کر تا رہے گا اس پر لامحالہ ایمانی حقائق روشن ہو جائیں گے۔رمائتین فی مقتل الحسین ص ۴۴۴ پھر علامہ کنتوری آگے چل کر لکھتے ہیں: کہ صلب الایمان اور نافذ البصیرت ہونا فھی بینۃ علی کون العباس فائزاً بأعلی درجۃ العرفت والعمل۔یہ اس بات کی کھلی ہوئی دلیل ہے کہ حضرت عباس علیہ السلام معرفت اور عمل کے اعلیٰ مدارج پر فائز تھے (مائتین ص ۴۶۲)

## حضرت عباسؑ کی عصمت کی بحث

عصمت کے لغوی معنی: عصمت کے لغوی معنی المنع اجتناب معاصی اور خطاکے ہیں ۔المنجد ص ۵۳۳ صاحب مجمع البحرین لکھتے ہیں: المعصوم الممتنع من جمیع محارم اللہ معصوم اسے کہتے ہیں جو تمام محارم خدا سے بازرکھا گیا ہو مجمع البحرین ع۔م طبع ایران۔

عصمت کے اصطلاحی معنے: عصمت اس مخفی لطف الہی کو کہتے ہیں۔جو ان خاص بندوں پر کیا جاتا ہے۔جن میں امکانات خطاو معاصی کی پوری طاقت کے باوجود اجتناب کی کامل اور حتمی صلاحیت ہوتی ہے (شرح باب حاوی عشر ف ۵ ص ۳۱ طبع نول کشور) علامہ مجلسی لکھتے ہیں۔معلوم ہونا چاہیے کہ معصوم ترک گناہ پر مجبور نہیں لیکن خداوند عالم اس پر ایسا لطف مخفی کرتا ہے کہ وہ اپنے اختیار سے ترک معصیت کو لازم جاننے لگتا ہے۔یا قوت عقل



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



فطانت ذکاوت اور صفائی باطن اور اخلاق حسنہ کی وجہ سے وہ محبت خداوندی کا مالک بن کر ایسے درجہ پر پہنچ جاتا ہے کہ شہوات نفسانی اور خیالات شیطانی اس کے پاس نہیں آنے پاتے ۔اور جمال ایزدی اور جلال و عظمت الٰہی اس کے دل پر جلوہ فگن ہو جاتے ہیں۔ لٰہذا وہ اپنے کو منظور نظر پروردگار عالم جانتے ہوئے معصیت سے پرہیز کرتا۔ اور رضائے الٰہی کے حاصل کرنے میں کوشاں رہتا ہے۔ اور اگر خدانخواستہ اس کے دل میں کسی وقت معصیت کا خیال آجاتا ہے۔ تو وہ جلال الٰہی کے خوف کی وجہ سے باز رہتا ہے۔ (حق الیقین باب ۴ صفحہ ۷۲ طبع ایران) عالم اہل سنت فاضل روز بہاں نے ابطال الباطل میں عصمت کو ملکہ لکھا ہے یعنی ایسا ملکہ جس کے ذریعہ سے اکثر گناہاں کبیرہ سے بچتا رہے ماہے کچھ مضائقہ نہیں۔ کیونکہ کلیات ابو البقا اہلسنت لغت کی مشہور کتاب ہے۔ اس میں ہے کہ امام ابو منصور ماتریدی کے مذہب کے موافق عصمت نام ہے معصیت کی قدرت نہ ہونے کا اور ایسی بات کے پیدا ہو جانے کا جو مصیبت سے مانع ہو لیکن اس کے ساتھ ساتھ مجبور نہ کیا جائے اور پھر اسی کے ساتھ ساتھ اختیار نہ رہے۔ اسی قول کا مطلب ہدایہ میں مرقوم ہے۔ معناہ یعنی قول منصور انھا لا تجبرہ علی الطاعۃ ولا تعجزہ عن المعصیت بل ھی لطف من اللہ یحمل العبد علی فعل الخیر ویزجرہ عن فعل الشر مع بقاء الاختیار۔ یعنی عصمت وہ صفت ہے جو اطاعت گزاری پر مجبور نہ کرے ۔اور مصیبت کرنے سے عاجز بنائے۔ بلکہ یہ ایسا لطف ہے جو اختیارات کے باوجود امور خیر پر ابھارتا اور بڑے کاموں سے روکتا ہے۔ بہر حال یہ وہ صفت ہے اور یہ ایسا لطف ہے جو خداوند عالم کے خاص بندوں کو نصیب ہوتا ہے۔ جن میں انبیاء، اوصیاو غیرہ داخل ہیں۔ مگر ان کے نفوس ان کے قابو میں ہوتے ہیں (بھگوت گیتا)



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



## حضرت عباسؑ کا معصوم ہونا

اب رہ گیا یہ کہ حضرت عباسؑ معصوم تھے۔یا نہیں،اس کے متعلق عرض ہے کہ علامہ مجلسی نے گشفت الانور ترجمہ بحار جلد۹ ص۱۲۳،ایران ۱۲۹۵ھ اور علامہ محمد باقر خراسانی نے بحریت احمر کے تیسرے جز میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے الان انکسر ظھری فرمانے کے سلسلے میں تحریر کیاہے کہ امام مظلوم در شہادت آں معصوم الان انکسر الان ظھری کہ حضرت امام حسینؑ نے اس معصوم عباسؑ کی شہادت پر فرمایا:اس وقت میری کمر ٹوٹ گئی ہے۔ملاحظہ ہو۔(مکین الاساس فی احوال ابی الفضل العباسؑ ص۲۸)اس سے بھی آپ کی عصمت کا پتہ چلتاہے۔علامہ دربندی حضرت عباسؑ کے متعلق لکھتے ہیں کہ " ان بعض الفقرات من بعض الزیارات الماثورہ یقیل انہ کان من اھل العصمت و من علومہ من العلومہ اللدنیہ" ان زیارت کے بعض فقروں سے جوائمہ معصومین علیہم السلام سے مروی وماثور ہیں۔مستفاد ہوتاہے کہ حضرت معصوم بھی تھے اور علم لدنی کے مالک بھی تھے ۔(اسرار الشہادت ص۳۷۰۔جواہر الایقان دربندی علامہ ہروی نے موعظ حسنہ کے ص۲۵۶پر حضرت علیؑ اکبر کو بھی داخل معصومین تحریر کیاہے

## حضرت عباسؑ کی عصمت کا مطلب

بعض علمانے حضرت عباسؑ وغیرہ کو معصوم تحریر کیاہے۔میرے خیال میں ایسے مواقع پر عصمت سے حفاظت اور معصوم سے محفوظ مراد ہے۔اس لیے کہ عصمت اصطلاحیہ کے لیے اجماع اور نص کاہونا ضروری ہے۔اور ان کی عصمت پر نہ نص ہے۔اور نہ اجماع علماء



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



۔ناچیز مولف نے اپنے رسالہ پیغمبر اسلام کے بارہ جانشین میں آئمہ اثنا عشر کی عصمت پر روشنی ڈالتے ہوئے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی کتاب" تحفہ اثنا عشریہ "طعن ۱۳ ص ۴۳۹ کا حوالہ دے کر لکھا ہے کہ :اس سے معلوم ہوا کہ شاہ صاحب بھی بعض دیگر علماء کی طرح عصمت ائمہ کے قائل ہیں۔جس کی تعبیر لفظ محفوظ سے کی ہے اور محفوظ اصلاح شرع میں ان لوگوں کو کہتے ہیں "فلا یصدر عنھم الذنب والحظار مع جواز الصدور" جس سے امکانات گناہ کے باوجود گناہ اور خطا وغیرہ صادر نہ ہوں (دراست اللبیب ص ۲۰۰)اس سے صاف واضح ہے کہ معلوم اور محفوظ قریب قریب ایک چیز ہیں صرف الفاظ کا فرق ہے۔لیکن ہمارے بعض علماء نے صراحت کی ہے کہ محفوظ سے خطاونسیان اور مکروہات کا صادر ہونا ممکن اور جائز ہے۔البتہ محرکات صادر نہ ہوں۔علامہ دربندی عصمت پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ اس عصمت سے ہماری وہ عصمت مراد نہیں ہے جو رسول اللہ ﷺ اور اہلبیت علیہم السلام کی تھی کہ اس پر اعتراض ہو بلکہ اس عصمت سے وہ قوت مراد ہے جو گناہوں سے روکے۔اس قوت کے مالک سے خطا نسیان ترک اولی مکروہات کا صدور ممکن ہے۔ لیکن محرکات کا صادر ہونا چاہیے وہ گناہ صغیرہ ہی کیوں نہ ہو ناممکن ہے۔اب معلوم ہونا چاہیے کہ اس قسم کی عصمت کا حضرت عباسؑ حضرت علیؑ اکبر جناب زینبؑ جناب ام کلثومؑ حضرت سلمان فارسیؑ میں تسلیم کرنا نہ کوئی نقص رکھتا ہے اور نہ قابل اعتراض ہو سکتا ہے (اسرار الشہادت ص ۳۷۰ طبع ایران )اس قسم کی عصمت کی تعریف علامہ عبدالاحد اور عبدالرازاق یمنی نے یہ کی ہے کہ آلودگی گناہ سے اپنے نفس کی حفاظت کرنا یعنی معصوم وہ ہے جو اپنے گناہ سرزد نہ ہونے دے اور خود کو محفوظ رکھے (شرح پنج رقعہ ص ۴۲ طبع نولکشور ۱۸۶۸ء۔ہم اسی کی تعبیر لفظ محفوظ سے کرتے ہیں جس پر کوئی



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



اعتراض نہیں ہو سکتا ہے۔

## حضرت عباسؑ نفس مشتعلہ کے مالک تھے

حضرت عباسؑ جو کمالات نفسیہ کے مالک اور افعال ممدوحہ کے تاجدار تھے۔ جب ان کے شجاعت سے بھرے نفس کا جائزہ لیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ حمیت و غیرت اور نخوت شہادت میں ایسے نفس کے مالک تھے، جس کی شعلہ فشانی میدان شجاعت میں تھامے تھم نہ سکتی تھی۔ علامہ احمد عارف الزین مصری لکھتے ہیں: ''عباس ایک ایسے نفس کے مالک تھے جو حمیت و غیرت اور نخوت شجاعت و شہادت کے موقع پر شعلہ دیتا تھا اور بہادری و جانفسانی کے موقعوں پر بھڑک اٹھتا تھا۔ ولیس کالعباس مقداماً مقحاماً ذووداً عن الشرف اور عباس جیسا بہادر میدان جنگ میں بڑھنے والا اور چہرہ شرافت سے دشمن کو گرد و غبار کی طرح پاک کرنے والا مادر گیتی کی آغوش میں کوئی نہ تھا (رسالہ الفرقان ص ۲۰۳ ماہ صفر ۱۳۵۰ ہجری طبع مصر)

## حضرت عباس علیہ السلام کی سعادت

قرآن مجید کی آیت واضح ہے کہ سعادت وہ صفت ہے جو بطن مادر میں عطا ہوتی ہے۔ اور جو چیز بطن مادر میں ملے۔ وہ عطیہ الٰہی ہوتا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام دعائے یوم الخمیس میں فرماتے ہیں ''والسعید من اسعدت'' سعادت اسی کے لیے ہے جسے تو سعید بنائے (صحیفہ علویہ ص ۳۵۶ طبع دہلی)۔ علامہ کنتوری حضرت عباس علیہ السلام کے متعلق لکھتے ہیں



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



:"کان العباس یھودی الحسین من بد و عمرہ لانہ السعید الذی سعد الذی سعید فی بطن امہ کہ آپ امام حسینؑ پر بچپنے سے ہی مرے جاتے تھے اوران کی حمایت میں پل پڑتے تھے۔اس لیے کہ یہ بطن مادر ہی سے صفت سعادت سے متصف پیدا ہوئے تھے۔(امائتین) گویا آپ کی کمال سعادت یہ تھی کہ آپ فرزند رسولؐ پر نثار ہونے کو ہر وقت تیار رہتے تھے۔یہی وجہ ہے کہ جنت میں اُڑنے کے لیے زمرد کے پر پرواز ملے ہیں اور سعادت وخوش بختی کی بلند پروازی نے آپ کو شہداء کی نظر میں قابل غبطہ بنادیا ہے

## حضرت عباسؑ کی عبادت گزاری

عبادت نام ہے اپنے خالق کے سامنے سر نیاز جھکانے کا۔وہ لوگ جو معرفت میں کمال رکھتے ہوں۔وہ اعتراف الوہیت میں بھی پورے ہوتے ہیں اور اقرار عبودیت ہیں کامل ہوتے ہیں ۔ان کے سر نیاز خالق بے نیاز کی بارہ گاہ میں اکثر زمین بوس رہا کرتے ہیں اس کے نتیجہ میں افق پیشانی پر سجدہ کے نشان کا ہویدا ہونا بھی لازمی ہے۔تاریخوں میں موجود ہے کہ حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام کی مقدس پیشانیوں پر آفتاب کو شرمندہ کرنے اور ماہتاب کو جلادینے والے سجدہ کے نشان ضوفشان تھے۔حضرت عباس علیہ السلام بھی اس سلسلہ کی کڑی ہیں۔ان رگوں میں بھی عصمت کا لہو اور طہارت کا خون دوڑ رہا تھا آپ معرفت میں کامل اور اعتراف الوہیت میں مکمل تھے۔آپ کے متعلق مورخین لکھتے ہیں:"کان بین عینیہ اثر السجود کثرہ عبادۃ ملک العلام۔۔۔۔۔الخ آپ کی پیشانی اقدس پر کثرت سجود ملک علام کی وجہ سے سجدہ کا نشان ضوفشان تھا۔(تحفہ حسینیہ ص۱۷۵ طبع ایران۔دمعہ ساکبہ ص



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



۳۴۷۔ ریاض القدس ص ۶۴)

# حضرت عباس علیہ السلام کا قمر بنی ہاشم ہونا

حضرت عباس علیہ السلام، حضرت علی علیہ السلام اور جناب ام البنین سے پیدا ہوئے تھے ۔یہ دونوں حضرات حسن و جمال میں اپنے اپنے قبیلہ کے آفتاب و مہتاب تھے۔ ملاحظہ ہو مناقب شہر آشوب جلد ۳ ص ۱۶۳ و ریاض القدس جلد ا ص ۶۶ )اور اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ حسین و جمیل ماں باپ کے بیٹے خوبصورت ہی ہوتے ہیں تمام مورخین کا اس پر اجماع ہے کہ حضرت عباسؑ حسن وجمال اور چہرہ کی تابندگی میں خصوصی حیثیت کے مالک تھے۔اسی وجہ سے آپ کو قمر بنی ہاشم کہاجاتا تھا۔علماء لکھتے ہیں ''ان عباسؑ بن علی کان رجلاً و سیماً جمیلا یقال لہ قمر بنی ھاشم لحسنہ وبھائیہ''۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔الخ حضرت عباسؑ بن علی مرد تابندہ اور جمیل و خوشخو تھے۔آپ کے خوبصورتی اور چہرہ کی تابندگی کی وجہ سے ''قمر بنی'' ہاشم ''قبیلہ بنی ہاشم کا چاند'' کہاجاتا تھا(مقتل عوالم ص ۹۴ طبع ایران شرح زیارت ناحیہ، ناسخ التواریخ جز ۶ ص ۲۹۸ بمبئی۔ علامہ قزدینی لکھتے ہیں کہ حضرت عباسؑ کی خبر ولادت جو امیر المومنین علی علیہ السلام کو دیگئی تھی۔ان کے الفاظ یہ ہیں: ''ام البنین فرزندے قمر طلعت بوجود آوردہ'' (ریاض القدس جلد، ص ۶۷)اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا حسن و جمال وقت ولادت ہی سے ''قمر بنی ہاشم'' بننے کی خوشخبری سنا رہا تھا۔علامہ علی قرنی لکھتے ہیں کہ حضرت عباس کا قمر بنی ہاشم ہونا بالکل اسی طرح حضرت ہاشم بن عبد مناف کو ''بدر حرم'' اور عبداللہ بن عبدالمطلب پدر بزرگوار حضرت رسول کریمؐ کو حسن و جمال کی



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



وجہ سے ''مصباح حرم'' کہا جاتا تھا( منہاج الدموع ص ۳۲۸)

# حضرت عباس علیہ السلام اور شجاعت

تعریف شجاعت:

شجاعت نام ہے اس قوت قلب اور جرات و ہمت کا جو انسان کو ان منزلوں اور مقامات پر جانے اور ثابت قدم رہنے میں مدد دے جن کی طرف عام انسانوں کے قدم نہ بڑھ سکتے ہوں۔علامہ کمال الدین طلحہ بن شافعی لکھتے ہیں: شجاعت اس قوت قلبی کا نام ہے جو انسان کو انتہائی خطرناک اور خوف ناک امور لے کر گزرنے پر ابھار دیا کرے جس کے قلب میں یہ قوت پائی جائے۔اسے بہادر شجاع کہتے ہیں۔(مطالب السؤل ص ۱۱۹ طبع لکھنؤ) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ شجاعت قلبی قوت اور جرات نفسی کا نام ہے تو اب یہ امر غور طلب ہے کہ کسی کو اگر شجاع کہا جائے۔تو اس کا معیار کیا ہے اور کسی شجاعت سے متصف جاننے کی پہچان کیا ہے۔کیا وہ شخص جس کے لیے شہرت ہو جائے اور جس کی شجاعت کا پروپیگنڈے کی وجہ سے ڈنکا بجنے لگے۔کیا ارباب نظر بھی اسے شجاع اور بہادر ماننے لگیں گے۔اس کے متعلق علماء نے تحریر کیا ہے۔شجاعت کیونکر پہچانی جا سکتی ہے: شجاعت کے لیے ظاہری آنکھیں: درکا نہیں بلکہ دل کی آنکھیں مطلوب ہیں اس کی لذت کا محسوس و معلوم کرنا جس ظاہری سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔بلکہ اس کے جاننے اور پہچاننے کا طریقہ ہے کہ اس کے آثار کا مطالعہ کیا جائے مثلاً اگر کوئی یہ جاننا چاہتا ہو کہ زید شجاع ہے یا نہیں تو اس کے افعال اور آثار کو دیکھے اور اس سے رائے قائم کرے۔۔۔۔۔۔۔الخ (النفس الھوم



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ص ۱۸۱ طبع نجف اشرف ۱۳۳۵ھ)

## شجاعت کی اقسام

اس میں شک نہیں کہ انسان جس طرح اپنی مادی تشکیل میں آگ، پانی، ہوا، مٹی کا محتاج ہے۔اسی طرح روحانی تکمیل ہیں حکمت، عدالت، عفت شجاعت کا بھی محتاج ہے اب اب چونکہ انسانیت کا دار و مدار صفت شجاعت پر ہے، اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کے اقسام لکھ دیئے جائیں۔ علامہ ابو منصور ثعالبی لکھتے ہیں کہ شجاعت جو انسانیت کا جزو اعظم ہے اس کی گیارہ قسمیں میں۔ "اذا کان شدید القلب رابط الجیش فھو مزیر" (۱) جو بہادر میدان جنگ میں نہایت بے جگری سے لڑے والا ہو۔ پہلو میں نہایت ہی قوی اور مضبوط دل رکھتا ہو۔ یعنی اس کا قلب اتنا مضبوط ہو کر میمنہ اور میسرہ اور قلب کے لشکر کو فنا کر دینے کی اس میں اچھی خاصی جرات موجود ہو تو اس کو "مزیر" کہتے ہیں۔ "واذا کان لزوماً للفرقان لا یفارقہ فھو حلبس" (۲) اگر دشمن سے مقابلہ ہو جائے تو اس کے قصہ وجود کو پاک کئے بغیر جو چین نہ ملے اسے " حلبس" کہتے ہیں۔ "واذکان شدید القتال لزوماً لمن طالبہ فھو غلث" (۳) جو شخص اپنے دشمن سے بھڑ پڑنے کے بعد اسے قتل کئے بغیر اس کا پیچھا نہ چھوڑے اس کو "غلث" کہتے ہیں۔ واذا اکان جریئاً علی اللیل فھو محش و مخشف (۴) جو رات میں بھی جنگ آزمائی پر دلیری کے ساتھ تیار ہو اسے "محش، مخشف" کہتے ہیں۔ " واذاکان مقداماً علی الحرب عالماً باحوالھا فھو محرب (۵) جو فن حرب سے واقف ہو اور بڑھ بڑھ کر حملے کرنے والا ہو اسے "محرب" کہتے ہیں۔ " واذکان منکراً شدیداً فھو زمر" (۶) جو بہادر بڑے بڑے پہلوانوں کے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



دانت کھٹے کردے اسے " زمر " کہتے ہیں۔واذ کان بہ عبوس الشجاعتہ والغضب فھو " باسل "(۷)اور جس کے ماتھے پر شجاعت کی شکن اور رگوں میں بہادری کے غصے کا خون دوڑ رہا ہو اس کو " باسل " کہتے ہیں۔"واذ کان لایدری من این یوتی لشدۃ باسہ فھو بھمۃ"(۸) جس بہادر کے متعلق اس کی بہادری کی وجہ سے یہ نہ سمجھ میں نہ آئے کہ کس طرف سے حملہ کر کے اسے زیر کیا جاسکتا ہے اسے "بہمہ" کہتے ہیں۔واذ کان یبطل الاشداء والدماء فلایدرک عندہ ثار فھو "بطل "(۹)جو بڑے بڑے خونخواروں کے جی چھڑادے اور جو بھی سامنے آئے اسے کسی خون بہا کا موقع نہ دے اسے "بطل" کہتے ہیں۔"واذ کان یرکب راسد لاثینہ شئ عما یرید فھو غشمشم "(۱۰)جو اپنے سر کو ہتھیلی پر رکھ کر اپنے حصول مقصد کے لیے اس طرح جنگ آزما ہو کہ اس کی کوئی قوت اس کے ارادے سے باز نہ رکھ سکے اسے " غشمشم کہتے ہیں۔" واذاکان لا ینحاش لشئ فھم الیھم (۱۱)جو بہادر نبرد آزمائی کے موقع پر کسی چیز کی پروانہ کرتا ہو اسے ایھم کہتے ہیں (فقہ اللغتہ جلد ا۔ ص ۴۴ طبع مصر) حضرت عباسؑ جو دنیائے شجاعت کے تاجدار تھے۔جب ان واقعات زندگی پر ہلکی سی نظر ڈالی جاتی ہے تو روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ شجاعت کے جتنے بھی اقسام ہیں،حضرت عباسؑ ان کے سب کے بدرجہ اتم جامع تھے۔دیکھئے حضرت عباس علیہ السلام کا امام حسین علیہ السلام کے ساتھ اس طرح رواں دواں بن کر رہنا کہ حضرت کا پورا پورا۔اعتماد آپ ہی کی شجاعت آگین ذات پر ہو۔اور حسینؑ یہ کہتے ہوئے دکھلائی دیں کہ اے اسد اللہ کے شیر تیرے وجود اور بقا پر ہمارے لشکر کا وجود ہے،اس سے حضرت عباسؑ کے مزیر ہونے کا ثبوت ملتا ہے اور مارد ابن صدیف سے بے نظیر انداز میں جنگ کرنا حلبس غلث اور محرب ہونے کا پتہ دیتا ہے اور آپ کا تیس سوار،اور بیس پیادے لے کر نہر فرات پر جانا اور قیامت خیز جنگ وجدل کے بعد پانی لانا آپ کے محش اور مخشف ہونے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



پررواں ہے اور کربلا میں روزعاشورہ نہایت بے جگری سے جنگ کرنااور ہزاروں کو فنا کے گھاٹ اتار دینااوراس سلسلے میں اپنے ہاتھ بھی کٹوادیناآپ کے زمرا ور باسل ہونے پر شاہد ہے ۔اورآپ کا اکثراعزاز وانصار کی مدد کو جانااور بے پناہ جنگ کرناآپ کے بھمہ ہونے کا گواہ ہے اور سینکڑوں دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتار کر نہر فرات پر قبضہ جمانا۔پانی بھرنااور کسی دشمن کی پروانہ کرناخیمہ کی طرف برابر بڑھتے ہوئے چلے جاناآپ کے بطل غشمشم اور ایھم ہونے کی کھلی دلیل ہے۔تاریخ عالم کے مطالعہ سے میں اس نتیجہ پر پہنچاہوں کہ وہ انسان جو موت سے نہ ڈرتاہو اورپروردگارعالم کی پوری معرفت کا مالک ہو وہی بہادراور شجاع ہے حضرت علی علیہ السلام جن کا قول تھا:لو کشف العظاءلماازدت یقیناوہ فرماتے تھے کہ مجھے اس بات کی پروانہیں کہ موت مجھ پرآپڑے گی۔یامیں موت کے منہ میں جاگھسوں گا۔حضرت عباس بھی انہی امام العارفین کے عارف کامل فرزند تھے یہی وجہ تھی کہ آپ موت سے بے خوف اور لاکھوں پر پھٹ پڑنے والے تھےاوردنیاآپ کی شجاعت کالوہاماننے پر مجبور تھی۔یہ وہ بہادر تھے جن کے زور شجاعت سے بڑے بڑے پہلوان میدان جنگ سے جی چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوتے تھے ملا قاسم سجرانی لکھتے ہیں کہ حضرت عباسؑ کی وہ ہیبت اور سطوت تھی کہ جس نے دشمنوں کے قلوب کو تاریک کرکے دلوں کو جلا ڈالا تھا واعمت عیوھم اور انہیں اندھا کر دیا تھا(شرعتہ المصائب ص۷۷اجلد ۲ طبع لکھنو) غرضیکہ شجاعت کے لیے عارف باللہ ہونے کی ضرورت ہے اسی مقصد کو شیخ بو علی سینانے اپنی کتاب مقامات العارفین میں بھی لکھاہے۔عبدالرزاق لاہجی بھی تحریر فرماتے ہیں العارف شجاع وکیف لا وھو بمعزل من تقیۃالموت : جو خدا کی معرفت کا ملہ رکھتا ہو وہ زبردست بہادر ہوتاہے اس لیے کہ وہ موت سے بچنا نہیں جانتا یعنی اس کواس کی پروانہیں ہوتی کہ موت مجھ پرآجائے گی یامیں موت پر جاپڑوں گا۔(سرمایہ ایمان



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ص ۹۳ طبع بمبئی )

## شجاعت کی پسندیدگی

سرور دو عالم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ۔ان اللہ یحب الشجاعۃ ولو علی قتل حبہ خداوند عالم شجاعت کو دوست رکھتا ہے چاہیے اس کا مظاہرہ ایک سانپ ہی کی مارنے میں کیوں نہ ہو۔(سراج المیز ص ۴۳ طبع بمبئی ۱۳۰۶ ھ) سرکار دو عالمؐ کے ارشاد سے دنیا سمجھ سکتی ہے کہ شجاعت کتنی پسندیدہ اور کس قدر قابل تعریف صفت ہے وہ باوفا جو حسینؑ کے ساتھ جیتے جی اور مرنے کے بعد بھی رہے۔تمام شجاعوں سے زیادہ شجاع تھے (دی مون لائٹ لکھنو محرم نمبر ۱۳۶۰ ھ)

## حضرت عباسؑ کا مبشر بالشجاعہ ہونا

حضرت عباسؑ کی شجاعت کے متعلق یہ امر قابل ذکر ہے کہ آپ کی شجاعت کی بشارت آپ کے پیدا ہونے سے پہلے دی جاچکی ہے۔علامہ کنتوری لکھتے ہیں وانہ کان مبشرا بالشجاعۃ قبل میلادۃ آپ کی پیدائش سے قبل آپ کی شجاعت کی بشارت دی جاچکی تھی (مائتین جناب الیاس صاحب لکھتے ہیں۔کہ یہ شجاعت کی بشارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی تھی ماہ بنی ہاشم ص ۲۳ طبع لاہور) اس واقعہ سے حضرت عباس علیہ السلام کی شجاعت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



## حضرت عباس علیہ السلام کی شجاعت

حضرت عباسؑ بڑے پرہمت شہسوار اور شیر دل بہادر تھے اور میدان کارزار میں نیزہ بازی اور شمشیر زنی میں بڑے جری اور دلیر تھے (شرۃ المصائب جلد ۲ ص ۱۷۸ م ۹ طبع لکھنو ) الخ (روضۃ الشھدا ص ۳۲۱) حضرت عباس بڑے نامور نبرد آزما اور زبردست بہادر تھے اور میدان کازار میں نیزہ بازی اور شمشیر زنی میں بڑے جری اور دلیر تھے۔

## حضرت عباسؑ کا رئیس الشجعان ہونا

آپ کی شجاعت اس درجہ بلند تھی کہ تمام مورخین اور ارباب سیر کو کہنا پڑا۔انہ کان رئیس الشجعان "آپ مملکت شجاعت کے تاجدار اور قلیم شجاعت کے راس ورئیس تھے۔ ملاحظہ ہو: (مقتل عوالم ص ۹۴ ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۲۸۹ شرح زیارت ناحیہ، تحفہ حسینیہ جلد ۱ ص ۱۷۸ ابصارالعین ص ۳۶)

## حضرت عباسؑ کا عہدہ علمبرداری

علم کی تاریخ:۔ علم، رائت، لواء، جھنڈا نشان، وغیرہ یہ مختلف زبانوں کی تقریباً ہم معنی نفظیں ہیں جو قریب قریب ایک ہی مطلب میں مستعمل ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ مواقع کے لحاظ سے ان کے مفاہیم اصلیہ میں فی الجملہ اختلاف کی شان پیدا ہو جائے۔ ان کے استعمال کا سلسلہ زمانہ قدیم سے چلا آرہاہے بنی آدم میں سب سے پہلے اس کا استعمال اس موقعہ پر ہوا جبکہ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



جناب شیث اور قابیل میں قتل ہابیل کی وجہ سے مڈ بھیڑ ہو گئی مورخین جنگ کی ابتداء کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ بنی آدم میں سب سے پہلی جنگ شیث اور قابیل میں ہوئی خدانے اس جنگ میں جناب شیث کے لیے ایک سفید جنتی حلہ ٓ بھیجا تھا اس جنگ میں عہدہ علمبرداری ملائکہ کے سپرد تھا وہ سفید پھریرے والے رائیت کو اٹھائے ہوئے تھے آخر قابیل پر غلبہ پالیا گیا اور اسے گرفتار کر کے مقام عین الشمس میں پہنچادیا گیا اور اس کی اولاد کو شیث کی زنجیر غلامی میں جکڑ دیا گیا (مناقب ابن شہر آشوب جلد ۳ ص ۱۵۹ طبع بمبئی) اس عبارت سے دو باتوں کا استقادہ ہوتا ہے اول یہ کہ علم کی ابتدا حضرت آدمؑ کے قریبی زمانہ سے ہے دوسرے یہ کہ علمبر دای ایسا جلیل القدر منصب اور عہدہ ہے جس پر ملک یا ملک سفت انسان ہی فائز ہوا کرتا ہے۔

## اسلامی نشان یا علم کے امتیازی علامات

سنا جاتا ہے کہ صدر اسلام میں علم کا پھریرہ سفید ہوا کرتا تھا، بنی امیہ کا شاہی جھنڈا سرخ رنگ کا ہوتا تھا۔ بنی عباسیہ کا علم تو درکنار ان کی ساری وردی ہی سیاہ رنگ کی تھی۔ ابی طالب کا علم سفید تھا شیعہ اور اعیان ہاشم کا جھنڈا سبز تھا چونکہ بنی ہاشم کا علم سبز تھا اس لیے یوم عاشور قمر بنی ہاشم کے دست مبارک میں جو علم تھا وہ بھی سبز تھا شمس العلماء جناب مولانا سید سبط حسن صاحب قبلہ اعلیٰ اللہ مقامہ حضرت عباسؑ کے نہر پر پہنچنے کو دکھلاتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔ قریش کا علم قصی بن کلاب کے ہاتھوں میں رہا کرتا تھا ان کے بعد ہاشم کے دست مبارک میں جو بعثت رسول کے بعد علم مستقل طور پر حضرت علیؑ کے ہاتھوں میں رہا



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



۔ابن بختری اور جملہ اسلام کا اتفاق ہے کہ قریش کے رایت ولوا، دونوں قصیٰ بن کلاب کے ہاتھوں میں تھے پھر رائیت جناب عبدالمطلب کے پاس رہنے لگا جب سرور کائنات مبعوث برسالت ہوئے توآپ نے اسے بنی ہاشم میں مستقر کردیا اور اسلام کی پہلی جنگ ''دووان ''میں حضرت علی علیہ السلام کے سپرد فرمایا پھر دائماً انہی کے ہاتھوں میں رہا۔البتہ لواء بنی عبدالدار میں تھا حضرت نے اسے مصعب بن عمیر کے سپرد کیا جب وہ جنگ احد میں شہید ہوگئے توآپ نے اسے بھی علیؑ کے حوالے کردیا اب حضرت علیؑ ان دونوں رایت ولوا کے حامل قرار پائے جن کا رنگ سفید تھا۔مناقب ابن شہرآشوب جلد ۳ ص ۱۵۹ طبع بمبئی وارشاد مفید جلد ا (ص ۴۲ طبع ایران )

اجزائے علمداری میں سب سے زیادہ اہم جز علم ہے جو نوحہ وشیون کا ایک بڑا ذریعہ ہے اس وقت تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ علم حسینی فوج کے علمدار حضرات ابوالفضل العباسؑ کی یادگار ہے مگر اس کے پردے میں ان سلف صالحین کی یاد مضمر ہے جو دین خدا کی حمایت میں اپنی جان کو جان نہ سمجھتے تھے منصب علمبرداری بہت قدیم منصب ہے اور علم حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی یادگار ہے جس کو سب سے پہلے آپ نے بنایا تاریخ میں ہے العم ھی لواء وضعھا خلیل الرحمن فی العالم (آداب مجالس ص ۲۸) پیغمبر خدا چونکہ دین ابراہیم کے زندہ کرنے کے لیے مبعوث ہوئے تھے اس لیے آپ نے اپنے دور میں اس یادگار ابراہیم کو نئے سرے سے قائم کیا اور جب مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ تشریف لائے تو بریدہ کو حکم دیا کہ علمبنائے وہ مدینہ کی گلیوں میں لاالہ الا اللہ کی صدابلند کرتا پھرتا تھا مسلمان اچھی طرح اس علم کو پہچان گئے تھے اور لڑائیوں میں اسی علم کو مسلمان سپاہیوں کا نشان اقرار دیا تھا۔تاریخ وسیر میں اس محل پر دو الفاظ اور استعمال کئے گئے ہیں ''لواء، اور، رائت، نعت میں ہے کہ لواء اس علم کا نام



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ہے۔ جس میں نیزے کی بوڑی پر ایک پرچم لہرا رہا ہو۔ یہ علم کے علاوہ ایک چیز ہے (معجم الطالب) روز حشر کے واقعات میں لوائے محمدؐ انہیں معنوں میں آیا ہے نبویؐ لشکر میں لواء رائیت کا ذکر ہے پیغمبر اسلام نے مسلمانوں کے ہر گروہ کا ایک علیحدہ رایت قرار دیا تھا ۔مہاجرین وانصار کے رایت الگ الگ تھے جنگ بدر میں جو اسلام کی پہلی لڑائی ہے پیغمبر خدا کا مخصوص رایت حضرت علیؑ کے ہاتھ میں تھا۔اور انصار کا نشان سعد بن عبادہ کے ہاتھ میں تھااور لواء مصعب بن عمیر کو دیا تھا سعد بن عبادہ نشان برادری کے عہدہ پر فتح مکہ کے قبل تک برقرار ہے۔اور فتح مکہ کے موقع پر جناب علی مرتضیٰ نیپیغمبر کے ایما سے سعد کو معزول کیا یہ وہی رایت ہے جو ہر گروہ کے اختلاف کے لحاظ سے قرار دیا تھا۔جو علم بریدہ نے سب سے پہلے ترتیب دیا۔اس پریدہ کے بعد حضرت حمزہ کا قبضہ ہوااور علمبرداری ہی کی حالت میں آپ ''جنگ احد''میں شہید ہوئے ،جنگ موتہ میں تین شخص یکے بعد دیگرے علمدار ہوئے۔

۱۔ جعفر طیار ۲۔ زین بن حارثہ ۳۔ عبداللہ بن رواحہ

یہ تینوں مجاہد اپنے فرض کی ادائیگی میں شہید ہوئے ان تاریخی حقائق پر تیرہ سو برس کے بعد آج ہم مطلع ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ عہد رسول کے مشہور لوگ ،ابو سعید خدری،اور تابعین میں ابن عباس اس تقسیم سے بے خبر ہوں۔ابو سعید کا بیان ہے۔پیغمبر خدانے فرمایااے علیؑ ! تم ہمارے جسم کو غسل دوگے اور ہمیں قبر میں رکھوگے ہمارے قرض کو ادا کروگے۔اور تم ہی دنیا وآخرت میں ہمارے علمدار ہو (ارجح المطالب ص ۵۵۲) یہ روایت فردوس الاخیار دیلمی کی ہے۔اور اصل الفاظ زبان مبارک کے یہ ہیں۔انت صاحب لوائی فی الدنیا والاخرہ۔اس کے معنی یہ ہیں کہ رسول کا خاص علم صرف علیؑ کے ہاتھ میں رہا۔ابن عباس کی



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ترجمانی سے اس مطلب کی اور توضیح ہو جاتی ہے وہ افتخار یہ لب ولجہہ میں کہتے ہیں کہ علی علیہ السلام میں چار صفتیں ایسی ہیں کہ ان کے سوا کسی دوسرے کو حاصل نہیں وہ تمام عرب وعجم میں پہلے شخص ہیں جنھوں نے سب سے قبل پیغمبر کیساتھ نماز پڑھی۔اور وہ ایسے شخص ہیں کہ آنحضرت صلعم کا علم ہر غزوہ میں انہیں کے ہاتھ رہا۔اور وہ ایسے شخص ہیں کہ جب لو گپیغمبر کو چھوڑ کر میدان سے فرار ہو گئے۔تو وہ رسول کے ساتھ صبر کئے ہوئے تھے۔اور انہوں نے مرسل کو غسل دیا۔اور قبر میں اتارا (ارجح المطالب ص ۵۵۳) یہ روایت ابن عبدالبر نے استیعاب فی فضائل الاصحاب میں لکھی ہے اور صحیح ترمذی میں بھی موجود ہے عیون الفاظ حدیث کے یہ ہیں: ہوالذی کان لوارہ محہ فی کل زحف، اگر کسی کو شبہ ہو کہ لواء ہر غزوہ میں علیؑ کے ہاتھ نہیں رہااور رائت رسول کسی اور کو ملا۔تو دوسری جگہ ابن عباسؓ کے الفاظ ہیں کان اخذ رایت رسول اللہ یوم بدر والمشاہد کلھا، غزوہ بدر اور تمام لڑائیوں میں پیغمبر کا رایت علی ہی کے ہاتھ میں تھا۔ارجح المطالب ص ۵۵۳) بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی جنگ میں آپ پیغمبر کا لواء لے کر جہاد فرماتے تھے۔اور کسی میں رائت اور یہ دونوں مخصوص علم ان کے سوااور کسی کے ہاتھ میں نہیں رہے۔اخطب خوارزمی مشہور سنی محقق کا بیان ہے کہ بروز احد حضرت علیؑ کے ہاتھ بوقت جہاد لواء تھا۔جو داہنے ہاتھ میں ضرب شدید آنے پر بائیں ہاتھ میں لے لیا تھا۔منجملہ اس کے ایک فضیلت یہ تھی کہ بروز جنگ احد پیغمبر نے لواء اور رائت دونوں کو دیئے تھے۔سعد بن عبادہ کی علمبرداری کا جائزہ ثلبہ بن ابی مالک نے لیا ہے وہ کہتے ہیں۔کان سعد بن عبادہ صاحب رائت رسول اللہ صلعم فی المواطن کلھا فاذا کان وقت القتال اخذھا علی ''اس روایت کو ابن اثیر جرزی نے اسد الغابہ میں لکھا ہے کہ سعد بن عبادہ (غیر وقت جنگ) رسول کے علمبردار تھے اور جب لڑائی شروع ہو جاتی تھی تو علیؑ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ان سے علم لے لیا کرتے تھے اس کا مفہوم یہ ہے کہ سعد محافظ تھے علم کے اور علم ان کی نگرانی میں رہتا تھا۔اوپر کے بیان سے واضح ہو گیا کہ پیغمبر کا مخصوص علم حضرت علیؑ کے سوا کسی اور کو اٹھانا نصیب نہ ہوا۔جمل میں خود حضرت علیؑ نے فوج کا علم محمد بن حنفیہ کو دیا تھا اور صفین میں ہاشم بن عتبہ کو اور نہرواں میں ابوایوب انصاری کو۔۔اب سوال یہ ہے کہ کربلا میں کتنے علم تھے۔اور پیغمبر کا علم اٹھانے والا کون تھا۔جب یہ معلوم ہے کہ عہد رسول سے تہذیب جنگ یوں قائم ہو چکی ہے کہ ایک لشکر میں کئی کئی علم ہوتے ہیں تو پھر کیا تعجب ہے کہ اس روایت کو دیکھ کر جس میں موجود ہے کہ امام حسینؑ نے کربلا پہنچنے کے قبل بارہ علم تیار کئے۔اور گیارہ علم اصحاب وانصار کو تقسیم کر دئے اور بارہواں علم حبیب ابن مظاہر اسدی کو مرحمت فرمایا۔اس روایت میں سوائے حبیب کے کسی دوسرے علمبردار کا ذکر نہیں ہے ورنہ ہم علمداروں کے ذیل میں نام کی صراحت کرتے۔یہ طرز عمل بھی امام حسینؑ کے نانا کی عین پیروی ہے جس طرح عہد نبی میں مختلف علمبردار تھے اسی طرح آپ کی فوج میں بھی بارہ علمبردار ہیں اور وہ علم جو ید اللہ کے ہاتھ میں رہا کرتا تھا۔اس کے حق دار صرف حضرت عباسؑ کو تجویز کیا ابن ایثر جذری نے روز عاشورا کے واقعات میں لکھا ہے کہ حسین علیہ السلام زہیر بن قین کو اپنے اصحاب کے میمنہ (داہنی طرف) پر افسر اور حبیب ابن مظاہر کو میسرہ (بائیں جانب) کا سردار دیا اور علم لشکر اپنے بھائی عباسؑ کو مرحمت فرمایا (تاریخ کامل ص ۲۴) جناب عباس علیہ السلام کو علمدار اقرار دینے سے حسب ذیل انکشافات ہوتے ہیں۔ا۔وہ بعد حسینؑ افضل الناس تھے اگر علمدار ہونا سبب عزت نہ ہوتا تو پیغمبر خدا اپنے بھائی جناب امیر المومنین کی شان میں بار بار یہ نہ فرماتے۔یا علیؑ انت صاحب لوائی۔۲۔روز عاشورا جناب عباسؑ کے ہاتھ میں علم ہونے کے یہ معنی ہیں کہ بروز حشر بھی



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



سپاہ قلیل کا علم حضرت عباسؑ کے ہاتھ میں ہو گا۔ جس طرح حضرت امیر المومنینؑ دنیا و آخرت میں رسولؐ کے علمبردار ہیں اسی طرح عباسؑ بھی ہوں گے۔ ۳۔ کربلا میں اگر کوئی دشمن کو پشت دکھانے والا ہوتا تو حدیث خیبر کی طرح علمدار کی صفت کردار غیر فرار قرار نہ پاتی۔ مگر یہاں جو میدان جنگ کی طرف بڑھا اس کی لاش ہی مقتل سے آئی اس لیے اس صفت کا مظاہرہ نہیں ہوا لیکن حضرت عباس علیہ السلام کے لیے کرار ہونا بھی ثابت ہے جو آبائی ورثہ ہے۔ ۴۔ پیغمبر نے بتایا ہے کہ علمدار کے لیے محبت خدا اور رسول کی ضرورت ہے تو ان کے جانشین حضرت حجت نے اس صفت کو کربلا کے ہر مجاہد کا حصہ قرار دیا یہ کہہ کر السلام علیک یا اولیاء اللہ واحبائہ۔ اگر خدا کے دوست نہ ہوتے تو نام حسینؑ پر جان دیتے۔ ۵۔ جناب عباس حافظ قرآن اور علم الٰہی کے ماہر تھے جناب سرور کائناتؐ نے کسی غزوہ میں علم لشکر رحمت کئے جانے کا یہ معیار قرار دیا کہ اصحاب سے پوچھا کہ تم کوئی سورہ یاد ہے بد قسمتی سے بزم میں سناتا تھا۔ ایک نو عمر لڑکا حاضر ہوا۔ اس نے عرض کیا کہ مجھے سورہ بقر یاد ہے آپ نے بلا تکلیف اس کو علم دے دیا لوگوں کو اس منصب کے تفویض کر دینے میں جب عذر ہوا تو آپ نے فرمایا معہ سورۃ البقر' اس کے ساتھ بقر ہے اصحاب حسین علیہ السلام میں ایسے لوگ موجود تھے جن کو پورا قرآن یاد تھا۔ ان حافظان قران کی موجودگی میں حضرت عباسؑ کو علم دیا جانا بتاتا ہے کہ کسی ذاتی رشتہ یا قرابت کی بنا پر یہ عہدہ تفویض نہیں ہوا بلکہ علم قرآن میں بھی وہ ممتاز ترین انسان تھے اور صحیح معنوں میں ان کو حق تھا کہ جو علم علی علیہ السلام کے ہاتھ میں رہ چکا ہو۔ اس کو عباس اپنے ہاتھ میں لیں۔ ہمارا علم جو عزاخانہ کی زینب ہے اگر ایک ہوتا تو پیغمبر کا اسوہ حسنہ مکمل طور پر پورا نہ ہوتا غور سے دیکھو۔ امامباڑہ یا شہ نشین یا عاشور خانہ میں بہت سے علم نظر آئیں گے۔ یہ ان علموں کا شبیہ ہیں جو دیگر مجاہدین کے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ہاتھوں میں تھے اور ایک ممتاز علم ہے وہی حضرت عباسؑ کا علم ہے دیہات کے خوش عقیدہ لوگ اس کو بڑا علم آج تک کہتے ہیں۔ یہ علم ضریح مبارک سے آگے ہوتا ہے اور جلوس میں بھی تابوت کے آگے۔ دلدل کے آگے یہ کیوں صرف اس لیے کہ عباس علیہ السلام اپنی زندگی میں ہمیشہ سینہ سپر رہے اور علمدار عموماً آگے رہتا ہے حتیٰ کہ بہشت میں جاتے وقت بھی علمدار کے قدم جنت میں پہلے پہنچے لہٰذا جس کو حسینؑ نے مقدم کیا تھا۔ وہی آج مقدم ہے اور شیعان لکھنو کا صدیوں سے یہ دستور چلا آتا ہے کہ علم اٹھاتے وقت وہ سینہ زنی کرتے ہوئے جوق در جوق آگے چلتے ہیں اور علم عقب میں ہوتا ہے تاکہ اگر کوئی ناعاقبت اندیش اس مقدس یادگار پر حملہ کرے تو جس طرح حضرت عباس جناب حسینؑ کے لیے سینہ سپر تھے ہماری جانیں نثار ہو جائیں اور علم مبارک پر پر آنچ نہ آئے یہ اس علم کی شبیہ ہے جس پر عباسؑ نے اپنے ہاتھ نثار کئے جس پر علیؑ کے لال کا خون بہا شیعو! تم اس علم کے سایہ میں حسینی بن سکتے ہو کجا علم کا اقتدار بے پناہ عزت اور کجا چمڑے کا معمولی مشکیزہ مگر اس پکھال کو یہ عزت دی جاتی ہے کہ کبھی وہ علم میں آویزاں کبھی دوش پر عباس بتاتے ہیں کہ مسلم کے لیے پانی بھرنا بے عزتی نہیں ہے دوسروں کے ممنون احسان نہ بنوں۔ اپنا کام خود کرو۔ اگر یہ پانی پہنچ جاتا تو حسینؑ ایسے غیور پر کسی کا احسان نہ ہوتا بھائی کا احسان تھا جو اپنی حیات کی غرض و غایت بھائی کی خدمت سمجھتا تھا۔ نام نہاد مسلمانو! تم بھی غیر کے احسان سے بچو۔ حسینؑ نے اپنے سارے خاندان کو کربلا میں مٹا دیا۔ مگر ایک فرزند کو باقی رکھا جو بیڑیاں پہنے کوفہ سے آکر ان کی پارہ پارہ لاش کو دفن کر دے اور ان کے جسم کو غیر ہاتھ بھی نہ لگانے پائے۔ اے عباسؑ! آپ نے قوت عمل کو آخر تک باقی رکھا مشک و علم لے کر باپ کی بیرا لالم والی تصویر بن گئے تو یہ بات رہ گئی تھی۔ کہ علیؑ کے سر پر ابن ملجم کی ضربت پڑی اور



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



عباسؑ کا سر دشمن کی تلوار سے بچ گیا تھا لیکن سقائی کی جدوجہد میں گرز آہنی سے مغروب ہونے میں بھی علیؑ کے ہم پلہ بنادیا تلوار سے گرز آآہنی کا وزن زیادہ ہے اس گرز کے پڑنے کے بعد نڈھال ہو کر زمین پر گر پڑے اور امیدیں پامال ہوئیں

## حضرت عباسؑ کی علمداری

اگرچہ تاریخوں سے یہ واضح طور پر نمایاں نہیں ہوتا کہ ۶۰ ھ سے قبل آپ کو کب یہ عہدہ تفویض کیا گیا تھا لیکن قرائن بتاتے ہیں کہ آپ کو یہ عہدہ علمبرداری بچپنے سے ہی مل گیا ہو گا مختلف جنگوں میں آپ کا ہونا اور خصوصیت سے جنگ صفین میں نبرد آزمائی کرنا جبکہ آپ کی عمر صرف گیارہ سال کی تھی اس بات پر روشنی ڈالتا ہے کہ آپ نے علمداری کی ہو گی ۔ خصوصاً ان جنگوں میں جن حضرت امام حسینؑ شریک تھے لیکن بہر صورت وقت سے آپ کی علمبرداری مسلم ہے جس وقت مدینہ سے روانگی ہوئی ہے اور آپ اپنے بھائی کے چھوٹے سے لشکر کے آگے آگے علم بدست سینہ سپر چل رہے تھے۔ کربلا پہنچنے کے بعد جتنے مواقع علمداری کے سامنے آئے ہیں معصوم کی نظر انتخاب اسی بہادر پر پڑتی رہی ہے اور کربلا کی ہولناک جنگ میں مستقل علمبردار یہی بہادر رہا جس کا نام آج تک دنیا احترام سے لیتی ہے اور قیام لیتی رہے گی۔

## حضرت عباسؑ اور شان علمبرداری

میری کیا مجال کہ حضرت عباس علیہ السلام کی شان علمبرداری کے متعلق کچھ لکھ سکوں



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



۔سر دست اتنا عرض کئے دیتاہوں کہ حضرت عباس علیہ السلام نے اسی شان وشوکت کے ساتھ علمبر داری کی ہے جس شان سے حضرت علی علیہ السلام جعفر طیار نے لشکر اسلام کی علمبر داری کی ہے تاریخ گواہ ہے کہ وہ تمام صفات جو ایک علمبر دار میں ہونی چاہئیں وہ سب ان حضرات میں مکمل طور پر موجود تھیں سب سے بڑی چیز جو علمدار لشکر کے لیے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ بلند ہمت، قوی دل، جری بہادر،اور شجاع ہو بڑے بڑے ہولناک جنگاہ میں اپنے کو پہنچادینااور دشمن سے بے جھجک لڑ جانا غم کھانا، تلوار کا پانی پینا،موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکراناد شمن سے مرعوب نہ ہونا مستقل مزاج ہونا میدان جنگ کی طرف پشت کرنے کو عار جاننا اپنے آقا کاتابع فرمان ہونا اس شیوہ زندگی ہواور وہ علم کی حفاظت میں ہر قسم کی قربانی پیش کرنے کو تیار رہے مختصر یہ اتنا بہادر ہو کہ ہاتھوں کے ٹوٹ جانے اور بازوؤں کے کٹ جانے پر بھی علم سر نگوں نہ ہونے دے۔یہ ظاہر ہے کہ ان صفات سے متصف بہت کم لوگ ہوا کرتے ہیں اسی لیے عہدہ علمبر داری دوسروں کے سپرد کرنا تو درکنار خود اس وقت بھی ان کو ہاتھ نہیں لگانے دینا چاہیئے جب علمدار کا تھ زخمی ہو گیا۔ہو ثبوت کے لیے فعل رسول اسلام دیکھ لیجئے۔

جنگ احد میں علم رسول علی کے ہاتھ میں تھا،حضرت علی کی داہنی کلائی ٹوٹی ہاتھ سے علم چھوٹا لوگوں نے سنبھالنا چاہاارشاد ہوا کوئی نہ لے علم علیؑ کے ہاتھ میں ہی دے دواس لیے کہ یہی دنیاوآخرت دونوں میں میرے علمبر دار ہیں (مناقب ابن شہر آشوب جلد ۳ص ۱۵۹ طبع بمبئی وناسخ التواریخ جلد ۳ص ۱۱۷ طبع بمبئی) اس سے ایکتو یہ معلوم ہوا کہ علم اسلام اٹھانے والے تنہا علی ابن ابی طالب ہی تھے دوسرے یہ تعلیم بھی واضح ہو گئی کہ اگر داہنا ہاتھ ٹوٹ جائے یا کٹ جائے۔تو علم کو بائیں ہاتھ میں لے لینا چاہیے علی ابن ابی طالب کے واقعہ میں



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



صرف داہنا ہاتھ بیکار ہونے پر بائیں ہاتھ میں لینے کی تعلیم ملی۔اس سے آگے کی نوبت نہیں آئی لیکن ایک عہد رسالت کے دوسرے مجاہد حضرت جعفر طیار نے اسے بھی واضح کر دیا ۔کہ اگر بایاں ہاتھ بھی کٹ جائے تو علم کو سینہ سے لگا کر دل کی قوت اور ایمان کی طاقت سے سنبھال لینا چاہئے یہی وجہ تھی کہ علمدار کربلا کا جب داہنا ہاتھ کٹ گیا اور اس مشکیزہ کو جس کی حیثیت وہ علم کے ہی لگ بھگ سمجھتے تھے بائیں ہاتھ سے سنبھالا جب وہ ہاتھ بھی کٹ گیا۔الم کو ضمۃ الی صدرہ اپنے سینے سے لگا لیا اور دل کی قوت سے تھامے رہے اور مشکیزہ کے تسمہ کو دانتوں سے دبا کر ایمان کی طاقت اور وفاداری سے سنبھالے رکھا۔

## حضرت عباسؑ کا علم نکالنا سنت آل محمدؐ ہے

چونکہ علم حضرت عباس علیہ السلام میں ایک کرامت موجود ہے کہ اس کے منظر عام پر آتے ہی ناواقف نگاہ میں تجسسانہ فکر کرنے لگتی ہیں کہ آخر یہ کیا چیز ہے اور جاننے والوں کے دلوں میں خون اسلام جوش مار کر شہید انسانیت کی بہادری کی داد دیتا ہے اور ہمہ تن دعوت تبلیغ بن کر نظروں میں سما جاتا ہے کٹے ہوئے ہاتھوں کے سنبھلے ہوئے علم کو بے ساختہ چوم لینے کو جی چاہتا ہے مولانا سید ابن حسن صاحب جارچوی لکھتے ہیں عباسؑ کا قاتل موت کے دستبرد کا شکار ہو گیا۔ مگر عباسؑ کا علم آج بھی اسلامی رگوں میں خون کو جوش میں لانے کے لیے منظر عام پر نظر آتا ہے فلسفہ آل محمدؐ ص ۷ ا طبع لکھنو۔لہٰذا حضرات آل محمد علیہم السلام نے اس علم کو منظر عام پر لانا سنت قرار دیا اور خود اسے نکالتے رہے سات محرم الحرام کو علیؑ اور حضرت عباس کا علم نکالنا۔



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



# حضرت عباس علیہ السلام اپنی نظیر آپ تھے

حضرت عباسؑ کے وہ کارنامے جو ولادت سے شہادت تک دنیا کے سامنے آئے اس بات کی کھلی شہادت ہیں کہ آپ نے سوتیلا بھائی ہونے کے باوجود امام حسین علیہ السلام کے ساتھ وہ سلوک کیا جو دنیا کے کسی حقیقی بھائی سے بھی ممکن نہیں۔ جب عبداللہ ابن زبیر کے بھائی عمر بن زبیر حاکم مدینہ کے کوتوال مقرر ہوئے تو انہوں مدینہ کے بہت سے معززین کو گرفتار کر کے اس حرم میں بہت پٹوایا کہ وہ سب ان کے بھائی عبداللہ بن زبیر کے ہی خواہ وطرفدار تھے ان معززین میں عمر بن زبیر کا ایک اور بھائی منذر بن زبیر اور اس کا بیٹا محمد بن منذر اور عبدالرحمن ابن اسود بن عبدیغوث اور عثمان بن عبداللہ بن حکم بن خرام اور محمد بن عمار اور عمار بن یاسر وغیرہ تھے عمر بن زبیر نے ان بیچاروں کو ۴۰۔۵۰۔۲۰ درے لگوائے پھر حاکم مدینہ عمر بن سعید اشرق نے اس عمر بن زبیر سے مشورۃً پوچھا کہ تمہارے بھائی عبداللہ بن زبیر سے لڑنے کے لیے کل کسی کو بھیجا جائے عمر بن زبیر نے کہا میرے بھائی کا مجھ سے بڑ کوئی دشمن نہیں اس سے لڑنے کے لیے میرے سوا اور کسی کو نہ بھیجنا چنانچہ حاکم مدینہ نے ایسا ہی کیا اور عمر بن زبیر کی ماتحتی میں عبداللہ بن زبیر سے لڑنے کے لیے ایک بھاری فوج بھیج دی عمر بن زبیر کے ماتحت انیس بن عمرا سلمی تھا جو سات سو سپاہیوں کے ساتھ روانہ ہوا جب یہ خبر مدینہ پہنچی تو حاکم مدینہ پاس مروان ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بن حکم آیا اور کہا کہ مکہ پر چڑھائی نہ کرو۔ خدا سے ڈرو خانہ خدا کی حرمت برباد ہونے سے بچاؤ اور عبداللہ بن زبیر کو چھوڑ دو دیکھو ان کی عمر بھی زیادہ ہے۔ وہ سٹھیا گئے ہیں اور ضدی بھی ہیں اس کے جواب میں



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



عمر بن زبیر نے کہا خدا کی قسم ہم مکہ پر ضرور حملہ کریں گے اور عبداﷲ بن زبیر اگر خانہ خدا کے اندر ہو گا تو وہاں بھی جنگ کریں گے چاہے کسی کو کتنا ہی بُرا لگے پھر ابو شریح خزاعی عمر بن زبیر کے پاس آیا اور سمجھایا کہ مکہ پر چڑھائی نہ کرو کیونکہ میں نے آنحضرت کو کہتے سنا ہے کہ صرف فتح مکہ کے موقع پر تھوڑی دیر کے لیے مجھے اجازت ملی تھی پھر اس کے بعد اس پر چڑھائی کرنا حرام ہو گیا جس طرح پہلے تھا۔ مگر اس کا جواب بھی عمرو نے ٹیڑھا ہی دیا کہلا بھیجا کہ اے بڈھے میں حرمت کعبہ تجھ سے زیادہ جانتا ہوں غرضیکہ عمرو کسی طرح نہ مانا اور عبداللہ ابن زبیر سے لڑنے کے لیے مکہ پر چڑھائی کر دی انیس ابن عمر بھی ان کی ماتحتی میں اپنی فوج لے کر چل پڑا بعض لوگوں کا بیان ہے کہ یزید ہی نے عمر بن سعید کو لکھا تھا کہ عبداللہ ابن زبیر سے لڑنے کے لیے عمر بن زبیر کو تیار کر چنانچہ اس نے تیار کیا اور دو ہزار کار سالہ دے کر اسے مکہ روانہ کیا انیس اپنی فوج سمیت مقام ذی طوی پر اترا اور عمرو بن زبیر مقام ابطح میں ٹھہرا عمر بن زبیر نے اپنے بھائی عبداللہ ابن زبیر کے پاس پیغام بھیجا کہ میرے مالک یزید نے قسم کھائی ہے کہ اس وقت تک تمہاری بیعت قبول نہ کرے گا۔ جب تک تمہیں زنجیروں میں جکڑا ہوا نہ دیکھ لے بہتر ہو گا کہ تم چپکے سے چلے آؤ میں تمہاری گردن میں باریک سی نقرئی زنجیر ڈال کر یزید کی خدمت میں حاضر کر دوں گا۔ اس طرح تمہاری ذلت بھی نہ ہو گی اور اس کی قسم بھی پوری ہو جائیں گی۔ اور کشت و خون بھی رک جائے گا دیکھو تم ایسے شہر میں ہو جہاں لڑنا حرام ہے عبداللہ ابن زبیر بھلا گرفتار ہونا کیسے قبول کر سکتے تھے الخ:۔ (تاریخ کامل جلد ۴ ص ۸ طبع مصر)

انہوں نے انیس اور اس کی فوج کے مقابلہ میں ایک مکی فوج کے ساتھ عبداللہ ابن صفوان کو بھیج دیا دونوں فوجوں میں مڈبھیڑ ہوئی عبداللہ ابن صفوان نے انیس کو شکست دی اور زخمیوں



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



کو تہ تیغ کیا پھر انیس کو بھی قتل کر ڈالا اور عبداللہ ابن زبیر کی طرف سے ایک دوسری فوج مصعب بن عبدالرحمن کی ماتحتی میں عمر ابن زبیر سے لڑنے گئی اور کامیاب ہوئی عمر کی حزیمت شدہ فوج پراگندہ ہوگئی اور عمرو بن زبیر کو جان کے لالے پڑ گئے بھاگے اور بھاگ کر ابن علقمہ کے دامن میں پناہ لی پھر اس کے بھائی عبیدہ نے اپنے کنار امن نے لے لیا۔اور عبداللہ ابن زبیر سے مل کر کہا کہ میں نے عمرو کو پناہ دے دی ہے اس پر وہ بگڑ کر بولے کیا تم اسے لوگوں کے حقوق سے پناہ دے سکتے ہو یہ تو تم نے اچھا نہیں کیا میں نے تو تم سے نہیں کہا تھا کہ تم اس فاصق و فاجر کو جس نے حرمات خدا کو حلال کر دیا ہے امن دنیا الغرض عبداللہ بن زبیر نے حکم دے دیا کہ وہ گرفتار کر لیا جائے اور اس سے ان تمام کوڑوں کا بدلہ لیا جائے جو اس نے مدینہ معززین کی پشتوں پر لگوائے تھے چنانچہ تمام لوگوں کی طرف سے اس کی پشت پر کوڑے لگوائے گئے البتہ اس کے بھائی منذر ابن زبیر اور بھتیجے محمد بن منذر نے عوض لینے سے انکار کر دیا غرضیکہ عمرو بن زبیر نے کوڑوں کی زد میں دم توڑ دیا ۔۔۔۔۔الخ، مذکورہ بالا واقعہ سے چند باتیں ثابت ہوئیں۔ا۔عمر بن زبیر اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر کے ساتھ مکہ معظمہ نہیں گئے (۲) پھر عبداللہ بن زبیر کے دشمن یزید کی حکومت میں ملازمت کر لی اور حاکم مدینہ کے کوتوال ہو گئے۔(۳) کوتوال ہونے پر بھی اپنے بھائی کو کوئی مدد نہ دی نہ حاکم مدینہ سے ان کی کوئی سفارش کی بلکہ اپنے بھائی کے ہواخواہوں کو کوڑوں سے پٹوایا(۴) جب حاکم مدینہ نے ان سے مشورہ کیا کہ ان کے بھائی سے لڑنے کے لیکسے بھیجا جائے تو بجائے اس کے کہ وہ انہیں جنگ سے بچاتے خود حملہ کرنے کو تیار ہو گئے (۵) مروان نے حاکم مدینہ کو عبداللہ بن زبیر پر حملہ کرنے سے روک دیا مگر عمرو بن زبیر نے اس کی مخالفت کی اور قسم کھائی کہ ان سے خانہ کعبہ کے اندر جا کر لڑوں گا۔(۶) ابو



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



شریح خزاعی نے بھی روکا مگر یہ اپنی بات سے نہیں ہٹے(۷) اپنے بھائی کے پاس پیغام بھیجا کہ آؤمیں تمہیں گرفتار کرکے یزید کے پاس بھیج دوں(۸) عبداللہ ابن زبیر نے بھی موقع پایاتو عمرابن زبیر سے اتنابدلہ لے لیا کہ وہ کوڑے کھاتے کھاتے مرگئے اس کے مقابلہ میں حضرت عباس علیہ السلام جناب سید الشہداء کے سوتیلے بھائی ہیں مگرآپ نے حضرتؑ کو کسی وقت چھوڑنا پسند نہیں کیا حضرت مدینہ سے مکہ گئے تب بھی آپ ساتھ رہے امامؑ مکہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہوئے تب بھی جناب عباسؑ ہمرکاب ہی رہے اور اسی طرح خدمت کی کہ بھائی بھی معلوم ہوئے بیٹے بھی نوکر بھی اور غلام بھی کہ جس وقت کوئی ضرورت پیش آئی جناب عباس لبیک یاسیدی یامولائی کہتے ہوئے حاضر خدمت ہوئے۔الخ (اصلاح جلد ۷ ۳ص ۸ نمبرا) یہی وجہ ہے کہ علمانے کھلے الفاظ میں لکھ دیا کہ دنیا کے تمام افراد پر بھی حضرت عباسؑ کا قیاس نہیں کیا جاسکتا حتیٰ کہ امیر المومنین علی علیہ السلام کے دوسرے بیٹے بھی ان کے مقابلہ میں حد قیاس سے باہر ہیں۔یہاں تک کہ محمد حنفیہ جیسی ہستی بھی ان کے مقابلہ میں نہیں لائی جاسکتی۔علامہ کنتوری لکھتے ہیں (الایقان امرہ بامر غیرہ من ابناء امیرالمومنین مثل محمد حنفیہ ان کے معاملہ کا قیاس حسنین علیہماالسلام تو درکنار حضرت امیر المومنینؑ کے دوسرے بیٹوں محمد حنفیہ جیسوں پر نہیں کیا جاسکتا(مائتین ص ۴۵۸)ناضرین کرام: حضرت محمد حنفیہ کی ہستی بہت ہی بلند ہستی ہے ان کے متعلق مورخین کا بیان ہے کہ یہ نہایت مضبوط دست وبازو اور زبردست طاقت کے مالک تھے حضرت علیؑ کی خدمت میں چند زرہیں پیش کی گئیں ان میں سے ایک متوسط قدو قامت سے اک ذرا لمبی تھی۔حضرت علیؑ نے محمد حنفیہ سے فرمایا میں نشان لگائے دیتاہوں اس زرہ کو چھوٹی کرالاؤ محمد حنفیہ نے زرہ لی اور حضرت علیؑ کے لگائے ہوئے نشان کی جگہ سے پکڑ کر چٹانکہ یافتہ حریرا قطع کنند دامن



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ہائے درع آہنی را قطع کرد۔ جس طرح پارچہ حریر پھاڑا جاتا ہے آپ نے اس آہنی زرہ کو پھاڑ ڈالا ایک دفعہ شاہ روم نے اپنے ملک کے سب سے بڑے بہادر کو معاویہ کے پاس بھیجا معاویہ نے محمد بن حنفیہ ہی کو مقابلہ کے لیے تجویز کیا آپ نے چشم زدن میں اس کو زیر کر لیا (ناسخ التواریخ جلد ۳ ص ۷۰۵ کامل میرو جلد ا ص ۲۵۰) اس کے علاوہ جنگ جمل و صفین کے کارناموں سے بھی آپ کی شجاعت کا پتہ چلتا ہے لیکن ان تمام کمالات کے باوجود علمائے یک زبان لکھا ہے کہ محمد حنفیہ حضرت عباسؑ کے مقابلہ میں کوئی ہستی نہ رکھتے تھے اور خود امیر المومنین نے واقعہ کربلا کے لیے محمد حنفیہ جیسے بہادر کو تجویز نہیں کیا اور حضرت عباس علیہ السلام کے وجود کو ضروری سمجھا۔

مختصر الفاظ یں یہ بھی جان لینے کی ضرورت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے محمد حنفیہ پر حضرت عباسؑ واقعہ کربلا کے لیے ترجیح کیوں دی بات یہ ہے کہ محمد حنفیہ بہادر ضرور تھے اور بڑے بہادر تھے لیکن ایک موقع ایسا بھی آنے والا تھا۔ جس میں ان کی زبان سے امیر المومنین کے حکم جہاد پر یہ جملے نکلے تھے "الاتری السھام کاشآبیب المطر" بار بار آپ حملے کرنے کو بھیجتے ہیں کیا آپ نہیں دیکھ رہے ہیں کہ تیروں کا مینہ برس رہا ہے امیر المومنینؑ نے کہا فیک عرق من امک یہ تیری ماں کا اثر ہے۔ (شرح نہج البلاغہ) واقعہ کربلا کے لیے ایسے بہادر کی ضرورت تھی کہ جو نجیب الطرفین ہو، جو حسینؑ کے قدموں پر مرنے کو زندگی سمجھتا ہو جسے آب سرد کی ضرورت نہ ہو۔ جو تین دن کی پیاس کے باوجود چلو میں پانی لے کر پھینک دے تیروں کی بارش اور تلوار کے پانی سے پیاس بجھانے کو سعادت جانتا ہو۔ اس وقت بھی حسین علیہ السلام کی حمایت کا حوصلہ رکھتا ہو۔ جب ہاتھ کٹے ہوں سینے میں تیر و نیزے لگے ہوں گرز گراں بار کی ضرب بھیجا کندھوں پر آگیا ہو۔ زمین گرم پر



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



لاشہ ہو سر کٹ چکا ہو۔ گھوڑوں کی ٹاپوں سے نعش پس کی گئی ہو۔ خدا قسم اس صفت کا انسان عباسؑ کے علاوہ مادر گیتی نے پیدا ہی نہیں کیا اسی لیے بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ عباسؑ اپنی نظیر آپ تھے۔

## حضرت عباس علیہ السلام غلامی کے لباس میں

جس طرح حضرت علی علیہ السلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبدیت کا دم بھرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے۔ انا عبد من عبید محمدؐ میں آنحضرتؐ کے غلاموں میں سے ایک غلام ہوں اسی طرح حضرت عباس علیہ السلام بھی حضرت امام حسین علیہ السلام کے غلاموں میں سے ایک غلام ہونے کا دم بھرا کرتے تھے (امائتین ص ۴۴۰) ناظرین کرام! عبد اس غلام کو کہتے ہیں کہ " لز مہ ولم یفارقہ " جو کسی وقت ساتھ نہ چھوڑے اور صحیح غلام کا دم بھرنے والا ہو (المنجد ۳۲۶) اور عبید اسم جمع ہے یعنی بہت بندگی کرنے والا۔ (لغات سرد ری ص ۱۷۸) اس میں شک نہیں کہ حضرت علیؑ یا حضرت عباسؑ نے عبدیت کے صحیح معنوں پر عمل کیا۔ کوئی وقت تاریخ کے دامن میں ایسا نہیں ملتا۔ جس میں یہ کہا جائے کہ ان حضرات نے اپنے ممدوح اور آقا کا ساتھ چھوڑا ہو۔ چاہے خوشی کا موقع ہو، مسرت کی گھڑی ہو یا تیر برستے ہوں نیزے لگتے ہوں تلواریں چلتی ہوں۔ غرضکہ ہو حال میں ساتھ رہے فریضۂ خدمت گزاری میں بسر و چشم منہمک رہے اور فخریہ کہتے رہے کہ میں اپنے آقا کا غلام ہوں اور صرف کہتے ہی نہ تھے بلکہ عمل کر کے دکھلائے تھے۔ تاریخ اعثم کوفی اردو طبع دہلی کے ص ۲۶۳ پر ہے کہ دوسرے دن جب امام حسین علیہ السلام نے عمر سعد کے پاس پیغام پہنچایا کہ تجھ کہنا



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ہے۔رات کے وقت مجھ سے مل جاتااور میری باتیں سن لینا۔عمر سعد ایک سو بیس سوار لے کر اپنے لشکر گاہ سے نکلاامیر المومنین حسین علیہ السلام نے اپنے ہمراہی سواروں سے کہاکہ تم پرے ہٹ کر کھڑے ہو جاؤ۔وہ سوار وہاں سے پرے سرک گئے عباس بن علیؑ اور علی اکبر آپ کے ساتھ رہے عمرو نے بھی اپنے آدمیوں کو جو ہمراہ تھے پیچھے ہٹادیااس کاغلام لاحق اور بیٹا حفص اس کے ساتھ رہے۔اکثر کتب مقاتل میں ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے یہ دیکھا کہ عمرو سعد نے تمام سواروں کو علیحدہ کر دیا۔لیکن اپنے بیٹے اور غلام کو ساتھ رکھا تو امام حسین علیہ السلام تن تنہااس سے ملنے کو چلے۔حضرت علی اکبر ساتھ ہو لیے۔حضرت عباسؑ نے جب امام حسینؑ اور حضرت علی اکبرؑ کو جاتے دیکھا خود آگے بڑھے۔امام حسینؑ نے فرمایا۔بھائی ! مجھے تنہاجانے دو تم لوگوں کے ساتھ ہونے سے وہ ڈر نہ جائے۔حضرت عباسؑ نے عرض کی۔مولا جبکہ اس کاغلام لاحق اس کے ساتھ ہے توآپ کا غلام عباسؑ بھی آپ سے ملحق کیوں نہ رہے۔غرضکہ اِدھر سے عمر سعد اور اس کا بیٹا حفص اور غلام لاحق اور اُدھر سے امام حسینؑ اور ان کے فرزند علی اکبرؑ اور غلام کی جگہ حضرت عباس علیہ السلام یکجاہوئے اور گفتگو شروع ہوئی۔" حضرت عباسؑ کوامام حسینؑ کے ساتھ عشقیہ نیاز مندی کا شرف حاصل تھا۔آپ جناب امامؑ کے ہر امر میں مطیع و منقاد تھے۔اور آپ کے پسینہ کی جگہ اپنا خون بہانا سعادت ابدی تصور کرتے تھے۔باوجودیکہ امام حسینؑ کے بھائی تھے۔مگر آپ نے کبھی بھائی کہہ کر جناب امام حسینؑ کو خطاب نہیں لیا۔بلکہ فرط ادب و تعظیم سے ہمیشہ آقا سید اور مولا کہہ کر خطاب کرتے تھے آپ کو جناب امام عالیمقام کے بچوں سے بے حد محبت تھی:اور جناب سکینہ بھی آپ سے مانوس تھیں۔چنانچہ دشت کربلا میں بھی حضرت سکینہ کی تشنگی اور پیاس کو دیکھ کر آپ بے حد بے چین اور مضطرب ہو رہے تھے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



۔اور حضرت سکینہ بھی جناب عباسؑ ہی سے بار بار پانی کا تقاضا فرماتی تھیں ۔اور بالآخر حضرت عباسؑ پانی لانے کے لیے تشریف لے گئے تھے کہ دشمنوں نے آپ کو ساحل فرات پر ہی شہید کر دیا تھا۔( شہید اعظم ص ۲۰۰ مطبوعہ دہلی )علامہ قزدینی لکھتے ہیں : کبھی بھائی کو بھائی کہہ کر نہیں پکارا(ریاض القدوس جلد ۲ ص ۶۷)ایک شاعر حضرت امام حسین علیہ السلام کی زبانی،اس موقعہ پر حضرت کو پکار رہا ہے۔جب آپ ریگ گرم پر کربلا میں دم توڑ رہے تھے۔

اپنے غلام اور مجھے سے آقا سمجھے اک بار تو تم بھائی مجھے کہہ کے پکارو

اس تیری وفا کے ہوں میں قربان علمدار رہ جائے نہ دل میں مرے ارمان علمدار

## حضرت عباس علیہ السلام علم کے میدان میں

باپ کا اثر بیٹے میں ہونا ضروری ہے۔حضرت عباسؑ کے فرزندار جمند ہیں۔حضرت علیؑ نے اپنے علمی کمالات کا ذکر کرتے ہوئے اکثر فرمایا ہے زقنی رسول اللہؐ زقاً زقاً مجھے رسول اللہؐ نے اس طرح علم بھرایا ہے کہ جس طرح کبوترا اپنے بچے کو دانہ بھرتا ہے کہ جب کبوترا اپنے بچہ کو دانہ بھراتا ہے تو وہ تمام دانے جو اس کے پوٹے میں ہوتے ہیں بلا تحلیل کل کے کل بچہ کے پوٹے میں پہنچا دیتا ہے۔یہی مقصد حضرت علیؑ کے ارشاد کا بھی ہے۔کہ پیغمبر اسلام جو علم خدا کی طرف سے لے کر آئے تھے انہوں نے وہ سارے کا سارا مجھے عطا فرمایا ہے مطلب یہ ہے کہ حضرت علیؑ خود علم لدنی رکھتے تھے۔انہوں نے آنحضرتؐ کا بھی سارا علم حاصل کر لیا تھا۔گویا آپ علمی نقطہ نظر سے ساری کائنات پر فوقیت کے مالک ہو گئے تھے۔



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



یہی وجہ تھی کہ آپ نے فرمایا کرتے تھے کہ " سلونی قبل ان تفقدونی"جو کچھ پوچھنا ہو پوچھ لو قبل اس کے کہ میں تم میں موجود نہ ہوں علی رسول اللہ الف باب پیغمبر اسلام نے ہزار دروازے علوم کے مجھے تعلیم کئے ہیں۔اور میں نے ہر باب سے ہزار باب خود پیدا کر لیے ہیں۔عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح حضرت محمد مصطفٰیؐ نے حضرت علیؑ کو علوم بھرائے تھے۔اسی طرح ائمہ معصومین نے حضرت عباسؑ کو علوم سے بھرپور کر دیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ حضرت عباسؑ کے لیے ارشاد معصومینؑ یہ ملتا ہے ان العباس بن علی زق العلم زقاً۔عباس بن علیؑ کو علوم بھرا دیئے گئے ہیں۔اب ظاہر ہے کہ حضرت علیؑ نے جو علم رسول اللہ ﷺ سے حاصل کیا تھا وہ سارا کا سارا حضرت عباسؑ کو عطا کر دیا ہے۔ان کے علاوہ امام حسن اور امام حسین علیہم السلام نے اپنے علوم سے بہرہ ور کیا ہو گا اب ایسی صورت میں حضرت عباسؑ کے علم کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔(اسرار الشہادت ص ۳۲۴)

## حضرت عباسؑ کا عبد صالح ہونا

یہ ظاہر ہے کہ عبدیت کا درجہ بہت بلند ہے۔کم ایسے انبیاء بھی گزرے ہیں جنہیں خدا نے اپنا عبد اقرار دیا ہو۔کیونکہ عبد اپنے معبود سے ایسا مستحکم رشتہ رکھتا ہے۔جو بڑے بڑے انبیاء کو بھی نصیب نہ ہو سکا۔قرآن مجید میں چند انبیا ایسے نظر آتے ہیں جنہیں اس خاص لقب سے خدا نے نوازا ہے اس میں خاص طور پر حضرت محمد مصطفٰی ﷺ، حضرت داؤد علیہ السلام ،حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت ایوب علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس القب و خطاب سے ممتاز قرار دیئے گئے ہیں



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



،حضرت عباسؑ جواپنے کمالات نفسی ونسبی کی وجہ سے اس خاص خطاب کے قابل تھے ،انہیں عبدالصالح قرار دیا گیا جس کی سند حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام زیارت مخصوصہ میں دے رہے ہیں، جس کے راوی ابو حمزہ ثمالی ہیں۔ارشاد فرماتے ہیں: "السلام علیک یایھا العبد الصالح" اے عبد صالح آپ پر خدا کی طرف سے سلامتی ہو۔علامہ عبدالرزاق موسوی اپنی کتاب قمر بنی ہاشم کے ص ۲۸ وص ۵۶ میں لکھتے ہیں کہ حضرت عباسؑ کو یہ وہ بلند درجہ نصیب ہوا ہے جس سے بہت سے انبیاء بھی محروم رہ گئے۔حضرت عباس آئمہ طاہرین کی نظر میں ☆اہل عصمت ہی سمجھتے ہیں تری شان وفا☆ دنیا میں بہت کم ایسے افراد ہوں گے جو کسی بلندی پر فائز ہونے کے بعد دوست اور دشمن طرف دار وہمدرد اور مخالف نہ رکھتے ہوں لیکن مدح اسی طرح اچھی نظر سے دیکھی جاتی ہے جو خود بلند ترین درجہ کا مالک ہو۔اگر کوئی ایسی شخصیت موجود ہو۔جس کی مدح کا خدا کرے جس کی ستائش محمدؐ کریں اور جس کی تعریف میں آئمہ معصومین رطب اللسان ہوں تو پھر اس کی فضیلت کی کوئی حد نہ ہوگی۔حضرت عباس علیہ السلام کی ہستی کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ خداوند عالم تذکرۃ الشہداء میں آپ کو سراہ رہا ہے اور لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ کہہ کر مرنے کے بعد بھی آپ کو دیگر شہداء کی طرح زندگی دے رہا ہے اور غذا پہنچانے کا وعدہ فرما رہا ہے اور شہادت کے بعد بقول معصوم دونوں ہاتھوں کے بجائے دو پر پروار دے کر جنت میں اڑنے کا موقع دے رہا ہے حضرت محمد مصطفیٰؐ صلعم پیدائش سے پہلے آپ کی شجاعت کی پیشین گوئی رہے ہیں حضرت علیؑ آپ کی ولادت کی تمنا کرکے جب اپنی آغوش میں آپ کو پالتے ہیں تو بے حد مسرور ہو کر کبھی رخسار کو کبھی دست و بازو کو چومتے ہیں امام حسین علیہ السلام آپ کے مداح نظر آتے ہیں۔اور اپنی زندگی میں آپ سے استعانت چاہتے ہیں۔امام حسینؑ اپنے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



تمام امور میں آپ کو مرکز سمجھتے ہیں اور آپ کے وجود کو لشکر کے برابر قرار دے کر عہدہ علمبرداری آپ ہی کے سپرد فرماتے ہیں امام زین العابدین علیہ السلام واضح الفاظ میں فرمارہے ہیں۔خدا میرے چچا حضرت عباسؑ پر رحم کرے۔انہوں نے قربانی پیش کرنے میں پورا پورا ایثار کیا اور امتحان گاہ میں بڑی کامیابی حاصل کی اور اپنی جان امام حسینؑ پر قربان کردی کہ دونوں ہاتھ تک کاٹے گئے لیکن خدا کی طرف سے یہ بدلا ملا کہ انہیں جعفر طیار کی طرح جنت میں پر پرواز عطا کردیئے ہیں بے شک عباسؑ کا درجہ خدا کے نزدیک ایسا ہے کہ قیامت کے دن تمام شہداء غبط کریں گے۔(الخصال الصدوق جلد ا ص ۳۵)اور لفظ جمیع الشہداء فرما کرا تنی بلندی دے دی ہے جس کی کوئی حد نہیں کیونکہ ان میں میں وہ ہستیاں بھی آتی ہیں جو انبیاء علیہم السلام کے کار تبلیغ کی شہادت دینے والی ہیں جیسے حضرت حمزہ۔اور جعفر طیار (اصول کافی) اوراس کی تائید زیارت کے اس جملہ سے بھی ہوتی ہے فرمایا گیا۔السلام علیک ایھاالربانیون انتم لنافرط و نحن لکم تبع وانصار دانتم سادۃ الشہداء فی الدنیاوالاخرہ۔۔۔انھم لم یسبقھم سابق ولا یلحقھم لاحق۔ترجمہ: اے خدائی کارگزارو! تم پر سلام ہو تم ہم سے پہلے چلے گئے اور ہم تمہارے بعد آرہے ہیں بے شک تم شہدا کے دنیاوآخرت میں سردار ہو بے شک تم لوگ ایسے ہو کہ نہ تم جیسے پہلے شہداء گزرے ہیں اور نہ آئندہ گزریں گے (کامل الزیارات ص ۲۱۹وص ۲۷۰) علامہ عبدالرزاق لکھتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے مذکورہ جملہ زیارت میں تمام دنیا کے شہداء کی سرداری شہدائے کربلا کے لیے ثابت فرمادی ہے اور ظاہر ہے کہ شہداء کربلا میں بعض اموراور خصوصی حالات کی بنا پر حضرت عباسؑ کو ان میں امام حسینؑ کے بعد سب سے بڑا درجہ حاصل ہوا ہے جس کی تصدیق امام زین العابدین علیہ السلام کے ارشاد سے ہوتی ہے جہاں پر آپ نے فرمایاہے کہ آپ کو جنت میں دو پر دیئے گئے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ہیں اور انہیں وہ فضیلت نصیب ہے جس پر جمیع شہداء غبط کریں گے) قمر بنی ہاشم) ص ۵۴ اور چونکہ حضرت عباسؑ کی بہت سے امور میں دیگر شہداء سے زیادہ فضیلت حاصل ہے اور آپ کو بلند درجہ نصیب ہے اسی لیے امامت کے بہت سے کاموں میں آپ مددگار نظر آتے ہیں (اور اہل بیت میں عملاً داخل دکھائی دیتے ہیں مثال کے لیے ملاحظہ ہو

۱۔ محب الدین طبری کتاب ذخائر العقبیٰ کے ص ۱۴۱ پر لکھتے ہیں کہ جب امام حسنؑ شہید ہوئے اور امام حسینؑ ان کو غسل دینے لگے تو آپ نے حضرت عباسؑ کو طلب فرمایا اور پانی ڈالنے و دیگر خدمات غسل میں بھی انہیں شریک کیا۔اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ امامؑ کو امام ہی غسل دے سکتا ہے کفن پہنا سکتا ہے۔اور دفن کر سکتا ہے۔مدینہ المعاجز علامہ ہاشم بحرانی ۲۶۱ پر درج ہے کہ آسمان سے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔اور زمین پر تشریف فرما امام کی مدد کر کے نبی یا امام کی تجہیز و تکفین کرتے ہیں۔جیسا کہ سرور کائناتؐ کے بارے میں مفصل مرقوم ہے( بصائر الدرجات جلد ۵ باب ۳ص ۲۰ پر ہے کہ پیغمبرؐ اسلام کو غسل دیتے وقت حضرت علیؑ کی مدد ملائکہ کررہے تھے جنہیں آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔علامہ شیخ عباس قمی النفس الھموم کے صفحہ ۲۰۵ پر رقمطراز ہیں: واضح ہو کہ یہ امر اپنی جگہ ثابت ہو چکا ہے کہ معصوم کا دفن و کفن معصوم ہی کرتا ہے ۔امام کے سوا امام کو کوئی غسل نہیں دیتا اگر امام کی وفات مشرق میں ہو اور اس کا وصی مغرب میں ہو۔تو خداوند عالم دونوں کو ایک جگہ جمع کر دیتا ہے۔۔۔۔۔۔۔الخ اب ایسی صورت میں جبکہ آپ کو امام حسینؑ نے امام حسنؑ کے غسل میں شریک کیا۔آپ کی بلندی مرتبت کے متعلق رائے قائم کی جاسکتی ہے۔اور کیوں نہ سمجھا جائے کہ آپ کا درجہ ائمہ طاہرین کے بعد دنیا میں سب سے بلند ہے اور کیوں نہ انہیں عصمت غیر استکفائیہ سے متصف سمجھا جائے۔کیونکہ اگر ان کیلئے عصمت



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



واجب نہ تھی جیسے آئمہ معصومین کیلئے تھی۔ جسے عصمت استکفائیہ کہتے ہیں۔ جو معرفت علم و یقین میں کسی کے محتاج نہ تھے۔ تو بہ سبب احتیاج الی المعصومین بوجہ عمل و کردار اور عدم صدور گناہ انہیں معصوم غیر استکفائی تسلیم کیا جائے۔ جیسا کہ کتاب قمر بنی ہاشم ص ۶۱ میں بحوالہ کتاب اتقاق المقال ص ۷۵ مذکور ہے اور پھر ایسی صورت میں جبکہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے آپ کے لیے اس بات کی نص فرمادی ہے کہ تمام شہیداء آپ کے درجہ رفیعہ پر فائز ہونے پر غبط کریں گے، ظاہر ہے کہ شہداء میں حضرت علی علیہ السلام بھی شامل ہیں تو جسے ایسا درجہ مل سکے جس پر حضرت علیؑ جیسی شخصیت غبط کرے تو اس کے مرتبے اور درجہ کی بلندی کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے۔ ۲۔ اسی طرح امام جعفر صادقؑ نے آپ کے بارے میں جو کچھ فرمایا ہے۔ اس سے آپ کی بلندی مقام کا پتہ چلتا ہے۔ ایک مقام پر آپ نے فرمایا ہے۔ کان کان عمنا العباس نافذ البصیرت صلب الا یمان میرے چچا عباس بن علی کی کمال بصیرت اور بہترین ایمان کے مالک تھے۔ ایک مقام پر زیارت ضریح اقدس حضرت عباسؑ کے سلسلے یوں فرماتے ہیں۔ "اشھد انک لقد نصحت اللہ و رسولہ والا خیک فنعم الاخ المواسیٰ میں اس کی شہادت دیتا ہوں کہ تم نے خدا و رسول اور اپنے بھائی کی بہترین امداد کی۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے حضرت عباسؑ کی شہادت کو حضرت امام حسینؑ کی معیت میں اس درجہ پر پہنچادیا کہ جس سے بلند درجہ اور انہیں ہو سکتا۔ یعنی اب ایسی صورت پیدا ہوگئی کہ گویا حضرت عباسؑ نے خدا و رسولؐ کی حمایت کاملہ کی اور اس سلسلہ میں ان کے یقین کا کمال اور توحید کی تکمیل اور دین و ایمان کی انتہا واضح ہوگئی۔ ۳۔ علامہ عبدالرزاق موسوی اپنی کتاب قمر بنی ہاشم میں بحوالہ تاریخ طبری جلد ۲ ص ۲۳۷ رقمطراز ہیں کہ جب ہم روز عاشورہ کے واقعات میں دیکھتے ہیں کہ امام حسینؑ عباسؑ بن علیؑ سے اس وقت جبکہ لشکر آ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



پہنچا تھا یہ فرمایا کہ " ارکب بنفسی یا اخی اے میرے بھائی تجھ پر میری جان تجھ پر میری جان فدا ہو۔ جا کر دیکھو تو سہی کہ یہ لوگ کیوں آئے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یقیناً عباسؑ کا درجہ ائمہ معصومین کی نظر میں اس درجہ بلند تھے کہ جس کی کوئی حد نہیں۔اس کی مزید وضاحت اس چیز سے ہوتی ہے کہ آپ کے اور دیگر شہداء کربلا کے لیے زیارت جامعہ وارثہ میں فرمایا گیا ہے۔ بابی انتم دامی طبتم و طابت الارض التی فیھا دفنتم میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں تم برے اچھے ہو اور وہ زمین خوش نصیب ہے۔ جس میں تم دفن کئے گئے۔زیارت کے ان جملوں سے شہیداء کربلا کی بلندی حد ختم ہو گئی اللہ اکبر! معصوم کائنات کا فرمانا کہ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں کتنا بلند جملہ ہے اس سے بڑی اور کیا فضیلت ہو سکتی ہے۔۴۔ کتاب مصباح المتہجد شیخ طوسی میں تحریر ہے کہ صفوان کہتے ہیں۔میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا کہ حضور! زیارت سید الشہداء کس احترام سے کریں۔ارشاد ہوا اے صفوان! جب زیارت کا ارادہ کرو تو تین روز سے روزہ رکھو اور جب حائر میں پہنچو، تو کہو" اللہ اکبر کبیرا" پھر شہدائے کربلا کو مخاطب کر کے کہو السلام علیکم یا اولیاء اللہ۔۔۔۔۔۔۔۔الخ اے اولیاء خدا تم پر سلام ہو امام علیہ السلام نے زیارت میں حاضر کی ضمیر اس لیے فرمائی ہے کہ یہ شہدائے اسلام راہ خدا میں شہید ہوئے اور شہدائے راہ خدا زندہ ہوتے ہیں: لا تقو لو المن یقتل فی سبیل اللہ امواتا بل احیائ۵۔ حضرت عباسؑ کے بلندی مدارج کا اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ جب آپ نے عمر بن سعد سے رات کے وقت ملاقات کی تھی تو اس موقع پر آپ کے ہمراہ حضرت علی اکبر اور حضرت عباسؑ تھے اور اسی طرح عمر بن سعد کے ہمراہ بھی اس کا غلام اور فرزند تھا(ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۲۲۰ طبع بمبئی)۶۔اس طرح روز عاشورا عورات بنی ہاشم میں شور فریاد و فغاں بلند ہوا تو حضرت امام حسینؑ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



نے حضرت عباسؑ سے فرمایا"ان یسکتھن "اے عباس! خیمہ میں جاؤاور عورتوں اور بچوں کو خاموش کرواس لئے کہ اگر دشمن رونے کی آوازیں سنیں گے تو شماتت کریں گے۔ چنانچہ حضرت عباسؑ داخل خیمہ ہوئے اور سب کو سمجھا بجھا کر خاموش کیا(قمر بنی ہاشم ص۵۸)۷۔حضرت امام حسین علیہ السلام نے کمال اعتماد کی وجہ سے حضرت عباسؑ کو علمدار لشکر قرار دیا تھااور آپ امتحان اکبر کے موقع پر حامل اللواء تھے۔یہی سبب ہے کہ آپ کی شہادت سب سے بعد میں ہوئی ہے۔۸۔امام حسینؑ نے اس وقت جبکہ حضرت عباسؑ اجازت جنگ کے لیے حاضر ہوئے فرمایا کہ اذامضیت تفرق عسکری اے بھائی تم کیا اجازت مانگ رہے ہو۔ارے میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ اگر تم چلے گئے تو تو پھر میرا لشکر تتر بتر ہو جائے گا۔امام حسینؑ کا تفرق عسکری فرمانا واضح کرتا ہے کہ امام حسینؑ تنہا حضرت عباسؑ کو لشکر کے برابر سمجھتے تھے۔اس سے ظاہر ہے کہ امام حسینؑ کو حضرت عباسؑ پر کس درجہ اطمینان اعتماد اور بھروسہ تھا۔۹۔حضرت عباسؑ کی حیثیت اور فضیلت کا اس سے بھی نمایاں طور پر اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جب حضرت امام زین العابدینؑ دفن شہداکے لیے کربلا تشریف لائے تھے۔تو آپ نے دیگر شہداء کے دفن میں بنی اسد سے مدد لی تھی۔اور امام حسینؑ اور حضرت عباسؑ کا لاشا خود تنہا دفن کیا تھا۔خود قبر میں اترے تھے کسی نے کہا مولا! ہم مدد کریں تو فرمایا:(ان معی من یعنیني)ان کے دفن کے لیے ہمارے پاس مدد گار موجود ہیں۔دمعہ ساکبہ ص۳۵۵بحوالہ اسرالشہادت و قمر بنی ہاشم ص۵۸بحوالہ حدیث الابقاد لشاہ عبدالعظیم)۱۰۔حضرت عباسؑ کے لیے یہ اہم فضیلت بھی موجود ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا شفاعت امت کے لیے انہی کے ہاتھ خدا کی بارگاہ میں پیش فرمائیں گی۔(کتاب جواہر الایقان ص ۱۹۴ )۱۱۔حضرت فاطمہ زہراؑ حضرت عباسؑ کو اپنا فرزند فرما



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



یا کرتی تھیں۔ کتابوں میں موجود ہے کہ آپ نے ایک شخص سے خواب میں فرمایا تھا کہ " تزورابنی الحسین ولا تزورابنی العباس" میرے ایک بیٹے حسینؑ کی تو زیارت کر آتا ہے اور میرے دوسرے بیٹے عباسؑ کی زیارت کو نہیں جاتا حشر میں آپ کا ارشاد ہوگا کفا نالا جل ھذالمقام الیدان المقطوعتان من بنی العباس( اسرار الشہادت ص۳۲۵طبع ایران )۱۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام حضرت عباسؑ کی مستند زیارت میں فرماتے ہیں۔ سلام اللہ و سلام ملئکۃالمقربین وانبیاء المرسلین وعبادہ الصالحین و جمیع الشھداء والصدیقین الزاکیات اطیبات فیما تغتدی و تروح علیک یابن المومنین۔ غور کرنے کی بات ہے کہ وہ امام جو اسرار قلوب اور تخیل اذہان سے واقف ہے وہ ارشاد کرتا ہے کہ عباسؑ بن علی پر اللہ اور ملائکہ مقربین انبیاء المرسلین اور ساری کائنات کے بندوں اور دنیا کے تمام شہداء اور صدیقین کے پاک و پاکیزہ سلام ہوں اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت عباسؑ کن مدارج پر فائز تھے۔ کتاب قمر بنی ہاشم ص ۶۳ میں ہے کہ فکل ھولاء یتقربون الی اللہ بالدعاءلہ واستنزال الرحمۃ منہ تمام ملائکہ انبیاء صالح بندوں اور تمام دنیا کے شہداء اور صدیقین حضرت عباسؑ پر دعا کے وسیلہ سے بارگاہ احدیث میں تقریب حاصل کرنے اور رحمت کی استدعا کرنے کے قائل ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ حضرت عباسؑ کی زیارت کے مذکورہ جملوں کو پیش نظر رکھنے کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کو پڑھا جائے تو معلوم ہو کہ حضرت عباسؑ کا درجہ کتنا بلند ہے۔ حضرت امام حسینؑ کی زیارت میں یہ الفاظ موجود ہیں :"سلام اللہ وسلام ملائکہ فیما تروح وتغدی والزاکیات الطاھر ات لک و علیک سلام الملائکۃ المقربین والمسلمین لک بقلوبھم والمنا طقین بعضک"۔۔۔۔۔الخ دونوں زیارات کے الفاظ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی نظر میں دونوں



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



شہید بلند مرتبہ ہیں :(بحارالانوار کتاب المزار بحوالہ کامل الزیارات )میرا خیال ہے کہ مساوات اسلامی میں اس سے بہتر کوئی نظیر نہیں مل سکتی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے خدمات کے پیش نظر آقا و غلام کو ایک ہی جیسا درجہ عنایت کردیا ہے ہوسکتا ہے کہ مولانے واقعہ کربلا میں عمل و سیرت حسینی کی رعایت حسینی کی ہو۔اس لیے کہ امام حسینؑ یوم عاشورا جس زانو پر حضرت علی اکبرؑ کا سر رکھا تھا۔اسی زانو پر جناب حر اور دیگر غلاموں کا سر بھی رکھا تھا۔۱۳۔زیارت میں ایک مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔الشھد لک بالتسلیم والتصدیق الوفاء النصیحۃ میں اس کی گواہی دیتا ہوں کہ اے عباسؑ تم منزل تسلیم و تصدیق اور وفائے نصیحت پر فائز ہو۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ان جملوں نے بھی حضرت عباسؑ کی بلندی مرتبت پر روشنی ڈالی ہے۔کیونکہ یہ منازل سالکین میں بہترین منزلیں ہیں۔اور جنہیں یہ منزلیں نصیب ہو جائیں ان کی بلندی مقام کا کوئی ٹھکانہ نہیں۔۱۴۔ایک مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔لعن اللہ من جعل حقک و وستحف مجرمتک۔خدا اس پر لعنت کرے۔جس نے تمہارے حق کی پروانہ کی۔اور تمہارا احترام نہ کیا۔زیارت کے اس جملہ میں حضرت عباس علیہ السلام کو منفرداً یاد کیا گیا ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ جس نے تمہارے حق سے غفلت کی اس پر لعنت ہے۔یہ ظاہر ہے کہ جملہ شہدائے کربلا میں صفائے ضمیر اور خدمات کے لحاظ سے بہت بلندی کے مالک ہیں لیکن جو درجہ کا کمال حضرت عباسؑ کو حاصل تھا وہ شاید امام حسینؑ پر قربان ہونے والوں میں اور کسی کو نصیب نہ تھا۔۱۵۔آپ اس زیارت میں جو حرم میں داخل ہوتے وقت پڑھی ہے فرماتے ہیں :"اشھد واشھد اللہ انک مضی مامضی بہ بدرالیون۔ہم اور خدا گواہی دیتے ہیں کہ اے عباسؑ! تم اس طرح تحفظ اسلام کے میدان سے گزرے گئے جس طرح



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



بدر والے گزر گئے۔امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمانا واضح کرتا ہے کہ حضرت عباسؑ نے اس وقت اسلام کی حمایت کی جب اسلام ختم ہو رہا تھا۔کیوں کہ بدر کے مجاہدین سے مشابہت دی ہے اور جنگ بدر اس وقت ہوئی تھی جب اسلام انتہائی کمزور تھا۔اگر بدر کے مجاہد ہمت نہ کرتے تو اسلام اپنی پہلی ہی منزل میں ختم ہو جاتا۔لیکن انہوں نے کمال ہمت سے قربانی سے کر اسلام کو بچا لیا تو جس طرح بدر میں اسلام کمزور تھا اسی طرح کربلا میں بھی اسلام اختتام کی منزل تک پہنچ رہا تھا۔اگر واقعہ کربلا ہوتا اور عباس جیسوں نے کمال دلیری قربانی پیش نہ کی ہوتی تو اسلام رخصت ہو جاتا۔۱۶۔امام جعفر صادق جعفر علیہ السلام فرماتے ہیں: "اشھد انک قد بالغت فی النصیحۃ واینتت غایت المجھود فبعثک اللہ فی الشھداء وجعل روحک مع ارواح السعداء واعطاک من جنانہ افسحھا منزلاً وافضلھا غرفاً۔میں گواہی دیتا ہوں کہ تم نصیحت شہادت میں کمال حاصل کر لیا ہے۔اور بے انتہا سعی و کوشش سے جہاد کیا۔یہی سبب تھا کہ خدا نے تمہیں شہداء میں معبوث ہونے کا درجہ دیا ہے اور تمہاری روح کو ارواح سعدا میں بلند مقام عطا کیا اور جنت میں سب سے زیادہ وسیع اور بہترین جگہ عنایت فرمائی۔امام کے یہ جملے حضرت عباسؑ کی خصوصی فضیلت کا پتہ دیتے ہیں۔۱۷۔ایک مقام پر آپ ارشاد فرماتے ہیں "رفع ذکرک فی علیین" اے عباسؑ تمہارا ذکر اعلیٰ علیّین میں لوگوں کی زبان پر ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عباسؑ کا کیا درجہ ہے۔اللہ اکبر اس ہستی کا کیا کہنا! جس کا ذکر اعلیٰ علیین میں موجود ہو۔۱۸۔حضرت امام صادق علیہ السلام (مطابق روایت مزار بحار ص ۱۶۵) ارشاد فرماتے ہیں: لعن اللہ امتہ استحلت منک المحارم وانتھد فیک حرمۃ الاسلام" خدا اس امت پر لعنت کرے کہ جس نے تمہاری عزت نہ کی اور اپنی سمجھ میں تمہیں رسوا کر کے اسلام کو ذلیل کرنے کی کوشش کی۔یہ ظاہر ہے کہ جس کی



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



عزت اور جس کی ذلت اسلام کی ذلت ہو اس کا درجہ کتنا بلند ہوگا۔۱۹۔حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ۱۵ رجب کی زیارت میں فرماتے ہیں: ''السلام علیکم یامھدیوں۔السلام علیکم یاطاھرون من الانس اے کربلا کے ہدایت یافتہ شہیدو! تم پر میرا اسلام ہو اور اے گناہوں سے پاک و پاکیزہ تم پر میرا اسلام ہو۔اس زیارت کا آخری جملہ عصمت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ بعض علمانے دیگر بے شمار فضائل کے حوالہ سے حضرت عباسؑ کو معصوم قرار دیا ہے۔۲۰۔حضرت صاحب العصر امام مہدی آخر الزمان علیہ السلام زیارت ناحیہ مقدسہ میں نہایت شر ومد سے ذکر کرتے ہیں۔ارشاد ہوتا ہے السلام علی ابی الفضل العباس بن امیر المومنین الموسی خاہ بنفسہ ابو الفضل العباس بن علی امیر المومنین پر سلام ہو، جنھوں نے کربلا میں اپنے بھائی پر جان نثار کردی اور پانی کی طلب میں اپنے دونوں ہاتھ قربان کردیئے۔(شفاالصدور شرح زیارت عاشور ص ۱۱۱ طبع بمبئی)

## مجاہدین اسلام میں حضرت عباسؑ کی حیثیت

ہر مجاہد مجاہد ہے۔ہر جانباز جانباز ہے۔اور ہر شہید شہید ہے۔لیکن ان یں بھی مدارج ہے۔بدر و احد میں شہید ہونے والے۔خیبر خندق میں جام شہادت پینے والے۔جنگ موتہ اور دیگر جہادوں میں جان دینے والے یقینا شہید ہیں۔اور حیات ابدی حاصل کر کے خدا سے رزق پاتے اور آرام سے دن گزارتے ہیں۔لیکن ان شہداء میں سید الشہداء حضرت حمزہؑ اور جنت میں پرواز کرنے والے حضرت جعفر طیار کا کچھ اور درجہ ہے۔مقصد یہ ہے کہ خصوصی شہداء بلند درجہ کے شہداء ہیں۔ان کی قدر اور منزلت کوئی پیغمبر اسلام سے پوچھے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



۔ان کے حالات کوئی سرورِ کائنات سے پوچھے تو معلوم ہو کہ خدا نے ان شہداء کو کیا درجہ عطا کیا ہے لیکن یقین کرنا چاہیے کہ حضرت امام حسینؑ نے اپنے مٹھی بھر جانبازوں کو کربلا میں لا کر دنیا کے تمام شہداء سے بلندی دے دی ہے۔آپ نے بار بار فرمایا ہے کہ خدا کی قسم جیسے اصحاب مجھے ملے ہیں نہ میرے نانا کو نصیب ہوئے نہ بابا جان کو ملے۔نہ بھائی حسنؑ کے ہاتھ آئے اس کی مزید تصدیق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے قول سے ہوتی ہے ۔آپ زیارت میں ارشاد فرماتے ہیں :"انتم سادۃ الشھداء فی الدنیا والآخرہ"اے شہیدان کربلا ! تم دنیا و آخرت میں تمام شہداء کے عالم کے سردار ہو۔پھر فرماتے ہیں۔یہ وہ ہیں لم یسبقھم سابق ولا یلحقھم لاحق کہ اتنے بلند درجہ کے شہداء نہ پہلے گزرے ہیں اور نہ آئندہ گزرے گے۔اب غور کرنا چاہیے۔کہ دنیا میں کیسے کیسے شہداء گزر چکے ہیں اور کتنی بڑی ہستیاں جام شہادت نوش کر چکی ہیں۔جناب یحییٰ بن زکریا کی شہادت خرقیل پیغمبر کی شہادت کے کارنامے دیکھیئے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔کسی کو درخت کے اندر آرے سے چیر ڈالا گیا۔کسی کو دیگ میں بند کرکے ابال دیا گیا۔غرضکہ نہ جانے کس کس اندازہ سے شہادتیں واقع ہوئی ہیں۔مگر اللہ رے کربلا کے شہداء کہ انہیں دنیا شہیدوں پر فضیلت دی جاچکی ہے۔سوچنے کی چیز ہے کہ اس فضیلت عامہ کی وجہ کیا ہے۔قطع نظر اس سے صرف یہ دیکھیئے کہ امام حسینؑ کے ساتھیوں نے جس دلیری اور بہادری سے جانیں دی ہیں۔اور جذبہ شہادت سے کام لیا ہے۔شاید وہی انہیں عالم کے شہداء میں ممتاز کر رہا ہو یہ معمولی بات نہیں کہ چھوٹے بڑے بوڑھے اور جوان سب میں یکساں جذبہ شہادت کارفرما تھا۔استادی العلام مولانا سید عدیل اختر صاحب قبلہ ایک ریڈیائی تقریر میں فرماتے ہیں۔اب ذرا آج کی رات تاریخ کے سہارے کربلا کا منظر دیکھئے۔ایک طرف کم سے کم تیس ہزار کی یزیدی فوج سیر و



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



سیر اب فوج عیش و طرب کے نشے میں چور اطمینان کے ساتھ اپنی رنگ رلیوں میں مصروف ہے۔دوسری طرف صرف بہتر مددگار لیکر کچھ از کار رفتہ بوڑھے چند نوجوان کچھ کم سن اور یتیم بچے ہیں۔بلکہ ایک تو صرف چھ مہینے کا مجاہد ہے۔ان کو صرف رات بھر کی ۔مہلت عبادت ودعا کے لیے یزیدوں نے بڑی مشکل سے دی ہے۔کربلا کا ہیرو سید الشہداء اپنی اس چھوٹی سی جماعت کو اکٹھا کرتا ہے کہ۔ تین دن کے بھوکے پیاسے زندگی سے سیر زہراؑ کے چاند کو ستاروں کے جھرمٹ میں لیے ہوئے ہیں۔نبی و علیؑ کے مطمئن دل کے ساتھ حسینؑ خدا کی حمدوں ثنا کرتے ہیں۔دنیاوی لڑائی لڑنے والے اپنے طرفداروں کی تعداد بڑھانے کی کوشش کرتے ہیں۔برخلاف اس کے حسینؑ بعد حمد و ثنا اپنے ساتھیوں میں ہر شخص کو موقع دیتے ہیں کہ وہ چلا جائے اور یہ فرماتے ہیں کہ دیکھو! یہ رات کا وقت ہے ۔موقع اچھا ہے اپنی جانیں بچالو۔یزیدی تو صرف مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں اگر میں ان کو مل گیا تو پھر وہ کسی کی تلاش نہ کریں گے اور یہ بھی سمجھ لو کہ جو عہد تم نے مجھ سے کیا ہے میں نے اس کو بھی معاف کردیا۔ تمہیں کوئی گناہ بھی نہ ہوگا۔لیکن بھلا حسینؑ کے ساتھیوں کا سا چشم فلک نے کاہے کو دیکھا ہے۔سب نے یک زبان ساتھ چھوڑ دینے سے انکار کردیا۔اور ساتھ رہ کر جان دینے کا اقرار واصرار کیا۔ حسینؑ نے یہ خبر سنائی کہ کل ہم سب قتل کردیئے جائیں گے۔فوراً یتیم قاسم (جن کا سن بہت ہی کم تھا)بول اٹھے میرا نام بھی فہرست شہادت میں ہے نا! یہ سن کر حسین علیہ السلام کو بچے کی کم سنی کا خیال ہوا۔فوراً جواب دینا مناسب نہ سمجھ کر فرمایا:-کیوں بیٹا! تمہارے نزدیک موت ہے کیا چیز؟یتیم بچے نے عرض کیا''چچا جان! موت شہد سے زیادہ میٹھی چیز ہے۔'' اب امام حسینؑ کو کیا جھجک تھی فرمایا بیٹا! چچا تجھ پر قربان، تیرا نام بھی فرد شہداء میں موجود ہے۔بلکہ کل تو میرا شیر خوار بچہ بھی ذبح



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



کر ڈالا جائے گا" اور وہی ہوا جو سید نا امام حسینؑ نے فرمایا تھا۔ حسین علیہ السلام کے چھوٹے چھوٹے بچے داد شجاعت دے کر شہید ہو گئے خدا کی قسم جذبہ شہادت اور خدمت اسلام کے سلسلے میں جان دینے کی حلاوت میں تین دن کے پیاسے بہادروں نے دشمنان اسلام کا اس طرح مقابلہ کیا کہ دنیا لوہا مان گئی۔

حوصلہ تھا یہ جوانان حسینی کا فقط ورنہ لاکھوں سے بہتر کی لڑائی کیسی

الغرض اس جذبہ شہادت اور شوق خدمت اسلام نے ایسے وقت میں جبکہ اسلام کا نام دنیا سے مٹ رہا تھا۔ان کی سچی قربانی کی وجہ انہیں ایسی بلندی دے دی کہ یہ ساری کائنات کے شہداء میں ممتاز نظر آتے ہیں۔اور ان کی یادگار تاریخ انسانیت میں جلی حرفوں لکھی ہوئی قائم ہے۔میں سچ کہتا ہوں کہ غلط جان گنوانے والوں کا ذکر ہی کیا۔تاریخ عالم میں جام شہادت پینے والوں کی بھی کمی نہیں بلکہ خاص اسی خطہ پر جو کبھی بابل اور نینوا کے نام سے پکارا جا چکا ہے اور آج کربلا کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ حسین علیہ السلام سے پہلے خدا کے کتنے نیکوکار بندوں کا خون بہ چکا ہے۔ مگر ان کے تذکرے اس طرح مٹ گئے گویا وہ حوادث کبھی رونما ہی نہ ہوئے تھے۔وہ اس طرح سہو و محو ہو گئے دماغوں کے خزانوں تک میں محفوظ نہ رہ سکے۔زبانوں تک آنا یا ان کی یاد منانا کیسا؟اصل یہ ہے کہ واقعات میں جتنی اہمیت اور جاذبیت ہوتی ہے۔ان کا اثر بھی اتنا ہی گہرا ہوتا ہے اور ان کی عمر بھی اتنی ہی بڑھ جاتی ہے کبھی قصوں کو دہرانے سننے سنانے کی آزادی ہوتی ہے پھر بھی وہ دور تک نہیں چل سکتے اور کبھی اظہار واقعہ پر ہزاروں پابندیاں عائد کی جاتی ہیں لیکن وہ زبان زد خلائق ہو کہ دائمی زندگی پا جاتے ہیں جناب آدم نے ہابیل کے مرنے پر خود بھی بڑا جزع و فزع کیا۔تاریخ و سیر بتلاتی ہے۔کہ آپ نے مرثیہ کہہ کر حضرت شیث سےؑ وصیت کی کہ ان کو یاد کریں اور ان لوگوں



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



تک پہنچادیں کہ یہ بات لطور میراث نقل ہوتی رہے اور لوگ سنتے اور روتے رہیں۔ چنانچہ آپ کی فرمائش کے مطابق آپ کی اولاد جیسا کہ مشہور ہے۔اس مرثیہ کو نسلاً بعد نسل ایک دوسرے تک پہنچاتی رہی۔ یہاں تک کہ یعرب ابن قحطان تک پہنچ کر اسی مرثیہ نے سریانی سے عربی لباس اختیار کیا۔اب صرف کتابوں میں باقی ہے اور بس لیکن شہیدان کربلا نے نینوا کی چٹانوں پر اپنے خون سے کچھ ایسی تصویریں کھینچی ہیں۔ جن کی رنگینی نے عالم کو اپنا دیوانہ بنار کھاہے۔ چھپانے مٹانے کی کوششوں کے باوجود یزیدیت کامیاب تو کیا ہوتی۔ خود فنا گھاٹ اتر گئی۔اور حسینی یادگار زندہ اور پابندہ ہوگئی جوں جوں زمانہ گزرتا گیا حسینؑ جان نثاروں کا نقش وفا ابھرتا اور ان کی خوش کرداری کے چہرے کا رنگ نکھرتا گیا گنتی میں تو شہیدان کربلا ۳۲ سوار ۴۰ پیادے نظر آتے ہیں لیکن جب ذرا غور سے دیکھا جائے تو سوار بھی عجیب اور پیادے بھی نرالے نظر آتے ہیں حسینی فوج کے سواروں میں ایسے کم عمر بچوں کا بھی شمار ہے۔ جو خود گھوڑوں پر سوار نہ ہو سکے بلکہ کسی دوسرے نے انہیں گھوڑوں پر سوار کرایاہے۔اور پیادوں میں ایسے نونہال بھی ہیں جو بہادری سے تڑپ کر تلوار کا وار بے کھٹکے اپنے ہاتھ پر روکتے تو ہیں ۔ مگر بمقتضائے سن منھ سے ''یا اماہ''اے میری ماں کی فریاد بلند ہو جاتی ہے۔ صاحبان اولاد اب ایک اور مجاہد باقی ہے۔اس کو کس صف میں رکھا جائے ۔پیادہ کہوں کہ سوار۔ جو ماں کی گود سے باپ کے ہاتھوں پر آتا ہے اور دودھ کے بدلے تیر کی باڑھ سے اپنی پیاس بجھاتا ہے۔ شہیدان کربلا پر ہماری جانیں نثار۔ جو اپنی بے مثال وفاداری کے سبب تمام حق پرستوں کی محبت کا مرکز بن گئے جنہیں حبیب خدا کے محبوب فرزند نے بجا طور پر یہ خطاب عنایت فرمایا کہ میں اپنے اصحاب سے زیادہ وفادار اور بہتر و برتر کسی کے اصحاب کو نہیں پاتا۔تاریخ عالم پر نظر ڈالیے۔آپ پر حقیقت روز روشن کی طرح واضح



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ہو جائے گی ۔اورآپ تصدیق کریں گے۔کہ واقعاً شہیدان کربلا یعنی امام حسینؑ کے سے اصحاب کسی کو نہیں مل سکے۔اس میں شک نہیں کہ بعض کو بعض ملے اور بہت ہی اچھے ملے۔مگر کسی کو کل نہ ملے۔اور پھر کربلا کی کڑیاں جھیلنے کا تو دنیا میں نمونہ ہی نہیں۔اگر کسی کے لیے ایسا ہوتا تو نہ جانے جو ملے تھے۔وہ بھی کیسے ثابت ہوتے۔جناب مسیحؑ کو گرفتار کرنے والے حواری اور صحابی کا تذکرہ موجود ہے۔صرف ایک رات میں تین بار شک کرنے والے کا بھی ذکر مذکور ہے خود سرور عالم کے اصحاب کے لیے قرآن مجید کی آئتین کافی ہیں ۔احادیث بھی پکار رہی ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے۔نہ جانے تم لوگ میرے بعد کیا کرو گے۔حضرت علیؑ کو تمنارہ گئی کاش ! چالیس صاحبان ہمت مل جاتے۔امام حسن علیہ السلام کو توایسوں سے واسطہ پڑا۔جنھوں نے آپ پر ہی حملہ کر دیا لیکن یہ تاریخی حقیقت ہے کہ حسینؑ کے اصحاب خیر وفا میں سب سے آگے نکل گئے۔اس شرف سے قسام ازل نے حسینؑ کو مخصوص کر دیا شہیدان کربلا کا یہ حصہ ہو گیا کہ آزاد سے غلام تک مردوں سے عورتوں تک بڈھوں سے جوان تک کمسنوں سے شیر خواروں تک اور مجھے کہنے دیجئے کہ انسانوں سے لے کر اونٹوں اور گھوڑوں تک اپنی اپنی صنف اور سن کے ایسے ایسے نمونے بن گئے جن کی نظریں غیر معصوم اور دنیاوی اقتدار والوں کو تو کیا نصیب ہو تیں۔روحانتین کا خزانہ بھی ایسے وفادار خوش رو جواہر آبدار سے خالی نظر آتا ہے۔شہیدان کربلا میں کسی ایک کے حالات بھی پورے پور یعرض نہیں کئے جاسکتے۔ان میں کا ہر ایک بزرگ جہاں فضائل کا مالک ہے ۔بنی ہاشم تو بنی ہاشم تھے۔اوروں کی طرف نظر اٹھایئے تو معلوم ہوگا۔کہ حق کا ساتھ اور باطل سے کنارہ کشی ان کی نگاہوں میں کتنی اہم اور عزیز تھے۔زہیر بن قین کے نصائح آج بھی موتیوں میں تولنے کے قابل ہیں۔حبیب و حنظلہ کی ہدایت مشعل راہ ہیں۔ادھر



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



یزیدی فوج میں دنیا اپنی تمام راحتوں دلچسپیوں بناؤ سنگار سمیت دلربائی میں مصروف ہے ۔ادھر حسینؑ اور ان کے گنے چنے ساتھیوں میں فرات کے کنارے پر ہوتے ہوئے تین دن سے پانی بند ہے۔ کسی اور راحت کا تو وہم وگمان بھی نہیں ہو سکتا جلتی ریت تپتا بدن دشمن کی ٹڈی دل فوج، جدھر دیکھئے خون کے پیاسے دشمنوں کے نیزے تلواریں۔ تیر و تیر نظر آتے ہیں۔ بار بار انہیں حسینؑ کا ساتھ چھوڑنے کے لیے طرح طرح کے لالچ دلائے جاتے ہیں ۔ساتھ دینے والوں کو موت کے گھاٹ اتار دینے کی دھمکی دی جاتی ہے۔ عیال واطفال کی اسیری اور بربادی کا خوف دلایا جاتا ہے ۔ مگر خوف وہراس کے بدلے حسینؑ کے ساتھی نہایت خندہ پیشانی سے مشکلوں کا استقبال کرتے اور یزیدوں کی پیش کش کو نہایت نفرت اور حقارت سے ٹھکرا دیتے ہیں۔ان میں سے ایک جان وفا زہیر بن قین بھی ہیں۔ جو شمر سے بے باکانہ فرماتے ہیں۔ '' خدا کی قسم ہمیں حسینؑ کی رفاقت میں مرنا تم لوگوں کے ساتھ زندہ رہنے سے زیادہ محبوب ہے ''اس کے علاوہ حق وایمان کی حمایت کا یہ غیر فانی کارنامہ بھی آب زر سے لکھا جانیکے قابل ہے ۔کہ ایک ماں اپنے نوجوان فرزند کو جس کی شادی صرف سترہ دن پہلے ہوئی ہے۔ حسینؑ پر قربان ہونے کے لیے خود تاکید کرتی ہے۔اور جب وہ داد جوانمردی دے کر میدان جنگ سے واپس آتا ہے اور پھر پوچھتا ہے کیوں مادر گرامی ! اب تو مجھ سے خوش ہوئیں تو ماں یہ کہہ کر واپس بھیج دیتی ہیں کہ میں تو اس وقت خوش ہوں گی ۔جب تم حسینؑ پر جان دے کر میرے پاس لائے جاؤ گے سچ ہے ۔ شہیدان حسینی کو

جو دیں تشبیہ کس سے دیں ☆ کہاں سے ڈھونڈ کر لائیں مثال ان بے مثالوں کی

غرضکہ کربلا کے مجاہدوں کی نظیر ناممکن ہے۔اور اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ان مجاہدوں میں بھی اٹھارہ بنی ہاشم کو دیگر شہداء میں امتیاز حاصل ہے ۔ علامہ حسین واعظ کاشفی اپنی



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



کتاب روضتہ الشہداء کے ص ٦ طبع بمبئی ١٢٨٥ھ میں بحوالہ کتاب مراۃ الجنان امام شافعی لکھتے ہیں کہ :"در واقعہ کربلا شانزدہ کس از اہل بیت بابی عبداللہ الحسین شربت شہادت چشیدند کہ درآں روز بروئے زمین ایشاں راشبیہ و نظیر نہ بود" واقعہ کربلا میں شہید ہونے والے بہادروں میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے ایسے اٹھارہ نفوس بھی تھے۔ کہ جن کی نظیر اس زمانہ رمیں روئے زمین پر نہ تھی۔ گویا اس وقت کائنات عالم میں امام حسینؑ کے علاوہ اسی طرح افضل تھے۔ جس طرح آنحضرتؐ کے علاوہ ان اہل بیت ساری کائنات حتیٰ کہ انبیائے کرام سے بہتر تھے۔ اب ان بنی ہاشم میں دیکھا جائے تو قمر بنی ہاشم کو فضیلت نظر آتی ہے۔ آپ کے لیے امام حسینؑ یہ کہتے دکھائی دیتے ہیں۔ بنفسی انت" میں آپ پر فدا ہو جاؤں (المواعظا البکاء ص ١١٠) اور جب شہادت واقع ہو جاتی ہے تو الان انکسر ظھری اے عباس ! تمہاری شہادت سے میری کمر ٹوٹ گئی اور شہادت سے پہلے ان کے وجود کو پورے لشکر کے برابر قرار دیتے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کون سے وہ ایسے اسباب ہیں جن کی وجہ سے قمر بنی ہاشم حضرت عباسؑ میدان شہادت میں تمام فلک رفعت شہیدوں سے سبقت لے گئے ہیں اس سلسلہ میں جہاں تک میں سمجھا ہوں وہ یہ ہے کہ حضرت عباسؑ میں کچھ ایسی خصوصیت قدرت نے ودیعت کی تھی جو دوسرے شہدائے کربلا کو نصیب نہیں ہو سکی تھی۔ مثلاً۔ (١) آپ کی پیدائش کی علت غائی صرف اسلام کی خدمت ہے جیسا کہ حضرت علیؑ کی تمنائے ولادت سے ظاہر ہے (٢) آپ کو خدا نے عالم زمانہ بنایا تھا۔ آپ عالم غیر متعلم ہونے کے باوجود حضرت علیؑ جیسی ہستی سے کسب علم کئے ہوئے تھے (٣) آپ معصوم یا محفوظ تھے آپ سے کبھی کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا۔ (٤) آپ عبد صالح تھے (٥) آپ فقیہ کامل تھے (٦) آپ حضرت فاطمہ زہراؑ کے منہ بولے فرزند تھے (٧) آپ میں امامت کی صلاحیت موجود



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



تھی۔(۸) آپ یقین محکم اور عزم کامل رکھتے تھے۔(۹) آپ کی خدمات تمام شہداء سے زیادہ نمایاں اور اہم تھیں اس کے علاوہ آپ کی خصوصیات میں یہ بھی تھا کہ آپ قمر بنی ہاشم تھے یعنی جس طرح حضرت علیؑ بفاد آیہ والشمس وضحما والقمر اذا تلہا قمر امامت تھے اور حضرت کے والد ،ماجد جناب عبد مناف قمر البطحیٰ اور سرکار دو عالم حضرت محمدؐ مصطفیٰ کے والد بزرگوار موحد کامل جناب عبداللہ قمر الحرم تھے اسی طرح حضرت عباسؑ قمر بنی ہاشم تھے آپ کے متعلق مورخین لکھتے ہیں کہ ان عباس بن علی کان رجلا وسیما جمیلاً یقال لہ قمر بنی ہاشم لحسنہ وبھایئہ مقتل عوالم ص ۹۴ حضرت عباس علیہ السلام اپنے حسن و جمال اور خوش روئی کے کمال کی وجہ سے قمر بنی ہاشم کہتے جاتے تھے۔

## رئیس الشجعان

اور آپ تمام بہادروں کے سردار تھے کوئی بہادر بھی ایسا نظر نہیں آتا جو صفت شجاعت میں حضرت عباسؑ سے بلند حیثیت رکھتا ہو۔کان رئیس الشجعان آپ شجاعان عالم کے سردار تھے

۔

)ناسخ التواریخ جلد ۶ صفحہ ۲۸۹)

## سید الفرسان

اور حضرت عباس علیہ السلام شہسوارانِ کائنات کے سید و سردار تھے بہت بلند قامت نہایت



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



لہجم و شیم تھے۔ کان سید الفرسان یرکب الفرس المطھم ورجلا یخطان فی الارض آپ سید الفرسان تھے دور جاب گھوڑے پر آپ جب سوار ہوتے تھے تو آپکے قدم زمین پر خط دیتے جاتے(تحفہ حسینیہ ص۱۷۸)

## علمدار کربلا

آپ علمدار لشکر حسینی تھے۔اور یہ ظاہر ہے کہ جو علمدار ہوتا ہے اسے دیگر افراد لشکر سے فضیلت حاصل ہوتی ہے جنگ کربلا کا ایک علم حبیب ابن مظاہر کے ہاتھوں میں تھا لیکن اعطی رائتہ اخاہ العباس، حضرت امام حسین علیہ السلام نے لشکر کا سب سے بڑا علم حضرت عباسؑ کو عنائیت فرمایا تھا۔(مناقب ابن شہر آشوب جلد ۳ص۹۷)

## وفادار اعظم

حضرت عباس علیہ السلام۔کان ادنی وابر من اہلبیت الحسین سب سے زیادہ وفادار اور نیکی کرنے والے تھے یعنی امام حسینؑ اور ان کے اہلبیت کے لیے تمام شہداء سے زیادہ وفاشعار اور فرماں بردار تھے(مائتین فی مقتل حسین ص۴۳۷ )

## افضل الشہداء

حضرت عباس علیہ السلام تمام شہداء میں افضل تھے حضرت امام حسینؑ فرماتے ہیں۔ یاافضل



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



الشہداء یابن المرتضیٰ صلی علیک اللہ کل اوان اے افضل الشہداء عباسؑ بن علی مرتضی تم پر خدا ہر وقت رحمت نازل فرمائے (معالم الزلفی ص ۱۲۶ طبع ایران)

## سقائے حرم

حضرت عباسؑ نے جس تندہی جانفشانی اور محنت و مشقت سے اہل بیت حسینؑ کے لیے پانی فراہم کرنے کی سعی کی ہے اور جس جس مشکل سے پانی حاصل کیا وہ کسی اور سے نہیں ہو سکی آپ نے اس سلسلہ میں بہت کافی دوڑ دھوپ کی اور متعدد کنوئیں بھی کھودے ہیں۔ یلقب السقاء لانہ استقی الماء لاخیاء الحسین یوم المطف آپ کا لقب سقا اس لئے تھا کہ آپ نے کربلا میں حسینؑ اور ان کے اہلبیت کے پوری جانفشانی کے ساتھ فراہمی آپ کے لیے جوہر شجاعت دکھائے ہیں (عمدۃ المطالب مقتل عوالم ص ۹۴ منہج المقال فی احوال الرجال قلمی )

## کمال عبادت گذاری

حضرت عباسؑ کو عبادت خداوندی میں بڑا شغف حاصل تھا۔ آپ عابد شب زندہ دار تھے۔ کان بین علینیہ اثر السجود دلکثرۃ عبادۃ الملک العلام آپ کی پیشانی پر کثرت سجود کی وجہ سے نشان سجدہ نمایاں تھا (تحفہ حسینیہ ص ۱۷۵ طبع ایران)

## مبشر بالشجاعت

آپ کو خدا نے وہ شجاعت عطا کی ہے جس کی نظیر نہیں ملتی مورخ لکھتے ہیں کہ آپ مبشر



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



بالشجاعت تھے یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی ولادت سے پہلے شجاعت کی بشارت دی ہے علامہ کنتوری لکھتے ہیں اما شجاعتہ فقد دوی بعض علماء الانسب من احد النسۃ انھا کانت مبشرۃ علی لسان المخبر صادق الامین آپ کی شجاعت کے بارے میں بعض علمائے اسلام لکھتے ہیں کہ ان کی شجاعت کی مدح سرائی زبان رسالت مآب پر جاری ہو چکی ہے پھر فرماتے ہیں لا سیماءانہ مبشر بالشجاعت قبل میلادہ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بڑی خصوصیت ہے کہ آپ کی شجاعت کی بشارت ولادت سے پہلے دی گئی ہے پھر فرماتے ہیں ولم یکن احدا لشھدا الذین استشھد وانی الطف فائز الی تلک الدرجۃ اس عظیم درجہ پر کربلا کے شہدا میں کوئی بھی فائز نہ تھا (مائتین فی مقتل حسین ص ۴۳۸ طبع لکھنو)

## عبیدالحسینؑ

حضرت عباسؑ بلند ترین شخصیت کے مالک ہونے کے باوجود کمال وفاداری کے جذبہ میں اپنے کو امام حسینؑ کا غلام فرمارہے ہیں اس جگہ جہاں آپ کی کمال انکساری ظاہر ہوتی ہے ممدوح کی بلندی مقام کا پتہ بھی چلتا ہے آپ فرمایا کرتے تھے۔ انا عبد من عبید الحسین میں حسینؑ کے غلاموں میں سے ایک غلام ہوں۔(المنجد ص ۳۲۶) میں ہے کہ عبد اس کو کہتے کہ لزمہ ولم یقارقہ جو ہر وقت ساتھ رہے اور کبھی ساتھ نہ چھوڑے۔ من کان خالص العبد جس میں بندگی کا خلوص ہو۔ لغات سروری ص ۱۷۸ میں ہے کہ عبد بندہ، غلام، تابعدار، خدمت گزار کو کہتے ہیں حضرت عباسؑ کا امام حسین علیہ السلام کے ہمراہ ہونا اور ان کا اپنے کو غلام فرمانا بالکل ویسا ہی ہے جیسا کہ حضرت علیؑ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ بچپن



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



سے رہے اور ہمیشہ فرمایا کئے۔انا عبد من عبید محمدؐ، میں محمد کا ایک غلام ہوں (کتاب مائتین ص ۴۴۰ ) حضرت عباسؑ کے متعلق حضرت امام حسین علیہ السلام فرماتے تھے۔اپنے کو غلام اور مجھے آقا سمجھے ☆اس تیری وفا کے ہوں قربان علمدار

## کثیر البطش

حضرت عباسؑ میں ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ وہ بڑے زبر دست حملہ آور اور بہادر تھے (لغات کشوری ص ۷۰) علامہ کنتوری لکھتے ہیں ان العباس کثیر البطش قوی النقمہ لا یغادر من اشاء الیہ اوالی اخیہ الا وینلقم منہ، حضرت عباسؑ بڑے وبد بے اور رعب والے بزرگ ہیں وہ انتقام لینے میں کسی بے ادب گستاخ کے ساتھ کوئی رعایت نہیں کرتے تھے آپ کا طریقہ تھا جو آپ یا آپ کے بھائیوں کے ساتھ گستاخی کرے اس سے بدلہ ضرور لیتے تھے (مائتین ص ۴۶۴) مثال کے لیے ملاحظہ ہو کتاب ''طوفان بکا'' شعلہ چہارم ایران ۱۳۱۴ ھ میں ہے کہ معاویہ نے حضرت امام حسنؑ کو شہد میں زہر دلایا۔آپ نے نانا کے روضہ پر دعا کی شفا پائی پھر خرمہ میں زہر دیا۔آپ بچ گئے لیکن طبیعت خراب رہنے لگی آپ تبدیلی آب وہوا کے لیے حضرت عباسؑ کو ہمراہ لے کر موصل تشریف لے گئے اور ایک محب آل محمدؐ کے ہاں مقیم رہے کچھ دنوں بعد وہ معاویہ کے پھندوں میں آگیا۔اور اس سے بھی حضرت کو زہر دلوایا مگر اس مرتبہ بھی اللہ نے آپ کو بچالیا ایک اور شخص نے آپ کو شہید کرنے کا یہ راستہ نکالا کہ اپنے عصا کی انی کو زہر میں بجھالیا جب امام علیہ السلام نماز سے فارغ ہو کر مسجد سے برآمد ہوئے اس بیرون در چھپے ہوئے شخص نے اسے آپ کے پیر میں چھبو دیا



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



آپ اس کی اذیت سے بے ہوش ہو گئے اصحاب نے اسے گرفتار کر لیا۔آپ نے سزا دینے روکا۔کچھ دنوں بعد زہر کے زور کیا اور طبیعت زیادہ خراب ہو گئی ایک ہوشیار جراح نے زخم سے زہر کھینچ لیا اور آپ مرنے سے بچ گئے ایک دن حضرت عباسؑ نے اسے موصل سے باہر جاتے ہوئے دیکھا اس سے عصا چھین کر اسی کے سر پر مارا کہ اس کا سر شگافتہ ہو گیا۔

## معذب القاتل

حضرت عباس علیہ السلام کی ایک خصوصیت اور صفت یہ تھی کہ آپ کو خدا کی طرف سے بھی یہ اختیار دیا گیا تھا کہ جو آپ کو یا آپ کے بھائی حسنؑ کو ستائے یا ان کے ساتھ کوئی برائی کرے اسے آپ سزا دیں علامہ کنتوری لکھتے ہیں کہ۔میں یقین سے کہتا ہوں کہ ایسی روایتوں میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے جن میں یہ ہے کہ حضرت عباس خدا کی طرف سے ان لوگوں کو سزا دینے کی قدرت رکھتے تھے جو آپ کے ساتھ یا امام حسین علیہ السلام کے ساتھ برائی کریں نیز آپ کو یہ بھی قدرت دی گئی تھی کہ آپ اپنے قاتل کو اس کی زندگی بھر روزانہ عذاب میں مبتلا رکھیں۔جیسا کہ آپ نے اپنے قاتل ابان بن دارم وغیرہ کے ساتھ کیا وہ زندگی بھر رونٹہ نہ عذاب جہنم میں مبتلا ہوتا رہا۔جس کی سبب سے رات بھر چیختا چلاتا تھا بالا آخر رد سیاہ ہو کہ مر گیا۔علامہ لکھتے ہیں کہ: ھی کرامۃ خاصۃ لا یدانی العباس احد من ھولاء الشھداء یہ وہ کرامت خاصہ ہے کہ جس میں شہدائے کربلا کا کوئی شہید عباسؑ سے مساوی نہیں ہو سکتا (مائتین ص ۴۶۴ طبع لکھنؤ) مقصد یہ ہے کہ ساری دنیا کے جان دینے والوں



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



بنی ہاشم میں امام حسینؑ کے بعد حضرت عباسؑ کو فضیلت حاصل ہے۔ وادی الفت کا ہر ذرہ یہ دیتا ہے صدا☆حضرت عباسؑ ہیں خضر بیابان وفا

## حق و باطل کی جنگ اور حضرت عباسؑ کی خدمات

شبیرؑ نے طے منزل تسلیم و رضا کی ــــ عباسؑ نے ہر خدمت شاہ شہدا کی

اسی طرح پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفی ﷺ بھی ترویج اسلام اور تبلیغ احکام کے لیے مامور تھے۔آپ اگرچہ ا عام الفیل میں پیدا ہوئے اور آپ کا عہد ولادت وہ تھا جس میں کفر کی تاریکیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ جہالت کی مشعلیں ہر طرف بھڑک رہی تھیں۔اور ظاہر بظاہر تبلیغی اقدام کی فوری ضرورت تھی۔ لیکن آپ نے ۴۰ عام الفیل تک کھلی ہوئی تبلیغ کی سلسلہ جنبانی نہیں فرمائی۔تاریخ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اپنے نہ شکست ہونے والے بازو کی توانائی اور اپنے نور وجود کے دوسرے ٹکڑے کا انتظار تھا۔آپ چاہتے کہ تبلیغ شروع کروں تو اتنی طاقت کے ساتھ شروع کروں کہ کہیں جھول نہ پیدا ہو جائے اور ایسا کیریکٹر پیش کروں کہ موقعے پر کہہ سکوں کہ اگر میرے ایک ہاتھ پر آفتاب اور دوسرے پر ماہتاب رکھ دیا جائے یعنی دنیا کا نصف حصہ سونے کا اور نصف حصہ چاندی کا میرے لیے بنا دیا جائے ۔تب بھی تبلیغی سرگرمیوں سے باز نہ آؤں گا۔چنانچہ وہ وقت آگیا۔ ۳۰ عام الفیل میں حضرت علیؑ پیدا ہوئے اور ۴۰ف تک آپ کے عہد طفولیت پر شباب آگیا۔آپ کے بازوؤں میں توانائی اور کلایوں میں زور اور پنجوں میں طاقت آگئی اور پیغمبر اسلام کو یقین ہو گیا۔ کہ اسد اللہ میں شمشیر زنی کی تاب پیدا ہو گئی ہے۔تو آپ تبلیغ کی طرف متوجہ ہوئے۔ حکم خدا



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



آپہنچا۔"انذر عشیر تک الاقربین اپنے قریبی رشتہ داروں ڈراؤآپ نے حکم خداوندی کے مطابق ایک اجتماع منعقد کیا۔جو آپ کے گمراہ عزیزوں پر مشتمل تھااجتماع کی تکمیل پر آپ نے تقریر فرمائی۔لوگوں نے آنحضرتؐ کو بات تک نہ کرنے دی اور سخت اختلاف وانتشار پیدا کر دیا۔دوسرا دن آیاآپ نے پھر دعوت اجتماع دی۔وہی لوگ پھر جمع ہوئے آپ نے تقریر سے پہلے فرمایا۔من یوازرنی کون ہے جو میری مدد کرکے میرا وزیر اور دنیاوآخرت میں میرا بھائی بننا چاہتا ہے۔یہ سننا تھا کہ حضرت علیؑ کھڑے ہوگئے "انا یارسول اللہ" اس خدمت کے لیے میں حاضر ہوں۔تین دفعہ اسی طرح فرمایا۔اور ہر مرتبہ حضرت علیؑ کھڑے ہوئے اس کے بعد آپ نے تبلیغی تقریر فرمائی۔کل تک پیغمبر اسلام کا تنہا نور رسالت کا کام انجام دے رہا تھا۔اور آج نور امامت بھی محو خدمت اسلام ہے۔نور کے دونوں ٹکڑے ملے۔پیغمبرؐ اسلام نے تقریر فرمائی کسی کی مجال نہیں ہوئی کہ لب کشائی کرے۔تقریر کامیابی کے ساتھ ختم ہوئی(تاریخ ابوالفداء جلد ا ص ۱۱۶)تاریخ طبری جلد ۲ ص ۲۱۷۔تاریخ کامل جلد ۲ ص ۲۲۔تاریخ گبن جلد ۳ ص ۴۹۹۔معالم التنزیل جلد ۳ ص ۱۰۵۔تاریخ کار لائل ص ۶۱۔تاریخ ایردنگ ص ۳۷۔تاریخ اوکلی ص ۱۵ڈیون ص ۵لباب التاویل جلد ۳ ص ۳۷۱۔۔۔۔۔۔تاریخ اس پہلی دعوت اسلام کو ذوالعشیرہ کے نام سے یاد کرتی ہے۔لیجئے آج سے فریضہ تبلیغ اسلام کی ادائیگی شروع ہوگئی اور اتنازور پکڑا کہ دنیا حیران رہ گئی۔لیکن یہ واضح رہے کہ جوں جوں تبلیغ فروغ ہوتا رہا ہے ویسے پیغمبرؐ اسلام اور امام الانام کی دشمنیاں بھی لوگوں کے دلوں میں ترقی کرتی رہیں۔یہاں تک کہ لوگ پیہم حملے کرتے رہے۔اور آپ کی تبلیغ مٹانے کی کوشش کرنے لگے۔آپ نے اپنے اور اسلام کے تحفظ کے لیے دفاعی جہاد کئے اور جنگ بدر واحد،خندق وخیبر واقع ہوئیں۔بھلاوہ کونسی طاقت تھی جو شیر خدا علی



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



مرتضیٰؑ کی شمشیر کی تاب لاسکتی۔ بالآخر سینکڑوں کفار حلقہ بگوش اسلام ہو گئے اور دنیا اسلام کالوہامان گئی۔ تاریخ شاہد ہے اور واقعات بتارہے ہیں۔ کہ جنگ بدر و غیرہ میں اسلام قبول کرنے والے نعمت ایمان سے بہرہ ور ہو سکے تھے۔ اگر ان دلوں میں ایمان جا گزیں ہوتا تو آغوش حق میں پناہ لینے والے حق کو حق مانتے اور ناحق کو دلوں میں کدورت نہ رکھتے۔ شکریہ کی بجائے انتقام لینے کی کوشش نہ کرتے۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ جس نے انہیں مسلمان کیا یا جس نے ان کی نسلوں میں اسپرٹ اسلام کی پیدا کی۔ اسی کو تباہ کرنے کی سعی کرتے رہے۔ اور دل وجان سے کوشش کرتے رہے۔ کہ علیؑ اور اولاد علیؑ کا تخم بھی دنیا میں باقی نہ رہے۔ جانے دیجئے دیگر سیاسی زمانوں کو۔ صرف عہد نبی امیہ ہی کا جائزہ لے لیجئے۔ تو معلوم ہو جائے کہ ان میں جو جذبات کار فرما تھے۔ وہ وہی تھے۔ جو جنگ بدر و احد میں پیدا ہو گئے تھے اور جنہیں اسلام لانے کے بعد دلوں سے جانے کا موقع نہ ملا تھا اور جنگ جمل و صفین کا روپ بدل کر عالم واقعات میں رونما ہوئے۔ تاریخ گواہ ہے کہ وفات رسول سے جنگ صفین تک جو حالات گزرے، وہ سیاسی رنگ لیے ہوئے ہونے کی وجہ سے عمل کی دنیا میں رونما ہوتے رہے۔ لیکن نوک زبان ان سے آشنا نہ ہو سکی اور زبان سے کچھ نہ کہا جا سکا۔ سب کچھ کیا جاتا رہا انتقامی جذبات ابھرتے رہے۔ دست و بازو کام کرتے رہے۔ تلواریں چلتی رہیں۔ ہزاروں بزرگان دین موت کے گھاٹ اترتے رہے۔ قتل و غارت کا بازار گرم رہا۔ لیکن یہ کھلنے نہ پایا کہ یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے۔ اور کن وجوہ کی بنا پر حضرت علیؑ جیسے قابل اور انسان کامل کی اطاعت قبول نہیں کی جاتی ہے اور اپنے کو برسر اقتدار لانے کی سعی پیہم ہو رہی ہے لیکن سیاسی دور کے فوراً گزرنے کے بعد ہی چھپے ہوئے جذبات ابھر نکلے۔ جو بات اب تک دلوں میں چھپی ہوئی تھی۔ وہ نوک زبان پر آ گئی سیاسی کرشمہ سازیوں کا



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



بھانڈا پھوٹ گیا۔ مطلب یہ ہے کہ اجماع استخلاف شوریٰ استیلا کی مجموعی طاقت سے یزید ابن معاویہ ۶۰ھ میں برسر اقتدار آگیا۔ اور اس نے تخت وتاج سنبھالتے ہی تکمیل جانشینی کے زعم میں نسلی جذبات انتقام کو عمل اور زبان سے ظاہر کیا۔ اس نے صاف لفظوں میں کہا کہ :( مجھے نبی جندف سے نہ دسمجھا جائے اگر میں اولاد محمدؐ سے ان کے کئے کا پورا پورا بدلہ نہ لے لوں )الغرض یزید تخت نشین ہو چکا تھا اور دیار وامصار میں بیعت طلبی کے واسطے ہر کاسے چھٹے ہوئے تھے۔ حیط سلطنت کے گوشہ گوشہ میں خطوط روانہ کئے جارہے تھے کہ کسی کو نظر انداز نہ کیا جائے اور سب بیعت لے لی جائے۔ مورخ طبری کا بیان ہے کہ یزید نے ولید بن عقبہ والی مدینہ کو لکھا کہ حسینؑ سے میری بیعت لے لو اگر وہ انکار کریں تو ان کا سر کاٹ کر میرے پاس بھیج دو۔ خط پہنچا۔ ولید نے سوچا کہ حسینؑ کو دعوت بیعت کیونکر دی جائے اس لیے کہ وہ ۵۸ھ میں معاویہ کو براہ راست جواب دے چکے تھے کہ یزید فاسق وفاجر ہے اس کی بیعت کسی طرح نہ کروں گا اگر ان کو یزید کے حکم سے باخبر نہ کروں تو اپنے لیے خطرہ ہے چنانچہ ولید بن عقبہ نے حضرت امام حسینؑ کو اپنے دربار میں بلا بھیجا آپ کو اطلاع ملی۔ آپ چند بنی ہاشم کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ ولید نے معاویہ کی موت کی خبر سنائی۔ آپ نے فرمایا۔ ''اناللہ واناالیہ راجعون'' اس کے بعد ولید نے یزید کا بھیجا ہوا حکم پیش کیا۔ آپ نے بروایت '' الفخری فرمایا کہ مثلی لایبانع سرا'' مجھ جیسا شخص یزید کی بیعت چھپ کر نہیں کر سکتا میں اس پر غور کروں گا ولید سے بات چیت کرنے کے بعد آپ روانگی کے لیے اٹھے تو مروان علیہ اللعن نے ولید کو مخاطب کر کے کہا کہ حسینؑ سے یہیں بیعت لے لے۔ اگر اب یہ نکل گئے تو پھر ہاتھ نہ آئیں گے۔ یہ سننا تھا کہ امام حسینؑ کو غیظ آگیا۔ آپ نے فرمایا مروان ! کس کی مجال ہے جو حسینؑ کو ہاتھ لگا سکے۔ امام حسین علیہ السلام کی آواز کا



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



بلند ہونا تھا کہ بنی ہاشم کے وہ جوان جو دربار سے حضرت عباسؑ کی ہمراہی میں موجود تھے۔دربار میں داخل ہوگئے۔امام حسینؑ نے ان بچھرے ہوئے شیروں سے غصہ فرد کیا۔ اور واپس تشریف لائے۔گھر پہنچنے کے بعد عواقب پر غور کرنے لگے اور سوچنے لگے کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے آیا مدینہ میں قیام کروں یا کہیں چلا جاؤں بہت ہی سوچ بچار کے بعد آپ نے فیصلہ کر لیا کہ مدینہ چھوڑ ہی دینا چاہیے۔رات کے تاریک پردے میں جد نامدار حضرت محمد مصطفیٰؐ صلعم اور والدہ ماجدہ جناب فاطمہ زہراؑ اور برادر محترم حسنؑ کے روضہ سے رخصت ہو کر ۲۸ رجب کی صبح ہوتے ہوتے اپنے اہل و عیال کو ہمراہ لے کر مدینہ منورہ سے بارادہ مکہ معظمہ روانہ ہوگئے۔چار ماہ مکہ معظمہ میں گزارے۔اس دوران کوفہ والوں کے بارہ ہزار خطوط پیغامات اور دعوت نامے پہنچے۔جن کا مجموعی مفہوم مطابق روضۃ الصفایہ تھا کہ ہم بلا امام ہیں آپ تشریف لایئے۔اگر آپ نہ آئیں گے۔تو ہم قیامت کے دن بارگاہ احدیث میں فریاد کریں گے۔کہ امام حسینؑ کی موجودگی میں ہم گمراہ ہوتے رہے۔اور آپ نے توجہ نہ فرمائی۔میری تحقیق کے مطابق یہ خطوط سازشی تھے۔یعنی والئی مدینہ کی اطلاع پر کہ حسینؑ نے مدینہ چھوڑ دیا۔یزید نے والئی کوفہ کو قتل حسینؑ کے انتظامات کی طرف متوجہ کیا۔والئی کوفہ نے دارلامارہ میں ایک میٹنگ کی۔جس میں صرف یزیدوں کے مخصوص افراد نے شرکت کی اور فیصلہ کیا کہ حسینؑ کا قتل کوفہ سے زیادہ سہل تر اور کسی جگہ نہیں ہو سکتا۔لہذا انہیں یہیں طلب کیا جائے اور طلبی کے لیے طے کیا کہ حسینؑ کے خاص ماننے والوں کو بھی خوبی کے ساتھ اس جال میں پھنسا لیا جائے چنانچہ ایک پارٹی نے سلیمان بن حرو خزاعی اور دیگر حسینیوں سے مل کر کہا کہ ہم چاہتے ہیں۔کہ امام حسینؑ کوفہ میں تشریف لے آئیں۔تاکہ ہماری ہدائیت فرمائیں،ہم یزید کے دور فسق و ظلم سے عاجز آچکے ہیں۔ان



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



غریبوں کو کیا علم تھا کہ محبت کے پردے میں دغا کی جارہی ہے۔ بالآخر فیصلہ ہوا کہ امام حسینؑ کی خدمت میں خطوط لکھے جائیں اور عوام میں پروپیگنڈا کیا جائے چنانچہ چند دنوں میں ہی بارہ ہزار خطوط پہنچے۔ امام حسینؑ ابھی اس فکر میں تھے کہ کیا کریں۔ آپؑ نے تفحص حالات کے لیے اپنے بھائی مسلم بن عقیل کو کوفہ کی طرف روانہ کیا۔ ناگاہ حج کا موقع آگیا آپ نے احرام باندھا دوران حج میں معلوم ہوا کہ کئی دشمن حاجیوں کے لباس میں احاطہ مکہ کے اندر مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے حج کو عمرہ سے بدلا۔ اور کوفیوں کی دعوت کے پیش نظر کوفہ کے لیے چل پڑے منزل زبالہ تک پہنچے تھے کہ ۹ ذی الحجہ ۶۰ ھ کو شہادت حضرت مسلم کی خبر پہنچی آپ نے فرمایا "انا للہ وانا الیہ روجعون" اس کے بعد آپ آگے بڑھے اور منزل شراف پر قیام فرما ہوئے۔ ایک صحابی نے عرض کی کہ مجھے کوفہ کی جانب کیلے کے درخت نظر آرہے ہیں۔ دوسرے نے کہا یہاں درخت کا کوئی نشان تک نہیں ہے۔ ایک صحابی نے کہا نہیں نہیں گھوڑوں کی کنوتیاں نظر آرہی ہیں۔ تھوڑی دیر بعد دیکھا کہ "حر" ایک ہزار کا رسالہ لیے آپہنچا اور سواری کے جانور پیاس بے حال ہیں۔ امام حسین علیہ السلام نے حضرت عباسؑ کو حکم دیا کہ انہیں اچھی طرح سیراب کردو۔ حضرت عباسؑ نے مشکوں کے دہانے کھول دیئے۔ سواروں نے اچھی طرح پانی پیا رات آئی۔ بروایت امام شبلنجی، حر نے امام حسینؑ سے عرض کی۔ مولا رات کا وقت ہے۔ کسی جانب نکل جایئے۔ امام حسینؑ ایک طرف کو چل پڑے۔ ابھی رات ختم نہ ہونے پائی تھی کہ حر نے پھر آگھیرا۔ آپ نے فرمایا۔ تم ہی تو کہا تھا کہ کہیں چلے جاؤ اور تم ہی مجھے گھیر رہے ہو۔ اس نے عرض کی مولا! حاکم کا بہت سخت حکم آیا ہے۔ میں مجبور ہو گیا ہوں۔ الغرض امام حسینؑ اسی گھیرے میں چل رہے تھے کہ ناگاہ آپ کے گھوڑے کے قدم رکے امام حسینؑ نے فرمایا



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



۔ محملیں اتار لو اور خیمے نصب کرو۔ کیونکہ ہماری موت اسی جگہ بسیرا لے رہی ہے دوسری محرم کو آپ وارد کربلا ہوئے۔ ساتویں محرم سے آپ پر پانی بند کر دیا گیا اور دسویں محرم کو آپ مع جملہ اعزا و اقارب قتل کر دیئے گئے۔ امام حسین علیہ السلام نے مع اعزیز و اقربا و اصحاب شہادت پائی۔ قاضی قسطنطنیہ شیخ سلیمان قندوزی بلخی اپنی کتاب ینابع المودہ طبع مصر کے ص ۳۴۶ پر لکھتے ہیں کہ یوم عاشورہ امام حسینؑ نے مجمع عام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ایہا الناس ! یہ بتاؤ کہ میں نے کونسی سنت بدل دی ہے۔ اور شریعت کے کس حکم کو بدلا ہے ۔ جس کے عوض تم مجھے قتل کر رہے ہو۔ ''فقالوا لہ انا نقتلک بغضاً لابیک'' اے حسین ! تم نے کچھ نہیں کیا۔ لیکن ہم تمہارے باپ دادا کے بغض کے سلسلے میں تمہیں قتل کرتے ہیں ۔ اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ واقعہ کربلا کے پس منظر میں کیا تھا۔ الغرض گیارہویں تاریخ کو مخدرات عصمت و طہارت کو سر برہنہ ناقوں پر سوار کر کے بازاروں میں پھراتے ہوئے دربار کوفہ میں داخل کیا۔ پھر چند دنوں بعد سرہائے شہداء و مخدرات عصمت و طہارت کو شام بھیج دیا گیا۔ یزید کے سامنے جس وقت امام حسین علیہ السلام کا سر لایا گیا تو اس نے چھڑی سے لبہائے مبارک کے ساتھ بے ادبی کی اور چند اشعار زبان زد کئے جن کا پہلا مصرعہ یہ ہے۔ ترجمہ : کاش ! میرے وہ بزرگ جو بدر میں شہید ہوئے موجود ہوتے تو دیکھتے کہ میں نے بدر واحد وغیرہ کے مقتولین کا کس طرح بدلہ لیا ہے۔ اور وہ میرے کارناموں سے بے انتہا خوش ہوتے اور خوش ہو کر مجھے دعائیں دیتے کہ اے یزید تیرے ہاتھ شل نہ ہوں حقیقت یہ ہے کہ بنی ہاشم نے ملک کے ساتھ کھیل کھیلا تھا۔ نہ کوئی وحی آئی تھی نہ ملک کا نزول ہوا تھا۔ ابھی کیا ہے۔ دنیا دیکھتی جائے گی کہ : میں بنی خندف سے نہیں اگر آل احمدؐ سے بدر واحد کے کارناموں کا بدلہ نہ لے لوں۔ ان اشعار پر نظر ڈالنے کے بعد



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



واقعہ کربلا کا پس منظر سامنے آجاتا ہے اور یہ روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے۔ کہ کربلا کا واقعہ پیغمبر اسلام اور حضرت علیؑ کی تبلیغی سر گرمیوں کے انتقامی نتائج ہیں جو ان مسلمانوں کے ہاتھوں عمل میں آئے۔ جن لوگوں کے دلوں میں ادعائے اسلام کے باوجود اسلام جا گزریں نہ ہو سکا (روئح القرآن ص ۱۰۴)

## حق و باطل کی جنگ

اس میں شک نہیں کہ حق و باطل کی دشمنی اتنی پرانی ہے کہ دریا اور پہاڑ بھی اس کی ہمسری کے دعوے نہیں کر سکتے۔ کون سا دن تھا کہ جب باطل کی فوجوں نے حق سامنے صف آرائی نہیں کی کون سی گھڑی تھی کہ جب طاغوتی فوجوں نے رحمانی طاقتوں سے مقابلہ نہیں کیا۔ دنیا ایک میدان جنگ ہے۔ جہاں روز و شب، نور و ظلمت، حق و باطل، کفر و اسلام میں رسہ کشی ہوتی رہتی ہے فلک پیر کی سال خوردہ آنکھیں، بہت سی خونریز لڑیاں دیکھ چکی ہیں ۔ کرشیستر۔ درہ تھرماپلی بدر و حنین وغیرہ کی عبرت گاہوں کو جادیکھو۔ ان کے ذرہ ذرہ پر روح فرسا کہانیاں اور ہوش ربا داستانیں لکھی ہوئی ہیں۔ جن سے کسی دن معرکہ حق و باطل کی تاریخ مرتب کی جائے گی۔ یہ سچ ہے کہ ظاہری اعتبار سے باطل کی فوجیں اکثر حق پر غالب آتی رہتی ہیں۔ دنیا نے ایک دو مرتبہ نہیں سینکڑوں مرتبہ حق کے علم کو سرنگوں ہوتے دیکھا۔ کیا علم و جہل کی لڑائی میں سقراط نے شکست نہیں کھائی۔ کیا خون آشام یونانیوں نے اس محقق زمانہ کو اپنی غلط فہمیوں کے معبد پر قربان نہیں کر دیا۔ یا امن و امان کا پیامبر ''مسیح'' یہودیوں کے ظلم و ستم کا نشانہ نہیں بنا؟ کیا اٹلی کے مقدس ہیئت داں ''گلیلیو



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



"کو پاپائے روم کی کفرآفرینیوں کا شکار نہیں ہونا پڑا۔ مگر باطل کی ظاہری فتح ہمیشہ عارضی رہی۔ یہ صحیح ہے کہ آتش ظلم و ستم نے ایک دفعہ تو حق کو جلا کر خاک کر دیا لیکن اس کے خاکستر سے وہ چنگاریاں نکلیں کہ جنھوں نے خرمن باطل میں کبھی نہ بجھنے والی آگ لگا دی۔ معرکہ کربلا بھی ان ہی یادگار جنگوں میں سے ایک عظیم الشان جنگ ہے۔ جو دنیا میں حق و صداقت کا علم بلند کرنے کے لیے لڑی گئی۔ کون نہیں جانتا کہ رسول عربی دنیا کو حریت عمل اور آزادی ضمیر کا سبق پڑھانے کے لیے آئے تھے۔ کس کو خبر نہیں کہ اسلام امن وامان کا حامی اور بیجا تفوق اور ناجائز اقتدار کا دشمن ہے۔ جتھابندی قومی، ملی وطنی اور لونی امتیازات کے خلاف سب سے پہلے مؤثر آواز جو بلند کی گئی وہ رسولؐ سلام کی آواز تھی۔ لیکن بنی آدم کی تلون مزاج طبیعت کا برا ہو کہ دنیا کی کسی مفید تحریک کو بارآور نہیں ہونے دیا۔ اگر موسیٰؑ کا درس تنظیم چھوڑ کر یہودیوں کو باطل کے بادشاہ کی غلامی کرنا پڑی عیسیٰؑ کا امن بخش اور صلح آفرین پیام طاق نسیاں کے نذر کر کے عیسائی بت پرست، رومی شہنشاہوں کے گورکھ دھندے میں پھنس کر رہ گئے۔ تو کس طرح ہو سکتا تھا کہ ریگستان عرب کے جنگ جو باشندے رسول اسلام کی تعلیم کو زیادہ دن تک یاد رکھتے۔ ابھی رسول اللہ کا کفن تک میلا نہ ہونے پایا تھا کہ پرانے لقیدے نئے بہروپ بدل کر سامنے آئے۔ ۲۳ برس کا عرصہ اتنا طویل نہ تھا کہ رسول اللہ کفر کی نشانیوں کو قطعاً مٹا سکے۔ یہ سچ ہے کہ کعبہ کے سب بت ٹوٹ چکے تھے۔ مگر دلوں کے صنم ابھی تک آباد ہیں۔ اب لات ومنات کے بجائے حرص وہوا، طلب جاہ خواہش حکومت اور تمنائے سطوت وثردت کے دیوتاؤں کی پرستش ہو رہی تھی۔ نئے مذہب نے جو جوش پیدا کر دیا تھا۔ مصلح اعظم کی تعلیم نے منتشر قوتوں کو متحد کر کے جو روح پھونک دی تھی۔ وہ بجائے اس کے کہ صداقت کی ترویج میں صرف



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ہوتی۔ طلب جاہ اور تحصیل زر کے کام آنے لگی۔ حضرت رسولؐ اسلام کو آنکھ بند کئے ہوئے ابھی پورے پچاس سال بھی نہ گزرے تھے کہ ان کی مقدس تعلیم خود غرض لوگوں کے ہاتھوں مسخ ہو گئی۔ اور اس طرح کہ بظاہر یہ معلوم ہونے لگا کہ آسمانی بادشاہت کا وہ خواب جو اسلام نے دیکھا تھا۔ شرمندہ تعبیر نہ ہوسکے گا۔ لیکن قدرت کو یہ منظور نہ تھا کہ رسول عربی کی لگاتار ۲۳ سال کی محنت برباد ہو جائے

زار دمشق کا لاڈلا اور جانشین رسولؐ ۶۱ھ شروع ہونے کو ہے۔ وہ اسلام جو امن وامان کا مرادف سمجھا جاتا تھا۔ خون آشام شامیوں کے ہاتھوں پنڈاریوں کا پنتھ معلوم ہوتا ہے۔ ہر طرف لوٹ مار کا بازار گرم ہے۔ عرب کی سرزمین بے گناہوں کے خون سے رنگین ہو رہی ہے ۔ قیصر آئین اور کسریٰ خیال لوگ رسول اسلام کی جانشینی کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ زار دمشق کا لاڈلا فرزند اسلام کو اپنی ہوسنا کیوں اور عشق پرستیوں کے رنگ میں ڈبو دینا چاہتا ہے۔ حریم خلافت اندر کا اکھارہ بنا ہوا ہے۔ زنا کاری کی کوئی انتہا باقی نہیں۔ سوتیلی ماؤں اور بہنوں سے عقد کا فتویٰ دیا جا رہا ہے۔ (صواعق محرقہ) رسولؐ کے مقدس صحابہ کچھ تو سفر آخرت کر چکے ہیں۔ کچھ کنج عافیت میں اپنی عزت کو سنبھالے بیٹھے ہیں۔ اور مسلمانوں کا خلیفہ سرو قد گلعذار رومی شاہدوں کے جھرمٹ میں تخت خلافت پر جلوہ افگن ہے۔ شراب آلود لبوں سے نکلی ہوئی بات قانون الٰہی سمجھی جا رہی ہے۔ اور مخمور آنکھوں کے اشارے حدیث کے مترادف بنے ہوئے ہیں۔ دمشق مرکز خلافت ہے۔ اسلام کی تازہ تہذیب روم و ایران کے تمدن سے بدل چکی ہے۔ اس حریم خلافت کی تقلید میں اب ہر گھر عشرت کدہ بنا ہوا ہے۔ نماز روزہ کی جگہ نازنینوں کے آتشین رخساروں کے بوسوں کی آوازوں نے لے لی ہے۔ رات صرف اس لیے ہوتی ہے کہ اسلام کے خلیفہ ''یزید'' اور اس کے متوسلین نام نہاد مسلمانوں کے چشم و



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



دہن کو شراب شیراز سے لطف اندوز ہونے کا موقع دیں۔اور صبح صرف اس لیے کہ ان کی خمار آلود آنکھوں سے کسی بے گناہ کے رقص مذبوحانہ کا نظارہ کرادے۔دنیا رسول عربی کے کلمہ پڑھنے کی ترکتازیوں سے پریشان ہے۔امن پسند شہریوں پر عرصہ زندگی تنگ ہو رہا ہے۔ملکوں کی دولت سمٹ سمٹ کر دارالخلافہ میں جمع ہو رہی ہے۔جفاکش دہقانوں اور محنتی تاجروں کی گاڑھی کمائی دولت اسلامیہ کے سود و بہبود کے بجائے چند رند مشرب لوگوں کی عیاشیوں کے لیے وقف ہو کر رہ گئی ہے۔ایمان جیسی گراں جنس کا سودا چند درہم پر کیا جارہا ہے۔جو اس قیمت پر راضی نہیں ہوتے۔ان کے لیے زہر اور تلوار کا پرانا منتر تیار ہے۔مسجدیں ویران ہیں۔میکدوں کی رونق بڑھ رہی ہے۔خدا پرستی کی جگہ شاہد پرستی نے لی ہے۔لوگ رسول اللہؐ کی سنت کو فراموش کر چکے ہیں۔علمی محفلیں برباد ہو چکی ہیں۔کفر کی مٹی ہوئی سنت زندہ کی جارہی ہے۔اور ہندہ وسمیہ کی یاد میں دمشق کے گلی کوچے عیاشی اور بوالہوسی اڈے بنے ہوئے ہیں۔غرضیکہ جب اسلام کی مقدس تعلیم اس طرح تباہ ہونے لگی۔جب دور جہالت نے پلٹ آنے کی دھمکی دینی شروع کی۔جب پیکر اسلام میں قیصر و کسریٰ کی روح نے داخل ہونے کی کوشش کی۔جب جاہ و جلال مال و منال کے نقشہ نے مسلمانوں کو حواس باختہ کردیا۔جب اسلام فتوحات کے بڑھتے ہوئے سیلاب نے دنیا میں آگ لگانا چاہی جب جہاد دفاعی سے حد سے گزر کر جنگ زرگری کی شکل اختیار کر گیا۔جب رسولؐ کے نام لیواؤں نے محبت و مساوات کا سبق فراموش کردیا جب قبیلہ پرستی عربیت اور عجمیت کے امتیازات پھر نئی زندگی کی کروٹ لینے لگے۔جب مذہب کی آڑ میں ذاتی مفاد کا شکار کھیلا جانے لگا۔جب شاہد پرستی کے ہلاکت آفرین سیلاب نے مسلمانوں کو مانی ومزدک کا پیرو بنا دیا۔جب عیش و عشرت کی افراط نے ان کے قویٰ کو مضمحل کردیا۔جب مجسمہ حیا اور پیکر



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



شرم نبی کے پیروؤں نے اپنے اعمال سے کفر کو بھی شرما دیا۔ جب اسلام رجعت قہقری کے سلسلے میں اپنے قدم کو آخری حد تک پہنچا دینے پر مجبور ہو گیا۔ تو غیرت حق جوش میں آئی۔ بنی امیہ کے طلسم خانہ کو توڑنے کے لیے ان کی فرعون سامانیوں کو خاک میں ملانے کے لیے یزید کے دین بوالہوسیٰ پر ضرب کاری لگانے کے لیے نبی عربی کے گھر سے تاجدار انسانیت حضرت امام حسین علیہ السلام کو ظاہر کیا۔ جن کی قسمت ازل سے انقلاب آفرینی لکھی ہوئی تھی۔ جو تاریخ عالم میں اپنی نظیر آپ تھے۔ (سرفراز محرم نمبر ۱۲۳۹ئ )اور ان کا علمبردار عباس ایسے بہادر کو بنایا جائے۔ جس کے لیے حسینؑ خود فرمائیں۔ ""بنفسی انت"" میری جان تجھ پر فدا ہو جائے۔ (المواعظ وا لبکا ص ۱۱۰ طبع بمبئی )

## تاجداران اسلام کی مدینہ منورہ سے مکہ کو روانگی اور اس کے اسباب اور وجوہات

قرآن مجید نے جلاوطنی کو قتل کا درجہ دیا ہے۔ سرور کائنات جب ہجرت کے موقع پر اپنا وطن چھوڑ کر چلے تھے۔ اس وقت اور پھر مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد وطن کی یاد سے غافل نہیں رہے آپ مکہ سے آنے والے سے وطن کی گلیوں اور وہاں کے درختوں تک کے بارے میں استفسار فرمایا کرتے تھے حضرت امام حسین علیہ السلام جو معاویہ کی موت کے بعد وطن مالوف چھوڑتے نظر آرہے ہیں یقیناً ان کے سامنے کچھ ایسے اسباب موجود ہیں جو آپ کو ترک وطن پر مجبور کر رہے ہیں اگر تاریخ کا مطالعہ بنظر غائر کیا جائے تو یہ راز کھل جائے گا کہ حسینؑ کا ترک وطن سقیفائی اسکیم کے مستحکم منصوبے کا ناگزیر نتیجہ ہے کون نہیں جانتا کہ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



رسول اسلام کی آنکھیں بند ہوتے ہی کلمہ گویوں کی طرف سے پیغمبر اسلام اور امیر المومنین کی تبلیغی خدمات کا آبائی غیر مسلم بدلا لیا جانے لگا۔اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ امیر المومنینؑ کی حقوق سے محرومی، فاطمہ زہراؑ کا مصائب وآلام سے دوچار ہونا اور امام حسنؑ کی شہادت سب اسی جذبہ ویرینہ کی رہین منت ہے۔تاریخ شاہد ہے اور واقعات بتارہے ہیں کہ جب سلسلہ اول کی پانچویں کڑی رشتہ خلافت سے ہمرشتہ ہوئی یعنی معاویہ برسر اقتدار آئے تو انہوں نے آل رسولؐ کو دنیا سے ختم کرنے کے سلسلہ میں جنگ جمل وصفین کی بنیاد ڈالی اور بالآخر حضرت علیؑ کو اپنی مکمل سازش کے ذریعے مسجد کوفہ میں شہید کرادیا اور اس سلسلہ میں انہوں نے نہ فرمان رسول اسلام، حرب علی حربی، کا لحاظ کیا اور نہ حکم خدا، من قتل مومنا متعبدا فجزائہ جھنم پر نظر کی امیر المومنین کی شہادت کے بعد اس نے امام حسنؑ کے وجود کو ختم کیا اور ان بزرگ ہستیوں کے وجود کو زمین سے خالی کرنے کا منشایہ تھا کہ میں آزادانہ حکومت کر سکوں اور یزید کی ولیعہدی میں کوئی روڑانہ اٹکنے پائے اسی خیال کے پیش نظر اس نے حضرت عائشہ کو جوان کے متعلق پیغمبر اسلام کے خیالات اور ان کے فرمان سے بخوبی واقف تھیں کچے چونے کے کنوئیں میں گرا کر مار ڈالا اور ان کے بھائی محمد بن ابی بکر کو جو کبھی کبھی ان کی مخالفت کرتے اور امیر المومنین کی تائید فرمایا کرتے تھے، گدھے کی کھال میں زندہ سی کر جلا دیا۔غرضیکہ خلافت یزید کے لیے جب زمین ہموار ہو گئی تو معاویہ بیعت ولیعہدی لینے کے بعد اہل حجاز کے گلے میں طوق بیعت ڈالنے کے لیے ۵۶ ھ میں ایک ہزار سوار لے کر روانہ ہوئے اور مدینہ پہنچ کر سب سے پہلے حضرت امام حسین علیہ السلام سے ملاقات کی اور ان سے بیعت یزید کا سوال کیا۔آپ نے فرمایا۔میں یزید کے حالات سے اچھی طرح واقف ہوں خدا کی قسم ہر گز بیعت نہ کروں گا۔(وسیلۃ النجات جلد ۲ ص ۲۸۳)



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



معاویہ امام حسین علیہ السلام کا جواب سن کر خاموش رہ گئے انہوں نے یہ مناسب نہ سمجھا کر ان پر سختی کریں۔ لیکن اور بہت سے افراد کو ڈرا دھمکا کر حلقہ بگوش یزید کر دیا۔ کہ معاویہ نے یزید کی ولیعہدی کی بیعت لے کر اس معاہدہ کی خلاف ورزی کی جو وہ امام حسنؑ سے کر چکے تھے اور انہوں نے جو کچھ کیا وہ فوج کشی اور جبر سے کیا (رسالہ اثنا عشریہ ص ۳۔۵ طبع لاہور ۱۹۲۵ئ) الامتہ والسیاست ابن قتیبہ جلد ا ص ۱۳۸ میں ہے کہ معاویہ نے بیعت یزید کے سلسلہ میں لوگوں کے دین بھی درہم ودینار کے عوض خریدے۔ رسالہ فلسفہ شہادت ص ۹ پر بحوالہ تکمیل الایمان محدث دہلوی مرقوم ہے کہ بیعت کرنے والوں سے اس طرح اقرار لیا جاتا تھا کہ یزید کو یہ اختیار ہوگا۔ کہ چاہیے تو وہ ہم کو غلاموں کی طرح سر بازار فروخت کرے اور چاہے عبادت خدا کی اجازت دے اور چاہے تو روک دے۔ الغرض وہ وقت آیا کہ آپ ایسی منزل کی طرف روانہ ہونے پر مجبور ہوئے جہاں اپنے کئے کا بدلہ ضرور ملے گا۔ یعنی ماہ رجب ۶۰ ھ آپہنچا۔ آپ نے مرنے سے پہلے اپنے فاسق وفاجر لاڈلے فرزند یزید کو برادران اسلام کا چھٹا خلیفہ بنادیا اور اس کے سر پر تاج خلافت رکھ کر دنیا سے چل بسے ملاحظہ ہو (تاریخ الخلفاء صواعق محرقہ ابوالفداء) یزید نے تخت خلافت اور تاج امارت سنبھالتے ہی اپنے آبائی مشن میں روح تازہ پھونکنے کے لیے باپ کے اصولوں اور سمجھائے ہوئے خفیہ طریقوں پر نظام سلطنت اور انتظام خلافت وامارت کو استوار کرنا شروع کر دیا اور اس سلسلے میں اس نے جو سب سے پہلے قدم اٹھایا وہ ولید بن عقبہ کو ولی مدینہ مقرر کرنے کا تھا ۔ (سیرت ابن ہشام جلد ۴ ص ۵۸) جس کے ذریعہ سے وہ اپنے منصوبہ میں کامیابی حاصل کرنے کا یقین رکھتا تھا۔ ولید کو ولئی مدینہ بنانے کے فوراً بعد اس مقصد کے لیے ایک خط لکھا کہ ان یاخذلہ البیعۃ عن الحسین، کہ میرے لیے حسینؑ سے بیعت لے لے۔ وسیلۃ النجاۃ ص



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



۲۸۴،ارجح المطالب ص ۳۶۹ ) اس واقعہ بیعت کو مورخین معتبرین یوں ارقام کرتے ہیں یزید بن معاویہ ولید بن عقبہ کو لکھتا ہے۔ ترجمہ: میرے خط کو پاتے ہی اور مدعائے دل سے واقف ہوتے ہی فوراً اہل مدینہ سے بیعت لے لے۔ والسلام۔ مورخین لکھتے ہیں کہ اس خط کے ساتھ ایک نہایت مختصر پرچہ (کانھا اذن فارۃ طبری) چوہے کے کان کے برابر علیحدہ لکھ کر لفافہ میں رکھ دیا جس میں لکھا ہوا تھا۔ کہ امام حسینؑ، عبداللہ بن عمر، عبدالرحمن بن ابی بکر اور عبداللہ بن زبیر سے بلا رعایت بیعت لے لے۔ اور انہیں دم لینے کی مہلت نہ دے اور اگر بیعت نہ کریں تو ان کے سر میرے پاس بھیج دے۔۔۔ الخ روضۃ الصفا میر شاہ ہروی جلد ۳ ص ۵۶۶ طبع نول کشور تاریخ الفتوح خواجہ محمد المعروف اعثم کوفی ص ۱۲۸ طبع بمبئی ۔۱۳۰۵ ہجریہ و تاریخ طبری جلد ۶ ص ۱۸۸ حالات ۶۰ ھ طبع مصر و تاریخ کامل جلد ۴ ص ۶ طبع مصر بڑا شہادت نامہ عرف شہید اعظم مولفہ عبدالمجید ایڈیٹر مولوی دہلوی ص ۴۲ طبع دہلی۔ یزید دمشق میں تھا اور امام حسینؑ عراق میں تھے۔ پھر ایسی صورت میں قتل حسین یزید کی طرف کیسے منسوب ہو سکتا ہے تو آپ نے جواب میں یہ شعر پڑھا۔ (ترجمہ) تیر عراق سے جا کر لگا۔ حالانکہ اس کا پھینکنے والا ذی سلم میں تھا اے محبوبہ تو نے بہت دور نشانہ تاکا ہے (ابجد العلوم ص ۷۸۳ طبع بھوپال ۱۲۹۵ ھ مطلب یہ ہے کہ جس طرح تیر کا نشانہ دور جا کر لگتا ہے چاہے پھینکنے والا کہیں کیوں نہ ہو۔ اسی طرح یزید کے نیزہ حکم اور تیر قلم نے دمشق میں بیٹھے بیٹھے حسینؑ اور اس کے بچوں کو شہید کر دیا۔

## ولید کا پیغام امام حسینؑ کے نام



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



تاریخ طبری فارسی جلد ۴ ص ۲۱۶ میں ہے کہ ولید نے یزید کا حکم صریح پانے کے بعد مروان سے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیے اس نے کہا ان کو بلا کر ان سے بیعت یزید کا سوال کر۔ اگر وہ بآسانی بیعت کر لیں تو فھوالمراد۔ اور اگر انکار کریں تو ان کا سر کاٹ کر یزید کے پاس بھیج دے ولید نے کہا سبحان اللہ تو نے بہت ہی اچھی رائے دی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تو مجھے قتل حسینؑ کی ترغیب دیتا ہے کیونکہ مجھے اور تجھے بھی معلوم ہے کہ وہ ہر گز بیعت نہ کریں گے تو میں ان کو قتل کر کے اپنی عاقبت خراب کر لوں مروان نے کہا اگر تو میری نصیحت پر عمل نہ کرے گا تو نقصان اُٹھائے گا۔ ولید نے نبیرہ عثمان کو حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں بھیج کر حاضری کی درخواست کی آپ نے اپنے ہمراہ اپنے خاندان کے ۷۰ ستر مسلح افراد لیے اور دربار میں جا پہنچے (سیرۃ الائمہ ترجمہ کشف الغمہ ص ۶۶ میں ہے کہ امام حسین علیہ السلام اپنے ہمراہ پچاس جانبازوں کو لے کر ولید کے دربار کے ارادہ سے روانہ ہوئے وہاں پہنچ کر آپ داخل دربار ہوئے اور ان بہادروں سے فرمایا کہ تم باہر گوش برآواز رہو۔ اگر میری آواز بلند ہو تو فوراً داخل دربار ہو جانا غرضکہ آپ جب دربار میں پہنچے ولید نے نہایت عزت واحترام کیا اس کے بعد کہا کہ معاویہ کا انتقال ہو چکا ہے اور یزید کا خط آیا ہے کہ آپ اور عبدالرحمن ابن زبیر، عبدالرحمن بن ابی بکر اور عبداللہ ابن عمر سے ضرور بیعت لی جائے۔ آپ نے فرمایا بہتر ہے تم چاروں افراد کو جمع کرو پھر دیکھا جائے گا۔ در تاریخ احمدی بحوالہ رضۃ الاحباب مذکور ہے کہ امام حسینؑ کو ولید نے عبداللہ بن عمر بن عثمان کے ذریعے بلا بھیجا تھا۔

تحریر الشہادتین شرح سر الشہادتین میں ہے کہ امام حسینؑ کے ہمراہ دوستوں اور خادموں کا گروہ گیا تھا روضۃ الشہدا ص ۲۲۴ میں ہے کہ ولید محب اہل بیت تھا اس نے حکم یزید پانے کے بعد مروان سے مشورہ کیا۔ اس نے کہا کہ ان لوگوں کو اپنے دربار میں طلب کر کے ان



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



سے بیعت کا سوال کر۔ اگر انکار کریں تو ان کا سر کاٹ کر یزید کے پاس بھیج دے الغرض ولید کا پیغام امام حسینؑ کے پاس پہنچ گیا۔ اور آپ نے عصائے مبارک حضور سرور کائنات صلعم دست حق پرست میں لیا اور اپنے ہمراہ تیس جانبازوں کو لے کر قریب دربار ولید پہنچ کر ان جانبازوں کو سمجھا دیا کہ تم باہر موجود رہو میں اندر جاتا ہوں اگر میری آواز بلند ہو تو تم فوراً داخل دربار ہو جانا۔ بالآخر امام حسینؑ داخل دربار ہو گئے ولید اور مروان کو یک جا بیٹھا دیکھا۔ آپ کی نہایت شاندار تعظیم کی گئی امام حسینؑ نے زحمت وہی کا سبب پوچھا۔ اس نے معاویہ کی موت کی خبر دی اور یزید کا خط دکھایا۔ آپ نے فرمایا جب تمام لوگ جمع ہوں گے اور بیعت عامہ شروع ہو گی۔ اس وقت دیکھا جائے گا۔ ولید نے کہا بہتر ہے پھر حضور بوقت ضرورت تشریف لے آئیں گے۔ تاریخ الفخری ص ۸۵ میں ہے کہ امام حسینؑ نے فرمایا کہ مثلی لا یبائع سراً۔ میرے لیے یہ مناسب نہیں کہ چھپ کر بیعت کر لوں (وسیلۃ النجات ص ۲۸۹ میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ علیؑ روس الشھاد۔ کل مجمع عام میں دیکھا جائے گا۔ دمعہ ساکبہ ص ۲۰۴ میں بحوالہ شیخ مفید مذکور ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو ولید کی طرف سے رات کے وقت ایک اطلاع پہنچی جس میں اس نے آپ سے ملاقات کی استدعا کی تھی آپ اپنے ہمراہ ماننے والوں کا ایک گروہ جو مسلح تھا لے کر تشریف لے گئے پھر دروازہ پر اس گروہ کو چھوڑ کر اندر داخل ہوئے ولید نے آپ کی تعظیم کی اور بڑی عزت کے ساتھ خیز مقدم کیا ولید نے خبر مرگ معاویہ سنائی۔ آپ نے انا اللہ وانا الیہ راجعون فرمایا۔ اس کے بعد یزید کا خط دکھلایا آپ نے کمال ضبط کے ساتھ فرمایا تم چاہتے ہو گے۔ کہ میری بیعت صرف خفیہ نہ رہے بلکہ اس کا ظہور بھی ہو۔ اس لیے کہتا ہوں کہ جب سب لوگ جمع ہوں گے اس وقت یہ سوال اٹھانا ولید نے کہا جیسا آپ مناسب تصور فرمائیں۔ وہی بہتر ہے مروان نے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



جس وقت یہ گفتگو سنی تو بول اٹھا ولید تو غلطی کر رہا ہے حسینؑ کو مت چھوڑا گر یہ اس وقت نکل گئے تو پھر ہاتھ نہ آئیں گے بہتر یہ ہے کہ ان سے اسی وقت بیعت لے لے۔اور اگر رضامند نہ ہوں تو سر کاٹ کر یزید کے پاس بھیج دے یہ سننا تھا کہ امام حسینؑ کو غصہ آگیا آپ نے فرمایا اے ابن زرقا کیا بکتا ہے کس کی مجال کہ حسینؑ کو ہاتھ لگا سکے۔کتاب تظلم الزہرا طبع ایران میں ہے کہ امام حسینؑ کی آواز کا بلند ہونا تھا کہ انیس بہادر انتہائی غصہ کی حالت میں داخل دربار ہو گئے امام حسینؑ نے ان سب کے غصہ کو فرو کیا اور واپس دولت سرا کو تشریف لائے۔کتاب ریاض القدس میں ہے کہ ان بہادروں میں نمایاں حیثیت حضرت عباسؑ کی تھی۔

## سوال بیعت

ناظرین کرام! حضرت امام حسینؑ سے بیعت کا سوال کیا گیا ہے اور بیعت بیع سے مشتق ہے جس کے متعلق اپنے دین وایمان، عزت، وآبرو، اختیار، آزادی کو بیچنے کے ہیں۔ظاہر ہے کہ دنیا کا کوئی معمولی خوددار انسان بھی اپنے دین وایمان وغیرہ کو فروخت کرنے پر آمادہ نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ ایسی شخصیت جو دنیا کے زمان ومکان میں اپنی نظیر آپ ہو اور جسے اپنی اسلامی ذمہ داری کا پورا پورا احساس ہو۔اور پھر بیعت بھی کس کی ایک فاسق وفاجر کی جسے اس کے باپ نے بروایت تاریخ طبری جلد ۴ ص ۶۱۲ سیرت شیخین پر چلنے کی ہدایت کی ہو جس سے امیر المومنین علی علیہ السلام پہلے ہی اظہار بیزاری کر چکے ہوں تاریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے معمولی انسان اپنی مذہبی خودداری کی وجہ سے بیعت کے بجائے قربانی



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



پیش کرنے پر آمادہ ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کے لیے یہ امر ناقابل فراموش ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے جو بیعت فاسق نہیں کی اس کی وجہ یہ ہے کہ انسانیت کا تقاضا یہی تھا اور تحفظ اسلام کا ذریعہ بھی یہی تھا اگر حسینؑ بیعت کر لیتے تو آج سطح زمین پر "لا الہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ کا کہنے والا کوئی بھی نہ رہتا۔

## روانگی کا انتظام اور حضرت عباسؑ

غرضیکہ امام حسین علیہ السلام مراجعت فرما سے دولت سرا ہوئے اور سوچ بچار کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ مدینہ چھوڑ دینا چاہیئے چنانچہ ۲۶۔۲۷ رجب ۶۰ھ کو اپنے نانا حضرت محمدؐ مصطفیٰ صلعم و حضرت فاطمہ زہر صلوٰۃ اللہ علیہا و حضرت حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے روضوں پر جا کر ان حضرات سے رخصت ہو آئے اور ۲۸ رب ۲۰ ھ یوم سہ شنبہ کو حضرت عباسؑ سے فرمایا کہ بھائی اب روانگی کے لیے سواریوں کا انتظام کر و حضرت عباسؑ نے انتظامات شروع کر دیئے۔(الدمع الهتون ص ۲۲۴) تھوڑی دیر کے اندر چالیس محملیں حریر و دیبا سے آراستہ تیار کر لی گئیں (سلسلہ الذہب ص ۱۱۴ طبع لکھنوٴ ۱۳۳۳ھ و مجاہد اعظم حصہ اول ص ۲۸۴ بحوالہ جلاء العیون روایت مسلم حصاص) حضرت عباسؑ تاجدار اسلام حضرت امام حسینؑ کو اطلاع دی کہ حضور سواریاں حاضر ہیں حضرت امام حسینؑ نے عورات مخدرات کو حکم دیا کہ اپنی عزیز عورتوں اور مردوں سے رخصت ہو کر سواری کے لیے چلو اور جناب ام سلمیٰ اور ام النبین سے فرمایا کہ تم میری بیٹی فاطمہ صغراؑ کے علاج کی خاطر یہیں ٹھہر جاؤ۔ علامہ حسین واعظ کاشفی لکھتے ہیں کہ امام حسینؑ کی اس بیمار بیٹی کی عمر اس وقت ۷ سال تھی



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



۔(روضۃ الشہداء ص ۲۲ )

## فاطمہ صغریٰؑ کی علالت

مخدرات عصمت اپنے عزیزوں سے رخصت ہو رہی ہیں۔دفعتۃً جناب فاطمہ صغریٰؑ جو تپ لازم میں مبتلا تھیں کو کچھ افاقہ ہوتا ہے۔آپ حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی باباجان ! مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ مجھے اپنے ہمراہ نہیں لے جارہے ہیں ۔بابا جان ! یہ نا ممکن ہے ۔کنیز آپ کے ساتھ چلے گی ۔( خمسہ اقبالیہ ص ۲۰۷ طبع حیدر آباد مائتین ص ۱۳۱ اور شہید اعظم ص ۴۵)

## فاطمہ صغریٰؑ سے امام حسین علیہ السلام کا وعدہ

حضرت امام عالی مقامؑ نے اپنے ہمراہ تمام اہل بیتؑ کو لیا۔صرف بی بی فاطمہ صغریٰ کو نہیں لے جاسکتے ۔کیونکہ وہ بیمار تھیں ۔اور اندیشہ تھا کہ علالت بڑھ نہ جائے۔بی بی صغریٰؑ امام حسینؑ کی صاحبزادی تھیں۔اور حضرت سکینہؑ سے بڑی تھیں۔(شہید اعظم ص ۴۵)علامہ قزدینی لکھتے ہیں کہ :۔کانت لمولانا الحسین بنت۔۔۔۔۔امام حسینؑ ایک بیٹی تھی۔ جس کا نام فاطمہ تھا۔مدینہ سے روانگی کے وقت وہ بیمار تھیں ۔انہیں تپ لازم عارض تھا۔حضرت اسے اپنے ہمراہ نہ لے جاسکے ۔اور اما البنین اور حضرت ام سلمیٰ کے سپرد کرکے اور یہ فرما کر چلے گئے کہ انشاء اللہ خدا تجھے صحت دے گا۔اور میں بھی کوفہ والوں کی بیوفائی سے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



بچوں گا۔تو تیرے بھائی علی اکبرؑ کو بھیجوں گا وہ آکر تجھے لے جائے گا۔اور تو میرے پاس پہنچ جائے گی ۔الخ (ریاض القدس جلد ا ص ۱۱۶)صاحب فضائل الشہداء لکھتے ہیں کہ فاطمہ صغریٰؑ نے جب کمال اصرار کیا تو امام حسینؑ نے فرمایا بیٹی جلدی نہ کر، تجھ میں اتنی تاب نہیں ہے۔کہ تو اتنے اہم سفر کو طے کر سکے۔جب میں منزل مقصود پر پہنچوں گا تو تیرے بھائی علی اکبرؑ اور تیرے چچا عباسؑ کو بھیج کر تجھے بلالوں گا۔(فضائل الشہداء ص ۱۰۴ باب ۲ فصل ۸)علامہ کنتوری لکھتے ہیں کہ : وترک الحسین ایاھا فی المدینۃ مع کونہ املأقلبا من حبھا لا بتلائہ بالفراق وصبرہ علیہ۔امام حسین علیہ السلام فاطمہ صغریٰ کو اس حال میں چھوڑ کر چل دیئے۔کہ آپ کا دل ان کی محبت اور جدائی سے سخت پریشان تھا۔لیکن یہ سمجھتے کہ اس میں بھی میرا امتحان ہے۔بیمار بیٹی کو چھوڑا اور تیمارداری حضرت ام سلمیٰ اور ام النبین کے سپرد کی ۔فھی وام النبین اعنیٰ ام عباس واخوتہ علیھم السلام کلتا ھما کانتا فی المدینۃ۔۔۔۔۔۔نعالج امر فاطمہ بنت الحسین جناب ام سلمیٰ اور ام النبین جو حضرت عباسؑ کی ماں تھیں۔مدینہ میں رہیں۔اور فاطمہ صغریٰؑ کی علاج و تیمارداری میں مشغول تھیں۔(مائتین ص ۳۱ )حضرت امام حسین علیہ السلام فاطمہ صغریٰ سے وعدہ وعید کرنے کے بعد فرمانے لگے۔عباسؑ ! اب بیبیوں کو سوار کرو۔

## حضرت عباسؑ کا بیبیوں کو سوار کرانا

حضرت امام حسین علیہ السلام کا حکم پانے کے بعد حضرت عباسؑ سواریاں دولت سرا کے قریب پہنچائیں۔اور بیبیوں کو سوار کرنا شروع کیا فاضل معاصر لکھتے ہیں امام حسین علیہ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



السلام نے فرمایا کہ بنی ہاشم ہیں سے ہر شخص اپنی اپنی عزیزاور محرم بی بی کو محمل میں سوار کرے۔ناگاہ ایک جوان رعنا نمودار ہوا۔اورآوازی دی سب اس جگہ سے ہٹ جائیں اس کے بعد دو برقعہ بیباں تشریف لائیں۔ان کے چاروں طرف کنیزیں حلقہ کئے ہوئے تھیں۔وہ نہایت ہی سکون و وقار کے ساتھ آہستہ آہستہ محمل کے قریب پہنچیں۔اس ماہر و جوان نے اونٹ کو بٹھایا۔اور اپنا زانو خم کرکے ایک معظمہ کو سوار کیا۔جو انتہائے سکون و وقار کے ساتھ محمل کے قریب پہنچی تھیں۔استفسا رحال پر معلوم ہواکہ ایک معظمہ حضرت زینبؑاور دوسری ام کلثوم تھیں۔اور جوان ماہ رو حضرت عباس علیہ السلام تھے۔(سلسلۃ الذہب ص ۱۱۴ طبع لکھنوئے ۱۳۲ھ مظلومئہ کربلا ص ۲۹)علامہ قزدینی لکھتے ہیں۔کہ سواری کے لیے دو بیبیاں نکلیں۔"لم تری الوجوہ شمسر النھار ولم تنظر الیھن عیدن الانجم والاقمار" جن کے چہروں کوآفتاب نے بھی نہ دیکھا تھااور جن کی صورتوں پر چاند اور ستاروں نے بھی نظریں نہ ڈالی تھیں۔جب وہ سوار ہونے لگی تو علی اکبرؑ نے دوڑ کر پردہ محمل کو اٹھایا۔قاسم نے زیر پاکرسی رکھی ۔عباسؑ آمد زانوتہ می کرد۔زینب پابہ زانوئے عباسؑ می گزارد۔عباسؑ نے زیر پائے حضرت زینبؑ اپنے زانو رکھے اورآپ سوار ہونے لگیں ۔حضرت امام حسینؑ نے حضرت زینب کے زیر بغل ہاتھ دے کر سوار کیا۔(ریاض القدس ص ۲۱۲)

## اہل بیتؑ کی سواری کا تزک واحتشام

علامہ دربندی لکھتے ہیں کہ عبید اللہ ابن سنان کوفی کا بیان ہے کہ جس زمانہ میں امام حسین علیہ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



السلام سفر کر رہے تھے۔ میں بھی سرزمین مدینہ پر موجود تھا میرے دل میں آیا کہ چلوں شاہ حجاز کی سواری کا تزک واحتشام دیکھوں۔ چنانچہ میں موقعہ پر آگیا اور دیکھا کہ گھوڑوں پر زین کئے ہوئے ہیں۔ لوگ مستعد کھڑے ہوئے ہیں۔ اور تاجدار مدینہ حضرت امام حسینؑ ایک کرسی پر تشریف فرما ہیں۔ اور بنی ہاشم انہیں چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں۔ امام حسینؑ ان لوگوں میں اس طرح معلوم ہوتے تھے۔ جیسے ہالہ میں چودھویں رات کا چاند ہو اور چالیس محملیں حریر دو بیا سے آراستہ موجود ہیں۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے حکم دیا کہ اے بنی ہاشم اپنے اپنے محارم کو محمل میں سوار کرو۔ "فبینما انظر الی الشباب قد خرج من دار الحسین وھو طویل القامت" اتنے میں میں نے دیکھا کہ ایک ماہر و خوبصورت طویل القامت جوان دولت سرا سے برآمد ہوا اور سب لوگوں کو مخاطب کر کے بولا "تنحوا عنی" تم سب لوگ ہٹ جاؤ علیؑ اور فاطمہؑ کی بیٹی سوار ہو رہی ہیں۔ پھر میں نے دور سے دیکھا کہ دو بیبیاں دولت سرا سے برآمد ہوئیں ان کے برقعوں کے کنارے زمین سے گھستے جاتے تھے۔ اور بہت سی مائیں ان کو گھیرے ہوئے تھی۔ وہ ایک محمل کے قریب جا کر ٹھہر گئی۔ جوان نے اپنے گھٹے راست کر دیئے وہ اس کے ذریعے سوار ہو گئیں۔ میں نے ایک شخص سے پوچھا کہ چادر (برقع) میں لپٹی ہوئی یہ دونوں بیبیاں کون تھیں۔ جو سوار ہوئیں اور اس جوان کا کیا نام ہے۔ اس نے کہا علیؑ و فاطمہؑ کی یہ دونوں بیٹیاں ہیں۔ ایک کا نام زینبؑ اور دوسری کا نام ام کلثومؑ ہے۔ اور یہ جوان عباسؑ بن علیؑ ہیں۔ پھر میں نے دو کمسن عورتوں کو برقع میں دیکھا ایک حضرت زینبؑ کے ساتھ دوسری ام کلثومؑ کے ساتھ سوار کر دی گئیں۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ ایک سکینہ بنت حسینؑ اور دوسری فاطمہ بنت حسینؑ ہیں۔ پھر ایک جوان بدر طالع کی طرح نکلا۔ اس کے ساتھ ایک بی بی تھیں۔ جو ایک بچہ لیے ہو



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ئیں تھی۔ان کے گرد کثیر عورتیں تھیں۔دریافت کرنے پر پتہ چلا کہ وہ جوان تو علی اکبرؑ ہیں ۔اوران کے ساتھ ان کی مادر گرامی اور بچہ حضرت علی اصغرؑ ہیں۔پھر ایک خوبصورت نوخیز فرزند برآمد ہوا جس کے ساتھ ایک بی بی تھیں ۔معلوم ہوا کہ فرزند خوبرو حضرت امام حسنؑ کے نور نظر قاسم بن حسنؑ ہیں۔اوران کے ساتھ جو بی بی ہیں۔ان کی مادر گرامی ہیں ۔''ثم ارکبو بقیۃ الحرم والا طفال علی المحامل''غرضیکہ اسی طرح تمام حرم محترم اور بچوں کو محملوں میں سوار کیا گیا۔(اسرار الشہادت صفحہ ۳۲۶ طبع ایران )تمام بیبیاں سوار ہو گئیں ۔اب امامؑ چاہتے ہیں کہ خود سوار ہوں۔اتنے میں تمام بنی ہاشم کی عورتیں جو کھڑی رو رہی تھیں ۔امام حسینؑ کے گرد جمع ہو گئیں ۔اور فلک شگاف نالے و نعرے بلند کرنے لگیں ۔علامہ ابن قولویہ کہتے ہیں کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے جب ان کا یہ اضطراب دیکھا تو فرمایا''انشد کن اللہ'' تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں۔صبر سے کام لو۔انہوں نے یک زبان جواب دیا'' فلمن نستقبی النیاحۃ وا لبکائ'' ہم کس دن کے لیے نوحہ وبکا اٹھا رکھیں ہماری نظر میں تو آج رسول اللہؐ !امیر المومنین فاطمہ زہراؑ۔حسن مجتبیٰ نے انتقال کیا ہے۔مولاؑ آپ کا جانا ہمارے لیے بڑی مصیبت ہے۔کامل الزیارت قلمی سیف المتدین مضفہ عبدا لجلیل یوسف زئی ص ۲۵۵۔طبع لکھنوؑ ۲۳۱۸ھ

## حسینی فرس کی رکاب جناب عباسؑ کے ہاتھ میں

امام حسین علیہ السلام سب کو سمجھا بجھا کر سوار ہونے کے لیے آگے بڑھے اور بایں الفاظ حضرت عباسؑ کو پکارا''این اخی این کبش کتیبتی''قمر بنی ہاشم میرا قوت بازو میرے لشکر کا



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



مالک قمر بنی ہاشم کہاں ہے۔ " فاجا بہ العباس قائلا لبیک لبیک "مولا !آپ کا غلام حاضر ہوا۔حاضر ہوا۔کہتے ہوئے پہنچ گئے۔عرض کی حضور کیا حکم ہے۔فقال الامام قدم لی یااخی جوادی بھائی ! میری سواری کا گھوڑا لاؤ۔"فاتی العباس با لجواد الیہ و فد حفت بہ بنو ھاشم ۔" آپ نے فوراً فلک شیر گھوڑا حاضر کیا۔تمام بنی ہاشم کے جھرمٹ میں امام حسین علیہ السلام سوار ہونے لگے۔فاخذ العباس برکاب الفرس حتی رکب الامام حضرت عباسؑ نے فوراً رکاب فرس تھام لی۔اور بادشاہ دوعالم رونق افروززین فرس ہوئے ثم رکب بنوھاشم پھر بنی ہاشم سوار ہوئے۔(اکسیر العبادات ص۲٦۷) بنی ہاشم کا سوار ہونا تھا کہ اہل مدینہ نے فلک شگاف نعرے شروع کردیئے پھر اہل مدینہ چلا چلا کر رونے لگے اور عورات بنی ہاشم کی صدائے گریہ بلند ہوگئی وہ سب کہنے لگیں الوداع الوداع الفراق الفراق یہ سن کر حضرت عباسؑ نے فرمایا خدا کی قسم آج جدائی ہورہی ہے۔اور اب قیامت میں ہی ملاقات ہوسکے گی ۔(اسرار الشہادت ص۳٦۷) غرضیکہ صدائے الرحیل الرحیل بلند ہوئی اور اہل بیت رسالت کا قافلہ روانہ ہوگیا۔صاحب خلاصۃ المصائب لکھتے ہیں۔جب یہ قافلہ چل کھڑا ہوا تو فاطمہ صغریٰ روتی ہوئی مدینہ کے باہر تک چلی آئیں۔کسی نے حضرت امام حسینؑ کہا مولا ! فاطمہ صغریٰ یہ کہتی ہوئی چلی آتی ہیں کہ میں اپنے باپ کو نہیں چھوڑ سکتی اور نہ جدائی پہ صبر کرسکتی ہوں۔یہ سن کر امام حسینؑ رونے لگے اور صدائے گریہ وزاری اہل حرم کے کجادوں سے بھی بلند ہوئی حضرت امام حسینؑ نے حضرت عباس اور حضرت علی اکبرؑ سے ارشاد فرمایا کہ جاؤ میری لخت جگر کو میرے پاس لے آؤ۔یہ دونوں حضرات تشریف لے گئے اور فاطمہ صغریٰ کو سینے سے لگایا اور بے پناہ گریہ کیبعد فرمایا۔چلو تمہارے باباجان بلا رہے ہیں ۔فسرت بذالک سروراً عظیماً یہ سن کر فاطمہ صغریٰ بہت مسرور ہوئیں۔اور خدمت پدر میں



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



حاضر ہو گئیں اور دوڑ کر قدموں سے لپٹ گئیں۔ پھر دامن تھام کر کہنے لگیں۔ یاابی کیف بعدکم دی مناذ لکم خالیۃ ولم یری فیھا انیس باباجان میں آپ کے دولت سرا کو خالی اور خوابگاہ کو سونی دیکھ کر کیسے صبر کروں گی۔امام حسین علیہ السلام نے جب فاطمہ صغریٰ کا حال و گرگوں دیکھا تو ہاتھ اٹھا کر کچھ دعا فرمائی اور کہا کہ اے فاطمہ اب اپنے گھر کو جاؤ میں جب عراق پہنچ جاؤں گا تو تمہیں لے جانے کے لیے تمہارے بھائی علی اکبرؑ یا چچا عباسؑ کو بھیجوں گا۔ غرضیکہ امام حسینؑ نے وعدہ کی تجدید کی سواری روانہ ہو گئی، یہ روانگی ۲۸ رجب ۶۰ ھ یوم سہ شنبہ کو عمل میں آئی سرفروشان اسلام اور بہادران ذوالااحترام صبر ورضا کی منزلیں طے کرتے ہوئے۔ جارہے تھے۔ مسلم بن عقیل نے کچھ سوچ کر امام حسین علیہ السلام کو شارع عام سے کچھ ہٹ کر چلنے کا مشورہ دیا۔ حضرت نے فرمایا'' واللہ ما فارقنا ھذا الطریق ابداً'' خدا کی قسم میں ابن زبیرؓ کی طرح عام راستہ چھوڑ کر نہ چلوں گا۔(مقتل ابی مخنف)

## حضرت عباسؑ کی شان علمبرداری

عبداللہ ابن سنان کوفی کا بیان ہے کہ جب حسینی قافلہ منزل تسلیم و رضا طے کرتا ہوا مکہ معظمہ کی جانب بڑھ رہا تھا تو حضرت عباسؑ گھوڑے پر سوار علم اسلام ہاتھ میں لیے آگے آگے سینہ سپر چل رہے تھے۔(اسرار الشہادت ص ۳۶۷ طوفان بکا شعلہ ۳)

## مکہ معظمہ میں ورود

مختصر یہ کہ منزلیں طے کرتے ہوئے چلے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ ۳ شعبان ۶۰ ھ یوم جمعہ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



کو آپ مکہ معظمہ پہنچے۔ماہ شعبان، رمضان، شوال اور ذیقعدہ میں مکہ معظمہ میں مقیم رہے (ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۲۱۰) اور عبداللہ بن زبیر جو پہلے سے مکہ میں آئے ہوئے تھے (تاریخ کامل جلد ۴ ص ۷) اور جنگ کی تیاری کر رہے تھے حضرت امام حسینؑ ان سے ہٹ کر قیام فرما ہوئے۔ان کے شریک نہ ہوئے (محرم نامہ ص ۱۳۲) اسی دوران کوفہ سے تقریباً ۱۲ ہزار خطوط آئے اور صرف ایک دن میں چھ سو خطوط آئے (دمعہ ساکبہ ص ۳۰۷) جو ہر طبقہ اور ہر جماعت کی طرف سے لکھے گئے تھے شاہ عبدالعزیز دہلوی مصنف تحفہ آثنا عشریہ اپنی کتاب اسرار الشہادتین طبع لدھیانہ کے ص ۲۷ پر لکھتے ہیں۔ من کل طائفہ و جماعۃ یہ خطوط ہر طابقہ اور جماعت کی طرف سے آئے تھے۔

کوفہ کے خطوط کا مضمون یابن رسول اللہ ! ہم بنی امیہ کے ظلم و ستم سے عاجز ہو گئے ہیں ۔اور یزید کی بدکاریوں اور خلاف شرع اعمال سے بیزار ہیں۔ہمارا کوئی امام نہیں ہے۔آپ یہاں تشریف لائیں۔اور ہماری امامت قبول فرمائیں۔اگر آپ تشریف نہ لائیں گے۔تو ہم پیش خدا ا گریباں گیر ہوں گے۔کہ ہم نے امام کو دین کی حفاظت کی نظر سے بلایا اور آپ نہیں آئے۔جب اس مضمون کے خط پہنچے تو آپ پر کوفہ جانا واجب ہو گیا۔کیونکہ انہوں نے حجت قائم کر دی اور تاریخ اسلام ص ۳۰) علامہ ابواسحق اسفرائنی لکھتے ہیں۔کہ ایک دن جناب امام حسین علیہ السلام اپنے دولت کدہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔کہ کوفہ سے ایک آنے والے نے دروازہ کھٹکھٹایا۔آپ نے پوچھا کون ہے؟ جواب ملا کوفہ ایلچی آپ نے اذن صنوری دیا وہ اندر آیا اور ایک خط پیش خدمت کیا۔آپ نے ملاخط فرمایا اس میں لکھا تھا: اے حسینؑ! اے رسول اللہؐ کے نواسے آپ کو معلوم ہو گا کہ یزید بن معاویہ نے ظلم اور جور سے بے گناہوں کو قتل کرنا اور لوگوں کے اموال کو لوٹنا شروع کرر کھا ہے۔ سرکشی اور تمرد کو اختیار



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



کئے ہوئے ہے۔ ہر طرف اس کا ظلم پھیل گیا ہے۔ بری باتوں کا حکم کرتا اور اچھی باتوں سے روکتا ہے۔ شراب پیتا ہے۔ خدا سے نہیں ڈرتا ہے۔ تمام شہروں میں برائیوں کو پھیلاتا ہے۔ ظلم و جور خدا کے بندوں پر کرتا ہے۔ عدل نہیں کرتا۔ ارسلنا الیک یا اباعبداللہ سابقاً نحوا ئف کتابنطبک ان تحضرنی عندنا۔ الخ اے ابو عبداللہ ! ہم اس سے پہلے آپ کی خدمت میں ایک ہزار کے قریب خطوط ارسال کر چکے ہیں۔ ہم آپ تشریف آوری کے لیے عرض کرتے ہیں۔ کہ آپ ہمارے پاس آجائیں۔ ہم آپ کے جدامجد کا واسطہ دے کر کہتے ہیں کہ آپ تشریف لائیں دیکھئے اب بھی اگر آپ نہ آئے تو ''بین یدی اللہ خاصمناک و نقول یا ربنا ظلمنا ما جوابک الذی یقولہ اللہ و اتتخلص بہ من حقوق اللہ'' ہم خدا کے سامنے آپ کا گریبان پکڑیں گے۔ اور کہیں گے۔ کہ اے خدا امام حسینؑ نے ہم پر ظلم کیا اور ہم پر ظلم کرنے پر راضی رہے۔ اس وقت آپ خدا کو کیا جواب دیں گے۔ اور کیوں کر چھٹکارا حاصل کریں گے۔ فلما قرا الحسین المکتوب اتشعر جلدہ خوفاً من اللہ) امام حسینؑ نے جس وقت اس مضمون کا خط پڑھا خوف خدا سے کانپ اٹھے۔ (نور العین فی مشہد الحسین) غرضکہ امام حسینؑ نے اپنی شرعی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے بہت سوچنے سمجھنے کے بعد کوفہ جانا طے کر لیا اور ایک خط لکھ کر حضرت مسلم بن عقیل کے سپرد کیا اور فرمایا۔ بھائی کوفہ جاؤ اور یہ خط دے کر وہاں کے حالات سے مجھے باخبر کرو۔ حضرت مسلم بن عقیل حکم مولا پاتے ہی فوراً روانہ ہو گئے۔ پہلے مدینہ تشریف لائے اور سرور کائنات کے روضہ مبارک سے رخصت ہو کر کوفہ کو چلے گئے (روضۃ الشہداء ص ۲۶۱)



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



# مکہ معظمہ میں امام حسینؑ کے قتل کی سازش

جناب مسلم بن عقیل کو کوفہ روانہ کرنے کے بعد ہی حج کا زمانہ آگیا۔ حضرت امام حسینؑ نے احرام باندھا اور مشغول حج ہوئے ناگاہ آپ کو اطلاع مل گئی کہ تیس دشمن حاجیوں کے لباس میں میرے قتل کے لیے آگئے ہیں۔ تو آپ نے حج کو عمرہ سے بدل کر اور مکہ معظمہ کو جلد سے جلد چھوڑ دینا ضروری سمجھا۔ لسان الملک سپہر کاشانی لکھتے ہیں۔ یزید ابن معاویہ نے بنی امیہ کے تیس شیطانوں کے حج کے بہانہ سے مکہ بھیجا اور حکم دیا کہ وہاں پہنچ کر امام حسینؑ کو گرفتار کرلیں اور اگر گرفتار نہ کر سکیں تو پھر قتل کر ڈالیں۔ ناسخ التواریخ جلد ٦ ص ٢١٠ )کتاب خلاصۃ المصائب مطبوعہ ١٢٩٣ھ کے ص ٥٠ پر ہے۔ یزید نے ایک بڑے لشکر کے ساتھ عمر بن سعد کو حج کے بہانے سے بھیجا اور اسے سمجھایا کہ امام حسینؑ کو مناسب طریقہ سے گرفتار کرلے اور یہ بھی کہہ دیا۔ کہ اگر گرفتار نہ کرسکے تو دھوکے سے قتل کر دے پھر اس کے بعد تیس شخصوں کو بنی امیہ کے شیطانوں میں سے بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ جس صورت سے ہوسکے۔ امام حسینؑ کو قتل کر دیں۔ یہ حالات دیکھ کر امام حسینؑ نے طواف و سعی سے فراغت کر کے احرام کھول دیا۔ اور حج کو عمرہ منفردہ سے بدل دیا۔ الخ (دمعہ ساکبہ ص ٣١٥ بحوالہ منتخب طریحی مہیج الاحزان ص ۴۵) عبادت مذکورہ سے پتہ چلتا ہے کہ یزید نے کثیر آدمی حضرت امام حسینؑ کی گرفت یا قتل کے لیے بھیجے تھے۔ عبدالحمید خان ایڈیٹر رسالہ مولوی دہلی لکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک شازش یہ بھی کی کہ ایام حج میں تین سو شامیوں کو بھیج دیا کہ وہ گروہ حجاج میں شامل ہو جائیں اور جہاں جس حال میں بھی حضرت امام حسینؑ کو پائیں قتل کر ڈالیں (شہید اعظم ص ٧١) امام حسینؑ نے طواف اور سعی کے بعد احرام



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



کھول کر حج کو عمرہ منفردہ سے بدل کر مکہ سے عراق کو روانہ ہو جانا اس لیے ضروری سمجھا کہ ان کے حملہ کے خوف اور مکہ میں قتل وغارت کے ڈر سے یہ ممکن ہی نہ تھا کہ وہ حج کو اتمام تک پہنچاتے۔اس لیے کہ یزید نے بنی امیہ کے تیس بدمعاشوں کو حاجیوں کے ساتھ مکہ بھیج دیا تھا اور ان کے لیے یہ حکم تھا۔کہ جس صورت سے ہو سکے۔امام حسین علیہ السلام کو قتل کریں۔(ینابیع المودۃ ص ۷ ۲۳ طبع مصر)

## امام حسینؑ کی مکہ سے روانگی

آپ مدینہ منورہ سے نکل چکے ہیں۔اور مکہ معظمہ بھی یزیدی احکام کی بنا پر اپنی قتل و بربادی اور حرمت کعبہ کا کامل یقین کر چکے ہیں۔اب آپ کو حرمت کعبہ اور "لاتلقو باید یکم الی التھد کتہ" اپنے کو جان بوجھ کر ہلاکت میں نہ ڈالو" کے لحاظ سے مکہ معظمہ چھوڑ کر کسی طرف چلا جانا ضروری ہے۔اب حسینؑ جائیں تو کدھر جائیں۔اور جان بچائیں تو کیوں کر بچائیں ۔پناہ لیں تو کہاں لیں۔نہ کسی نے آپ کی خبر گیری کی۔اور نہ کوئی دعوت نامہ بھیجا۔اب آپ کے سامنے ایک کوفہ کا راستہ تھا۔جس کی طرف رہروی پر آپ شرعاً مجبور تھے۔اور اصولاً بھی بارہ ہزار دعوت نامے اور ان میں لکھا ہوا ہوتا کہ اگر آپ نہ آئے تو ہم قیامت میں گریبان گیر ہوں گے۔اور ہماری ہدایت کیجئے۔امام حسینؑ کو مجبور کرتا تھا کہ آپ کوفہ کی طرف ہی چل پڑیں۔چنانچہ آپ نے پوری نیک نیتی اور ثواب و تقویٰ کی امید میں عزم بالجزم کر لیا(انسانیت موت کے دروازے پر)مؤلفہ ابوالکلام آزاد ص ۴۵)آپ کے مصمم ارادہ کی اطلاع باشندگان مکہ میں گونج اٹھی اور لوگ آپ کی خدمت میں اس ارادے سے آنے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



لگے۔کہ آپ سمجھا بجھا کر ارادہ دسفر عراق سے روکیں۔امام حسین علیہ السلام نے ان حضرات کو مناسب جواب دیا۔جن کا خلاصہ یہ ہے کہ بنی امیہ میرے قتل کے درپے ہیں ۔میں کہیں جاؤں کہیں بھی رہوں۔بنی امیہ مجھے ضرور قتل کریں گے۔میں نہیں چاہتا کہ میرے قتل ہونے سے حرمت کعبہ برباد ہو۔(ینابیع المودۃ ص ۲۳۷)میں اگرچیونٹی کے بل میں بھی گھس جاؤں تو۔بھی پناؤں نہ پاؤں گا۔"ایم اللہ لو کنت فی حجر ھامۃ من ھذا الھوم لاستخرجونی حتیٰ یقضوابی حاجتھم"خدا کی قسم اگران زمین میں بسنے والوں میں کسی کے بھٹ یابل یاسوراخ میں روپوش ہو جاؤں۔تب بھی جان نہ بچے گی۔یہ دشمن مجھے وہاں بھی ڈھونڈ نکالیں گے۔اور اپنا دل ٹھنڈا کریں گے۔خدا کی قسم میں کعبہ میں قتل سے کعبہ کے باہر چاہے ایک ہی بالشت کی دوری کیوں نہ ہو۔اسے خاص کعبہ میں قتل سے بہتر جانتا ہوں اور کعبہ سے جتنی دوری پر قتل ہوں وہی میرے لیے۔بہتر ہے۔(تاریخ کامل طبع مصر جلد ۴ ص ۱)واللہ لا یدعونی حتی یستخرجوا ھذہ العلقۃ من جوفی الخ۔خدا کی قسم جب تک یہ لوگ میری جان نہ لیں گے۔دم نہ لیں گے۔(تاریخ کامل جلد ۴ ص ۲۰)حضرت محمد بن حنیفہ کو چونکہ امام حسین علیہ السلام کا زیادہ درد تھا۔لہٰذا وہ بار بار دوڑ کر آتے اور آپ سے التجا کرتے کہ سفر عراق ملتوی کر دیجئے۔امام حسین علیہ السلام فرماتے"یا اخی انی اخشی ان یقتلنی جنود بنی امیہ فی مکۃ فاکون کاالذین تستباح دمہ فی حرم اللہ۔اے بھائی میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ کہیں بنی امیہ کے درندے مجھے خانہ کعبہ میں نہ پھاڑ کھائیں۔اور میں ہی وہ دنبہ قرار پاؤں جس سے حرمت کعبہ خراب ہونے کی خبر نانا دے گئے ہیں۔(ینابیع المودۃ ص ۲۳۷ صواعق محرقہ ص ۱۱۷ )امام حسینؑ کے جواب کے بعد بھی محمد بن حنیفہ بن کمال خلوص کی وجہ سے برابر اصرار کرتے رہے بروایتے حضرت امام نے فرمایا اچھا میں غور کروں گا۔(دمعہ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



سابقہ ص ۳۱۶)علامہ ابوالحسن علی بن اسمعیل لکھتے ہیں کہ امام حسینؑ کو سمجھانے میں ابن عباسؓ نے بھی مبالغہ سے کام لیا تھااور سمجھانے کے تمام پہلو اختیار کئے تھے۔آپ نے یہ بھی کہا تھا کہ ابن زبیر ! آپ کے چلے جانے سے دلیر ہو جائے گا۔اور اس کی قدر منزلت بڑھ جائے گی۔(کتاب المخصص طبع مصر ص ۱۳۱۶)دو ایک راتیں گزریں۔یہاں تک کہ ۸ ذی الحجہ ۶۰ھ یعنی کوچ کی رات آگئی۔آپ نے اصحاب کو جمع کیااور ایک زبردست خطبہ دیا۔جو حمد خدا و نعت رسولؐ اور آئندہ آنے والے واقعات پر مشتمل تھا۔جس میں خصوصیت کے ساتھ یہ کہا گیا تھا۔جو شخص راہ خدا میں جان قربان کرنا چاہیے۔موت کا مشتاق اور نفائے الٰہی کا شائق ہو۔وہ میرے ساتھ چلے میں انشاء اللہ صبح یہاں سے کوچ کروں گا۔ازاں بعد حضرت عباس علیہ السلام کو حکم دیا کہ سامان سفر درست کرو اور اسباب سفر فراہم کرلو۔رات کافور ہوگئی نور کا تڑکا ہوا۔حکم امام علیہ السلام سے سواریاں گنی جانے لگیں۔ناگاہ امام حسینؑ کے خیر خواہ عبداللہ ابن جعفر اور محمد بن حنفیہ وغیرہ کو خبر ہوئی۔دوڑے ہوئے آئے اور عرض کی مولا !نہ جایئے عراقی بے وفا ہیں۔آپ نے عبداللہ کے جواب میں فرمایا۔"انی رایت رویارایت فیھا رسول اللہ وامرت فیھا بامر انا ماض لہ" میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے انہوں نے مجھے ایک امر حکم دیا ہے۔اور میں اسے کئے بغیر نہ رہوں گا۔(تاریخ طبری ص ۲۸۰ با تاریخ کامل جلد ۴ ص ۲۱) محمد حنفیہ آگے بڑھے اور عرض کی۔بھائی ! کوفہ کی طرف نہ جایئے۔یہ لوگ اہل غرور مکر ہیں۔بہتر یہ ہے کہ یہیں قیام کیجئے امام حسین نے فرمایا:اے بھائی مجھے یہ خوف واندیشہ ہے کہ یہ ظلم بنی امیہ مجھے مکہ ہی میں نہ قتل کرڈالیں۔اور میرا خون بہنے سے مکہ معظمہ کی حرمت سے برباد ہو جائے۔محمد بن حنفیہ نے کہا تو بہتر یہ ہے کہ آپ یمن تشریف لے جائیں۔حسین علیہ السلام نے فرمایا!



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



بھائی! اگر میں کسی پتھر کے سوراخ میں بھی سما جاؤں تب بھی یہ ظالم مجھے نکال لیں گے۔(ناموس اسلام ص ۱۱۳ )پھر محمد بن حنفیہ نے غور وخوص کا حوالہ دیتے ہوئے مہار تھام کر عرض کی۔بھائی اتنی جلدی کی کیاوجہ ہے۔آپ نے فرمایاتھاکہ غور کروں گا۔حضرت امام حسینؑ نے فرمایابس تمہارے جانے کے بعد رات کوخواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ نانا رسول اللہؐ تشریف لائے ہیں۔مجھے سینہ سے لگاتے ہیں۔آنکھوں کو چومتے ہیں۔اور فرماتے ہیں۔"اے میرے قرۃ العین میرے نور نظر بس جلدی کرو۔عراق کی طرف روانہ ہو جاؤں۔محمد بن حنفیہ یہ سن کر روپڑے اور عرض کی کہ بھائی اگریہی بات ہے کہ آپ ضرور شہید الٰہی ہونا ہے توان اہل بیت اطہاران بیبیوں کو کیوں ساتھ لیے جارہے ہیں۔فرمایا،ان کے بھی ہمراہ لے جانے کا حکم ہے۔(ناموس اسلام بحوالہ مقتل ابی مخنف)ڈاکٹر میسور مائیں جرمنی فلاسفر اپنے رسالہ" سیاست اسلامیہ و فلسفہ شہادت حسین" میں لکھتا ہے۔حسینؑ اپنے دوستوں سے جو انہیں سفر عراق سے روکتے تھے۔صاف طورپر کہہ دیتے تھے کہ میں تو مقتول ہونے کے لیے جارہاہوں چونکہ ان مانع لوگوں کے خیالات محدود تھے۔اور حسینؑ کے مقاصد عدلیہ سے وہ باخبر نہ تھے،اس لیے وہ سفر سے ممانعت میں اصرار کرتے تھے۔جس کاآخری جواب حسینؑ کی طرف سے یہ تھا کہ خدا کی مشیت یہی ہے اور میرے نانا نے مجھے یہی حکم فرمایاہے۔اور جب یہ اصرار کرتے تھے کہ آپ مقتول ہونے کی غرض سے جاتے ہیں تو عورتوں اور بچوں کو ہمراہ نہ لیں جائیں توآپ ان کو یہی جواب دیتے کہ خدا کی مشیت یہی ہے۔"میرے عیال اسیر ہوں" حسینؑ کے یہ کلمات اس وقت جو روحانی ریاست کی حیثیت سے تھے۔لاجواب تھے۔لاجواب تھے۔یعنی کسی کو مجال دم زدن نہ تھی۔غرضیکہ امام حسین علیہ السلام حرمت کعبہ کو بچانے اور تبلیغ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



حجت تمام کرنے کے لیے یوم ترویہ ۸ ذی الحجہ ۶۰ ھ کو مکہ معظمہ سے باارادہ کوفہ روانہ ہوگئے (ناسخ التواریخ تاریخ کامل جلد ۴ صفحہ ۲۰)

# کوفہ

کوفہ اور بصرہ یہ دونوں شہر عہد خلافت ثانیہ ۱۷ھ میں ملکی ضروریات اور حفاظت سرحدات کے خیال سے فوجی مقام اور چھاؤنی کی حیثیت سے آباد کئے گئے تھے۔ خلیفہ دوم کے حکم سے بصرہ کو عتبہ بن ولید اموی نے بسایا تھا اور وہی وہاں کا کنٹونمنٹ مجسٹریٹ وحاکم مقرر ہوا اور کوفہ کو سعد بن ابی وقاص نے آباد کیا اور وہی وہاں کا گورنر مقررہ ہوا کوفہ پر مشتری مستولی ہے اور اس کا عرض البلد ۳۳ درجہ اور طول البلد ساڑھے بیالیس درجہ ہے۔ اور اس کی آبادی بقولے کربلائے معلی سے ۳۳ میل کے فاصلہ پر ہے۔ کوفہ کی ساری آبادی دشمنان اہلبیت اور ہواخواہان بنی امیہ کے ماتحت گزری۔ یہی وجہ ہے کہ کوفہ کی آبادی ہمیشہ خاندان رسالت کے خون پینے والوں سے چھلکتی رہی اور اسی لیے ۶۰ھ میں امام حسین علیہ السلام کو دعوت تبلیغ دے کر کوفہ میں بلانے اور وہیں قتل کردینے کا خفیہ اور سازشی پروگرام بنایا گیا تھا۔ جس میں ان معدودے اشخاص کو بھی فریب سے شامل کرنے کی کوشش کی گئی تھی جو امام حسینؑ کے دوستداران میں سے تھے۔ مگر ان پر جب ان خونخواروں کی دھوکہ دہی کا حال حضرت مسلم بن عقیل کی شہادت سے بے نقاب ہوگیا تو یہ لوگ کربلا کی جانب دوڑے۔ امام حسین علیہ السلام کے قدموں پر نثار ہوکر سعادت ابدی حاصل کرلی۔ جیسے سعید اور زہیر جو نہ جاسکے وہ کوفہ میں ہی قتل ہوگئے جیسے ہانی بن عروہ وغیرہ اب ہم ذیل میں



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



اپنے محترم دوست جناب مولانا سید سبط الحسنؒ صاحب ہنسوی کی وہ عبارت من و عن نقل کرتے ہیں۔ جو انہوں نے اپنی کتاب " اظہار حقیقت" کے ص ۵۴ سے ص ۵۸ تک تحریر فرمائی ہے۔ وہ لکھتے ہیں: یہ تو ایک تاریخی حقیقت ہے۔ جس سے کسی طرح بھی انکار نہیں جاسکتا کہ عہد خلافت امیر المومنین میں بنی ہاشم و خاندان رسالت کو ایسا اقتدار حاصل ہو گیا تھا۔ جس کی وجہ سے شیعی اثرات عراق میں کسی حد تک موجود تھے۔ جن کے مٹانے کے لیے معاویہ نے بڑی کوششیں کیں۔ بسر بن ارطاۃ بن سمیہ ایسے ظالموں کو عراق پر مسلط کر دیا گیا۔ ان لوگوں نے چن چن کر شیعیان علیؑ کو قتل کر ڈالا۔ خاص شہر کوفہ کی یہ حالت تھی کہ وہاں سوائے دو جانوں کے تمام شیعیوں کو قتل کر دیا گیا۔ تھا جیسا کہ عبداللہ بن زیاد نے تفاخر و احسان کے جذبہ میں ہانی بن عروہ شیعی سے یہ کہا تھا کہ:-" اے ہانی! کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا باپ زیاد' جب یہاں حاکم ہو کر آیا تھا کہ تو اس نے یہاں ایک شیعہ بھی زندہ نہیں چھوڑا تھا۔ سوائے تمہارے باپ (عروہ) اور حجر کے۔ (تاریخ طبری ص ۲۴۵ طبع لندن) اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کوفہ میں بزمانہ معاویہ شیعوں پر جو تباہی آئی ،اس کے بعد یہاں صرف دو شیعہ رہ گئے تھے۔ معاویہ اور اس کا شیر عمرو بن عاص جو دہات عرب کے مشہور افراد ہیں۔ ان کی نگاہیں کوفہ کی اہم چھاؤنی پر بھی تھیں صلح امام حسن علیہ السلام کے بعد اس چھاؤنی پر پورا پورا قبضہ کیا گیا تھا۔ دمشق کی مرکزی چھاؤنی کو مضبوط بنانے کی اب ضرورت نہ تھی۔ بلکہ ملک شام کی پوری طاقت کو کوفہ میں تبدیل کر دینا ہی اصل سیاست تھی۔ چنانچہ سرزمین شام کی فوج کا ہیڈ کوارٹر بھی اب کوفہ ہی ہو گیا تھا۔ اسی بنا پر حدود ممالک اسلامیہ میں جہاں کہیں بھی بغاوت رونما ہوتی تھی۔ اس کو فرو کرنے کے لیے کوفہ ہی فوج روانہ کی جاتی تھی۔ چنانچہ عمر سعد خود بھی واقعہ ہائلہ کربلا سے پہلے چار ہزار کی فوج



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



لے کر قبیلہ ویلم کی بغاوت کو فرو کرنے کے لیے ملک عجم جانے ہی والا تھا کہ مقام ''حمام اعین'' سے واپس بلا کر قتل حسینؑ کے لیے مامور کیا گیا۔ کربلا میں عمرو بن سعد جس فوج شامی کا سردار تھا۔ دراصل اس میں خاص باشندگان کوفہ کی تعداد بہت کم تھی اور جو تھے بھی وہ شامی فوج سے نکل کر امام حسین علیہ السلام کی طرف آگئے گئے۔ چنانچہ منتخب تاریخ الاسلام ذہبی میں ہے۔ (ترجمہ) ذہبی کہتے ہیں کہ عمرو بن سعد کی فوج میں تیس آدمی خاص کوفہ کے بھی تھے۔ ان لوگوں نے عمر بن سعد سے کہا۔ فرزند دختر رسول تین باتیں پیش فرمارہے ہیں۔ اور ہم ان میں سے کسی کو بھی قبول نہیں کرتے۔ یہ کہہ کر لوگ امام حسینؑ کی طرف چلے آئے۔ اور حضرت کی محبت میں جنگ کی وہ اصل کوفہ (باشندگان کوفہ خاص) کی فوج نہ تھی۔ اور اس فوج میں سوائے ان تیس آدمیوں کے جو آخر کار امام حسینؑ کے ساتھی تھے۔ کوئی بھی خالص کوفی نہ تھا اور اس سے ہمارے گزشتہ قول کی تائید ہوتی ہے کہ یہ لوگ شیعان خالص میں سے نہ تھے۔ جنہوں نے حضرت کو خط لکھے تھے۔ (منتخب تاریخ اسلام قلمی ص ۳۷۲ کتب خانہ ناصری ناظم ادارہ معلوم نہیں ''کوفی لوگوں'' سے کیا مراد لیتے ہیں۔ کوفی کوئی قوم نسل یا ملت نہیں ہے۔ جس کے لیے کوفی و شامی کی لایعنی بحث جاری ہے ۔ سنئے سرزمین عراق میں کوفہ ایک نوآبادی تھی۔ جہاں مختلف قبائل و سرزمین کے لوگ آکر آباد ہو گئے تھے۔ یہ سب لوگ اس عہد کی اسلامی فوج کے سپاہی جن کا کام جنگ و جدل کرنا تھا۔ حکومت سے گھر بیٹھے تنخواہ پاتے تھے۔ اور ضرورت کے وقت حکومت کی مدد کیا کرتے تھے۔ ان کا مذہب حکومت کا مذہب تھا۔ صحیح معنوں میں یہ لوگ دینی و دنیوی معاملات میں حکومت کی پیروی کرنے والے تھے۔ بلاخط ہو کوفہ متعلق شبلی کیا کہتے ہیں ۔ غرض ۱۷



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ہے۔چالیس ہزار آدمیوں کی آبادی کے قابل مکانات بنائے گئے ہیاج بن مالک کے زیر اہتمام عرب کے جدا جدا قبیلے جدا جدا محلوں میں آباد ہوئے۔شہر کی وضع اور ساخت کے لیے خود حضرت عمر کا حکم آیا تھا کہ شارع عام چالیس ہاتھ اور اس سے گھٹ کر تیس تیس ہاتھ چوڑی رکھی جائیں اور گلیاں سات سات ہاتھ چوری ہوں، جامع مسجد کی عمارت جو ایک مربع بلند چبوترہ دے کر بنائی گئی تھی۔اس میں چالیس ہزار آدمی آسکتے تھے۔اس کے ہر چہار طرف دور دور تک جگہ کھلی چھوڑدی گئی تھی۔(الفاروق حصہ دوم ص ۶۹ مطبوعہ قومی پریس)آگے چل کر پھر لکھتے ہیں۔جو قبیلے آباد کئے گئے ان میں یمن کے بارہ ہزار اور ترار کے آٹھ ہزار آدمی تھے۔اور قبائل جو آباد کئے گئے تھے۔ان کے نام حسب ذیل ہیں۔ سلیم ثقیف، ہمدان بحیلہ ۔یتیم۔آلات۔تغلب۔بنو اسد نخع وکندہ ازد مزینہ تمیم و محارب واسد و عامر بجالہ جدیلہ داخلاط جھینسیہ۔ندج۔ہوازن وغیرہ وغیرہ (الفاروق حصہ دوم ص ۷۰)یہی نہیں بلکہ اس کی آبادی بڑھتی رہی لکھتے ہیں۔زمانہ مابعد میں اس کی آبادی برابر ترقی کرتی رہی۔لیکن یہ خصوصیت قائم رہی کہ آباد ہونے والے عموماً عرب کی نسل ہوتے تھے۔(ص ۷۰) فوجی حالات کے ضمن میں آگے چل کر لکھتے ہیں۔فوجوں کے لیے بیرکیں تھیں۔کوفہ بصرہ قسطاط یہ تینوں شہر تو دراصل فوج کے قیام اور بود و باش کے لیے ہی آباد کئے گئے تھے۔ہر جگہ بڑے بڑے اصطبل خانے تھے۔جن میں چار چار ہزار گھوڑے ہر وقت معہ ساز وسامان تیار رہتے تھے۔یہ صرف اس غرض سے مہیار کھے جاتے تھے۔کہ دفعتہ ضرورت پیش آجائے تو ۳۲ ہزار سواروں کا رسالہ فوراً تیار ہو جائے۔۱۷ھ میں جزیرہ والوں نے دفعتہ بغاوت کی تو یہی تدبیر کلید ظفر ٹھہری (الفاروق حصہ دوم ص ۸۰ )اس عبارت کے حوالہ میں شبلی لکھتے ہیں: تاریخ طبری ص ۲۵۴ میں ہے۔کان العحر ادیعۃ الاف قوس عدۃ نکون ان کان یشتیعاً فی



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



قبلۃ قصر الکوفۃ و بالبصرۃ نحو منھا۔ طبری کے حوالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بصرہ کی بھی یہی حالت تھی کہ وہاں بھی ہر وقت ایسی فوج تیار رہتی تھی۔ پھر لکھتے ہیں۔ چنانچہ خاص کوفہ میں چالیس ہزار آدمی موجود رہتے تھے۔(الفاروق حصہ دوم ص ۸۳) یہاں بھی طبری کا حوالہ دیا ہے۔(طبری ص ۱۸۰۵) وکان یالکوفۃ اذذاک اربعون الف

مقاتل پھر تحریر فرماتے ہیں۔ کوفہ بصرہ موصل قسطاہ اور حیرۃ وغیرہ میں جس قدر عرب آباد ہوگئے تھے۔ سب کے رجسٹر مرتب ہوئے اس بے شمار گروہ کی اعلیٰ قدر مراتب تنخواہیں مرتب کی گئیں۔ اگرچہ ان سب

کا شمار تاریخوں سے معلوم نہیں ہوتا ہے۔ تاہم قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ کم سے کم آٹھ دس لاکھ آدمی ہتھیار بند تھے۔ ابن سعد کی روایت ہے کہ ہر سال تیس ہزار فوج فتوحات پر بھیجی جاتی تھی کوفہ کی نسبت علامہ طبری نے تصریح کی ہے کہ وہاں ایک لاکھ آدمی لڑنیکے قابل بسائے گئے۔ جن میں چالیس ہزار باقاعدہ فوج تھی۔ حاشیہ پر شبلی لکھتے ہیں۔ کنزالعمال جلد ۶ ص ۳۳۱، امام مالک نے موطاء میں ۳۰ ہزار کے بجائے چالیس ہزار کی فوج بیان کی ہے ۔(الفاروق جلد ۲ ص ۸۴) آخر میں شبلی فرماتے ہیں :۔ یہی نظام تھا جس کی بدولت ایک مدت تک تمام دنیا پر عرب کا رعب داب قائم رہا۔ اور فتوحات کا سیلاب برابر بڑھتا گیا ۔ جس قدر اس نظام میں کمی ہوتی گئی عرب کی طاقت میں ضعف آتا گیا۔ سب سے پہلے معاویہ نے اس میں تبدیلی کی۔ یعنی شیر خوار بچوں کی تنخواہ بند کر دی عبدالمالک بن مروان نے اور بھی گھٹا دیا۔(جلد ۲ ص ۸۵) شبلی کے متذکرہ بالا تاریخی بیانات سے معلوم کیا جا سکتا ہے کہ کوفہ کی حیثیت کیا تھی۔ اور وہاں کون لوگ آباد تھے اور اس عظیم الشان فوجی چھاؤنی میں کس قسم کی فوج رہا کرتی تھی۔ اس لیے قاتلان حسینؑ کی فوج میں یہ تلاش کرنا کہ کتنے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



شامی یا عراقی و حجازی وغیرہ تھے بے سود ہے دراصل یہ فوج عہد عمر کی تربیت یافتہ تھی جس سے امیر المومنین جناب علی بن ابیطالب نالاں رہے اور یہ فرماتے رہے کہ تم نے میرے دل میں ناسور ڈال دیا ہے (نہج البلاغہ) جس نے امام حسن علیہ السلام کے ساتھ دغا کی اور امیر معاویہ کی معین ہوئی فوجی اعتبار سے جب سے بڑا مرکز یہی کوفہ تھا تو سرزمین شام کی فوجیں یہیں موجود ہی ہوں گی جس سے حسینؑ مظلوم کو مقابلہ کرنا پڑا۔اس صورت میں دمشق کی متعینہ فوج کی نقل و حرکت کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔اس لیے دمشق میں فوجی بھرتی نہیں ہوئی۔اور نہ وہاں سے کوئی تازہ دم فوج ہی آئی لیکن یہ کہنا کہ کوفہ کی اتنی بڑی چھاؤنی میں شامی سپاہی نہ تھے بچوں کی سی باتیں ہیں جن کو کوئی ہوش مند تسلیم نہیں کر سکتا تاریخیں موجود ہیں ان میں ملاحظہ کیجئے کہ جب دارالخلافہ دمشق میں فوج کی ضرورت ہوئی ہے تو کوفہ ہی سے شامی فوجیں بھیجی گئیں (اظہا حقیقت صفحہ ۵۴ تا ۵۸ طبع لکھنؤ ۱۳۶۴ھ

۔ناظرین کرام ! ابوالکلام آزاد اپنی کتاب انسانیت کے دروازے پر) صفحہ ۳۹ پر لکھتا ہے کہ کوفہ میں اہل بیت کرام کے طرفدان کی تعداد زیادہ تھی پھر اسی کے ساتھ ساتھ ص ۴۲ پر ابن عباس اور امام حسینؑ کی گفتگو کے سلسلہ میں رقمطراز ہے کہ اگر آپ حجاز سے جانا ہی چاہتے ہیں تو یمن چلے جایئے وہاں قلعے اور دشوار گذار پہاڑیاں ہیں۔ملک کشادہ ہے آبادی عموماً آپ کے والد کی خیر خواہ ہے الخ۔۔اس سے واضح ہے کہ اگر کوفہ میں اہلبیت کے طرفدار زیادہ ہوتے تو پھر کوفہ جانے سے منع کرتے ہوئے ابن عباس یمن جانے کا مشورہ نہ دیتے۔تاریخ پکار رہی ہے کہ کوفہ کی اکثریت ہمیشہ خاندان رسالت کی دشمن رہی بانی کوفہ سعد بن ابی وقاص نے حضرت علیؑ کی خلافت ظاہری کے موقع پر بھی آپ کی بیعت نہیں کی جس پر حضرت علیؑ نے فرمایا کہ اسے جانے دو یہ حاسد ہے ابن قتیبہ ابن جریر۔اسد الغابہ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



۔پھر جب اسی بانی کوفہ کے بیٹے عمر بن سعد کا دور آیا تو اس نے حکومت رے کے وعدہ پر حضرت امام حسینؑ کے قتل کا بیڑہ اٹھایا۔اور ناب یزید ابن زیاد ملعون کا سپہ سالار بن کر حضرت امام حسینؑ سے لڑنے گیا۔اس میں کوئی شک نہیں کہ آباد ہونے کے وقت سے امام حسینؑ کے وقت تک تقریباً چالیس سال برابر کوفہ والوں نے ایسی آب وہوا میں نشوونما پائی جو ہمیشہ سے آل محمدؐ کے لیے سخت مخالف اور ان کے خون کی پیاسی رہی اس عرصہ میں خلافت ظاہریہ کے زمانہ میں زیادہ سے زیادہ چار ساڑھے چار سال علیؑ کا تعلق کوفہ سے ضرور رہا۔لیکن ظاہر ہے کہ علیؑ کی چار سالہ حکومت اتنے لمبے تیس پنتیس سال کے عرصے کو کیسے زائل کر سکتی تھی۔اور اس چار سالہ زمانہ خلافت میں بھی علیؑ کے ساتھ جیسا کچھ محبت و اخلاص اطاعت و فرمانبرداری اور عقیدت مندی کا سلوک کوفہ والوں نے کیا ہے وہ جنگ صفین اور تقرر حکمین وغیرہ جیسے واقعات و حالات پر نظر ڈالنے سے بخوبی روشن ہو جاتا ہے کیونکہ معاویہ اور عمرو بن العاص کی سازشوں اور چالبازیوں کے جال میں پھنس کر سونے چاندی کی جھلک سے آچکا چوندھ ہو کر یہ ایک دم عین جنگ کی حالت ہی میں ہتھیار ڈال دیتے تھے اور خود علی کی مخالفت اور ان کے قتل پر آمادہ ہو جاتے تھے جو یقیناً معاویہ کی سازش اور پروپگنڈہ کا نتیجہ تھا در اصل یہ لوگ نہ کبھی اسلام کے سچے وفادار ہوئے اور نہ دین کے بارے میں وفا شعاری اختیار کہ یہی وجہ ہے کہ خاندان رسالت ہمیشہ ان کی بے وفائی کا ذکر کرتا رہا ۔ناظرین کرام! شرح نودی میں بموقعہ قراۃ، نماز ظہر و عصر و فضائل کوفہ کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ ''کوفہ ''شہر بسیت معرفت وآن شہر خانہ علم و محل فضلات حضرت عمر کوفہ ایک مشہور شہر ہے جو معدن علم اور فضلا کے رہنے کی جگہ ہے اور حضرت عمر کے زمانہ خلافت میں اس کی تاسیس ہوئی ہے پھر قاموس میں لکھا ہے کہ کوفہ عراق کا ایک بڑا شہر ہے اور قبہ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



اسلام ہے اور مسلمانوں کے ہجرت کی جگہ ہے اور زمانہ گذشتہ میں حضرت نوح علیہ السلام رہنے کی جگہ تھی۔ علامہ عجلی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ کوفہ ایک ہزار و پانصد صحابہ و در قرقیا شش صد صحابہ سکونت پذیر گشتہ بودند علامہ عجلی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ کوفہ میں ایک ہزار پانچ سو اور قرقیسیا میں چھ سو صحابی رسول رہتے تھے ملاحظہ ہو (سیف المقلدین علی اعناق المنکرین مصنفہ مولانا محمد عبدالجلیل یوسف زئی صفحہ ۷ طبع لکھنؤ ۱۳۱۸ھ) ان علماء کی تحریر سے صاف ظاہر ہے کہ کوفہ کی آبادی کن لوگوں سے بھری ہوئی تھی اہلبیت کرام کا کوفہ کی بیوفائی ظاہر کرنا اور اس کے باشندوں کی مذمت کرتے رہنا اور علمائے اہل سنت کا کوفہ کی تعریف اور اس کے فضائل بیان کرنا واضح کرتا ہے کہ کوفہ سے کن لوگوں کا تعلق تھا۔ اور کوفہ میں کون لوگ آباد تھے اور کن لوگوں کی اکثریت تھی۔ واقعہ یہ ہے کہ اول ابتدا ہی سے کوفہ میں شیعوں کی آبادی نہ تھی اور جو تھوڑی بہت تھی بھی تو وہ شہادت امام حسنؑ کے بعد ختم کردی گئی تھی۔ شہید ثالثؒ بحوالہ احتجاج طرسی لکھتے ہیں۔ چون زیاد بن امیہ ملعون اہل آن و یار رامی شناخت لاجرم معاویہ حکومت عراقین کوفہ وبصرہ را باو داد داد شیعہ بدست آورد ودر تحت ہر خنجر و مدر می کشت۔ بعضے را گردن می زد بعضے را دست و پا برید و پارہ را بر وار می کشید و قومے را چشمامی کند و قومے راز خانماں آوارہ ساخت الخ۔ چونکہ ابن زیاد بن ابیہ (ولدالزنا) کوفہ کے شیعوں کو پہچانتا تھا لہٰذا معاویہ نے اسی کو وہاں کا حاکم بنادیا اس نے شیعوں کو بالکل ختم کرنے کی ٹھان لی۔ چنانچہ ان کا قتل عام کیا۔ کسی کو حجر و مدد ست دبا کر مار ڈالا کسی کی گردن ماردی کسی کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر حبشہ کو لٹکادیا کسی کی آنکھیں نکلوادیں کسی کے گھر جلوادیئے غرضیکہ اس طرح ظلم کیا کہ بظاہر کوئی شیعہ باقی نہ رہا (مجالس المومنین ص ۳۵ طبع ایران۔ نصائح کافیہ ص ۷۰ مورخ طبری لکھتا ہے کہ زیاد بن امیہ کے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



قتل و غارت کے بعد صرف دو شیعہ باقی رہ گئے تھے۔ا، عروہ ۲ حجز ملاحظہ ہو۔تاریخ طبری ص ۲۴۵ طبع لندن واقعہ شہادت حضرت ہانی) الغرض ۶۱ ھ میں جو چند آنے گنے شیعہ کوفہ میں رہ گئے تھے وہ تین حال سے خالی نہ تھے یا مسلم بن عقیل کے ساتھ قتل ہو گئے جیسے حضرت ہانی بن عروہ(نورالعین) یا قید کر دیئے گئے حضرت مختار علیہ السلام(ریاض القدس ) یا امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر شہید ہو گئے جیسے حضرت سعید حضرت حبیب ابن مظاہر اور حضرت زہیر بن قین وغیرہ(ناسخ التواریخ وغیرہ)شیعیان کوفہ نے اپنی کمال وفاداری سے اس امر کو ثابت کر دیا کہ الکوفی لا یوفی کا مقبولہ صرف ان کے لیے ہے جن کا چھٹا خلیفہ یزید تھا۔اور جن کے مذہب کے رکن رکین عبداللہ ابن زیاد عمر بن سعد شمر ذی الجوشن حرملہ بن کامل اسدی حکیم ابن طفیل سنسی خولی بن یزید اصبحی وغیرہم تھے جنہوں نے امام حسینؑ اور ان کے رفقاء کو شہید کیا اور ان کے سر کاٹے ان کی لاشوں پر گھوڑے دوڑائے تین دن پانی بند رکھا ان کے خیمہ جلائے۔عورتوں کو اسیر کر کے بازاروں میں پھیرایا اور سال بھر قید میں رکھا۔چونکہ شیعوں نے پوری پوری وفاداری کی ہے اسی لیے امام حسینؑ نے بیوم عاشورا ان کی مدح کی عالم اہلسنت علامہ ابواسحٰق سقرائنی لکھتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام نے یوم عاشورا ایک دفعہ جنگ کی اور پلٹ کر خیمہ میں آئے تو آپ نے چھ شعر پڑھے۔جن میں سے آخری شعر یہ ہے۔

خدا کی قسم ہمارے شیعہ بڑے قابل قدر اور بہترین شیعہ ہیں اور بڑی عزت پائیں گے اور ہمارے دشمن قیامت کے دن گھاٹے میں رہیں گے۔(نورالعین مشہدالحسین ۵۴ طبع بمبئی ) غرضیکہ اس وقت جبکہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو دعوت کوفہ دی گئی۔کوفہ میں تین طبقے اور عقیدہ کے لوگ آباد تھے اول خالص معاویہ والے، جیسے عبداللہ بن مسلم خضرمی



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



عمارہ بن ولید بن عقبہ عمر بن سعد ابن ابی و قاص و غیر ہم۔دوسرے خالص علی والے جیسے مسلم بن عوسجہ۔حبیب ابن مظاہر ہانی بن عروہ اور تیسرے عام پبلک۔طبقہ اولیٰ کے لوگ کثیر تعداد میں تھے اور طبقہ ثانیہ کے لوگ آنے گنے چند حضرات تھے اور طبقہ ثالثہ والے بے شمار تھے۔یزید کی مرضی کے مطابق معاویہ والوں نے امام حسینؑ کو بلا کر قتل کردینے کا خفیہ پروگرام بنایا۔اور یہ سوچتے ہوئے کہ حسین اپنے طرفداروں کی خواہش طلب کے بغیر کوفہ نہیں آئیں گے علیؑ ملے اور ان سے کہا کہ یزید فاسق و فاجر ہے کیا اچھا ہوتا کہ امام حسینؑ یہاں آجاتے اور ہماری ہدایت کی ذمہ داری لیتے۔علی والوں نے اس پر فریب رائے کو پسند کیا۔اور اس کی گہرائی تک نہ پہنچے۔پھر ان لوگوں نے مشترکہ طور پر عام پبلک میں پروپیگنڈا شروع کیا اور تمام کوفہ پر فریب کا جال بچھا کر امام حسینؑ کی طلب شروع کردی اب کیا تھا۔خطوط جانے لگے اور چند ہی دونوں میں خطوط کی تعداد بارہ ہزار تک پہنچ گئی۔علامہ شاہ عبدالعزیز دہلوی مصف تحفہ اثنا عشری اپنی کتاب سرالشہادتین طبع لدھیانہ کے صفحہ ۷۲ پر لکھتے ہیں ۔کہ یہ خطوط۔من کل طائفہ و جماعۃ ہر طبقے اور ہر جماعت کی طرف سے آئے تھے۔۔۔الخ ان خطوں میں ایسی باتیں لکھی گئی تھیں کہ امام حسینؑ کو مجبوراً کوفہ کے ارادہ سے چل کھڑے ہونا پڑا۔چنانچہ آپ چھوٹے چھوٹے بچوں عورتوں اور مختصر سے ہوا۔خواہوں کو ہمراہ لئے ہوئے ۸ ذی الحجہ ۶۰ ھ یوم شنبہ کو مکہ سے روانہ ہو گئے (دمعہ ساکبہ) ابھی تھوڑی مسافت طے کی تھی کہ عمر بن سعید والی مکہ نے یزید کے تیس آدمیوں والی اسکیم ناکام ہوتے دیکھ کر اس کی کوشش شروع کردی کہ امام حسینؑ مکہ سے باہر نہ جانے پائیں مگر وہ اس کوشش میں بھی کامیاب نہ ہوا۔اور امام حسین علیہ السلام ایک آیت کی تلاوت کرتے ہوئے آگے بڑھتے گئے (ابن نما) یہاں تک کہ منزل تقفیم تک پہنچ گئے۔



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



## فرزوق سے ملاقات

اس نے عرض کی مولا! حج کو عمرے سے بدل کر آپ نے اتنی جلدی مکہ کیوں چھوڑ دیا۔ارشاد فرمایا۔لولم اعجل لاخذت اگر میں جلدی نہ کرتا تو قتل کر دیا جاتا۔(الدمع الھتون ترجمہ جلاء العیون ص ۴۴۴ و دمعہ ساکبہ ص ۳۱۶ و تاریخ طبری تذکرہ ابن جوزی)

## ابوہریرہ سے ملاقات

پھر آپ اور آگے بڑھے۔اور دوپہر کے وقت منزل ثعلبیہ پر پہنچے۔آپ کی آنکھ لگ گئی۔خواب میں ہاتف کو کہتے سنا۔"انتم تسرعون والمنایا تسرع بکم الی الجنۃ"آپ حضرات تیزی سے کوفہ کی جانب جارہے ہیں۔اور موت آپ کو جنت کی طرف کھینچ رہی ہے۔آپ نے بیدار ہو کر حضرت علی اکبرؑ سے خواب بیان فرمایا۔"یاابتہ السنا علی الحق" بابا! کیا ہم حق پر نہیں۔فرمایا بے شک ہم حق پر ہیں۔عرض کیا" لانبالی بالموت" پھر موت کی کیا پرواہ ہے۔(دمعہ ساکبہ ص ۳۱۲)اس کے بعد ابو ہریرہ ازدی ملا۔اس نے پوچھا آپ نے حرم خدا و روسولؐ کو چھوڑ کر اس زمانہ میں سفر کیوں اختیار کیا۔آپ نے ارشاد فرمایا۔بنی امیہ نے ہمارے حقوق غضب کئے۔ہم نے صبر کیا ہمیں علانیہ طور پر برا بھلا کہا۔ہم نے صبر کیا۔آپ ہمارے خون بہانے کے درپے ہیں۔اس لئے مکہ سے ہم نکل کھڑے ہوئے(دمعہ ساکبہ ص ۳۱۶)الغرض آپ ثعلبیہ سے روانہ ہو کر منزل غدیب رہیمیہ، قادسیہ، حاجز، حز



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



یمیہ ہوتے ہوئے منزل زبالہ پر پہنچے تو جناب مسلم بن عقیل اور ہانی بن عروہ اور عبداللہ بن بقطیر کی خبر شہادت ملی۔امام حسینؑ نے واپسی کا خیال کیا پھر نہ جانے کیا سوچ کر آگے بڑھنے سے قدم نہ رکے ۔(تنزیہہ الا انبیا ص ۲۸)تب آپ نے ایک خط دیا۔جس میں فرمایا کہ :ایھاالناس فمن کان یصبر علی حد السیف و طعن الاسنۃ فلیقم معناوالا فلیضرف۔لوگو! تم میں جو تلواریں کھا سکتا اور تیروں کی دعوت برداشت کر سکتا ہے۔وہ تو میرے ہمراہ رہے۔ورنہ واپس لوٹ جائے۔(ابو مخنف) وہ لوگ جو مال و دولت کی طمع میں سے راستہ سے ہمرکاب ہو گئے تھے۔اپنی راہ لگ گئے ۔صرف وہ بہادر جو حسینؑ کے ہمراہ آئے تھے۔وہی باقی رہے۔دمعہ ساکبہ ص ۳۱۸)آپ منزل زبالہ سے کوچ کر کے بطن عقبہ پر پہنچے پھر وہاں سے روانہ ہو کر منزل شراف یا شراف پر منزل گیر ہوئے۔منزل شراف پر آپ نے اپنے جاں نثاروں کو حکم دیا کہ تمام مشکیں۔چھاگلیں پر لکھالیں پانی بھر و تعمیل حکم کی جاتی ہے۔اور اچھی طرح پانی لے لیا جاتا ہے۔اور چلچلاد ھوپ میں روانگی ہو جاتی ہے۔لشکر حسینیؑ آفتاب کی تمازت،دھوپ کی حدت میں بادیہ پیمائی اور صحرا نوردی کرتا چلا جاتا تھا کہ ناگاہ(۱) علامہ مجلسی نے مکہ معظمہ سے کربلا تیرہویں منزل پر لکھا ہے۔جس کی تفصیل یہ ہے۔(۱)تنعیم (۲)ثعلبیہ(۳) عذیب(۴) ہیمیہ(۵) قادسیہ(۶) حاجز(۷) حزیمیہ(۸) زبالہ(۹) بطن عقبہ(۱۰) اشراف(۱۱) قصر بنی مقاتل(۱۲) قطقطانیہ(۱۳) الدمع التہون ترجمہ جلاءالعیون ص ۴۵۶)

ایک صحابی نے تکبیر کہی۔اذ کبر رجال من اصحابہ فقال لہ الحسین اللہ اکبر لم کبرت قال رایت النخل۔امام حسین علیہ السلام نے فرمایا ارے بھئی۔تکبیر کا سبب عرض کیا مولا! مجھے تو خرمہ کی شاخوں اور کیلے درخت نظر آرہے ہیں لوگوں نے خیال کرتے ہوئے کہ ادھر



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



نخلستان وغیرہ ہے یانہیں غور کرنا شروع کیا سینہ غبار کے بیچ سے گھوڑوں کی کنوتیاں نظر آئیں یقین ہوا کہ دشمن آرہے ہیں طے پایا کہ منزل ذوخشت کی طرف بڑھ کر پناہ گیر ہو جانا چاہیے
۔

## حر کی آمد اور حضرت عباسؑ کا فریضہ

امام حسینؑ کے لشکر نے رخ بدلا اور حر نے اس امر کو ناپسند کرتے ہوئے امام حسین علیہ السلام منزل ذوخشت جائیں۔دوڑ ودھوپ میں تیزی کردی لیکن کچھ حاصل حصول نہ ہوا ۔اور امام حسینؑ منزل ذوخشت پر پہنچ گئے۔لشکر حر اسی تک ودود میں بے انتہا پیاسا ہو گیا۔ سوار اور سواری دونوں کی زبانیں منہ سے باہر نکل آئیں۔امام حسینؑ کے جانباز سپاہی سینے تانے ہوئے کھڑے تھے کہ اتنے حر اپنے لشکر سمیت آپہنچا۔سوار اور سواری غرضیکہ ہر جاندار پیاس سے بحال تھا زبانیں دہانوں سے باہر نکلی ہوئی تھیں لیکن اس نے فریضے سے غفلت نہیں کی۔اور آتے ہی بد حواسی کے عالم میں بروایت کنزالعبادات امام حسینؑ کے لجام فرس پر ہاتھ ڈال دیا۔اور بروایت ناسخ سامنے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اس کا آگے بڑھنا تھا کہ حضرت عباسؑ نے لجام فرس تھام کر فرمایا۔ثکلتک امک ماترید۔ تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے کیا چاہتا ہے (مائتین ص ۱۸۳۔اس نے آمد کا سبب بیان کیا حسینؑ نے عباسؑ کے غصہ اور جوش کو سقائی کی طرف پھیر دیا۔ ممکن ہے حسینؑ کے بہادروں میں کچھ ایسے بھی رہے ہوں کہ جن کا خیال رہا ہو کہ دشمن کو آب شمشیر سے سیراب کر دینا چاہیے۔لیکن فرزند ساقی کوثر نے اس کا تصور بھی نہ کیا تھا۔انہوں نے لشکر حر میں جب پیاس کی یہ حالت دیکھی۔ فوراً



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



حضرت علیؑ اور حضرت علی اکبرؑ کو طلب کیا۔ فرمایا دیکھو یہ نانا کے نام لیوا پیاسے ہیں انہیں جی بھر کے پانی پلاؤ میرے بچوں کی پیاس کا خدا مالک ہے جب سوار پی چکے تو طشت منگوا کر سواری کے جانوروں کو پانی پلانا شروع کیا۔ بروایت دمعہ ساکبہ جب جانور تین چار پانچ مرتبہ طشت سے سر اٹھا اٹھا کر پانی پی چکتے تھے۔ اور خود منہ ہٹا لیتے تھے تب طشت سرکا کر دوسرے جانور کے سامنے لایا جاتا تھا (توضیح عزاص ۲۰۰ طبع دہلی ۱۲۱۷ھ) علی بن بعان محاربی کا بیان ہے کہ حُر کے لشکر کا ایک سپاہی تھا۔ کسی وجہ سے اس وقت پہنچا جب سب کو پانی پلایا جا چکا تھا۔ حضرت امام حسینؑ نے مجھے یہاں دیکھ کر فرمایا۔ سواری سے اترا اور پانی پی دمعہ ساکبہ ص ۳۱۰ و ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۲۱۹) امام حسینؑ نے بہ نفس نفیس اپنے ہاتھوں سے مجھے اور میرے جانور کو پانی پلایا۔ غرضیکہ اسی پانی کے پینے پلانے میں نماز ظہر کا وقت آگیا۔ حضرت امام حسینؑ کپڑے بدلنے کے لیے خیمے میں تشریف لے گئے حجاج مسروق موذن نے اذان کہی امام برآمد ہوئے۔ نماز سے پہلے خطبہ میں لشکر مخالف کے سامنے اپنا تعارف پیش کیا۔ اور کوفیوں کے خطوط کا حوالہ دے کر حر کے سامنے خطوط کی دو خور جیاں (بوریاں) ڈلوا دیں۔ خطبہ کے بعد نماز جماعت شروع ہوئی۔ امام حسین علیہ السلام نے حر سے فرمایا۔ ان ترید ان تصلی باصحابک فقال الحر لا بل تصلی انت بصلواتک کہ تم اپنے لشکر والوں کے ساتھ نماز پڑھنا چاہتے ہو تو جاؤ۔ اس نے عرض کی آپ نماز پڑھائیں۔ میں اپنے طریقے سے آپ کے ساتھ نماز پڑھوں گا۔ ملاحظہ ہو۔ (انسانیت موت کے دروازے پر) امام حسین علیہ السلام نے نماز سے فراغت پائی اور سب اپنے اپنے خیموں میں چلے گئے تھوڑی بعد نماز عصر کا وقت آگیا موذن نے اذان کہی۔ نماز ادا کی گئی۔ آپ نے ایک خطبہ کے بعد کوچ کا حکم دے دیا۔ حر آپ کے رستہ میں حائل ہو گیا۔ آپ نے فرمایا۔ تیری ماں تیرے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ماتم میں بیٹھے۔آخر چاہتا کیا ہے اس نے جواب دیا میں آپ کو گرفتار کر کے کوفہ لے جانا چاہتا ہوں۔آپ نے فرمایا خدا کی قسم ! حسینؑ کی زندگی میں یہ امر ناممکن ہے۔اس نے کہا میں بھی آپ کا پیچھا نہ چھوڑوں گا۔جب زیادہ گفتگو بڑھی تو حر نے کہا مجھے آپ سے لڑنے کا حکم نہیں ملا۔مجھے صرف یہ حکم ملا ہے کہ آپ کا ساتھ نہ چھوڑوں۔یہاں تک آپ کو کوفہ پہنچادوں۔اگر آپ اسے منظور نہیں کرتے تو ایسا راستہ اختیار کیجئے جو نہ کہ کوفہ جاتا ہو اور نہ مدینہ کو میں ابن زیاد کو لکھتا ہوں۔شاید خدا میرے لیے مخلصی کی کوئی صورت پیدا کر دے اور آپ کے معاملہ میں امتحان سے بچ جاؤں۔(انسانیت موت کے دروازے پر ص ۵۰) امام شبلنجی لکھتے ہیں کہ حر نے امام حسینؑ کے اس کہنے پر کہ تمہارا طلبیدہ آیا ہوں۔آپ کسی طرف چپکے سے نکل جائیں میں ابن زیاد کو لکھ دوں گا۔کہ حسینؑ راستہ بدل کر نہ جانے کس طرف نکل گئے اور میری گرفت میں نہ آئے۔خان بہادر خیرات احمد صاحب لکھتے ہیں کہ حر نے بعد ردوبدل شب کے وقت تخلیہ کی ملاقات کی تو حضرت امام حسینؑ سے کہا کہ یا حضرت ! میرا سارا لشکر سوتا ہے آپ اسی وقت کوچ کر جایئے کہ جس میں اعدا کے شر سے نجات ملے۔آپ نے فوراً اس رائے کو قبول کیا۔اور اسی وقت حضرت عباسؑ کو کوچ حکم دیا۔اور خیمہ اکھاڑا گیا۔۔الخ (معراج شہادت ص ۱۱ ) اس سے قبل ص ۴ پر تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت نے اس رائے کو پسند کیا اور کوفہ سے عنان عزمیت موڑی۔اور رات کے وقت کوچ کیا کہ جدھر اللہ لے چلے ادھر متوکل بخدا چلے چلو۔الخ۔غرض امام حسین علیہ السلام ایک غیر معروف راستہ سے راجع الی الحجاز حجاز کے رخ پر چل پڑے ساری رات راستہ میں گزری ۔صبح ہوتے ہوتے پھر حر نے گھیر لیا آپ نے فرمایا۔کل تم نے کیا مشورہ دیا تھا۔اور آج کیا کر رہے ہو۔اس نے عرض کیا مولا ! میں کیا کروں مشورہ کے فوراً بعد ابن زیاد سے میری چغلی



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



کھائی گئی اس نے مجھے لکھا ہے کہ حسینؑ کا اس وقت تک ساتھ نہ چھوڑنا جس وقت تک میرا کثیر لشکر نہ پہنچ جائے۔ مولا! حکم میں بڑی سختی ہے اور اب میرے لیے آپ کے چھوڑنے کا کوئی راستہ ہی نہیں (نورالابصار ص ۱۱۷) پھر امام حسینؑ طرماح کی راہبری کے ساتھ روانہ ہوئے یہاں تک کہ قصر بن مقاتل پہنچے پھر وہاں سے روانہ ہو کر نینوا پر وارد ہوئے۔ حر ساتھ ساتھ تھا۔ دن کے کسی حصہ میں ایک کوفی ناقہ پر سوار آیا۔ حر کو سلام کیا اور ایک خط دیا۔ یہ خط ابن زیاد کا تھا جس میں لکھا تھا۔ کہ میرا خط پاتے ہی لا تنزلہ الا بالعراء فی غیر خضر و علی غیر ماء حسینؑ کو ایسی جگہ پر اتار نا جو بے آب و گیاہ ہو۔ اور جہاں پانی کا نام نہ ہو (تاریخ طبری ص ۳۰۷ تاریخ کامل جلد ۴ ص ۲۶ تاریخ الفداء جلد ا ص ۲۰۱ دمعہ ساکبہ ص ۲۳۰ اخبار لطوال دنیوری ص ۲۵۰ تاریخ ابن الوردی جلد ا ص ۱۷۲) حر نے حضرت امام حسینؑ کو خط کا مضمون بتایا آپ نے فرمایا اسی نینوا یا پھر غاضریہ میں قیام کرنے کا موقع دو۔ اس نے کہا۔ یہ ناممکن زہیر بن قین نے عرض کی یا مولا! اجازت دیجئے۔ ابھی یہ صرف ایک ہزار ہیں ان سے اسی وقت نبٹ لیں۔ حضرت نے ارشاد فرمایا میں جنگ کی ابتدائی نہیں کرنا چاہتا (دمعہ ساکبہ ص ۳۲۱) اس کے بعد آپ نے ایک خطبہ دیا جس کا جواب اصحاب حسینؑ نے بڑی عالی حوصلگی سے دیا۔

## زہیر بن قین کا مشورہ

جناب زہیر بن قین نے جب یہ دیکھا کہ مارنے مرنے کی منزل قریب آگئی ہے تو حضرت امام حسینؑ سے عرض کیا۔ بہتر ہو گا۔ اگر حضور کربلا کی طرف روانہ ہو کر نہر فرات کا کنارہ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



پکڑ لیں۔تا کہ ہم بعون خدا اچھی طرح جنگ کر سکیں۔ یہ سن کر امام حسین علیہ السلام آبدیدہ ہو گئے اور آگے بڑھنے کے بجائے اپنے اعزا کو جمع کر کے بارگاہ احدیث میں عرض کرنے لگے ۔مالک یہ تیرے حبیبؐ کی مظلوم عترت ہے۔انصر نا علے القوم الظالمین۔ ہمیں ظالم قوم پر فتح نصیب کر امام حسینؑ ایک سمت چل کھڑے ہوئے۔اور قضارا ۲ محرم ۶۱ ھ بروز پنجشنبہ کو سر زمین کربلا پر جا پہنچے ملاحظہ ہو (دمعہ ساکبہ ص ۳۲۱ ناسخ ارشاد مفید۔ریاض الشہاد تین ،جلاالعیون ،بحار الانوار ،تاریخ کا خونی ورق ،مبیح لاحزان ،سفینتہ الاولیاء ،محمد دارا شکوہ ص ۲۴ مطبوعہ ۱۸۷۲ء )

## عمرو بن خالد صیدادی اور طرماح بن عدی کی آمد

عمرو صیدادی کوفہ کے شرفا میں سے تھے اور اہل بیت اطہار علیہم السلام کی محبت اور ولا میں کامل تھے جب جناب مسلمؑ کوفہ میں آئے تو ان کے ساتھ رہے اہل کوفہ نے خلافت عہد کیا اور جناب مسلمؑ شہید ہو گئے تو یہ مجبوراً روپوش ہو گئے جب ان کو یہ خبر ملی کہ امام حسینؑ مکہ سے کوفہ کی طرف آرہے ہیں اور منزل حاجز تک پہنچ چکے ہیں تو اسی وقت انہوں نے اپنے غلام سعد نامی کو ہمراہ لیا اور کوفہ سے حاجز کی طرف روانہ ہو گئے ان کے ہمراہ چار اشخاص اور ہو گئے مجمع عائذی اور ان کے بیٹے اور جنادہ بن حرث سلمانی اور ایک نافع بجلی کے غلام جن کے ساتھ نافع کا گھوڑا بھی تھا جن کا نام کامل تھا۔ یہ سب لوگ طرماح بن عدی طائی کی حمایت اور ہمراہی میں جو اپنے اہل و عیال کے لیے بعام وغیرہ کی فکر میں کوفہ آئے تھے روانہ ہوئے طرماح ان سب کو ایک غیر معروف راستے سے لے چلے اور نہایت عجلت و تیزی سے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



راہ چلتے تھے ان کو نگہبانوں کا خوف تھا جو ابن زیاد کی طرف سے راستوں پر جابجا متعین و مامور تھے کہ کوئی شخص ادھر ادھر آنے جانے نہ پائے جب یہ لوگ امام حسینؑ کے قریب پہنچے تو طرماح بن عدی نے نہایت خوش الحانی سے یہ اشعار پڑھنا شروع کئے۔تاانیکہ منزل غذیب ہجانات میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے اور سب کو آداب بجالائے۔اشعار پڑھے۔حضرت نے سب کے جواب میں ارشاد فرمایا۔قسم بخدا چاہے ہم شہید ہوں اور چاہے فتح یاب، ہر حال میں ہم کو خدا کی طرف سے بہتری ہی بہتری ہے ابو محنف کہتے ہیں کہ جب یہ لوگ حضرت کی خدمت اقدس میں پہنچے اور حر بن یزید ریاحی نے جو حضرت کو گھیرے ہوئے تھا ان سب کو دیکھا تو امام حسین علیہ السلام سے عرض کیا مولا! یہ سب کوفہ کے لوگ ہیں آپ کے ہمراہ نہیں آئے ہیں ان کو میں قید کروں گا یا انہیں کوفہ کی طرف واپس بھیج دوں گا حضرت نے فرمایا یہ نہیں ہو سکتا جو ہمارا حال ہو گا وہی ان کا ہو گا اب تو یہ ہمارے ہمارے ساتھ ہیں ہمارے اعوان وانصار ہیں اے حر، تو نے ہم سے وعدہ کیا تھا کہ اب جب تک ابن زیاد کا کوئی حکم تجھ کو نہ آئے گا کسی بات میں ہم سے تعرض نہ کرے گا حر نے عرض کیا مولا یہ لوگ آپ کے ساتھ نہیں آئے ابھی یہیں آئے ہیں یہ اس وعدہ سے خارج ہیں حضرت نے فرمایا یہ لوگ میرے اصحاب ہیں اور گویا میرے ساتھ ہی آئے ہیں اگر تو خلاف وعدہ کرے گا تو ہم اسی وقت تجھ سے لڑیں گے یہ سن کر حر خاموش ہو گئے اور پھر ان لوگوں کے بارے میں کچھ نہیں کہا۔(ترجمہ ابصار لعین ص ۱۰۶ طبع حیدرآباد دکن)



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



# سرفروشان اسلام کا سرزمین کربلا پر ورود

## (۲ محرم الحرام ۶۱ھ یوم پنجشنبہ)

حضرت امام حسینؑ اور آپ کے ہمراہی چلتے چلتے ایک ایسے شہر میں جا پہنچے جہاں آبادی تھی آپ نے وہاں کے لوگوں سے پوچھا کہ اس شہر کا کیا نام ہے انہوں نے کہا اسے شط الفرات کہتے ہیں آپ نے فرمایا۔اس کا کوئی دوسرا نام بھی ہے ان لوگوں کہا حضرت اس کا دوسرا نام پوچھے بغیر ہی یہاں سے گزر جایئے آپ نے ارشاد فرمایا تم خدااور رسول کی قسم ہے اس کا دوسرا نام بتاؤ لوگوں نے کہا مولا ! اسے کربلا بھی کہتے ہیں یہ سن کر آپ آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا خدا کی قسم یہ سرزمین میرے لیے کرب و بے چینی والی ثابت ہو گی پھر آپ نے فرمایا ،لوگو۔مجھے ایک مٹھی خاک تو اٹھا دو انہوں نے اٹھا دی آپ نے اپنی جیب سے ایک مٹھی خاک نکالی اور دونوں کو ملا کر سونگھا اور فرمایا یہی وہ زمین ہے جس کی مٹی جبریل میرے نانا کے پاس لائے تھے اور کہا تھا کہ اسی مٹی میں میری قبر بنے گی پھر ہاتھ سے مٹی پھینک کر فرمایا دونوں مٹیوں کی ایک ہی خوشبو ہے اس کے بعد اپنے جاں نثاروں کو مخاطب کر کے کہا اتر پڑو اور ایک انچ بھی آگے نہ بڑھو۔خدا کی قسم یہیں پر ہماری سواریاں اتریں گی یہیں پر ہمارے خون بہیں گے عورتیں اسیر ہوں گی مرد قتل ہوں گے اور بچے ذبح کئے جائیں گے یہیں ہماری قبریں بنیں گی یہیں سے ہمارا حشر و نشر ہو گا۔یہیں عزت دار ذلیل ہوں گے اور میری رگ جان کاٹی جائے گی۔میری داڑھی کا میرے خون سے خضاب ہو گا اور میرے نانا باپ اور ماں کو یہیں تعزیت ادا کرنے کے لیے آسمان سے فرشتے آئیں گے یہیں میرا وعدہ پورا ہو گا یہ سب کچھ فرما کر کہا سب اتر پڑے۔(الحسین ص ۴۶ طبع بمبئی ۱۲۹۲ھ حیوۃ الحیوان جلد ا



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ص ۵۱ طبع مصر ۱۳۱۹ ھ واخبار لاولی وآثار الاول ص ۱۰۷ طبع تبریز ۱۲۸۲ ھ) ابو مخنف کا بیان ہے کہ حسینی قافلہ روانہ ہو کر کربلا پہنچا چلتے چلتے حضرت کا گھوڑا رک گیا اور ایک قدم بھی آگے نہ بڑھا۔

چلتے چلتے رک گیا گھوڑا تو حضرت نے کہا کیا زمین کربلا ہے تیری پہچانی ہوئی

جب گھوڑا کسی طرح نہ چلا تو آپ اتر پڑے اور متواتر سات گھوڑے بدلے۔ کسی نے بھی آگے قدم نہ بڑھایا تو آپ نے اس امر عجیب کو دیکھ کر لوگوں سے فرمایا بھائی اس زمین کو کیا کہتے ہیں ۔لوگوں نے غاضر یہ ۔ نینوا۔ شط فرات جیسے نام لیے ۔آپ نے فرمایا ''ھل اسم لھا غیر ھذا'' کہ اس کا کوئی اور نام بھی ہے۔ (دمعہ ساکبہ ص ۳۲۱ طبع ایران) لوگوں نے کہا مولا! اسے کربلا بھی کہتے ہیں۔ یہ سنتے ہی آپ نے اپنے جانثاروں سے فرمایا، کاٹھیاں اتار و یہیں میرا وعدۂ موت ۔اے لوگوں یہی میرا مقتل ہیں۔ اور میرے پچھاڑے جانے کی جگہ ہے۔ اور اسی جگہ میری ہتک حرمت ہو گی۔ یہیں میرا عباسؑ جیسا قوت بازو پیاسا قتل کر دیا جائے۔ اور اسے خوشگوار پانی کا ایک قطرہ بھی نصیب نہ ہوگا۔ (تحفہ حسینیہ ص ۱۰۷ طبع ایران) الغرض امام حسین علیہ السلام اور آپؑ کے اہل بیت و جان نثار اتر پڑے۔ امامؑ چونکہ نور خدا ہیں۔ لٰہذا آپ کے اترتے ہی زمین کربلا بقعہ نور بن گئی۔ جناب مفتی محمد عباس صاحب فرماتے ہیں ۔جب آپ اپنے خاندان جن میں علی و عباس، عون، قاسم وغیرہ بھی تھے۔ اور اپنے اصحاب جن میں زہیر بن قین۔ حبیب ابن مظاہر مسلم بن عوسجہ بھی تھے۔ سمیت زمین کربلا پر رونق افروز اور جلوہ فرما ہوئے تو ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے ماہ کامل ستاروں کے جھرمٹ میں ہو۔ (شمع المجالس ص ۳۶ طبع لکھنؤ) علامہ اربلی لکھتے ہیں۔ چوں قدم آنحضرت بر زمین رسید رنگ خاک زرد شد۔ جب حضرت امام حسینؑ کے قدم زمین پر پہنچے تو چہرہ زمین (خجالت سے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



)زرد ہو گیا۔(سیر الآئمہ ترجمہ کشف الغمہ ص ۶۹)علامہ شیخ جعفر شوستری رقمطراز ہیں کہ (امام حسینؑ کے کربلا پہنچنے اور) کرایہ کشوں کے رخصت کرنے کے بعد سیدہ ام کلثوم نے عرض کی۔بھائی جان یہ زمین ہولناک ہے۔میرا دل بے چین ہے۔امام حسین علیہ السلام نے فرمایا۔ہاں ایک دفعہ میں اپنے والد بزرگوار کے ساتھ صفین جا رہا تھا۔ہمارا گزر اس سرزمین سے ہوا۔والد بزرگوار اس سرزمین پر وارد ہونے کے بعد میرے برادر بزرگوار کی گود میں سر رکھ کر کسی قدر سو گئے جب بیدار ہوئے تو رونے لگے میرے برادر بزرگوار نے رونے کا سبب پوچھا۔آپ نے فرمایا میں نے ابھی ابھی خواب دیکھا ہے۔کہ یہ صحرا خون کا سمندر بن گیا ہے۔اور میرے لخت جگر حسینؑ،اس دریائے خون میں ہاتھ مار رہا ہے۔اور کوئی اس کی فریاد کو نہیں پہنچتا۔پھر مجھ سے فرمایا"کیف تکون یا اباعبداللہ اذا وقعت ھھنا الواقعہ" بیٹا تیرا کیا حال ہو گا۔جب یہ واقعہ ظہور پذیر ہو گا۔میں نے عرض کی بابا جان ! میں صبر کروں گا۔(الارشاد والعزا ص ۱۴۷)

## نصب خیام اور حضرت عباسؑ

حضرت امام حسینؑ نے حضرت عباسؑ اور دیگر جانبازوں کو نصب خیام کا حکم دیا۔پس امام حسین علیہ السلام بفرمود تا خیمہ ہا برزدند (کشف الغمہ ص ۶۹) چنانچہ لب فرات خیمے نصب کرا دیئے گئے۔(شہید اعظم ص ۱۱۱) حر جسے پہلے سے حکم تھا کہ حسینؑ کو ایسی جگہ اتارے جہاں پانی کا نام و نشان تک نہ ہو۔اس نے مزاحمت کی "وحال بین بحر الفرات و بین الحسین و من معہ" اور نہر فرات اور امام حسینؑ کے درمیان حائل ہو گیا۔(نور العین ص ۴۶)



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



اسداللہ کے پسر حضرت عباسؑ نے جب یہ بے ادبی اور گستاخی دیکھی جوش شجاعت میں آپے سے باہر ہوگئے۔امام حسینؑ نے آپ کے غصہ کو فرو کیا۔فاضل محترم جناب مولانا ریاض علی صاحب بنارسی مصنف ''الکرار'' لکھتے ہیں۔ حضرت حسینؑ حضرت عباسؑ کی سر گرمیاں دیکھتے ہیں ۔پیار سے مسکراتے ہیں ۔اور صبر کی تلقین کرتے ہیں۔(شہید اعظم جلد ۲ ص ۱۷۳)غرضیکہ خیمے لب فرات اٹھادیئے گئے۔اوربقول اسقرائنی تین میل یاپانچ میل یا ایک فرسخ کے فاصلے پر نصب کر دیئے گئے۔''ثم ان الحسین امر بنصب الخیام للحریم والا ولاد وو جعل یصلح سیفه واله خر به وھو یبکی'' پھر امام حسینؑ نے اپنے اہل بیت اور اولاد کے لیے خیموں کے نصب کرنے کا حکم دیااور اپنی تلوار وغیرہ کو صاف کرتے ہوئے رونے لگے(نورالعین ص ۴۶)

## خیام میں داخلہ سے پہلے

خیام نصب کئے جاچکے ہیں۔ابھی اہل حرم داخل خیمہ نہیں ہوئے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے بیوفائی دنیا سے متلق کچھ اشعار پڑھے جس کا پہلا شعر یہ تھا۔

یادھر اف لک من خلیل　　　　کم لک بالا مشرق والا صیل

اے دنیا تجھ پر تف ہے۔کہ تونے صبح شام کیسے کیسے دوست تباہ کر دیئے۔۔۔الخ (ناسخ التواریخ جلد ۶ شہید اعظم ، عبدالحمید ایڈیٹر مولوی دہلی ص ۱۱۴)امام حسینؑ کا شعر پڑھنا تھا کہ بیبیوں میں کہرام بر پاہو گیااور حضرت زینب پر اتنا گہرااثر ہوا کہ آپ بے ہوش ہو گئیں ۔امام حسینؑ نے بہن کے رخسار پر پانی چھڑکا۔تب حضرت زینبؑ کو ہوش آیا۔(سوانح کنتوری



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ص ۱۹۱ طبع لاہور)(لہوف ص ۱۰۶ طبع ایران الآثارہ الاحزان قلمی ص ۳۶)ترجمہ پھر بیبیاں داخل خیمہ ہوئی۔ان کے رونے کی آوازیں چیخ وپکار کی صدائیں بلند تھی۔یہ سن کر امام حسینؑ نے خیمہ میں داخل ہوکر فرمایااے اہل حرم! صبر کرو۔زینب نے کہا بھیا تمہاری شہادت پر صبر کروں۔اب مجھے زندگی کیسے اچھی لگے گی۔بھائی تمہارے اس قول سے تو میں تمہیں مقتول۔تمہارے مال کو لٹتا ہوا۔تمہاری حریم کو قیدی اور جسم کو ریزہ ریزہ دیکھ رہی ہوں۔تو پھر کیسے نہ روؤں۔(نورالعین ص ۴۷)علامہ سپہر کاشانی لسان الملک لکھتے ہیں۔حضرت امام حسین علیہ السلام نے اسی موقع پر حضرت زینبؑ کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا۔"لوترک انقطالنام" اگر قطار طائر چھوڑ دیا جاتا تو سو جاتا۔یعنی اب اگر میری کسی طرح بیعت کے بغیر رہائی ممکن ہوتی تو میں مدینہ واپس چلا جاتا۔(ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۲۲۵)

## زمین کربلا کی خریداری

امام حسینمخدارات عصمت وطہارت کو سمجھا بجھا کر خیمہ زینب باہر آئے اور نینوا وغاضریہ کے زمینداروں کو طلب کیا۔جب وہ آئے تو ان سے اپنے حالات بیان فرمائے اور ان کو اپنے قتل وغارت کا یقین دلا کر ان سے کربلا کی زمین کی خریداری کا سوال کیا اور ساٹھ ہزار درہم پر چار مربع میل زمین خریدی اور شرطوں کے ساتھ انہیں کے لیے ہبہ کردی۔علامہ شیخ بہائی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں ترجمہ: امام حسین علیہ السلام نے ان اطراف سمیت زمین کربلا و نینوا اور غاضریہ والوں سے ساٹھ ہزار درہم میں خریدی۔جس میں آپ کی قبر مبارک ہے۔پھر اس زمین کو ان دو شرطوں کے ساتھ انہی کے لیے ہبہ کردی۔(۱) جو زائر آئے اسے قبر کا نشان



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



بتائیں۔(۲) اس آنے والے کو تین روز تک مہمان رکھیں۔

## حرم کربلا کے حدود

حضرت صادق آل محمد علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔ترجمہ حرم حسینؑ وہی ہے۔جسے امام حسینؑ نے چار مربع میل خریدا ہے۔جوان کی اولاد اور دوستوں کے لیے حلال اور شمنوں کے لیے حرام ہے۔اور اس میں بڑی برکت ہے۔

## زمین کربلا کی فضیلت

حضرت محمد باقر علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ خلاق عالم نے خلق زمین کعبہ سے ۲۴ ہزار سال قبل زمین کربلا کو پیدا کیا ہے۔اور اس میں برکتیں بھر دی ہیں۔"فلا زالت الارض کربلائے مقدستہ طاھرۃ" اور یہ زمین ہمیشہ سے مقدس مبارک طاہر ہے۔"وانھااذازلزل اللہ الارض وسیر ھارفعت کماھی"اور جب قیامت کا منظر ہو گا۔زمینوں کو زلزلے آئیں گے اس وقت یہ زمین پوری پوری مجسم اٹھا کر جنت میں پہنچا دی جائے گی۔اور جنت کا بہترین طبقہ قرار دی جائے اور اس میں انبیائے مرسلین اور اولو لعزم پیغمبران فروکش ہوں گے۔اور وہ پورا طبقہ کوکب دری کی مانند چمکتا ہو گا اور وہ زمین فخر و مباہات کرتی ہو گی۔اور کہتی ہو گی کہ میں وہ مقدس پاک اور مبارک زمین ہوں جس کی آغوش میں سیدالشہداء سیدالشباب اہل الجنہ ابو عبداللہ الحسین کا جد مبارک جلوہ افروز ہے۔مجھے زمین کعبہ پر فخر حاصل ہے ۔۔۔۔الخ (معالم الزلفی ص ۳۰۷ طبع ایران)



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



## زمین کربلا کی خریداری کے بعد بنی اسد سے وصیّت

جناب حکیم محمد حسن صاحب میرٹھی لکھتے ہیں کہ حضرت نے دوسری ہی محرم ۶۱ ہجری کو چار میل زمین ساٹھ ہزار درہم میں خرید لی۔ اسے کے بعد اس زمین کو انہیں کے نام ہبہ کر کے ذیل کی وصیتیں فرمائیں: (۱) جہاں ہماری قبریں بنیں وہاں پر کاشت نہ کرنا۔ (۲) ہمارے زائروں کو ہمارے قبروں کے نشانات بتاتے رہنا۔ (۳) ہمارے ہر زائر کو تین شبانہ روز مہمان رکھنا۔ (۴) جب ہم قتل کر دیئے جائیں گے۔ تو ہماری لاشوں کے دفن کی فکر کرنا اگر ہر ایک کو علیٰحدہ علیٰحدہ دفن نہ کر سکو۔ تو ایک گڑھا کھود کر سب کو دفن کر دینا۔ مردوں سے اس وصیّت کے بعد عورتوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ اگر تمہارے مرد خوف حاکم سے ہمیں دفن نہ کریں تو انہیں غیرت دلا کر ہمارے لاشوں کو تہ خاک چھپا دینا۔ پھر بچوں کی طرف متوجہ ہوئے اور آبدیدہ ہو کر فرمایا" اے بچو ! اگر تمہارے ماں باپ ہمارے دفن اغماض کریں تو سب ایک ایک مٹھی خاک لے کر ہمارے اجساد بے سر پر اس قدر ڈالنا کہ ہم غریب الدیار لوگوں کی لاشیں چھپ جائیں" ( مجالس عزا ص ۶۰ و ۶۳ طبع میرٹھ ۱۹۱۴ئ )

## امام حسینؑ کے نام ابن زیاد کا پیام

محرم کی دوسری تاریخ ہے۔ اور دن کا بڑا حصہ خرید و فروخت زمین کربلا اور دیگر انتظامات میں گزر چکا ہے کہ ناگاہ کوفہ سے ابن زیاد ملعون کا خط امام حسینؑ کے نام پہنچا جس میں مرقوم



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



تھا۔ ترجمہ: اے حسینؑ! تمہارے کربلا پہنچنے کی خبر ملی اور یزید کا خط بھی ملا۔ وہ مجھے لکھتا ہے کہ میں اس وقت تک چین سے نہ بیٹھوں اور پیٹ بھر کر نہ کھاؤں جب تک تم سے بیعت نہ لے لوں یا تمہیں قتل نہ کر ڈالوں۔ ابن زیاد بد نہاد کا نامہ بر خط لیے ہوئے حضرت سید الشہدا ء کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے خط پڑھا اور زمین پر پھینک کر فرمایا''لاافلح قوم اشتر وامر ضاۃ المخلوق بسخط الخالق'' وہ قوم نہیں نجات پا سکتی جو رضائے مخلوق کے لیے خالق کو ناراض کرتی ہے۔ نامہ برنے جواب مانگا۔ توآپ نے فرمایا''مالہ ذاعندی جواب لانہ قد حقت علیہ کلمۃ العذاب،۔ میرے پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔ اس لیے کہ اس کے واسطے عذاب معین ہو چکا ہے۔(ناسخ جلد ۶ ص ۲۳۰) نامہ برنے کل واقعہ ابن زیاد تک پہنچایا۔ حضرت کا عذاب آسا جواب پاتے ہی ابن زیاد آگ بگولہ ہو گیا اور ابن سعد کو طلب کیا۔ جو ملک عجم میں قبیلہ ویلم کے مقام ''دستبیٰ''پر باغیانہ قبضہ کو روکنے کے لیے چار ہزار فوج لیے ہوئے مقام'' حمام اعین''پر ٹھہرا ہوا تھا۔ اور اس سے کہا کہ قتل حسینؑ کی زبردست مہم درپیش ہے پہلے اسے سر کرے پھر ایران کی طرف رخ کرنا۔ عمر سعد نے کچھ تکلف کیا اور ہچکچاہٹ ظاہر کی بقول صاحب ناسخ ابن زیاد نے ابن سعد کو دس سالہ ''رے''کی گورنری دینے کا وعدہ کیا اور بقول دیگر مورخین ابن زیاد نے کہا کہ اگر تو اس میں مہم کو سر کرنے کا بیڑا نہ اٹھائے گا۔ تو پروانہ حکومت ''رے''جو دس سال کے لیے تجھے دیا گیا ہے۔ واپس لے لیا جائے گا۔( جلاء العیون ص ۱۹۶۔ نور الابصار ص ۱۱۷) عمر بن سعد نے سوچ بچار کے لیے ایک شب کی مہلت مانگی مہلت ملی۔ گھر آیا، رات بھر بعض اصحاب رسول اور انصار چھپ چھپ کر اس کے مکان پر آئے اور اسے سمجھاتے بجھاتے رہے لیکن جب صبح ہوئی تو اس ملعون زبان پر چند شعر تھے۔ جن میں سے ابتداء کے تین شعر یہ ہیں۔: خدا کی قسم کی سخت حیران ہوں او



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ردواہم امروں کے بارے میں سمجھ میں نہیں آتا کہ کس کو اختیار کروں اور کس کو چھوڑ دوں ": آیا ملک رے کو چھوڑ دوں اور درآنحالیکہ وہ میری اہم تمنا کا مرکز ہے۔ یا قتل حسینؑ سے گناہ گار بن جاؤں۔ حسینؑ میرا چچازاد بھائی ہے۔اور بڑے حوادث میں گھرا ہے۔ لیکن اپنی قسم ملک رے کی گورنری میں بھی آنکھوں کے لیے ٹھنڈک موجود ہے۔ تاریخ میں لکھا ہے کہ عمر بن سعد جب ان اشعار کو سپرد نوک زبان کیا۔ ہاتف غیبی نے آواز دی۔۔اے وہ فاسد النسب جس کی کوشش برباد ہو کر رہے گی اور جو دنیا سے بری طرح اٹھے گا۔۔ عنقریب تو ایسے جہنم میں جھونک دیا جائے گا جس کے شعلے بھڑکتے ہی رہی گے۔ اور تیری سعی بدترین ثابت ہو گی۔۔ اور جب کہ تو حسین بن فاطمہ کو اشرف کائنات جانتے ہوئے ان سے مقابلہ پر آمادہ ہو رہا ہے۔" تو یہ بھی جان لے اے بدترین خلائق کہ تو قتل حسینؑ کے بعد حکومت رے پر فائز نہ رہے گا۔ الغرض صبح ہوتے ہی ابن سعد ابن زیاد کے دربار میں حاضر ہوا۔ ابن زیاد نے مسجد جامع میں خطبہ دیتے ہوئے کہا، وہ کون بہادر ہے۔ جو حسینؑ کو قتل کرکے دس سال کے واسطے مجھ سے حکومت رے کی گورنری لے کر آرام و چین کی زندگی بسر کرنا چاہتا ہے۔ عمر بن سعد بن ابی وقاص صحابی رسول نے بڑھ کر کہا۔ میں حاضر ہوں۔ میں حسینؑ کو قتل کرکے امیر اور ریزید کی رضامندی حاصل کروں گا۔ (ناسخ التوریخ جلد ۶ ص ۲۲۳ تا ص ۲۳۲ و کتاب المیلان ابن فقیہ ص ۲۷۱

## ۔۲ محرم کو امام حسینؑ کا خطبہ اور اصحاب کی طرف سے اس کا جواب



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



حضرت امام حسین علیہ السلام نے ابن زیاد کے نامہ بر کو سخت جواب دینے کے بعد اپنے اصحاب کو جمع فرمایا: ایک نہایت فصیح و بلیغ خطبہ دیا جس کا ترجمہ یہ ہے۔" اب میں اس منزل میں ہوں کہ اسے میں ہی جانتا ہوں اور دنیا نے مجھ سے منہ پھیر لیا ہے۔ اور دم لبوں پر ہے اور لوگوں نے حق سے ہاتھ کھینچ لیا ہے۔ اور وہ باطل کو حق جان رہے ہیں۔ جو شخص کہ خدا اور روز جزا پر ایمان رکھتا ہے۔ اسے چاہیے کہ دنیا سے منہ پھیر لے اور خدا کا مشتاق ہو بیٹھے کیونکہ شہادت ایک شرف ابدی ہے۔ (لیکن) ان دشمنوں کے ساتھ لڑ بھڑ کر اپنی زندگی ختم کرنی اور ان کی غلبگی سوا محنت و مشقت اور تکلیف کے اور کوئی فائدہ نہیں رکھتی۔" یہ سن کر زہیر بن قین کھڑے ہوگئے کہ مولا! اگر دنیا ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی ہے۔ تو البتہ آپ کا فرمانا درست ہو سکتا تھا لیکن ایسی صورت میں جب زندگی صرف چند روزہ ہے۔ پھر آپ کی نصرت سے ہاتھ اٹھانے میں کیا فائدہ ہے۔ ان کے بعد ہلال بن نافع بھی کھڑے ہوگئے اور عرض کرنے لگے۔ مولا! ہم لوگوں نے دل سے عہد کیا ہے اور آپ پر قربان ہونے کو سعادت ابدی جانتے ہیں مولا! ہم ان منافقین میں سے نہیں ہیں۔ جو عہدے رسول میں لمبے لمبے وعدے کرتے اور موقع پر دھوکا دیتے رہتے تھے۔ اور امیر المومنین و امام حسنؑ کے ساتھ برا سلوک کرتے رہے۔ مولا! آج آپ بھی اس قسم کی مصیبت میں گرفتار ہوگئے ہیں۔ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہمارے ارادے بڑے مستحکم اور عزم بہت مضبوط ہیں۔ ھم انشاء اللہ آپ پر کمال دلیری کے ساتھ قربان ہوں گے۔ مولا! ہم آپ کے دوستوں کے دوست اور دشمنوں کو دشمن سمجھتے ہیں۔ جو آپؑ کا حکم ہو گا بسر و چشم بجا لائیں گے۔ پھر بریر ین خفیر کھڑے ہوئے اور انہوں نے بھی اسی طرح جانبازی جانثاری کے جذبات کا اظہار کیا۔ امام حسین علیہ السلام نے اپنے ان جان بازوں کو دعائیں دیں۔ اور اپنے اہلبیت کی طرف



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



متوجہ ہو کر بارگاخداوندی میں کلمات دعا عرض کئے ( جلاء العیون ص ۱۹۷ طبع ایران ۱۳۰۱ھ )

## امام حسین علیہ السلام کا خط محمد حنفیہ کے نام

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اسی دوسری محرم کو حضرت امام حسین علیہ السلام نے حضرت محمد حنفیہ کو ایک خط لکھا تھا جس میں لکھا تھا۔ ترجمہ: بھائی میں کربلا پہنچ گیا ہوں۔ اور اب زندگی سے ہاتھ دھو چکا ہوں اور شہادت کی ٹھان لی ہے دنیا کو فانی اور آخرت کو باقی جانتا ہوں (اسی لیے) دنیا پر آخرت کو ترجیح دے دی والسلام (جلاء العیون ص ۱۹۶) علامہ شیخ جعفر شوستری کتاب المواعظ وا لبکاء کی دوسری مجلس میں ارشاد فرماتے ہیں۔ آج دوسری محرم ہے۔ دیکھئے ابن زیاد نے کثرت سوار و پیادہ سے کوفہ سے قادسیہ یا قطقطانیہ تک تمام راستے بند مسدود کر دیئے ہیں۔ تاکہ کوئی شخص آنجناب کی مدد کو نہ پہنچ سکے۔ ہم روحانی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ آنجناب اموی لشکر میں محصور ہو چکے ہیں۔ اور یزیدی فوجوں کے گھیرے میں آگئے ہیں۔ آنحضرت کے گھیرے کو حر بن یزید ریاحی نے جن الفاظ میں بیان کیا ہے۔ ہم اس کا مخلص کتاب بحار الانوار سے پیش کرتے ہیں۔ حضرت حر لشکر یزید کو اس طرح مخاطب کرتے ہیں۔ ''ارے تم نے اللہ کے اس عبد صالح کو اپنے ملک میں آنے کی دعوت دی۔ اس نے قبول کیا تو اس پر تم نے انہیں تمام اطراف و جوانب سے گھیر لیا اور سانس لینے کا راستہ بھی تنگ کر دیا۔ ان لوگوں نے امام حسینؑ کو ان کے جد پاک حرم سے علیحدہ کیا پھر انہوں نے بیت اللہ کا قصد کیا۔ اس دار الامان میں بھی امن سے نہ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



بیٹھے دیایہاں تک کہ آپ منزل پر منزلیں طے کرتے ہوئے وارد زمین کربلا ہوئے ۔ذراامامت کی مصیبت اور مظلومیت کو دیکھیے جو شخص راستے میں ملتا ہے۔ عرض کرتا ہے ۔یمن چلے جایئے۔وہاں آپ کے شیعہ ہیں کبھی کوئی کہتاہے کہ فلاں پہاڑ میں پناہ لیجئے۔آخر کار سید الشہدانے فرمایا:۔اے فلاں اگر میں چنیونٹی کے سوراخ میں بھی چلا جاؤں اور وہاں منزل اختیار کروں اور پناہ گزیں ہو جاؤں تب بھی یہ دشمن مجھ سے دسکش نہ ہوں گے۔یہی خیال نہ کیجئے کہ آنحضرت کی مصیبت تیر تلوار تیر و خنجر کی مصیبت تھی آنحضرت کے مصائب میں سے ایک مصیبت یہ تھی کہ آپ جس راستے سے گذرتے تھے ایام حج ہونے کی وجہ سے راستے انسانوں سے اٹے پڑے تھے لیکن ان قافلوں کے لوگ آنحضرت سے کنارہ اختیار کرتے تھے تاکہ حضور طلب اعانت نہ فرمائیں۔۳ محرم الحرام ۶۱ھ یوم جمعہ

## عمر ابن سعد کا کربلا پہنچنا

تیسری محرم الحرام کو عبیداللہ ابن زیاد نے عمر بن سعد کو قتل حسینؑ پر آمادہ کر کے پانچ یا چھ ہزار سوار اور بقولے علامہ عیسیٰ اربلی ۲۲ ہزار سوار و پیادے دے کر کربلا روانہ کیا۔(ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۲۳۲ تاریخ طبری جلد ۶ ص ۳۳۳۔اکسیر التواریخ ص ۶۹)علامہ سماوی لکھتے ہیں کہ ابن سعد کی روانگی کے بعد ابن زیاد نے عام منادی کر دی کہ جو کوئی سوار یا پیادہ کوفہ میں رہ جائے گا اور کربلا نہ جائے گا۔وہ قتل کر دیا جائے گا۔چنانچہ اس منادی کے بعد ایک مرد مسافر کوفہ میں دیکھا گیا۔اس زیاد پاس پکڑ کر لے گئے۔ابن زیاد نے اس سے حال



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



دریافت کیا۔اس نے کہا میں شام کا رہنے والا ہوں یہاں ایک شخص کے ذمہ میرا قرض ہے ۔قرض لینے آیا ہوں ۔یہ سن کر بھی ابن زیاد نے حکم دیا کہ اگرچہ یہ شخص کوفہ کا رہنے والا نہیں ہے۔ مگر اس کو بھی قتل کر دو تا کہ لوگوں کو کاہل عبرت ہو اور کوئی مرد کوفہ میں باقی نہ رہے (ترجمہ ابصار العین سماوی ص۱۸ طبع حیدر آباد ۱۳۵۷ھ الاخبار الطوال ص ۲۵۲) الغرض عمر بن سعد کربلا پہنچا اور اپنا خیمہ فرات کے اس پار مشرقی سمت میں نصب کیا۔(تاریخ کا خونی ورق ص۲۷ بحوالہ مقتل ابی مخنف) اس کے بعد حضرت امام حسینؑ کے پاس کثیر بن عبداللہ شعبی کو بھیجا کہ وہ جا کر امام حسینؑ سے دریافت کرے کہ وہ اتنی لمبی مسافت طے کر کے کیوں تشریف لائے ہیں ۔جب وہ قریب پہنچا۔حضرت ابو ثمامہ صیداوی نے فرمایا کہ سلاح جنگ اتار کر حضرت کی خدمت میں جا سکتے ہو۔اس نے سلاح جنگ اتارنے سے انکار کیا۔آپ نے اسے واپس کر دیا۔اس کے بعد عمر بن سعد نے قرۃ بن قیس خطلی کو بھیجا حضرت زہیر بن قین آگے بڑھے اور اسلحہ اتروا دیا۔قرۃ نے امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عمر بن سعد کا پیغام بیان کیا۔حضرت نے فرمایا اہل کوفہ نے بارہ ہزار خطوط لکھ کر مجھے طلب کیا ہے ۔اسی بنا پر میں آیا ہوں ۔اور اگر میرا آنا تم لوگ ناپسند کرتے ہو تو میں واپس جانے کو تیار ہوں۔قرۃ نے واپس جا کر حضرت کی ساری گفتگو ابن سعد کے سامنے دہرا دی اس نے کہا انشاءاللہ صلح ہو جائے گی۔اسی امید صلح پر ابن سعد نے ابن زیاد کو لکھا ہے۔میں نے کربلا پہنچ کر امام حسینؑ سے اس طرف آنے کا سبب دریافت کیا۔وہ فرماتے ہیں کہ مجھے خطوط لکھ کر بلایا گیا ہے۔لیکن بہر صورت اگر میرے آنے کو اہل کوفہ پسند نہیں کرتے تو میں واپس جانے کے لیے تیار ہوں۔حسان بن قائد عیسی کہتا ہے کہ جب ابن سعد کا نامہ پہنچا تو میں دربار میں موجود تھا۔خط پڑھ کر ابن زیاد نے کہا۔آلان علقت



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



فحالبنابہ یرجوالنجاۃ ولات حسین مناص۔امام حسین ! اب جبکہ ہمارے چنگل میں آگئے ہیں ۔جان بچانا چاہتے ہیں۔اب بھلا چھٹکارا کہاں ممکن ہے۔اس کے بعد عمر بن سعد کو لکھا۔فقد بلغنی کتابک وفہمت ماذکرت فاعرض علی الحسین ان یبایع لزید ھو جمیع اصحابہ فاذا فعل ذالک راینا فیہ اینا، تیرا خط مجھے ملا۔میں اسے سمجھا جواباً لکھا جاتا ہے کہ حسینؑ کے سامنے بیعت یزید پیش کر۔اگر انہوں نے اپنے اصحاب سمیت کرلی تب میں ان کے بارے میں سوچوں گا۔خط پڑھ کر ابن سعد اس نتیجہ پر پہنچا کہ حسینؑ جنگ کیے بغیر چارہ نہیں۔اس لیے کہ وہ کسی صورت بھی بیعت نہ کریں گے۔(ناسخ جلد ۶ ص ۳۲۵ روضۃ الشہداء ص ۳۰۴)

## حبیب ابن مظاہرؑ کا امداد طلبی کے لیے قبیلہ بنی اسد میں جانا

تیسری تاریخ کی شام آگئی ہے۔حبیب ابن مظاہر اسدی حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں۔مولانا! بنی اسد ہمارے رشتہ دار ہیں۔اگر اجازت ہو تو میں ان سے مدد طلب کروں۔امام نے فرمایا۔تم جاسکتے ہو حبیب رات کے تاریخ پردہ میں ان لوگوں کے پاس جا پہنچے اور ان سے اپنی رشتہ داری کا حوالہ دیتے ہوئے فرزند رسولؐ کی امداد و اعانت طلن کی۔نوے اسدی امداد کے لیے کمر بستہ ہوگئے۔امام حسین علیہ السلام کے بچپنے کے دوست ''حبیب'' ان لوگوں کو لیے آرہے تھے کہ انہیں میں سے ایک شخص چپکے سے ابن سعد کے پاس جا پہنچا اور اس سے واقعہ کو بیان کردیا۔عمر بن سعد نے ارزق شامی کی سر کردگی میں چار سو سواروں کا لشکر اس کمک کو روکنے کے لیے بھیج دیا۔اس لشکر نے اسدیوں سے مزاحمت کی اور باہم جنگ کرنے لگے۔اسدی بہاد تھوڑے تھے۔تاب مقادمت نہ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



لا سکے۔اور مجبوراً واپس ہو گئے۔ حضرت حبیب سرکار حسینی میں حاضر ہوئے اور واقعہ نقل کیا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اظہار تاسف کیا۔ ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۲۳۵۔ دمعۃ الساکبہ ص ۳۲۲

## ۴ محرم الحرام ۶۱ ھ یوم شنبہ

عمر سعد کو خط کا جواب لکھنے کے بعد ابن زیاد نے جامع مسجد میں اجتماع کرایا اور منبر پر جا کر کہا: ایہاالناس ! اے لوگو ! تم نے آل ابو سفیان کو اچھی طرح جانچا ہے اور انہیں بڑا رحم و کرم والا پایا ہے ان کے نواز شات لوگوں پر کس قدر عام ہیں۔اب تمہارے سامنے اس وقت حاکم یزید ہے وہ کتنا لائق ہے اپنی رعیب کو کس قدر چاہتا ہے اور اس پر کس درجہ مہربان ہے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم پر مزید انعامات و اکرمات کو وافر کروں اور تمہارے لیے خزانوں کے منہ کھول دوں مداخر جکم الٰی حرب عدوہ الحسین فاسموالہ واطیعوہ اور تمہیں یزید کے دشمن حضرت امام حسین علیہ السلام سے لڑنے کے لیے بھیج دوں اب تمہارا فرض ہے کہ تم اس بارے میں اس کی بات کو کان دھر کے سنو۔اور اطاعت گزاری میں سر سے گزر جاؤ۔اس کے بعد منبر سے اترا۔وامر ھم ان یخرجوا الی حب الحسین ویکونو عوناً لابن سعد علی حربہ اور ان لوگوں کو حکم دیا کہ فوراً لڑنے کے لیے حسینؑ سے نکل کھڑے ہوا۔اور کربلا جا کر ابن سعد کے معین بنیں۔فاول خرج شمر ذی الجوشن فی اربعتہ الاف۔یہ سن کر کثیر افراد کربلا کو تیار ہو گئے اور سب سے پہلے جو کربلا روانہ ہوا وہ شمر ذی الجوشن تھا۔اس لشکر کی تعداد چار ہزار تھی۔علامہ محمد باقرؒ لکھتے ہیں کہ شمر کے لشکر کو ملا کر ابن سعد کا لشکر نو ہزار ہو گیا۔پھر



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ابن زیاد نے شمر کے بعد ابن رکاب کو دو ہزار ور حصین بن نمیر کو چار ہزار اور مضائر بن رھینیہ کو تین ہزار اور نضر ابن خرشہ کو دو ہزار سوار دے کر کربلا روانہ کر دیا۔ جس کا مجموعہ بیس ہزار ہوتا ہے (دمعہ ساکبہ ص ۳۲۲ ) ۵ محرم الحرام ۶۱ھ یک شنبہ علامہ باقر لکھتے ہیں ۔"ثم ارسل الی شیث ابن ربعی" ۔۔۔۔الخ بیس ہزار پر مشتمل لشکر بھیجنے کے بعد ابن زیاد نے شیث بن ربعی کو طلب کیا۔اس نے حاضری میں تامل سے کام لیا۔تو تہدیدی خط لکھ کر بلایا جس کا آخری جملہ یہ تھا" ان کنت فی طاعتنا فاقبل الینا مسرعاً اگر تیری گردن میں میری طاعت کا طوق ہے۔تو فوراً حاضر خدمت ہو جاابن ربعی دربار میں حاضر ہوا" اسے چار ہزار سوار دے کر حضرت امام حسینؑ سے لڑنے کے لیے کربلا روانہ کر دیا۔اس کے بعد عروہ بن قیس کو بلا کر چار ہزار کا سردار اور سنسان بن انس کو دس ہزار کا سردار اور محمد بن اشعث کو ایک ہزار اور عبداللہ الحصین کو ایک ہزار پر مشتمل لشکر کا سردار بنا کر روانہ کیا۔یہ سارا لشکر کوفہ سے روانہ ہو کر کربلا پہنچا اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے مقابلے میں جا اترا (دمعہ ساکبہ ص ۳۲۲ وناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۲۳۳)۶ محرم الحرام ۶۱ھ یوم دوشنبہ کوفہ سے لشکر کی آمد کا تانتا بندھا ہوا ہے۔اور ابن زیاد مسلسل عمر سعد کو ابھار رہا ہے۔کہ حسینؑ سے جنگ کرنے میں پوری دلیری سے کام لے۔چنانچہ آج جو خط پہنچا ہے۔اس مرقوم ہے۔"انی لم ابعل لک علۃ فی کثرہ الخیل والرجال۔عمر سعد! دیکھ میں نے لشکر کی کثرت کے ذریعہ سے تیرے لیے نہیں چھوڑا کہ تو قتل حسین سے پہلو تہی کرے۔ذرا ہوش کر۔تیری خبر صبح و شام میرے پاس پہنچ رہی ہے۔علامہ محمد باقر لکھتے ہیں۔"وکان زیاد لعنۃ اللہ یستحب عمر بن سعید لستۃ ایام مضین من المحرم" ابن زیاد عمر بن سعد کو چھٹی محرم کو تحریر کیا کہ قتل حسینؑ میں بہانہ تلاش نہ کرنا۔میرے پاس لشکر بہت ہے۔صرف کوفہ کے لشکری جو میں



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



تیرے ساتھ بھیج چکا ہوں ۸۰ ہزار ہیں۔ جن میں ایک بھی شامی اور حجازی نہیں ہے۔(دمعہ ساکبہ ص ۳۲۲) اسی امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ابو مخنف لکھتا ہے کہ ابن زیاد کے لشکر میں کوفہ کے اسی ہزار باشندے تھے۔یہی وجہ ہے۔کہ بعض حضرات نے ابن زیاد کے لشکر والوں کی تعداد ایک لاکھ بائیس ہزار تحریر کی ہے۔اور بعض نے اس سے بھی زیادہ لکھی ہے۔(ناسخ التوریخ جلد ۶ ص ۲۳۳)علامہ محمد باقر بروایت ابی مخنف لکھتے ہیں۔ لشکر برابر کربلا بھیجا جاتا رہا۔یہاں تک کہ اسی ہزار کوفی جن میں ایک بھی شامی و حجازی نہ تھا کربلا جا پہنچے اور امام حسین علیہ السلام کے قریب خیمہ زن ہوئے۔(دمعہ ساکبہ ۳۲۲ جن میں خولی بن یزید اصبحی دس ہزار اور کعب بن طلحہ تین ہزار حجار ابن الحر ایک ہزار سواروں سمیت شامل تھے(ناسخ التواریخ جلد ۲ ص ۲۳۳اور بروایت امام زین العابدین علیہ السلام ابن جنود نامسعوددر۔روز ششم محرم درکربلا جمع شرند،یہ لشکر والے چھٹی محرم کو کربلا میں جمع ہو گئے ۔(جلدالعیون ص ۱۹۷ )

## خولی بن یزید اصبحی کا خط زیاد کے نام

مورخین لکھتے ہیں کہ ابن سعد کو چونکہ یہ خیال تھا اگر امام حسینؑ سے جنگ نہ کرنی پڑی تو بہتر ہے۔لہٰذا تخلیہ میں اس نے حضرت سے کئی مرتبہ گفتگو کی۔خولی بن یزید اصبحی ملعون کو جب اس بات کا علم ہوا اس نے ابن زیاد کو لکھ بھیجا۔اے میر! عمر بن سعد رات کے تاریک پردے میں ایک علیحدہ مقام پر جا کر امام حسین علیہ السلام کو بلاتا ہے اور چادر بچھا کر بیٹھتا ہے اور کافی رات گئے تک دونوں بات چیت میں مشغول رہتے ہیں میں تو اسے حسین پر بڑا مہربان



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



پاتاہوں میرے خیال میں تو عمر بن سعد کو حکم دے کہ وہ استعفیٰ دے کر مجھے ذمہ دار بنادے پھر دیکھ میں کیسا کام کرتا ہوں (ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۲۳۶ طبع ایران) اس خط کا پہنچنا تھا کہ عبیداللہ ابن زیاد آگ بگولہ ہو گیا۔ اور فوراً عمر بن سعد کو ایک خط لکھا۔

## ابن زیاد کا خط عمر ابن سعد کے نام

ابن سعد! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تو ہر شب اپنے خیمہ سے نکل کر امام حسینؑ کو بلاتا ہے اور ان سے رات گئے تک باتیں کرتا رہتا ہے سن میرا خط پاتے ہی ان سے کہہ دے کہ وہ میرے حکم پر آجائیں اور اگر میرا حکم نہ مانیں تو ان کے لیے پانی روک دے کیونکہ میں یہود اور انصاری کے لیے پانی حلال اور آزاد کر دیا ہے لیکن حسینؑ اور ان کے اہل بیت کے لیے حرام اور بند کر چکا ہوں دیکھ ان کے اور پانی کے درمیان حائل ہو جا اور ایسا کر کہ وہ ایک قطرہ پانی کا نہ پا سکیں جیسے کہ امیر المومنین عثمان غنی نہیں پا سکے تھے۔ (ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۲۳۶ اخبار الطوال دنیوی ۲۵۴ طبری جلد ۱ ص ۳۱۲ البدایہ والنہار جلد ۸ ص ۱۷۵) علامہ ہروی لکھتے ہیں کہ۔ چھٹی تاریخ و ساتویں شب سے خاص خاص محافظ لشکر، لشکر ابن زیاد لعین کی طرف سے حفاظت نہر اور ممانعت آب کے لیے مقرر ہوئے (مواعظ حسینیہ ص ۲۳۸)

## شب ہفتم میں پانی لانے کا واقعہ

چھٹی کا دن گزر چکا ہے اور پانی خیمہ میں باقی نہیں رہا۔ جاں نثاروں نے حسب دستور پانی



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



لانے کی کوشش کی چنانچہ تیس بہادر نہر فرات کی طرف پانی لانے کے لیے روانہ ہوئے اور پانی لائے

## ۷ محرم الحرام ۶۱ ھ یوم سہ شنبہ

ساقی کوثر کے پیاروں پر آب فرات کی بندش سپہر کاشانی لکھتے ہیں کہ جب ابن زیاد کا خط ابن سعد کو ملا اسے مطالعہ کرنے کے بعد ابن سعد بندش آب پر متوجہ ہوا اور عمر بن حجاج کو بلا کر اسے پانچ سو سوار حوالے کئے اور حکم دیا کہ نہر فرات پر ایسا مستحکم پہرہ ڈالے کہ حسینؑ اور اس کے اصحاب پانی نہ لے جانے پائیں۔یہ واقعہ ۷ محرم الحرام یوم سہ شنبہ کا ہے ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۲۳۷ ) مورخ طبری لکھتا ہے کہ عمر بن سعد نے عمر بن حجاج کو پانسو سواروں سمیت بندش آب کے لیے معین کر دیا حکم پاتے ہی عمر بن حجاج امام حسینؑ وغیرہ اور پانی کے درمیان اس طرح حائل ہو گیا کہ یہ پیاسے ایک ایک قطرہ آب کے لیے ترس جائیں۔یہ واقعہ قتل حسینؑ سے تین دن پہلے کا ہے (تاریخ طبری جلد ۲، ۱ص ۳۱۲ ) غرضکہ عمر سعد نے عمر بن حجاج کو پانچ سو سواروں سمیت نہر فرات پر بھیج دیا۔اس کے بعد فوجی افسر حجر کو بلا کر چار ہزار سواروں کی سرکردگی میں عاضریہ کے گھاٹ پر متعین کر دیا ۔پھر شیث ابن ربیع کو بلایا اور ایک ہزار سواروں کا افسر بنا کر حکم دیا کہ تم یہ فوج لیکر گھاٹ پر جاؤ اور پانی روکو یہ لوگ نہر فرات کے گھاٹ پر آ گئے اور پورے انہماک سے اس بات کی کوشش کی کہ پانی کا ایک قطرہ بھی حسینؑ اور ان کے بچے نہ لینے پائیں۔(مقتل ابی مخنف ص ۳۲ ) الغرض یزید کے حکم سے ابن زیاد نے ابن سعد کو لکھا



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



عمر بن سعد نے عمر بن حجاج کو حکم دیا کہ نہر پر مضبوط پہرا رکھا جائے۔اور امام حسینؑ اور ان کے چھوٹے بچوں تک پانی کا قطرہ نہ پہنچنے پائے۔

## بندش آب پر طعنہ زنی

بندش آب ہی کیا امام حسینؑ کے لیے کچھ مصیبت تھی کہ ان پر عبداللہ بن حصین نے ان لفظوں میں طعنہ زنی کی اے حسینؑ! کیا تم پانی کو نہیں دیکھتے کہ کس طرح سے کروٹیں لے رہا ہے ۔لیکن خدا کی قسم تم کو ایک قطرہ پانی کا نہ دیں گے۔یہاں تک کہ تم پیاسے مر جاؤ۔(ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۲۳۷ ذخیرہ لمال ورق ۱۳۴۔امالی صدوق ص ۸۲، مقتل عوالم اور صواعق محرقہ ص ۱۱۸) بروایت ابن جوزی عمر بن حجاج نے پکار کر کہا۔اے حسینؑ دیکھو اس نہر فرات سے کتے اور سوار اور جنگلی جانور پیتے ہیں۔لیکن تم اگر چاہو کہ پانی پی لو تو یہ ناممکن ہے ۔خدا کی قسم تم ایک قطرہ بھی پانی کا نہ دیں گے۔یہاں تک کہ ــــــــــ(معاذاللہ) جہنم کے گرم پانی سے سیراب ہو۔(ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۲۳۷۔نور العین ص ۳۷)حضرت امام حسین علیہ السلام کو بندش آب سے زیادہ اس طعنہ زنی کا صدمہ ہوا۔"فکان سماع ھذا ا۔کام علی الحسین اشد من منھم ایاہ المائ" آپؑ نے ابن حصین کے جواب میں فرمایا:۔اللھم اقتلہ عطشاً ولا تغفر لہ ابداً۔خدایا پیاس سے مار دے اور کبھی نہ بخش۔(تذکرہ خواص الامتہ ص ۱۴۱ طبع ایران)

## ابن حوشب کی طعنہ زنی پر حضرت عباسؑ کا جلال



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



مورخ ابن قتیبہ لکھتا ہے کہ امام حسینؑ پر پانی بند کرنے کے بعد شہر ابن حوشب نے کہا "لا تشربوا منہ حتیٰ تشربوا من الحمیم" اے حسینؑ! تم پر پانی سے پہلے جہنم کے آب گرم سے سیراب ہوگئے۔ یہ سننا تھا کہ "فقال العباس بن علی یا اباعبداللہ نحن علی الحق فنقاتل فقال نعم فرکب فرسہ وحمل بعض اصحابہ علی الخیول" حضرت عباسؑ عرض پر واز ہوئے ۔ حضور! کیا ہم حق پر نہیں ہیں۔ کہ پانی پہ نہ لڑیں۔ فرمایا حق پر ہیں۔ یہ سن کر آپ گھوڑے پر سوار ہوئے اور اپنے ساتھیوں سمیت حملہ کر دیا۔ (الامامت والسیاست جلد ۲ ص ۸ طبع مصر)

## اعجاز حسینی سے چشمہ کا جاری ہونا

ساتویں کی صبح سے پانی بند ہے۔ اور دن کا بڑا حصہ گزر چکا ہے۔ اب امام حسینؑ کے چھوٹے بچے بہت پیاسے ہیں۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے ایک قیر یا بیلچہ دست مبارک میں لے لیا۔ خیمہ سے انیس قدم کے فاصلے پر جانب قبلہ تشریف لے جاتے ہیں۔ اور اسے زمین پر مارتے ہیں۔ خوش گوار پانی کا چشمہ جاری ہوتا ہے۔ جو تھوڑی ہی دیر بعد ہمیشہ کے لیے ناپید ہو گیا (ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۲۳۷۔ مقتل عوالم ص ۷۸۔ اعثم کوفی ص ۲۶۶ جلاء العیون ص ۱۹۸ دمعہ ساکبہ ص ۳۳۳ طبع ایران)

## حضرتؑ کے پانی کی دستیابی پر ابن زیاد کی برہمی

چشمہ کے جاری ہونے کی اطلاع ابن زیاد بدنہاد کو دی گئی۔ وہ بہت برہم ہوا اور ابن سعد کو



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



لکھا:۔ مجھے معلوم ہوا کہ حسینؑ کنواں وغیرہ کھود کر پانی نکالتے اور پیتے ہیں۔ دیکھ میرے اس خط کو پاتے ہی انہیں اپنی طاقت بھر کنواں کھودنے سے روک اور ان پر مکمل سختی کر اور بالکل پانی نہ پینے دے ان کے ساتھ وہی کر جو عثمان کے ساتھ کیا گیا تھا۔ (ناسخ جلد ۶ ص ۲۳۷) ۸ محرم الحرام ۶۱ھ یوم چہارم شنبہ

## شب ہشتم محرم کو حضرت عباس علیہ السلام کی سقائی

ساتویں دن گزرتے گزرتے اہل حرم کے خیموں سے پانی بالکل ختم ہو گیا۔ اور اب وہ وقت آگیا کہ امام حسین علیہ السلام کو فراہمی آب کے لیے اپنے برادر عزیز حضرت عباسؑ کو نہر فرات پر بھیجنا پڑا۔ علامہ ہروی لکھتے ہیں۔ کہ شب ہشتم حضرت بریر ہمدانی سمیت بائیس آدمیوں کو لے کر نہر فرات پر گئے۔ اور پانی لائے (مواعظ حسنہ ص ۲۸۳) مورخ ابو حنیفہ دینوری متوفی ۲۸۱ھ لکھتا ہے:۔ (ترجمہ) جب امام حسینؑ اور ان کے اصحاب پر پیاس غلبہ ہوا تو آپ نے اپنے بھائی حضرت عباسؑ بن علی کو حکم دیا کہ جن کی ماں بنی عامر سے تھیں تیس اسوار اور بیس ایسے پیدل جن کے پاس مشکیں ہوں لے کر نہر فرات کی جانب چل کھڑے ہوں۔ اور جو بھی مزاحمت کرے اس سے لڑیں۔ یہ سن کر حضرت عباسؑ نہر فرات کی طرف روانہ ہو گئے۔ ہلال بن نافع ان سے کے آگے آگے تھے۔ یہاں تک لب نہر فرات جا پہنچے، یہ دیکھ کر عمرو بن حجاج (جو ہلال کا عزیز تھا) مانع ہوا حضرت عباسؑ نے حملہ کر کے ان سب کے لب فرات سے ہٹا دیا اور مشک برادروں نے فوراً مشکیں بھر لیں۔ حضرت عباسؑ دشمنوں کو روکے رہے۔ اور مشکیزے خیموں میں پہنچ گئے۔ والذالک سمی العباس سقاء



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



اسی زبر دست سقائی کی وجہ سے حضرت عباسؑ کا لقب سقا قرار پایا (دمعتہ الساکبہ ص ۳۲۳ تاریخ اعثم کوفی ص ۲۶۶ ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۱۳۱ مقتل عوالم ص ۷۸ تحفہ حسینیہ الہوف طبع ایران ص ۲۶۹ جلا العیون ص ۱۹۸ طبع ایران۔ جناب عبدالحمید خان صاحب ایڈیٹر رسالہ مولوی دہلی لکھتے ہیں۔ بہر حال ظالموں اور کوفیوں نے پانی بالکل بند کر دیا۔ اور ایک ایک قطرہ کے لیے ترسانے لگے یہ انتظام ان بے رحموں نے ساتویں محرم سے کیا تھا ۔جناب ام علی مقام نے حضرت عباسؑ کو جو آپ کے برادر عالی قدر تھے حکم دیا کہ یا اخی امض ۔اے جان برادر جاؤ اور فرات سے پانی لاؤ پس حکم امام پا کر جناب عباسؑ تیس سوار اور بیس پیدل لے کر اور بیس مشکیں کاندھوں پر ڈال کر پانی لانے کے لیے فرات پر تشریف لے گئے یہ آدھی رات کا وقت تھا جب کنارا فرات پر پہنچے تو عمر بن الحجاج نے آواز دی تم کون لوگ ہو۔ یہ ظالم و شقی وہی ناپاک و نجس تھا۔ جس نے امامؑ سے دریدہ دہنی کی تھی اور کہا تھا کہ اس پانی کا ایک قطرہ تم کو نہ ملے گا۔ یہاں تک کہ دوزخ میں جا کر حمیم پیو۔ یہ دریا کی حفاظت پر مامور تھا۔ اس نجس و ناپاک کتے و کے بھونکنے پر ہلال بن نافع نے جواب دیا کہ میں ہوں تیرچچازاد بھائی اس نے کہا خوب اچھی طرح پیو۔ اور تم کو یہ پانی گوارہ ہو۔ جناب ہلال بن نافع نے جواب دیا تجھ پر لعنت ہو کہ مجھے تو پانی کی اجازت دیتا ہے مگر فرزند رسول اللہؐ پیاس کی شدت سے بے قرار ہیں ان کو پانی نہیں پینے دیتا۔ اس پر یہ شقی بولا۔ سچ ہے مگر مجھ کو تو جو حکم ہوا ہے اسکی تعمیل کروں گا ہلال بن نافع نے اپنے ساتھیوں سے کہا اس خبیث کی باتوں کی پروانہ کرو۔ اور اپنا کام کرو جس کام کے لیے تم آئے ہو۔ یزیدی بھی بڑھے اور جنگ شروع ہوئی۔ انصار امام دو حصوں میں تقسیم ہو گئے ایک گروہ پانی سے مشکیں بھر رہا تھا اور دوسرا گروہ یزیدی اشقیا سے لڑ رہا تھا اور لڑنے والوں کو پانی بھرنے تک پہنچنے سے روک رہا



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



تھا اس طرح لڑتے بھڑتے حضرت عباسؑ اور ان کے رفقا اس ناپاک ہجوم سے بخیر و عافیت نکل آئے اس معرکہ میں امام حسینؑ کے اعوان و انصار میں سے کوئی شہید نہیں ہوا۔اور ساقی کوثر کے فرزند دلبند کے حضور میں پانی لانے میں پوری طرح کامیاب ہوئے۔جناب امام حسین علیہ السلام نے بھی پانی نوش فرمایا۔اور سب اہل بیت اور ان کے ساتھیوں نے اپنی پیاس بجھائی۔اسی وقت سے حضرت عباس علیہ السلام سقائے اہل بیت کے معزز خطاب سے مفتخر ہوئے۔(شہید اعظم عرف بڑا شہادت نامہ ص ۱۲۵ طبع دہلی )

## حضرت عباس علیہ السلام کا سقا ہونا

منصب سقایت چونکہ جلیل القدر منصب ہے لہٰذا امام حسین علیہ السلام نے اس منصب کا حامل حضرت عباس کو قرار دیا تھا۔مورخ بمسطامی لکھتے ہیں۔وقدر لا خیمہ العباس سقایتہ العطشان، کہ حسینؑ نے اپنے بھائی عباسؑ کو پیاسوں کی سقائی کا منصب عطا فرمایا( تحفہ حسینیہ ص ۷۸ ) اور چونکہ آپ نے اپنے فریضہ منصبی کی ادائیگی میں پوری جانبازی سے کام لیا ۔یہاں تک کہ آپ کے دست مبارک بھی کاٹے گئے اسی لیے آپ کا لقب ،سقاؑ، قرار پایا ۔مورخین لکھتے ہیں۔ویلقوب السقاء لانہ استسقی الماء لا خیہ الحسین علیہ ہ السلام یوم الطف ،آپ کا لقب سقا اس لیے قرار پایا کہ آپ نے معرکہ کربلا میں پانی کے حصول میں بے حد کوشش کی (عمدۃ الطالب متقل عوالم ص ۹۴ مناقب جلد ۳ ص ۹۷ منج المقال قلمی ) عبدالرزاق موسوی، قمر بنی ہاشم صفحہ ۳۵ پر لکھتے ہیں کہ محرم کے عشرہ بھر چونکہ حضرت عباسؑ امام حسینؑ اور ان کے اہل بیت کے لیے پانی انتقام کرتے رہے۔اس لیے کو سقا کے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



لقب سے یاد کیا گیا۔ جیسا کہ ابوالحسن نے مجدی میں داودی نے عمدۃ المطالب میں ابن ادریس نے مزارالسرائر میں دیار بکرمی نے تاریخ خمیس میں نویری نے نہایت الارب میں شلنجی نے نورالابصار میں قائنی نے کبریت احمر میں بیان کیا ہے۔

## ابن حصین ہمدانی کا ابن سعد کی فہمائش کو جانا

آٹھویں کی رات گذری صبح ہوگئی اور پیاس کا غلبہ حد سے بڑھ گیا تو یزید ابن حصین ہمدانی نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے اجازت چاہی کہ جا کر ابن سعد کی فہمائش کریں۔ سپہر کا شانی لکھتے ہیں کہ ، بامداداں کہ بعد از سقایت عباسؑ اصحاب محتاج آب شرند بروایت شرح شافیہ و مطالب السؤل یزید بن حصین ہمدانی بحضرت حسین آمد و عرض کرد یا بن رسول اللہ اگر اجازت رود عمر سعد را دیدار کنم، باشد کہ از غوایت باز آید۔ الخ، حضرت عباسؑ کی سیرابی کے بعد صبح ہوئی اور اصحاب بیحد پیاسے ہوگئے تو بروایت شرح شافیہ و مصائب السؤل یزید بن حصین ہمدانی حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی مولا اگر اجازت ہو تو میں ابن سعد کے پاس جا کر اسے سمجھاؤں بجھاؤں۔ شاید وہ گمراہی سے باز آجائے حضرت نے اجازت دی۔ ابن حصین درانہ خیمہ ابن سعد میں گھس گئے اور سلام کئے بغیر گفتگو شروع کردی ابن سعد نے کہا کہ اے ہمدانی ! تم نے سلام نہیں کیا، کیا میں مسلمان نہیں ہوں ابن حصین نے فرمایا تو مسلمان ہوتا تو فرزند رسولؐ کو قتل کرنے کا ارادہ کیوں کرتا اور ان کے چھوٹے چھوٹے بچوں پر بندش آب کا ارتکاب کیسے کرتا اے ابن سعد وہ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



پانی جسے کتے اور سور تک پیتے ہیں حسینؑ اور ان کے بچوں کے لیے حرام ہے تونے پانی بند کر رکھاہے اس کے بعد بھی اپنے کو مسلمان کہتاہے یہ سن کر عمر بن سعد شرمندہ ہوا۔ فقال یا اخی ہمدان ما اجد نفسی تجیسنی الیٰ ترک الرائے نعیری، اور کہنے لگاکہ میں تو اپنے نفس کو اس بات پر راضی نہیں پایاکہ ملک رے کی حکومت دوسرے کے سپرد کردے یہ سن کر ابن حصین واپس تشریف لائے اور خدمت امام میں حاضر ہوکر عرض پرواز ہوئے مولا ! عمر بن سعد ملعون حکومت رے گے لالچ میں آپ کے قتل کو ضروری جانتاہے۔ اور کسی طرح اپنے ارادہ سے باز نہیں آتا(ناسخ التواریخ جلد ص ۲۳۸ طبع ایران )

## خیموں کے گرد خندق کھودنے کا حکم

علامہ شبلنجی لکھتے ہیں کہ یزید بن حصین نے عمر بن سعد کی گفتگو عرض کی تو آپ نے یقین جنگ پر خندق کھودنے کا حکم دیا۔ حضرت امام حسینؑ نے ان کے خیالات معلوم کئے تو یقین کرلیا کہ یہ ضرور لڑیں گے تو آپ نے اصحاب کو حکم دیا کہ تمام خیموں کو یکجاکرکے ان کے گرد ایک گڑھا خندق کی شکل کا کھودو، اور ایک جانب مقابلہ کے لیے راستہ رہنے دو پھر ان لوگوں نے خندق کھودی۔(نورالابصار ص ۱۱۷ طبع مصر، نورالعینین ص ۵۱ طبع بمبئی )

مورخ شبیر مولوی سید علی حیدر صاحب لکھتے ہیں، پھر امام حسینؑ کی ہدایت کے مطابق آپ اصحاب نے خیموں کا باہم ملاکر نصب کیا اور خیموں کے پیچھے ایک خندق کھود کر اس میں لکڑیاں بھر دیں تاکہ وہ لڑائی کے وقت جلادی جائیں۔ اور اس تدبیر سے دشمن خیمہ گاہ تک پہنچ سکیں جیساکہ حضرت محمدؐ مصطفی رسول خدانے جنگ احزاب کے موقع پر کیا تھا۔۔ الخ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



تاریخ ائمہ ص ۳۵۷

## حضرت عباس اور ان کے اہلبیت کا کنواں کھودنا

آٹھویں کا دن گذر رہا ہے دھوپ کی حدت اور پیاس کی شدت نے جاں نثاران اسلام کے جگر کو کباب کر دیا ہے امام حسین علیہ السلام اپنی اپنے مال بچوں اور اصحاب و انصار کی پیاس محسوس کررہے ہیں پانی کے حصول کے لیے سبیلیں سوچتے ہیں لیکن دستیابی آب کی کوئی شکل نظر نہ آتی تھی اب آخری صورت جو حسینؑ کے سامنے ہے وہ چاہ کنی ہے یعنی آپ اس کے علاوہ اور کوئی تدبیر مناسب تصور نہیں فرماتے کہ سقائے سکینہ کو حکم دیں اور وہ کنواں کھود کر پیاسوں کی سیرابی کی سبیل پیدا کریں۔ مورخ ابو مخنف اور علامہ ابن طاؤس لکھتے ہیں امام حسین علیہ السلام کے اصحاب و اولاد پر پیاس کی شدت ہوئی تو ان لوگوں نے امام حسینؑ کی خدمت میں شکایت کی تو حضرت عباسؑ کو بلا کر کہا کہ بھائی اپنے اعزاء کو جمع کر کے کنواں کھودو حضرت عباسؑ نے سب کو جمع کیا اور کنواں کھودا لیکن پانی برآمد نہ ہوا تو اسے آپ نے بند کر دیا۔ (مقتل ابی محنف ص ۲۷ طبع بمبئی، لہوف ص ۳۹۹ طبع ایران) اس روایت سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت امام حسینؑ کے حکم سے حضرت نے دیگر اہلبیت کی مدد سے ایک کنواں کھودا لیکن مشیت خداوندی پانی برآمد نہ ہوا۔ لیکن علامہ بسطامی نے جو افادہ فرمایا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ عمر بن سعد نے یہ معلوم کر لینے کے بعد کہ کنواں کھودا جارہا ہے تعمیل حکم ابن زیاد میں لشکر لے کر آیا اور کنوئیں کی کھدائی کو اس منزل تک پہنچنے سے پہلے کہ جہاں تک کھودنے کے بعد پانی برآمد ہوتا ہے اس نے کنوئیں کو بند کرادیا وہ لکھتے ہیں کہ جب شدت



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



عطش حد سے بڑھ گئی اور چھوٹے چھوٹے بچے پیاس سے بے حال ہونے لگے تو حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا۔اپنے بھائی حضرت عباسؑ کو طلب فرما کر حکم دیا کہ اہل بیت کو جمع کر کے ایک کنواں کھودو حضرت عباسؑ نے کنواں کھودا لیکن عمر سعد نے اسے بند کروادیا (تحفہ حسینیہ ص ۱۳۲ طبع ایران) واضح ہو کہ حضرت عباس علیہ السلام کو دو دفعہ کنواں کھودنے کا حکم دیا۔پہلی دفعہ کے حکم میں یہ موجود تھا کہ اپنے ہمراہ اہلبیت کو لے کر کنواں کھودو اور دوسرے حکم میں اصحاب کی ہمراہی ہے پہلا حکم آٹھویں تاریخ کو چاہ کنی کا ملا تھا جس کی طرف علامہ شیخ جعفر شوستری نے بھی اپنی کتاب مجالس المواعظ وا لبکاء موعظ ہشتم محرم الحرام میں اشارہ فرمایاہے اور دوسرا حکم نویں محرم الحرام کی صبح سے متعلق ہے جس کا ذکر آئندہ آئے گے ۔اب سوال یہ ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے کثیر اصحاب اور غلاموں کی موجود گی کے باوجود شہزادوں کو کنواں کھودنے کا حکم کیوں دیا۔اس کے جواب میں بعض مورخین فرماتے ہیں۔ان الحسین کان ماموراً فی ذالک الیوم بان یامواخوتہ وابنائہ واہلبیتہ خاصتہ لحضرالبئرٗ امام حسین علیہ السلام کو حکم خداوندی تھا کہ آج کے دن اپنے بھائی بیٹوں اور اہلبیت کو خصوصیت کے ساتھ کنواں کھودنے کا حکم دیں۔اور اس کی بھی افسری حضرت عباس علیہ السلام کو عطا کریں۔وھی الکرامتہ العظمی،جو ایک بہت بڑی کرامت ہے (مائتین ص ۴۲۷) علامہ کنتوری تحریر فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک حضرت امام حسین علیہ السلام کا اعزا و اقربا کو کنواں کھودنے کا حکم دینا اور بڑی مشقت میں مبتلا کرنا بظاہر چار وجو ہات پر مشتمل تھا۔(پہلی وجہ) یہ تھی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے اہلبیت کو جانچنا چاہاہے کہ میری اطاعت میں وہ کس درجہ سر گرم ہیں اس کے علاوہ ان کے نفوس کی تیزی کو توڑنا اور انہیں اصحاب کے برابر دیکھنا چاہتے تھے تا کہ ان میں امام کے قریب رشتہ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



دار ہونے کی وجہ سے غرور نہ پیدا ہو جائے اس لیے کہ خدا فرماتا ہے کہ قرابت نہیں بلکہ تقویٰ انسان کو باعزت بناتا ہے بیشک اصحاب اور خدام کی موجودگی میں اہل بیت کرام کا کنواں کھودنا کھلی ہوئی توہین ہے بہر صورت جب ان شہزادوں نے حکم امامؑ پر عذر نہ کیا۔اور کنواں کھودنے میں مشغول ہو گئے۔تو یہ بات ظاہر ہو گئی کہ یہ حضرات تمام اہلبیت میں وفا شعار اور خوش کردار ہیں۔(دوسری وجہ) یہ تھی کہ امام حسین علیہ السلام ان بیبیوں کا بھی امتحان کر رہے تھے۔جو آپ کے ہمراہ تھیں۔اور ان شہزادوں کی ماں بہنیں پھپھیاں اور بیویاں تھیں ۔جو اپنی آنکھوں سے دیکھتی تھیں۔کہ یہ لوگ کنواں کھود رہے ہیں۔اور ہر ایک کے ساتھ میں بیلچہ ہے اور ان کے جسم خاک میں اٹے ہوئے ہیں۔گویا وہ مزدور اور معمار کی صورت میں ہیں۔لیکن دم نہیں مارتی تھیں۔اور کوئی جملہ ایسا منہ سے نہ کہتی تھیں۔جس سے اس فعل پر عدم رضا ظاہر ہوتی ہو۔اور کسی راوی نے اس امر کی روایت نہیں کی کہ ان عورتوں نے اس فعل کو ناپسند کیا ہو۔یہ ظاہر ہے کہ ان کی بلند عزت اور خاندانی شرافت اس بات کی مقتضی تھی کہ وہ اس سخت کام پر رضا نہ ہوتیں۔لیکن برادرم ! بات تو یہ ہے کہ جب تم عقل سلیم پر زور دے کر سوچو گے۔تو معلوم ہو گا کہ ان نے بڑے حوصلے سے کام لیا۔لیکن پھر بھی اگر بھی اگرچہ یہ پاک عورتیں تھیں۔اور امام کی رضا پر راضی رہیں۔مگر اصول یہ ہے۔کہ جب صاحبان مجد و مخر کسی ذلیل کام کے ذمہ دار بن جائیں اور انہیں ذلت کا کام کرنا پڑے تو ضرور رنج والم اور غم وافسوس ہوتا ہے۔سمجھنے کی بات ہے کہ یہ شاہزادے کیونکر اس فعل پر راضی رہے۔اور ان کی عورتیں اپنی آنکھوں سے اپنے اعزاء کو ذلیل کام کرتے دیکھ کر روئیں چلائیں نہیں اور رنجیدہ نہیں ہوئیں۔میرا تو خیال یہ ہے کہ ضرور رو پڑھی ہوں گی۔ان کی صدائے گریہ ضرور بلند ہوئی ہو گی۔(تیسری وجہ) یہ تھی کہ امام



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



حسینؑ یہ چاہتے تھے کہ اپنے برادر عزیز کو اس وقت اسی طرح ساقی قرار دیں جس طرح حضرت پیغمبر اسلام علیہ السلام نے اپنے چچا حمزہ کو ساقی بنایا تھا اور یہ بھی خیال تھا کہ عباسؑ کو سقایت میں حمزہ سے بڑھادیں۔اور اس کی صورت یہی تھی کہ مقدمات سقایت کو بھی عباسؑ ہی سے ادا کرائیں جن میں کی کنواں کھودنا بھی داخل تھا اسی لیے کنواں کھودنے کا حکم عباسؑ کو دیا گیا۔الخ ص۴۴۸تا۴۵۱مائتین۔(چوتھی وجہ) یہ تھی میرے خیال میں وہ جگہ جہاں کنواں کھودا جارہا تھا۔خیام اہلبیت علیہم السلام سے متصل تھی۔اس لئے ضروری تھا کہ ایسے لوگ کنواں کھودتے جو اہل حرم کے محرم اور قریبی رشتہ دار ہوں یہی وجہ ہے کہ ان شہزادوں کو کھودنے کا حکم ملا تھا۔

## ۹ محرم الحرام ۶۱ھ یوم پنجشنبہ حضرت امام حسین علیہ السلام اور عمر بن سعد میں آخری گفتگو

حضرت عباسؑ اور علی اکبرؑ بھی ساتھ تھے؛آٹھویں کا دن کنواں کھدانے میں گزر گیا۔اور نویں کی رات آگئی۔حضرت امام حسین علیہ السلام نے ابن سعد سے تمام حجت کے لیے آخری گفتگو کر لینی مناسب سمجھی مورخین لکھتے ہیں۔:۔پھر امام حسین علیہ السلام نے عمر بن سعد کے پاس کہلا بھیجا کہ میں تجھ سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔لہٰذا تورات کو دونوں لشکروں کے درمیان مجھ سے مل چنانچہ رات کے وقت دونوں اپنے اپنے خیموں سے ۲۰،۲۰ افراد کو لیے ہوئے نکلے جب ان دونوں کی ملاقات ہوئی امام حسینؑ نے حضرت عباسؑ اور علی اکبرؑ کے علاوہ تمام اصحاب کو اپنے سے ہٹا دیا۔اور عمر بن سعد نے بھی اپنے لڑکے اور غلام کو ہمراہ رکھا



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



اس کے بعد امام حسینؑ نے فرمایا۔اے عمر! خدا سے ڈرو، تم مجھے قتل کرتے ہو حالانکہ میں تمہارے ہی نبی کا نواسہ ہوں۔خدا اسی میں خوش ہوگا۔کہ تم میرے ساتھ نیکی کرو۔عمر بن سعد نے کہا کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں میرا گھر گرا دیا نہ جائے آپ نے فرمایا اگر ایسا ہوا تو میں اس کو بنوا دوں گا اس نے کہا،امیر امال متاع لوٹ لیا جائے گا آپ نے فرمایا اگر ایسا ہوا تو میں اس سے بہتر تجھے دے دوں گا پھر اس نے کہا میرے بال بچے ہیں میں ان کی تباہی سے ڈرتا ہوں پھر اس کے بعد بالکل خاموش ہو گیا۔اور کوئی جواب نہ دیا بعدہ امام حسین علیہ السلام واپس تشریف لے آئے اور آپ نے کہا جلد تجھے خدا غارت کرے۔تجھے حشر کے دن نہ بخشے۔الخ دمعتہ الساکبہ ص ۳۲۳ جلاء لعیون ص ۱۹۸۔) تواریخ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام اور عمر سعد میں اب تک جتنے بھی تخلیئے ہوئے تنہائی میں ہوئے لیکن اس دفعہ کی ملاقات میں ۲۰۔۲۰ آدمیوں کا ہونا واضح کرتا ہے کہ اب عمر بن سعد کے خیالات بدل چکے ہیں اور وہ قتل پر آمادہ ہو چکا ہے اور موقع گفتگو پر حضرت عباسؑ اور حضرت علی اکبرؑ کا اس طرف سے اور عمر بن سعد کے بیٹے اور غلام کا اس طرف سے ہونا بتاتا ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے مطمئن نہیں ہیں۔

## ابن سخیر اور ابن حضیر میں گفتگو

مورخ شہیر سپہر کاشانی لکھتے ہیں کہ در شب پنجشنبہ نہم محرم، حسین علیہ السلام در سرپردہ خویش جائے داشت واصحاب آں حضرت ہر کس در خیمہ خویش میز یست، لشکر ابن سعد در گرد معکر حسین برہ داشتند۔ترجمہ نہم محرم پنجشنبہ نہم کی رات کو حضرت امام حسین علیہ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



السلام اپنے خیمہ میں اور اصحاب حسینؑ اپنے اپنے خیمہ میں فروکش تھے کہ ناگاہ عمر بن سعد کے لشکر نے ان حضرات کے خیموں کا دور اور قریب سے محاصرہ کر لیا۔اور ایک شخص عبداللہ بن سخیر نامی خیمہ امام حسینؑ کے قریب جا کر سننے لگا کہ امام کیا بات چیت کرتے ہیں ۔اس نے حضرت کو۔ولا تحسبن الذین کفوراکی تلاوت کرتے پایا جس کے آخر میں۔ماکان اللہ لیذر المومنین علی ماانتم علیہ حتی یمیر الخبیث من الطیب، تھا۔یہ سن کر اس نے آواز دی کہ ہم ہی وہ لوگ ہیں جو پاک اور طیب ہیں حضرت بریر ہمدانی کے کانوں تک یہ آواز پہنچی۔فوراً خیمہ سے برآمد ہو کر کہا:اے ملعون تو طیب ہے کہ نجس محض،اس پر تادیر گفتگو جاری رہی شمر نے پکار کر کہا۔جتنی باتیں چاہے بنالو کل تم ہمارے ہاتھوں موت کے گھاٹ اترو گے ۔بریر نے فرمایا:۔ہمیں موت سے ڈراتے ہو حالانکہ ہم موت سے ڈرنے والے نہیں جب گفتگو نے طول پکڑا تو حضرت امام حسین علیہ السلام نے حضرت بریر کو آواز دی اور فرمایا کہ ان لوگوں پر کسی اچھائی کا اثر نہیں ہو سکتا واپس چلے جاؤ،وہ حکم امام سے خیمہ میں واپس تشریف لے گئے۔(ناسخ التواریخ جلد ۶ صفحہ ۲۴۲ )

## ماہ محرم کی نویں تاریخ حضرت عباسؑ اور اصحاب کا کنواں کھودنا

صبح نہم محرم:۔نویں کی رات جوں توں گذر گئی اور صبح ہوئی اہلبیت حسین علیہ السلام اور اصحاب پر پیاس کا غلبہ ہے اور پانی کی کوئی سبیل نظر نہیں آتی۔حضرت امام حسینؑ نے اپنے قوت بازو،ساقی اہلبیت کو طلب فرما کر ارشاد کیا۔بھائی چند اصحاب کو ہمراہ لے کر کنواں کھودو



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



شاید پانی برآمد ہو اور چھوٹے چھوٹے بچے سیراب ہو جائیں۔ جب نویں محرم کی رات تمام ہوئی اور سپیدہ صبح نمودار ہوا۔ تو اس وقت حضرت امام حسینؑ کے لشکر میں پانی مطلق نہ تھا۔ اہلبیت حسینؑ اور اصحاب سخت پیاسے تھے اور فرزند ساقی کوثر کی خدمت میں حاضر ہو کر پیاس کی شکایت کرنے لگے حضرت امام حسینؑ نے حضرت عباسؑ کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ چند اصحاب کو ہمراہ لے کر کنواں کھودو شاید پانی کی سبیل پیدا ہو جائے حضرت عباس آلات کندنی لے کر ایک طرف تشریف لے گئے اور کئی جگہ کوشش کی مگر پانی برآمد نہ ہو سکا۔ (ناسخ التواریخ جلد ۶ صفحہ ۲۴۵) بعض مورخین لکھتے ہیں کہ صبح نہم، حضرت سکینہ پر پیاس کا بیحد غلبہ ہوا۔ آپ حضرت زینب کے پاس آئیں اور کہنے لگیں پھوپھی اماں اب پیاس مارے ڈالتی ہے پانی بالکل ختم ہو گیا ہے سب برتن خالی ہیں مشکیزوں کی تری جاتی رہی ہے اور وہ بھی بالکل سوکھ گئے ہیں حضرت زینب نے جناب سکینہ کا یہ حال دیکھا۔ حضرت زینبؑ، علی اصغر کو گود میں لیے اضطراب کی وجہ سے کبھی اٹھتی تھیں اور کبھی بیٹھ جاتی تھیں اور حضرت علی اصغرؑ کی یہ حالت ہے کہ مچھلی کی طرح تڑپ رہے ہیں حضرت زینب فرماتی ہیں صبراً صبراً بیٹا صبر کرو۔ حضرت سکینہ سے رہا نہیں جاتا رو پڑتی ہیں حضرت زینب فرماتی ہیں بیٹی کیوں روتی ہو۔ عرض کرتی ہیں، حال اخی الوضیع، علی اصغرؑ کی حالت رلا رہی ہے پھر سکینہ عرض کرتی ہیں پھوپھی اماں اصحاب وانصار کے خیموں میں پانی تلاش کرائیے۔ شائد کہیں سے تھوڑا بہت مل جائے جناب زینب ان کی تسلی کے لیے ام کلثوم وغیرہ کے خیموں میں تشریف لے گئیں۔ حضرت عباسؑ اور حضرت قاسم ودیگر قرابت داران کے خیموں میں گئیں لیکن کہیں سے ایک قطرہ بھی میسر نہ ہو سکا تو آپ مایوس ہو کر ان چھوٹے چھوٹے بچوں کو لیے ہوئے جن کی تعداد بیس تھی۔ واپس اپنے خیمے میں تشریف لائیں (مائتین ص ۳۱۶ مواعظ حسنہ ص ۲۸۳) ثم طلب



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



العباس و قال فاجمع اصحابک واحضر بئراً پھر حضرت عباسؑ کو بلایا اور حکم دیا بھائی اصحاب کو جمع کر کے کنواں کھودو اس لیے کہ بچے شدت تشنگی سے جاں لب ہیں حضرت عباس اٹھے اور کنواں کھودنے لگا۔ قال فعند ذلک احمعت الاطفال علی تلک البر و بید کل واحد منھم رکوۃ قالوا یا عماہ العطش، راوی کہتا ہے کہ جب بچوں کو کنواں کھودے جانے کی خبر ملی تو ہاتھوں میں کوزے لیے ہوئے اور العطش کہتے ہوئے لب بیر آ گئے اور جھک جھک کر اسے دیکھنے لگے واذا جاء القومہ فطمرھا فھریت الاطفال الخیام، ادھر کنواں کھد رہا ہے ادھر کسی عمر بن سعد کو خبر دی وہ لشکر لیے ہوئے آپہنچا پیاس کے مارے ہوئے بچے ہاتھوں میں خالی کوزے لیے ہوئے خیموں کی طرف بھاگے ان ظالموں نے اس کنوئیں کو بند کر دیا ثم حضر بئراً فطلمو حاحتی حضرار بعداً، ان دشمنوں کے چلے جانے کے بعد عباسؑ نے دوسرا کنواں کھودا اب کی مرتبہ پیاسے بچے خوف وہراس کے مارے لب چاہ تک نہ آئے اور در خیمہ سے العطش کا نعرہ لگاتے رہے پھر ان دشمنوں نے آکر اسے بھی بند کر دیا الغرض حضرت عباسؑ نے لیے در پے چار کنوئیں کھودے اور سب بند کر دیئے گئے پھر جب پانچواں کنواں کھودا تو اتفاقاً پانی کی برآمدگی کا موقع مل گیا۔ فاذا بلغ الماء جاءت سکینۃ و معھا الکرکوۃ، یہ دیکھ کر حضرت سکینہ کوزہ لے ہوئے دوڑ پڑیں اور کہا چچا جان مجھے ایک جام بھر دیجئے میرا جگر پیاس کے مارے کباب ہو رہا ہے فبکی العباس بکائً شدیداً او ملاء الوکوۃ، یہ سن کر حضرت عباسؑ بیساختہ رو پڑے اور کوزہ بھر کے سکینہ کو دیا سکینہ ابھی پانی پینے بھی نہ پائی تھی کہ دشمن کا لشکر پھر آ گیا یہ بچاری ہاتھ میں کوزہ لیے ہوئے خیمہ کی جانب دوڑیں فضل رجھافی الطناب فانکبت و قالب یاعمتاہ تری ہذا الحال، ناگاہ آپ کا پاؤں طناب خیمہ سے الجھ گیا اور زمین پر منہ کے بل گر گئیں اور بڑی مایوسی کے ساتھ اپنی پھوپھی حضرت زینبؑ کو پکار کر کہا اے پھوپھی جان پانی ہاتھ میں آکر جاتا رہا۔ فعند ذلک اغتم الحسین غماً شدیداً، یہ حال دیکھ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



کر امام حسین علیہ السلام بے انتہار نجیدہ ہوئے (خلاصۃ المصائب ۱۱۲ طبع نولکشور ۱۸۷۶ئ )

## امام حسین علیہ السلام خود نکل پڑے

جب پانی کی کوئی سبیل نظر نہ آئی اور حضرت امام حسینؑ نے اپنی آنکھوں سے بچوں کی مایوسی اور بے چینی اس موقع پر بھی ملاحظہ کی تو برداشت نہ ہو سکا۔اور تمام حجت کے لیے ناقہ پر سوار ہو کر قوم اشقیا کے سامنے جا نکلے علامہ اربلی لکھتے ہیں۔نویں تاریخ کو حضرت امام حسینؑ تمام حجت کے لیے ناقہ پر سوار ہو کر لشکر مخالف کی طرف تشریف لائے اور فرمایا اے قوم! اگر تمہارے خیال ناقص میں گنہگار ہوں تو ان عورتوں اور بچوں نے تو کوئی گناہ نہیں کیا یہ رسول خدا کے اہلبیت ہیں اور بے گناہ انہیں تھوڑا پانی دے دو کہ جاں بلب ہیں عمر نے کہا کہ اے حسینؑ اگر ساری دنیا پانی پانی ہو جائے اور ہمارے قبضہ اقتدار میں ہو تو ہم اس وقت تک ایک قطرہ بھی نہ دیں گے جب تک تم یزید کی بیعت نہ کر لو گے۔یہ سن حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنا تعارف کرایا اور رسولؐ خدا سے اپنا رشتہ واضح کیا لیکن۔باسپہ دل چہ سود گفتن وعظ نہ رود میخ آہنی در سنگ اکسیر التواریخ صفحہ ۷۰ )الغرض ادھر اہل بیت کرام پانی کی فکر میں کنوئیں کھود رہے ہیں اور امام حسین علیہ السلام سر گرداں ہیں ادھر شمر ملعون اپنی ترکیبوں میں لگا ہوا ہے اور پوری فکر کے ساتھ یہ چاہتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح امام حسینؑ کے خشک گلے پر خنجر پھر جائے۔

## شمر کا کوفہ جانا



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



شب نہم جو گفت گو امام حسینؑ اور عمر بن سعد میں ہوئی تھی۔ شمر کو اس کی خبر نہ تھی لیکن جب اس نے سنا کہ۔ کہ عمر بن سعد رات کے وقت امام حسینؑ کے پاس جا کر بات چیت کرتا ہے فوراً کوفہ روانہ ہو گیا اور ابن زیاد سے کہا کہ امام حسینؑ اور عمر بن سعد میں مراسلہ جاری ہے اور بات چیت ہوتی رہتی ہے چنانچہ آج شب کو بھی تخلیہ میں باتیں ہوتی رہیں لیکن یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ گفتگو کا کیا رخ تھا۔ روضتہ الشہداء ص ۳۰۶ طبع بمبئی) عبیداللہ بن زیاد نے جب شمر کی زبانی ان دونوں کی گفتگو کا حال سنا تو آگ بگولہ اور فوراً عمر بن سعد کو لکھا۔ ابن زیاد کا خط عمر وسعد کے نام میں نے تجھے امام حسینؑ کی طرف اس لیے نہیں بھیجا کہ تو انہیں باز رکھ اور ان کی حفاظت کر۔ نہ اس لیے بھیجا ہے کہ ٹال مٹول کر اور بقا و سلامتی کے لیے دعائیں کر اور دیکھ تو مجھ سے ان کی شفاعت نہ کر۔ اچھا سن ! اگر حسینؑ اور ان کے اصحاب میرے حکم کو مان لیں تو ٹھیک ہے۔ ورنہ پھر انہیں قتل کر دے۔ کیونکہ وہ اسی کے مستحق ہیں۔ اور جب حسینؑ کو قتل کر لے۔ تو ان کی لاش پر گھوڑے دوڑا دے تاکہ پیٹھ اور پیٹ سب پس جائیں میرا تو عقیدہ یہ ہے کہ مرنے کے بعد ان چیزوں سے تکلیف نہیں ہوتی۔ اگر تو نے انہیں قتل کر ڈالا تو میں تجھ کو بڑی جزا دوں گا۔ اور تجھے بہت ہی سراہوں گا۔ اور اگر تجھ سے یہ نہیں ہو سکتا تو شمر کو اپنا قائم مقام کر دے۔ (دمعہ ساکبہ ص ۳۲۳ و ناسخ جلد ۶ ص ۲۳۹)

❖ ❖ ❖

## حضرت عباسؑ کی امن نامہ کی حصولی



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ابن زیاد نے بھرے دربار میں مذکورہ بالا خط لکھ کر شمر ذی الجوشن کے حوالے کر دیا۔ شمر ابھی روانہ ہونے نہ پایا تھا کہ جریر بن عبداللہ مخلد کلابی کھڑے ہو گئے اور ابن زیاد کو مخاطب کر کے کہا۔اے امیر میری ایک خواہش ہے۔ اگر قبول کرنے کا وعدہ کرے تو عرض کروں۔ ابن زیاد نے کہا کہو تو سہی کیا بات ہے۔ جریر نے کہا جب حضرت علیؑ کوفہ میں قیام پذیر تھے تو انہوں نے میری چچازاد بہن ام البنین کے ساتھ عقد کیا تھا اور اس سے چار فرزند پیدا ہوئے تھے۔ عبداللہ جعفر عباس عثمان یہ چاروں میرے چچازاد بھائی ہیں۔اور کربلا آئے ہوئے ہیں ۔ اگر اجازت ہو تو انہیں ایک تحریر کے ذریعہ سے خط امان لکھ دوں۔اے امیر یہ مہربانی بڑی وزنی ہو گی ابن زیاد نے کہا اچھا میں انہیں اماں دے دی تم صورت حالات انہیں لکھ بھیجو وہ لوگ ڈر کر گھبرا نہ جائیں۔(ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۲۴۲)عبداللہ بن جریر نے جب امن نامہ حاصل کرنے کی کوشش کی تو شمر ابن ذی الجوش جو عبداللہ کے خاندان سے تھا۔اس نے بھی ہاں میں ہاں ملا دی(ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۲۴۳ تبر نداب قلمی)الغرض عبداللہ بن جریر نے ابن زیاد سے امن نامہ حاصل کر لیا۔اور اسے خط کی شکل دے کر اپنے غلام عرفان کے حوالے کر کے کہا:۔ سن جلد سے جلد منٹوں میں کربلا پہنچ اور اس نامہ کو عبداللہ عباس، جعفر، عثمان کے حوالہ کر اور دیکھ خبردار ان چاروں کے علاوہ اس کی کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو۔(ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۲۴۲) عرفان: فرمان نامہ لیے ہوئے بات کی بات میں کربلا جا پہنچا اور اس کو نامہ حضرت عباسؑ کے دست مبارک میں دیا



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



## عبداللہ کے خط امان کا حضرت عباسؑ کی طرف سے جواب

حضرت عباسؑ اور ان کے بھائیوں نے عبداللہ ابن جریر کے خط امان کو پڑھا اور لکھتے ہوئے حالات سے آگاہی ہوئی۔اس کے بعد نہایت دلیری کے ساتھ عرفان سے فرمایا کہ ہمارے مہربان عبداللہ بن جریر سے کہہ دو کہ ہم ایسے نہیں ہیں کہ ابن زیاد کے زیر سایہ امان کی چھاؤں میں بیٹھیں۔خدائے غالب و قاہر کی امان ہمارے لیے کافی ہے۔ہم وہی چاہتے ہیں ۔جو خدا چاہتا ہے۔عرفان جواب باصواب پاکر کوفہ واپس گیا اور عبداللہ سے سارا واقعہ کہہ سنایا۔عبداللہ چوں کہ کربلا والوں کے مآل کار واقف تھا۔لٰہذا سخت آزدہ ہوا،اور کف افسوس ملتا ہوا خاموش ہو گیا۔

❖ ❖ ❖

## عرفان کے امن نامہ پیش کرنے پر خیمہ میں اضطراب

علامہ قزدینی تحریر فرماتے ہیں کہ جریر کا امن نامہ حضرت عباسؑ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے اسے ملاحظہ فرما کر جواب دے دیا۔عرفان کی آمد اور حضرت کا ہاتھوں میں لے کر امان نامہ کو پڑھنا۔خیمہ کی مخدرات نے دیکھا انسانی جذبہ کے ماتحت یہ خیال پیدا ہوا کہ کہیں عباسؑ نے اسے منظور کر لیا تو کیا ہوگا۔حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں آئیں اور اظہار خیال کیا۔مطمئن بہادر نے ان عورتوں کو اطمینان دلانے کے لیے حضرت عباسؑ کو بلا بھیجا۔وہ حاضر خدمت ہوئے۔حضرت زینب سلام اللہ علیہا بھی اسی جگہ تشریف فرما تھیں ۔آپ نے دست بستہ ہو کر طلبی کا سبب پوچھا۔حضرت زینبؑ نے فرمایا:عباسؑ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ ہم کو دشمن کے ہاتھوں میں دے دو اور خود لشکر شمر سے جاملو۔اس تعجب خیز سوال پر



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



حضرت عباسؑ رو پڑے نزدیک بود کہ خود را ہلاک کندا اور قریب تھا کہ اپنے کو ہلاک کرڈالیں۔ عرض کی ہمشیرہ معظمہ ! وہ پاؤں ٹوٹ جائیں جو آستانہ حسینی سے سر کیں۔اور وہ آنکھیں پھوٹ جائیں جو جمال حسینی کے علاوہ کسی بدمآل کی طرف دیکھیں۔معظمہ آپ کیا فرماتی ہیں۔میں نے تو یہ جواب دیاہے کہ حسینؑ جیسے اللہ والے مجاہد کے دامن کا سایہ تیرے امان سے بہتر ہے۔ہمارے ظل وجود حسینی کافی ہے۔(عدائق الانس جلد ۲ ص ۶۹)

## زیادی فرمان لے کر شمر ذی الجوشن کا کربلا پہنچ کر ابن سعد کو دینا

مورخین کا بیان ہے۔کہ شمر بن ذی الجوشن ابن زیاد کا آخری حکم لیے ہوئے کربلا پہنچا اور اسے عمر بن سعد کے حوالے کیا۔ابن سعد نے کہا خدا لعنت کرے تونے صلح نہ ہونے دی۔ اور جنگ کی آگ بھڑکا ہی دی علامہ محمد باقر لکھتے ہیں۔پس شمر بن ذی الجوشن عبیداللہ ابن زیاد کا خط لے کر عمرو بن سعد کے پاس پہنچا۔جب عمرو بن سعد ملعون نے یہ خط پڑھا تو اسے کہنے لگا۔ تجھ پر وائے

ہو۔خدا تجھے برکت نصیب نہ کرے اور اس پیغام کا انجام بھی برا ہو۔خدا کی قسم میرا گمان یہ ہے کہ میں نے اسے جو کچھ لکھا تھا تو نے ہی اس سے اسے روکا ہے۔اور جس امر کے اصلاح کی ہمیں امید تھی اس پر پانی پھیر دیا ہے۔خدا کی قسم امام حسینؑ کبھی یزید کی اطاعت قبول نہ کریں گے۔اس لیے کہ ان کے باپ کا دل ان کے دونوں پہلوؤں میں موجود ہے۔شمر نے کہا اب بتاؤ کہ کرنا کیا چاہتے ہو۔امیر کے حکم پر چل کر اس کے دشمن سے جنگ کرو



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



گے۔(دمعہ ساکبہ ص ۲۲۳) یا نہیں یہ معاملہ میرے سپرد کرو۔میں جانوں اور وہ جانے اور یہ فوج ولشکر جانے عمر بن سعد نے جواب دیا کہ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔علامہ بسطامی لکھتے ہیں کہ شمر اس نامہ ابن زیاد کو لیے نویں محرم الحرام یوم پنجشنبہ کو کربلا پہنچا اور عمر بن سعد کو دیا۔(تحفہ حسینیہ ص ۱۱۸ مقتل عوالم ص ۷۹ جلاء العیون ص ۱۹۸) عمر بن سعد نے شمر کو برا بھلا کہنے کے باوجود جنگ سے باز آنے اور فرزند رسولؐ کے خون سے در گزر کرنے پر تیار نہیں ہوتا۔اور چاہتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کو قتل کر کے حکومت رے کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔چنانچہ شمر کو پیادوں کا حاکم بنا کر خود سواروں کی کمان کرتا ہے۔اور پیاسوں پر حملہ کرنے کی سکیم مرتب کرنے لگتا ہے۔

## حضرت عباسؑ کی خدمت میں امان نامہ

محرم الحرام کی نویں تاریخ کو دن ڈھل چکنے کے بعد شمر اپنے خیمہ سے برآمد ہوا۔حضرت امام حسین علیہ السلام کے قریب آکر آواز دی۔"این بنوا ختناء عبداللہ و جعفر وعباس و عثمان" کہاں ہیں۔میرے سامنے آئیں۔میں ان کے لیے حکم امان لایا ہوں۔ان حضرات نے جب امن کا لفظ سنا خاموشی اختیار فرمائی اور بظاہر جواب بھی دینے کا ارادہ نہ تھا۔لیکن حضرت امام حسین علیہ السلام نے شمر کے کلمات سنتے ہی حضرت عباسؑ سے فرمایا:"اجیبوہ وان کان فاسقاً فانہ بعض اخوالکم" تم لوگ دیکھو تو سہی یہ کہتا کیا ہے۔اگرچہ یہ فاسق ہے۔لیکن تمہار اماموں ہوتا ہے۔یہ سن کر حضرت اسداللہ علی بن ابی طالب علیہ السلام کے چاروں شیر خیمہ سے نکل پڑے۔اور قریب جا کر پوچھا کیا کہتا ہے۔اس نے کہا"یا بنی اختی انتم امنون" اے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



میرے بھانجو! تمہارے لیے دامن امن وسیع ہے۔اور ابن زیاد سے میں نے تمہاری نجات کا حکم لے لیا ہے۔" بابرادر خود حسین زرم مزنید وخود را بیہودہ بکشتن مدہید از معکر حسین کنارہ گیرید وسر در اطاعت امیر المومنین یزید در آور رید" تم حسینؑ کے ساتھ رہ کر فضول اپنی جان نہ دو۔اور حسینؑ کے لشکر سے کنارہ کش ہو کر یزید کی اطاعت میں آجاؤ۔

## حضرت عباسؑ کا شمر کو منہ توڑ جواب

"فقال لہ القبۂ لعنک اللہ ولعن امانک اتو منا وابن رسول اللہ لا امان لہ" یہ سنتے ہی ان لوگوں نے بڑی دلیری کے ساتھ امان نامہ کو ٹھکراتے ہوئے کہا۔خدا تجھ پر اور تیری امان پر لعنت کرے ہمیں تو امن دیتا ہے۔اور فرزند رسول علیہ السلام کے لیے امان نہیں۔سید ابن طاؤس فرماتے ہیں کہ حضرت عباسؑ نے ڈانٹ کر فرمایا خدا تجھے داخل جہنم کرے۔اور تیری امان پر لعنت کرے۔اے دشمن خدا ہمیں مشورہ دیتا ہے کہ ہم اپنے بھائی اور آقا حضرت امام حسین علیہ السلام کو چھوڑ کر ملعون کی اطاعت میں داخل ہو جائیں۔یہ سنتے ہی شمر ملعون آگ بگولہ ہو کر غیظ وغضب کے عالم میں اپنے لشکر کی طرف واپس چلا گیا۔ناسخ التواریخ جلد ص ۲۴۳۔جلاء العیون ص ۱۹۸۔دمعہ ساکبہ ص ۳۲۴ مقتل عوالم ص ۷۹۔تحفہ حسینیہ ص ۱۱۹ تاریخ اعثم کوفی ص ۲۶۷ مخزن البکاء ملا صالح برغانی م ۶ طبع ایران ۱۲۹۹ئ مائتین فی مقتل الحسین ص ۴۵۷ تاریخ طبری جلد ۶ ص ۲۳۷

## حضرت عباس علیہ السلام اور شمر ملعون باہم قرابت داری



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



## کاانکشاف

مذکورہ بالاواقعہ کے پیش نظریہ کہاجاسکتاہے کہ شمر ملعون حضرت عباس علیہ السلام کاماموں اور آپ کے بھانجے اور ابو الکلام آزاد کی تحریر مندرجہ ذیل سے پتہ چلتا ہے کہ وہ آپ کا پھوپھی زاد بھائی تھا۔ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں : شمر بن ذی الجوشن کے متعلق یادرکھنا چاہیے کہ اس کی پھوپھی ام النبین بنت حزام امیر المومنین علیہ السلام کی زوجیت میں تھیں۔اور انہیں کے بطن سے ان کے چار صاحبزادے عباسؑ،عبداللہؑ، جعفر اور عثمان پیدا ہوئے تھے۔جواس معرکہ میں امام حسین علیہ السلام کے ساتھ تھے۔اس طرح شمران چاروں کا اوران کے واسطہ سے حضرت امامؑ کاپھوپھی زاد بھائی تھا۔لیکن یہ درست نہیں ہے۔یعنی حضرت عباسؑ شمر کابھانجا سمجھنااوراس کوآپ کاماموں قرار دینا کسی طرح تاریخ کی روشنی میں راست نہیں کیاجاسکتا۔ہاں اگر مجازی طوراس رشتہ کو تسلیم کیاجائے تو ٹھیک ہو سکتا ہے۔اور واقعہ بھی یہی ہے کہ ان میں کوئی حقیقی رشتہ داری نہ تھی۔نہ شمران حضرات کاماموں تھااورنہ پھوپھی زادبھائی۔صرف بات یہ تھی کہ یہ دونوں ایک ہی قبیلہ کلاب سے تھے اور دستور عرب کے مطابق صرف قبیلہ سے ہونے کی وجہ سے مجازی طورپرماموں بھانجہ کامنہ بولارشتہ قرار دیاجاتاتھا۔ابوالکلام نے جو حضرت ام النبینؑ کو شمر ملعون کی پھوپھی تحریر کیا ہے اس کاتاریخ میں کوئی وجود نہیں۔

## یہ دونوں ہم قبیلہ تھے

علامہ مجلسی تحریر فرماتے ہیں کہ " بعضے از برادران آنحضرت از قبیلہ او بودند" شمراس لئے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



امن نامہ لایا تھا کہ امام حسین علیہ السلام کے بہن بھائی اس کے قبیلہ سے تھے پھر آگے چل کر لکھتے ہیں کہ شمر نے آکر کہا کہ چونکہ تمہاری ماں میرے قبیلہ سے ہے۔اس لیے میں تمہارے لئے امان لایاہوں۔(جلاء العیون ص ۱۹۸ طبع ایران ۱۲۸۲ھ)اس سے صاف واضح ہے کہ ان لوگوں میں حقیقی قرابت داری نہ تھی۔یہی وجہ ہے کہ جب شمر نے سامنے قرابت کا حوالہ دیا۔توآپ غصہ کے مارے آگ بگولہ ہوگئے۔علامہ کنتوری لکھتے ''الخ حضرت عباسؑ شمر کے انتساب قرابت پر غصہ میں بھر گئے۔اس لیے کہ وہ ملعون شقی مطلق تھااور حضرت عباس سعید ازلی ان دونوں میں حقیقی رشتہ داری کہاں (امائتین ص ۴۵۷)اب ہم ذیل میں اخبار نظارہ سے اپنا وہ مضمون من وعن درج کرتے ہیں۔جو ۱۳۵۷ھ کے ابو الفضل العباس نمبر میں شائع ہوا تھا۔جس سے آپ کی مجازی قرابت داری پر مکمل روشنی پڑ جائے گی۔

## کیا شمر ملعون حضرت عباس علیہ السلام کا حقیقی ماموں تھا

تاریخ کربلا کے ماتمی اوراق پر سطحی اور سرسری نظر ڈالنے سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ذی الجوشن ملعون حسینی ہیرو حضرت عباس ابن علی علیہ السلام کا حقیقی ماموں تھا۔لیکن دراصل یہ خیال خام ہے۔وہ ملعون برائے نام یعنی مجازی ماموں تھا۔اسی طرح سرکاری حسینی کے محافظ علمدار کربلا بھی مجازی بھانجے دستور عرب کے مطابق وہ اپنے کوماموں اور ان کواپنا بھانجا کہتا تھا۔عرب کا قاعدہ یہ ہے کہ جب کسی شخص کی ماں کسی قبیلہ کی لڑکی ہے تو قبیلہ والے اس عورت کو مجازی بہن بنا کر اس کی ساری اولاد کو ''ابن اخت''بہن کے بیٹے سے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



تعبیر کرتے ہیں۔اور اس عورت کے بیٹے اس ماں والے قبیلے کے مردوں کو ماموں سے یاد کرتے ہیں۔علامہ بسطامی تحریر فرماتے ہیں۔عرب کا دیرینہ قاعدہ یہ ہے کہ جب کسی کی ماں کسی طائفہ اور قبیلہ سے ہوتی ہے۔تو اس قبیلہ کی عورت پر بہن کا اطلاق (مجازاً) ہوتا ہے اور اسی طرح ماموں کا اطلاق اس قبیلہ کے تمام مردوں پر ہوا کرتا ہے۔( تحفہ حسینیہ جلد ا صفحہ ۱۱۸ طبع ایران )حضرت عباس علیہ السلام کی مادر گرامی جناب :ام البنین حزام ابن خالد، ابن ربیعہ ،ابن بوہی،ابن غالب ،ابن کعب،ابن عامر ،ابن کلاب،ابن ربیعہ ،ابن عامر ابن صعصعہ ،ابن معاویہ، ابن ابی بکر، ابن ہوازن سے تھیں ۔جیسا کہ ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۲۸۷ طبع بمبئی ۱۲۰۹ھ اور عمدۃ الطالب ص ۳۲۴ طبع بمبئی ۱۲۰۹ھ اور عمدۃ الطالب ص ۲۴ طبع بمبئی ۱۳۱۸ھ اور ابصار العین علامہ سماوی ص ۲۶ طبع نجف اشرف اور منتہی المقال فی احوال الرجال طبع ایران ۱۲۶۷ھ اور منتج المقال قلمی وغیرہ میں ہے اور کتب تواریخ سے یہ بھی معلوم ہے کہ شمر ملعون اسی قبیلہ سے سمجھا جاتا تھا۔چونکہ ایک ہی قبیلہ سے تھا۔لہٰذا اسی قاعدہ عرب کی بناپر سرکار حسینی سے مملکت وفاداری کے بادشاہ کو جدا کرنے کی فکر میں لعنت امیز امن نامہ پیش کرنے کے لیے آکر نعرہ زن ہوا۔"این بنو اختنا" میری بہن ام البنین کے بیٹے عباسؑ وغیرہ کہاں ہیں ؟ کہا تھا اور اسی قاعدہ عرب کی بناپر امام حسینؑ نے فرمایا تھا کہ اے عباسؑ"اجیبوہ وان کان فاسقاً فانہ بعض اخوالکم" ہاں ہاں سنو تو سہی یہ کیا کہتا ہے۔عباسؑ یہ ملعون فاسق تو ضرور ہے۔مگر تمہارا ماموں ہوتا ہے۔(ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۲۲۱ طبع بمبئی ۱۳۰۹ھ علامہ بخاری لکھتے ہیں :انس سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہؐ نے انصار کو بلاتے ہوئے فرمایا کہ تم میں تمہارے علاوہ کوئی اور بھی ہے۔عرض کہ سعد کے ایک بھانجے کے اور کوئی نہیں۔آپ نے ارشاد فرمایا کہ جن لوگوں کا ابن اخت



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ہو۔انہیں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔( صحیح بخاری ص ۱٦۴ باب ابن اخت القوم منہم کتاب بدء الخلق طبع مصر) محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث سے جب یہ ثابت ہو گیا کہ جس قوم کا ابن اخت ہو اسی قوم کا یہ بھانجا ہوتا ہے۔اور وہ لوگ اس کے ماموں کہے جاتے ہیں۔اب ہم آزادی کے ساتھ یہ کہنے کو تیار ہیں کہ حسینی ہیرو کا شمر ملعون مجازی ماموں تھا بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ ایک قبیلہ سے ہونے وجہ سے یہ بھانجے ہوئے اور وہ ماموں ہوا نا کہ باہم حقیقی تعلقات تھے۔میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ یہ مجازی تعلقات صرف ماموں بھانجوں تک محدود اور منحصر نہیں ہیں۔بلکہ چچا کو باپ اور خالہ کو ماں کہنا مجاز متعارف ہے۔علامہ قاضی بیضاوی اور علامہ کبیر رازی اور علامہ ابوالقاسم زمحشری جناب یوسفؑ کے قصہ میں اس آیت (آدی الیہ ابویہ) کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں ”ضم الیہ وخاتم باعتنقھا نزلھا منزلہ الام تنزیلاً للعم منزلہ الاب فی قولہ تعالی انعبد الھمک والہ آبائک“ ابراہیم و اسماعیل واسحاق الخ تفسیر بیضاوی جلد ۱ ص ۷۰۴ طبع لکھنوٴ ۱۲۸۲ھ۔ تفسیر کبیر جلد ۵ ص ۱٦۱ طبع مصر۔اس عبارت کی شرح کے طور پر علامہ محمد رحیم بخش صاحب دہلوی لکھتے ہیں۔حضرت اسماعیل علیہ السلام کو حضرت یعقوب علیہ السلام کا باپ فرمانا تغلیب کے طور پر ہے۔کیونکہ حضرت اسماعیلؑ حضرت یعقوبؑ کے چچا تھے نہ کہ والد اور چچا کو باپ کہنا مجاز متعارف ہے۔نحاس کہتے ہیں کہ عرب چچا کو باپ اور خالہ کو ماں بولا کرتے ہیں۔اسی واسطے حدیث میں آیا ہے۔۔۔الخ”الۃ بمنزلۃ الام و عم الرجل منوابیہ“ یعنی خالہ بجائے ماں اور چچا باپ کے برابر ہوتا ہے۔الخ (اعظم التفاسیر جلد ص ۸×۲ حصہ اول طبع دہلی ۱۳۱۲ھ اس کی ایک مثال ملاحظہ ہو۔خداوند عالم سورہ زخرف میں ارشاد فرماتا ہے۔”اذ قال ابراھیم لابیہ و قومہ اننی براء مما تعبدون“اے رسول! اس وقت کو یاد کرو جب اپنے منہ بولے باپ آزر اور اپنی قوم سے کہا کہ جن چیزوں



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



کو تم پوجتے ہو۔میں یقیناان سے بیزار ہوں۔اس آیت میں بھی خدانے باپ کا لفظ فرمایا ہے ۔اوراس سے چچامراد لیاہے۔اس لیے کہ یہ قصہ آزر کا ہے نہ کہ تارخ کااور یہ معلوم ہے کہ آزر باپ نہ تھابلکہ چچا تھا۔جیسے (اتقان سیوطی جلد ۲ ص ۱۲۷ طبع مصر) اور تفسیر در منثور جلد ۲ ص ۲۳ طبع مصریہ میں موجود ہے۔عہد نامہ قدیم و جدید (بائیبل باب کتاب پیدائش آیت ۲۷ طبع لودیانہ ۱۸۸۳ئ میں ہے تارہ سے ابرام (ابراہیم) اور صاران پیدا ہوئے۔الخ علامہ فخر الدین رازی نے اس مسئلہ کو بالکل صاف کردیا ہے۔وہ لکھتے ہیں۔اس میں کوئی شک نہیں کہ ابراہیمؑ کے باپ تارخ تھے۔اورآزر جناب ابراہیم کا چچا تھا۔اور چچاپر باپ کا لفظ بولا جاتاہے۔جیسا کہ خدااولاد یعقوب کی حکایت کرتاہوافرماتاہے۔کہ وہ لوگ کہتے تھے کہ ہم تمہارے باپ ابراہیمؑ اسماعیلؑ اسحاقؑ کے معبود کی پرستش کریں گے۔اور یہ معلوم ہے کہ جناب اسمعیلؑ حضرت یعقوبؑ کے چچا تھے مگر ان پر باپ کا لفظ بولا گیا۔اسی طرح اس آیت مذکورہ میں بھی ہے۔(تفسیر کبیر پارہ ۷ سورہ انعام جلد ۴ ص ۱۰۲ طبع مصر)ہم یہاں تک لکھنے کے بعد عرض کرتے ہیں۔کہ ایسے مجازات کااستعمال کوئی تازہ استعمال نہیں ہے ۔جناب ابراہیمؑ اور فرعون والے معاملہ میں بھی مجاز موجود ہے۔آپ نے اپنی بیوی جناب سارہ کو بہن کہاہے۔امام بخاری کو دھوکا ہو گیا۔اورانہوں نے مجازات سے ناواقف ہونے کی وجہ سے حضرت ابراہیمؑ پر اس مسئلہ میں کذب کاالزام دیاہے۔چنانچہ صحیح بخاری جلد ۲ ص ۱۴۵ باب اتخذ اللہ ابراہیم خلیل کتاب بدرا لمخلق طبع مصر میں ہے۔لم یکذب ابراہیم الا ثلث کذبات۔فقال من ھذہ قال اختی۔۔۔۔۔۔الخ ابراہیم نے اپنی عمر میں تین جھوٹ بولے تیسرا یہ کہ فرعون نے ابراہیمؑ کو پوچھا یہ کون ہیں تو جواب دیا کہ میری بہن ہیں۔علامہ عمادالدین اسمعیل ابی الفداء لکھتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ نے جواب میں یہ فرمایا تھا۔"ھذہ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



اختی یعنی فی السلام۔یعنی میری اسلامی بہن ہیں۔لہٰذا معلوم ہوا کہ ابراھیم علیہ السلام پر کذب کاالزام مجازات سے ناواقفیت کی کھلی ہوئی دلیل ہے۔قرآن مجید کہتا ہے۔"کان صدیقاً نبیاً" ابراہیم تو بالکل سچے نبی تھے۔بخاری کہتا ہے۔جھوٹے تھے ناظرین خود فیصلہ کرلیں۔تاریخ ابوالفدا جلد ا ص ۱۳ طبع مصر اس کے علاوہ بائیبل کتاب استشناء کے باب آیت ۱۱ میں اس موقع پر ہے جہاں جناب اسحاق پر یہی الزام قائم کیا ہے۔کہ انہوں نے اپنی بیوی کو بہن سے تعبیر کیا۔انھا اختہ۔اس کا جواب یہ دیا گیا ہے۔انھا اختہ۔"من حیث القبیلۃ" اسحاقؑ کی بیوی قبیلہ کی حیثیت سے بہر حال بہن تھیں۔اور اس پر کوئی الزام نہیں ہے اس لیے کہ :اسحاقؑ کے سلسلہ میں ادومی کو اس اعتبار سے اسرائیلی کا بھائی کہنا درست ہے۔کیونکہ یہ دونوں نسب وقبیلہ میں ایک حیثیت رکھتے تھے۔الخ الھدیٰ جلد ا ص ۸۰ طبع نجف اشرف ۱۳۳۱ ھ بحوالہ کتاب استثنا باب آیت ان تمام نظائر سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ مجاز معارف کا استعمال ہمیشہ سے چلا آتا ہے۔آج کوئی نئ بات نہیں ہے۔اب یہ کہنا بالکل درست ہے کہ حضرت عباس علیہ السلام نہ شمر کے حقیقی بھانجے تھے۔نہ اس نے حقیقی سمجھ کر ان بھانجہ کہا تھا۔بلکہ صرف قبیلہ کا ایک شخص تھا اور مجازات ودستور عرب کی بناپر انہیں بھانجا کہا۔ورنہ نور و نار کا اتحاد اور جنت و دوزخ کا ایک ہونا کہاں تک درست ہو سکتا ہے ۔اب میں کہنا چاہتا ہوں کہ جولوگ ان کی باہمی قرابت کا مجاز کی دستوری حد سے بڑھ کر حقیقت کے آئینہ میں دیکھنا چاہتے ہیں سراسر غلط ہیں۔اور انصاف کش ہیں۔

## یزیدی روباہوں کا جنگ کی پہل کے لیے آنا



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



اسد اللہ کے شیر حضرت عباس علیہ السلام کی زبان مبارک سے شمر ملعون امن دہی کا دندان شکن جواب پا کر واپس گیا۔ او ابن سعد سے کہنے لگا کہ اب تاخیز جنگ احد برداشت سے باہر ہے۔ فوراً لشکر کو حکم دے کہ رات ہونے سے پہلے ان مدینہ والوں کا قصہ پاک کردے عمر بن سعد جو حکومت رے کے لالچ میں قتل امام حسین علیہ السلام کا عزم بالجزم کر چکا تھا۔ فوراً لشکر کو مخاطب کر کے کہنے لگا "یا خلیل اللہ ارکبی دابشریٰ بالجنۃ" اے خدائی سوار و اپنی اپنی سواریوں کی پشتوں پر سوار ہو۔ اور جنت کی بشارت "لو فرکب الناس ثم زحف نحو ھم بعد العصر" یہ سننا تھا کہ لشکر کے لشکر تیار ہو گئے اور بعد عصر قتل امام حسین علیہ السلام کے لیے چل کھڑے ہوئے

## حضرت امام حسینؑ کا جواب

یہاں تک کہ خیام حسینؑ کے قریب جا پہنچے۔ حضرت امام حسینؑ سر اقدس اپنے گھٹنوں پر رکھے ہوئے تھے کہ غنودگی طاری ہوگئی۔ حضرت زینبؑ نے گھوڑوں کے ٹاپوں کی آوازیں سنیں۔ دل دہل گیا۔ بھائی کی خدمت میں آئیں۔ اور عرض کی۔ "یا اخی اما تسمع ھذا الاصوات قد اقترب العدو" بھائی آپ یہ لشکر کا شور غل نہیں سن رہے ہیں۔ ارے دشمن آپہنچے۔ "فرفع الحسین راسہ فقال انی رایت رسول اللہ الساعۃ فی المنام وھو یقول لی انک تروح الینا غداً" یہ سن کر حضرت امام حسین علیہ السلام نے سر اقدس اٹھایا اور فرمایا۔ بہن ابھی ابھی نانا رسول اللہؐ اور بابا حضرت علیؑ اور مادر گرامی حضرت فاطمۃ الزہراؑ اور برادر محترم امام حسنؑ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



مجتبیٰ خواب میں تشریف لائے تھے۔وہ فرما گئے ہیں کہ اے حسینؑ! تم کل تک ہمارے پاس آجاؤ گے۔یہ سننا تھا کہ حضرت زینبؑ رو پڑیں۔آپؑ نے سمجھا بجھا کر انہیں خاموش کیا۔

## حضرت عباسؑ کی حاضری

اتنے میں حضرت عباسؑ آپہنچے اور عرض کی بھائی جان دشمن آپہنچے۔یہ سن کر آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا بھائی تم ذرا سوار ہو کر جاؤ اور ان سے مل کر پوچھو کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔خیر تو ہے۔کیوں آئے ہو حضرت عباسؑ بیس بہادروں کو لیے ہوئے جن میں زہیر بن قین اور حبیب ابن مظاہر بھی تھے۔جا پہنچے اور ان سے پوچھا کیا بات ہے کیا ارادہ رکھتے ہو۔ان لوگوں نے کہا ابھی ابھی حکم امیر آیا ہے کہ ہم تمہارے سامنے یہ بات پیش کریں کہ تم اس کے حکم پر اتر آؤ۔یا پھر لڑو۔حضرت عباسؑ نے فرمایا جلدی نہ کرو۔میں حضرت کی خدمت میں جاتا ہوں اور تمہارا مقصد واضح کرتا ہوں انہوں نے کہا ہاں جاؤ اور انہیں بتا دو پھر جو وہ کہیں اس سے ہمیں باخبر کر دو۔حضرت عباسؑ پلٹ کر چلے تا کہ حضرت کو واقع کی اطلاع دیں۔اور ان کے ساتھی وعظ و نصیحت میں لگ گئے اور امام حسینؑ سے لڑنے سے باز رہنے پر زور دیتے رہے۔اور حضرت عباسؑ نے امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کے قول کی ترجمانی فرمادی (دمعہ ساکبہ ص ۳۲۴۔ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۲۴۵ جلاء العیون ص ۱۹۹) حضرت عباس علیہ السلام تو پیغام رسانی کے لیے واپس تشریف لائے۔لیکن زہیر بن قین اور حبیب ابن مظاہر وغیرہ ہما ان لوگوں کو روکے رہنے کے لیے وہیں ٹھہرے رہے۔ان دینداروں نے سوچا کہ ان لوگوں کو نصیحت کرنی چاہیے شاید کچھ فائدہ بخش ہو سکے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



اسی بناپر تادیر وعظ و نصیحت کرتے رہے۔ لیکن!

## حضرت عباسؑ کو حضرت امام حسینؑ کا حکم کہ ایک شب کے لیے لڑائی روک دو

اسداللہ کے شیر حضرت عباسؑ نے جب آکر خبر دی کہ دشمن لڑنے کے لیے آئے ہیں۔ اور وہ یہ کہتے ہیں۔ کہ یا تو بیعت کرو یا لڑنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ حضرت امام حسینؑ نے فرمایا۔ کہ سوال بیعت تو غلط ہے۔ اب اگر وہ لڑنا چاہتے ہیں۔ اور قتل پر آمادہ ہی ہیں۔ تو اے عباسؑ! تم واپس جاؤ اور جا کر انہیں آج کی رات جنگ سے روک دو۔ تاکہ ہم مناجات وعبادات وغیرہ میں اسے بسر کریں۔ پھر کل دیکھا جائے گا۔ اے عباسؑ واپس جاؤ اور اگر ہو سکے تو لڑائی کل تک کے لیے روک دو۔ ان لوگوں کو آج کی شب ہم سے دور کرو۔ تاکہ ہم آج کی رات اور نمازیں پڑھ لیں۔ اور معاد استغفار کریں خدا بہتر جانتا ہے۔ کہ میں نماز اور تلاوت کلام مجید او رکثرت دعا اور استغفار کو کس قدر دوست رکھتا ہوں۔ (دمعہ ساکبہ ص ۳۲۴ تحفہ حسینیہ ص ۱۲۱ مقتل عوالم ص ۸۰ ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۲۴۴۔ اکسیر التواریخ ص ۲۹ تاریخ کامل جلد ص ۴۴) علامہ مجلسی تحریر فرماتے ہیں۔ کہ امام حسینؑ علیہ السلام نے حضرت عباس علیہ السلام کو یہ فرمایا تھا۔ کہ بھائی جاؤ اور جا کر آج ان لوگوں کو جنگ سے باز رکھو۔ تاکہ میں آج کی شب عبادات خداوندی کو رخصت کر لوں۔ اب تک تو میں نماز تلاوت کلام مجید و استغفار و دعا اور دیگر عبادات میں منہمک رہا۔ اب چاہتا ہوں کہ اس ایک رات کو بارگاہ خداوندی میں تضرع اور مناجات کر لوں۔ ( جلاء العیون ص ۱۹۹) حکم امام علیہ السلام پاتے ہی حضرت



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



عباس علیہ السلام واپس تشریف لے گئے اور ان لوگوں سے کہا کہ حضرت فرماتے ہیں کہ آج جنگ نہ کرو۔ کل تمہارا جو جی چاہے کر لینا۔ عمر بن سعد نے شمر سے کہا تیری کیا رائے ہے کیا کرنا چاہیے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو کل تک کی مہلت دے دی جائے شمر نے کہا اگر زمام امارت میرے ہاتھ میں ہوتی تو میں انہیں پل بھر کے لیے بھی نہ چھوڑتا ۔اب جبکہ زمام جنگ تیرے ہاتھ میں ہے تو مجھ سے کیا پوچھتا ہے۔ میں کیا کہوں عمر بن سعد نے کہا کاش میں نے اس امیری کو قبول نہ کیا ہوتا اور اس مصیبت نہ پڑتا۔ (ناسخ التواریخ جلد ٦ ص ٢۴٦) حضرت سید ابن طاؤس تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عباسؑ کے اس کہنے پر کہ ایک شب جنگ نہ ہونی چاہیے۔ عمر بن سعد نے توقف اختیار کیا۔ اس پر عمر بن حجاج بول پڑا۔ خدا کی قسم اگر یہ لوگ ترک اور ویلم والے ہوتے اور ہم سے اس قسم کا سوال کرتے تو ہم ضرور قبول کر لیتے یہ لوگ تو آل رسول سلام علیہ السلام ہیں اس کے بعد لوگوں نے حضرت عباسؑ کے فرمانے کو تسلیم کر لیا اور جنگ ایک شب کے لیے رک گئی۔ (دمعہ ساکبہ ص ٣٢۴ ) ۔دشمن کی فوج کو تیار دیکھ کر جناب امام عالی مقام کے جاں نثار تیار ہو گئے تھے اور جنگی لباس اور اسلحے پہن کر خیموں سے نکل آئے تھے اور حضرت عباس کا انتظار کر رہے تھے کہ آپ ملاعنہ کا کیا جواب لاتے ہیں یہ انتظار کی گھڑیاں عجیب بے چینی سے گزر رہی ہوں گی عورتوں اور بچوں کا جو حال ہوا ہو گا۔ وہ ظاہر ہے لیکن فداکاروں اور جاں نثاروں کے گروہ میں شوق شہادت اپنا رنگ دکھارہا تھا نہ فکر تھی نہ تشویس نہ اضطراب نہ بے چینی اور بے قراری۔ ہاں صرف کاشانہ نبوت کے شمع ضیا بار کی فکر ضرور سب کو لاحق تھی۔ اور اہل بیت اطہار کی مصیبت کو دیکھ کر مضطرب و بے چین تھے حضرت عباسؑ کے آنے کے بعد سب لوگ اپنے اپنے خیموں میں گئے۔ اور ہتھیار وغیرہ کھول کر رکھے الخ (شہید اعظم ص ١٣٨ )



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



## حضرت عباسؑ کی واپسی

دشمنوں سے التوائے جنگ منوا کر حضرت عباسؑ واپس تشریف لائے اور حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں سارا واقعہ بیان فرمایا۔ حضرت عباسؑ پلٹے اور آپ کے ساتھ عمر بن سعد کا ایک پیامبر بھی آیا اور اس نے حضرت کی خدمت میں ابن سعد کا یہ پیغام پہنچایا کہ ہم نے تم کو ایک رات کی مہلت دے دی ہے اگر تم نے بیعت قبول کر لی تو ہم تمہیں ابن زیاد کے پاس لے چلیں گے اور اگر تم نے انکار کر دیا تو پھر تمہیں قتل کئے بغیر نہ چھوڑیں گے۔ پیغام بر یہ کہہ کر واپس گیا۔

## التوائے جنگ کا اعلان ہو گیا

حضرت عباسؑ واپس تشریف لائے اور برید نے زبانی پیغام پہنچا دیا۔ اس کے بعد عمر بن سعد نے التوائے جنگ کا اعلان کر دیا۔ عمر بن سعد نے منادی کرنے والے کو حکم دیا اس نے اعلان کر دیا کہ امام حسینؑ اور ان کے اصحاب کو آج کے دن اور رات کی مہلت دی گئی۔ (ساکبہ ص ۳۲۴) اس اعلان کے بعد ایک شب کے لیے جنگ ملتوی ہو گئی علامہ ابوالفضل محمد احسان اللہ عباسی لکھتے ہیں کہ ۹ محرم کی لڑائی حسینؑ کی درخواست پر ملتوی رہی۔ (ملاحظہ ہو تاریخ اسلام ص ۲۷۲ طبع گورکھپور ۱۹۳۱ء

## ایک شب کے لیے التوائے جنگ کی غرض



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



حضرت عباسؑ کی کوشش سے جنگ تو ملتوی ہو گئی لیکن فطری طور پر یہ سوال پیدا ہو گیا۔ کہ حضرت امام حسینؑ نے ایک شب کے لیے کیوں جنگ التوا چاہا۔ اکثر مورخین تو یہ لکھتے ہیں کہ حضرت امام حسینؑ نے التوائے جنگ صرف اس لیے چاہا تھا کہ عبادت۔ دعا، استغفار وغیرہ میں رات گزاریں۔ اور اپنے پروردگار عالم کی عبادت کریں۔ لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ حضرت امام حسینؑ کا کون سا دن کون سی گھڑی کون سامنٹ اور سکینڈ ایسا گزرتا تھا جس میں آپ عبادت نہ کرتے رہے ہوں۔ پھر عبادت کے لیے التوائے جنگ اور ایک شب کی مہلت طلبی اس کا کیا مطلب۔ مجھے التوائے جنگ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے امام حسین علیہ السلام کی اس سے کوئی خاص غرض رہی ہو۔ اب وہ خاص غرض کیا تھی اسے تو حضرت ہی جانیں لیکن استنباطی جدوجہد سے حسب ذیل وجوہ سمجھ میں آتے ہیں ممکن ہے انہیں مندرجہ ذیل وجوہ میں سے حضرت کی کوئی غرض رہی ہو۔

پہلی وجہ: یہ معلوم ہوتی ہے کہ آپ کی شہادت کا دن یوم عاشورا ہی تھا اس سے قبل شہادت ناممکن تھی اگر جنگ ہو بھی جاتی تو آپ اس دن شہید نہ ہوتے اور رات بھی بے چینی میں گزرتی اس لیے آپ نے اس رات کو جنگ ملتوی کرا دی

دوسری وجہ: یہ ہو سکتی ہے کہ جب عمر بن سعد جنگ کی پہل کے لیے آیا تھا اور لا تعداد لشکر اس کے ساتھ تھا اور آپ پر غنودگی طاری ہوئی تھی تو حضرت رسول خدا ﷺ نے اس خواب میں فرمایا تھا کہ اے حسینؑ۔ انک رائح الینا غداً، تم کل ہمارے پاس آجاؤ (دمعہ ساکبہ ص ۳۲۴) حسینؑ نے سوچا کہ نانا فرما رہے ہیں کہ تم کل ہمارے پاس پہنچو گے یعنی میری شہادت کل واقعہ ہونے والی ہے اور یہ لوگ آج ہی حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا چونکہ کل سے پہلے میری شہادت ناممکن ہے اس لیے آپ نے التواء کا حکم دیا اور التواء تسلیم بھی کر لیا گیا



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ورنہ شمر کی رائے مانی جاتی اور جنگ شروع ہو جاتی۔

تیسری وجہ: بقول علامہ مجلسی یہ ہو سکتی ہے کہ امام حسینؑ یہ چاہتے تھے کہ اب تک میں نے عبادت کی دعا کی، استغفار کیا اب یہ آخری رات اگر مل جائے تو میں مناجات کر کے طمانیت عبادات کو رخصت کر لوں اس کے بعد جو عبادت کا موقع ملے گا۔اس میں اطمینان اور سکون نصیب نہ ہو گا۔

چوتھی وجہ: یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضرت امام حسینؑ کو یہ خیال تھا کہ پردہ شب میں چراغ گل کر کے اتمام حجت کر لیں اور لوگوں سے کہہ دیں کہ جسے جانا ہو چلا جائے تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ حسینؑ کے ساتھ جو لوگ مارے گئے وہ مجبوراً پھنس کر مرے۔یہی وجہ ہے کہ امام حسینؑ نے شب عاشورہ کے خطبہ میں اپنے اصحاب سے فرمایا ''این مہلت برائے شما خواستم (روضۃ الشہداء ص ۳۰۹ )

پانچویں وجہ:۔یہ ہو سکتی ہے کہ حضرت امام حسینؑ نے یہ سوچا کہ آج کی رات مہلت لے کر اپنے اصحاب کی گردنوں سے طوق بیعت اتارنے کا کھل کر اعلان کر دوں تاکہ وہ لوگ جو بھوک پیاس اور دیگر شدائد کو برداشت نہ کر سکتے ہوں۔راتوں رات چپکے سے نکل جائیں اور میدان جنگ میں نہ جائیں ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ رزمگاہ میں پہنچ کر اپنی جان بچانے کی فکر کرنے لگیں تو ہماری سبکی ہو جائے اور لوگ کہنے لگیں کہ حسینؑ کے ساتھی بزدل تھے۔

چھٹی وجہ:۔یہ ہو سکتی ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں وہ تمام حضرات اس وقت تک نہ پہنچے ہوں جیسا کہ بقول مجلسی تیس آدمی فوج مخالف کے اسی شب میں حضرت سے آملے لہٰذا آپ نے التوا کا حکم دیا۔

ساتویں وجہ: ۔یہ ہو سکتی ہے کہ چونکہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ شہید ہونے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



والوں میں حضرت علیؑ اصغر بھی تھے جن کی عمر چھ ماہ کہی جاتی ہے ہو سکتا ہے کہ چھ ماہ پورے ہونے میں ایک رات کم رہی ہو۔اور حسینؑ یہ چاہ رہے ہوں کہ اصول قربانی کے لحاظ سے پورے چھ ماہ ہو جائیں تاکہ میری قربانی میں نقص واقع نہ ہو جائے۔اسی لیے ایک رات جنگ ملتوی کرادی ہو۔واللہ اعلم بالصواب،

## شب عاشور

جنگ کے التواء کا اعلان ہو چکا ہے زرد رو آفتاب مائل بہ غروب ہے عاشورہ کی وہ تاریک رات جس کی قدرت نے قرآن مجید میں قسم کھائی۔کالی بلا کی صورت ڈراونی شکل میں آرہی ہے دونوں لشکر والے اپنی اپنی قیام گاہ میں پہنچ چکے ہیں التوائے جنگ کے بعد حضرت امام حسینؑ کو جو سب سے پہلے فکر دامن گیر ہوئی۔وہ یہ تھی کہ کسی طرح اپنے اصحاب کو اس آگ کے میدان میں سے اور تیر و تبر کی دنیا سے نکال دیں۔(تفسیر کبیر جلد ۸ ص ۵۵۷ مصر تفسیر در منثور جلد ۶ ص ۳۴۶ طبع مصر، ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۲۴۶)

اسی بنا پر حضرت امام حسینؑ نے شام کے قریب اپنے اصحاب کو جمع فرمایا۔حضرت زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں اگرچہ مریض تھا لیکن یہ سننے کے لیے کہ بابا جان کیا فرماتے ہیں میں بھی جا پہنچا وہاں پہنچ کر میں نے سنا کہ آپ اپنے اصحاب سے فرماتے ہیں کہ میں خداوند عالم کی بہترین ثنا کرتا ہوں اور ہر حالت میں اس کی حمد کو فریضہ جانتا ہوں خدایا میں اس امر پر تیری حمد و ثنا کرتا ہوں کہ تو نے ہمیں شرف نبوت سے ممتاز فرمایا اور ہمیں قرآن مجید کی تعلیم دی اور دین کا انتہائی شعور کرامت فرمایا اور ہمارے لیے کان۔آنکھ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



،اور دل معین فرما کر ہمیں شاکرین میں شمار کیا۔اما بعد،اے میرے اصحاب میں سچ کہتا ہوں کہ میرے اصحاب سے زیادہ اور بہتر اصحاب ممکن نہیں اور میرے اہل بیت سے عمدہ اور لائق اہل بیت کا امکان نہیں خدا تمہیں اے میرے اصحاب وقربا جزائے خیر دے مگر میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ میں نے تمہیں اجازت دے دی ہے اور تم سب کے سب میری طرف سے آزاد ہو اس وقت رات کا پردہ حائل ہے تم کسی طرف چپکے سے نکل جاؤ اور اپنی جان بچاؤ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں (دمعہ ساکبہ ص ۳۲۴ ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۴۶ ۲ نورالعین ص ۳۰ مقتل عوالم ص ۸۰ تحفہ حسینیہ ص ۱۲۰ )

کہ یہ قوم صرف میرا خون بہانا چاہتی ہے جب یہ مجھے قتل کرلیں گے تو پھر کسی اور کی طرف رخ بھی نہ کریں گے رات کی ہلکی ہلکی تاریکی میں حضرت امام حسینؑ نے مذکورہ بالا پہلا خطبہ دیا اس خطبہ کا سننا تھا کہ حسینؑ کے فدائی بے چین ہو گئے ان کے اضطراب کوئی حد نہ رہی

## حضرت عباسؑ کھڑے ہو گئے

علمدار کربلا حضرت عباسؑ فوراً کھڑے ہو گئے اور دست بستہ عرض کی ارے سرکار نے یہ کیا فرمایا۔لم نفعل ذالک لنبقی بعدک لا ارانااللہ ذالک لبنقی بعدک،حضرت عباسؑ نے عرض کی یہ تو کبھی نہیں ہو سکتا کہ ہم آپ کے بعد زندہ رہیں خدا ہمیں یہ دن کبھی نہ دکھائے (تاریخ ابن الوردی جلد ا ص ۱۷۳ طبع مصر) علامہ شریف شیر یزدانی لکھتے ہیں فقال اخوہ العباس لم نفعل ذلک لبنقی بعدک،حضرت عباسؑ کی یہ تو کبھی نہیں ہو سکتا کہ ہم آپ کے بعد زندہ رہیں (کتاب الصف جلد ۲ ص ۱۸۸ طبع ایران ۱۳۱۴ھ وجلاالعیون ص ۱۹۹)



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



مورخین لکھتے ہیں۔ بدا ھم لھذا القول العباس ابن علی واتبعہ الجماعۃ علیہ فتکلموا بعثلہ و نحوہ ۔اس جانبازانہ اور دلیرانہ عرض داشت کی ابتدائی حضرت عباس علمدار کربلانے کی پھر دیگر حضرات بھی اپنے کمال جذبات کے ساتھ اسی قول کی تائید کرنے لگے (ارشاد مفید جلد ۲ ص ۲۹۷ مقتل عوالم ص ۸۰ ) چنانچہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے بھائی بیٹے بھتیجے اور عبداللہ بن جعفر طیار کے لڑکے بول اٹھے حضور ہم تو یہ کبھی نہ کریں گے کہ آپ کے بعد باقی رہیں خداوند عالم وہ دن کبھی نہ دکھائے جس میں ہم آپ کے بغیر زندہ رہیں (مقتل عوالم ۸۰ تحفہ حسینیہ ص ۱۲۰ کتاب الصدف ۲ ص ۱۸۸ ابن الوردی جلد ا ص ۱۷۳) حضرت امام حسین علیہ السلام خصوصیت سے حضرت مسلم بن عقیل کی اولاد کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں ایسے میرے بچوں تمہارے لیے تمہارے باپ مسلم بن عقیل کی شہادت کافی ہے۔ فاذھبوا انتم فقد اذنت لکم ، میں تمہیں اجازت دیتا ہوں تم جدھر چاہو چلے جاؤ تاکہ تمہاری جان بچ جائے

## مسلم بن عقیل کے فرزند کھڑے ہو گئے۔

یہ سننا تھا کہ حضرت مسلم بن عقیل علیہ السلام کے جانباز فرزند اٹھ کھڑے ہوئے اور خدمت امام حسینؑ میں عرض کی۔ سبحان اللہ ! اگر ہم چلے جائیں تو دنیا کیا کہے گی۔ اور ہمارا ضمیر کس درجہ ملامت کرے گا کہ ہم اپنے سید و سردار کے ساتھ ہو کر دشمن سے نہ لڑے ۔ نیزہ بازی نہ کی تلوار نہ چلائی۔ آپ کے ساتھ ہو کر لڑیں گے جو آپ پر گزرے گی وہی ہم پر گزرے گی۔ خدا اس زندگی کو برباد کرے جو آپ کے بعد ہو۔ (دمعہ ساکبہ ص ۳۲۴ )



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



غرضیکہ اس طرح تمام اعزہ نے دلیرانہ جواب دیا۔اعزہ کے بعد اصحاب باوفانے حضرت امام حسین علیہ السلام کے خطبہ کا جاں نثارانہ جواب دے کر حضرت کے مطمئن دل کو مزید اطمینان دلادیا

## مسلم بن عوسجہ اٹھ کھڑے ہوئے

حضرت مسلم بن عوسجہ کھڑے۔۔۔ہوگئے اور عرض کی حضورؐ یہ کیوں کر ہو سکتا ہے کہ ہم آپ کو چھوڑ کر چلیں جائیں۔اللہ اکبر مولا ہم اگر ایسا کریں تو خدا کو کیا جواب دیں گے۔خدا کی قسم ایسا کبھی نہیں ہو سکتا میں تو اس وقت کا انتظار کر رہا ہوں۔جب کہ میں دشمنوں کے سینوں میں اپنا نیزہ چھبو دوں گا۔اور ان کی گردنیں ماروں گا۔اور اگر میرے پاس جنگ کے اسلحے نہ رہے تو پتھر سے دل کا بخار نکالوں گا۔مولا ! خدا کی قسم ہم اس وقت تک آپ کو نہیں چھوڑ سکتے جب تک خدا یہ نہ جان لے کہ ہم نے امانت رسولؐ کی حفاظت کی۔اور اپنا فرئضہ ادا کر لیا۔حضور ! خدا کی قسم اگر میں یہ جانتا ہوں کہ قتل کیے جانے کے بعد زندہ کیا جاؤں پھر زندہ جلا دیا جاؤں گا اور اسی طرح میرے ساتھ ستر مرتبہ کیا جائے گا تب بھی میں آپ کو نہیں چھوڑوں گا چہ جائکہ اس وقت ایک بار قتل ہونا ہے۔اور پھر یہ شہادت ایک ایسی کرامت ہے۔جس کا قیامت تک جواب ناممکن ہے (دمعہ ساکبہ ص ۳۲۵)

## حضرت زہیر بن قین کھڑے ہوگئے

اور عرض کی خدا کی قسم ! میں اس بات پر راضی ہوں کہ آپ اور آپ کے اہل پر فدا ہونے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



کے سلسلے میں ہزار بار قتل ہو جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل کیا جاؤں (جلاء العیون ص ۱۹۹)

## سعد بن عبداللہ الحنفی کھڑے ہو گئے

اور کہنے لگے۔واللہ! ہم آپ کو اس وقت تک نہ چھوڑے گے۔جب تک خدا یہ نہ جان لے کہ ہم رسول اللہؐ کا حق محفوظ رکھا۔واللہ اگر مجھے معلوم ہو کہ میں قتل ہوں گا۔جلایا جاؤں گا۔آگ میں بھونا جاؤں گا۔پھر میری خاک ہوا میں اڑا دی جائے گی۔اور ایک مرتبہ نہیں ستر مرتبہ مجھ سے یہی سلوک کیا جائے گا۔پھر بھی میں آپ کا ساتھ نہیں چھوڑوں گا۔یہاں تک کہ آپ کی حمایت میں فنا ہو جاؤں گا۔(انسانیت موت کے دروازے پر ص ۷۲)اسی طرح تمام اصحاب باوفا نے عرض کی اور شوق شہادت اور جذبہ وفاداری کا مظاہرہ کیا حضرت نے ہاتھ اٹھائے اوران حضرات کے حق میں دعا فرمائی۔

## حضرت عباسؑ اور اصحاب کو خندق کھودنے کا حکم

خطبہ کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام نے حضرت عباس علیہ السلام اور اصحاب باوفا کو حکم دیا کہ خیموں کو ایک جگہ جمع کر کے طنابوں کو ایک دوسرے پیوست کر دو۔اس کے بعد خیموں کے گردا گرد خندق کھود کر اس میں لکڑیاں بھر دو۔تاکہ ضرورت کے وقت اس میں آگ دے کر اپنے خیام کی حفاظت کر سکیں "فحفرت حول عسکرہ شبیہ الخندق" جیسا گڑھا کھودا گیا اور اسے خس وخاشاک اور لکڑیوں سے بھر دیا گیا۔(دمعہ الساکبہ ص ۳۲۶۔جلاء



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



العیون ص ۲۰۰ روضتہ الصفا کبریت احمر ص ۹۰) مولوی سید حیدر علی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ پھر امام حسینؑ کی ہدایت کے مطابق آپ کے اصحاب نے خیموں کو باہم ملا کر نصب کیا۔اور خیموں کے پیچھے ایک خندق کھود کر اس میں لکڑی بھر دی تاکہ لڑائی کے وقت وہ جلادی جائے۔اس تدبیر سے دشمن خیمہ گاہ تک نہ پہنچ سکیں۔جیسا کہ حضرت رسول اللہؐ نے جنگ احزاب کے موقع پر کیا تھا۔(تاریخ ائمہ ص ۳۵۷)

## حضرت عباسؑ کا پانی کے لیے جانا اور بے نیل مرام واپس آنا

عاشور کی بھیانک رات دم بدم گزر رہی ہے۔ حسینی بہادر خندق کھود کر زمین پر بیٹھے دم لے رہے ہیں۔عباسؑ جنہیں عطش اہل بیت کی وجہ سے دم لینا نصیب نہیں۔حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہیں۔اور عرض کرتے ہیں۔سرکار پانی کی کیا سبیل پیدا کروں۔امام حسین علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔میر جان تم پر نثار ہو دستیابی آب کی ایک صورت ہے۔شاید پانی مل جائے۔وہ یہ کہ تم تیس سوار اور بیس پیادوں کو کو ہمراہ لے کر نہر فرات پر جاؤ۔اور پانی کی کوشش کرو۔ابھی رات کا زیادہ حصہ نہیں گزرا۔نہر کے محافظین بیدار ہیں۔حضرت عباسؑ تیار ہوتے ہیں۔اور ہمراہیوں سمیت روانہ نہر فرات ہو جاتے ہیں ۔نہر پر پہنچے مانعین آب نے ہزاروں کی تعداد میں دریا کی صورت امنڈ کر مزاحمت کی ۔گھمسان کی جنگ ہوئی۔ حسینی بہادر نے ہر چند کوشش کی۔پانی نہ ملنا تھا نہ ملا۔علامہ بسط ابن جوزی مورخ واقدی کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں: جب حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب وغیرہ پر پیاس کا غلبہ ہوا۔توآپ نے اپنے بھائی عباسؑ بن علیؑ کو



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



تیس سواروں اور بیس پیادوں سمیت نہر فرات پر پہنچا۔اور یہ لوگ بڑی جنگ کے بعد بھی پانی تک نہ پہنچ سکے ۔(ص ۱۴۱ طبع ایران )علامہ قاینی لکھتے ہیں کہ : حضرت عباسؑ کے ہمراہیوں جناب ہلال بن نافع بھی تھے۔نہر پر پہنچنے کے بعد جب ان لوگوں نے پانی لیناچاہاتو عمر بن حجاج نے پوچھا۔تم کون ہو۔حضرت ہلال نے جواب دیا۔میں تمہارا چچازاد بھائی ہلال بن نافع ہوں ۔اس نے کہاتم بیشک پانی پی سکتے ہو۔لیکن حسینؑ کے لیے نہیں لے جاسکتے ۔ہلال بن نافع نے جواب دیا۔میں پانی پینے کے لیے نہیں بلکہ لے جانے کے لیے آیاہوں ۔الغرض دونوں لشکروں میں جنگ ہوئی اور پانی دستیاب نہ ہو سکا۔(کبریت احمر ص ۳۴)

## رات کے وقت حضرت امام حسینؑ کا موقع جنگ کو دیکھنا ہلال بن نافع کی ہمراہی واپسی پر حضرت زینبؑ کا سوال اور اصحاب حسینی کا اطمینان بخش جواب

مورخین لکھتے ہیں کہ عاشورا کی رات قدرے گزر چکی۔تو حضرت امام حسین علیہ السلام تن تنہا موقع جنگ دیکھنے کے لیے نکلے۔اور ایک سمت کو روانہ ہوگئے۔جناب ہلال بن نافع جو بڑے سپاہی اور امور جنگ سے باخبر تھے۔حضرت کو تنہا جاتے ہوئے دیکھ کر آگے بڑھے ۔اور حضرت سے جاملے۔آپ نے پوچھا کہاں آرہے ہو۔عرض کی مولا ! پر اشوب زمانہ اور وقت ہے۔اس میں آپ تنہا تشریف لے جارہے ہیں۔مجھ سے یہ برداشت نہ ہوا کہ آپ کو اکیلا جانے دوں۔حضور فرمائیں تو سہی کیا ارادہ ہے۔ارشاد ہوا۔ہلال موقع جنگ دیکھنے نکلا



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ہوں۔ مواقع کو دیکھنے کے بعد آپ پلٹ پڑے۔ ہلال نافع کا بیان ہے کہ حضرت میرا بایاں ہاتھ پکڑے ہوئے واپس تشریف لا رہے تھے۔ دفعتہ آپ کی نظر کی ایک جانب کو اٹھی ۔ارشاد فرمایا: ہلال! دشمن صرف میری جان چاہتے ہیں۔ تم انہی پہاڑوں کے راستے سے نکل جاؤ اور اپنی جان بچالو یہ سننا تھا کہ ہلال قدموں پر گر پڑے اور عرض کی ''اذ ثکلت ھلالاًامہ'' مولا اگر میں ایسا خیال بھی کروں۔ تو میری ماں میرے ماتم میں بیٹھے۔ میں آپ کے قدموں پر نثار ہونے کو زندگی سمجھتا ہوں۔ اس کے بعد حضرت داخل خیمہ ہو گئے۔ اور حضرت زینب علیہا السلام کے پاس تھوڑی دیر کے لیے بیٹھ گئے۔ حضرت زینبؑ نے سینے سے لگا کر کہا: ''اخی ھل استعلمت من اصحابک نیاتھم فانی اخشیٰ ان یسلموک عنہ الوثبۃ واصطکاک الاسنۃ'' بھائی جان آپ نے اپنے اصحاب کی نیتوں کا اچھی طرح جائزہ لے لیا ہے۔ یا نہیں مجھے یہ ڈر لگتا ہے کہ کہیں آپ ک وحملہ آوری اور نیزہ زنی کے موقع پر نہ چھوڑ دیں۔ یہ سننا تھا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام رو پڑے اور فرمایا بہن! غم نہ کرو۔ میرے ساتھ وہ بہادر ہیں جو موت سے اس طرح مانوس ہوتے ہیں۔ جس طرح بچے اپنی ماؤں کے پستانوں سے مانوس ہوتے ہیں۔ فلما سمع ھلال بکی دقتہ الخ بھائی بہن کی باتوں سے ہلال نے اندازہ لگا لیا کہ شاید بنت فاطمہ کو ہمارے اوپر پورا اعتماد نہیں ہے۔ فوراً حبیب بن مظاہر کے خیمہ میں آئے دیکھا کہ تلوار پر صیقل کر رہے ہیں۔ کہا حبیب کیا کرتے ہو۔ ارے حضرت زینبؑ کو ہم پر اعتماد نہیں معلوم ہوتا۔ چلو بنت فاطمہؑ کے نازک دل کو مطمئن کریں تمام اصحاب جمع ہو کر حضرت زینبؑ کے خیمہ کے قریب آتے ہیں۔ اور آواز دیتے ہیں۔ اے ہماری سردار! اے ہمارے امام کی پیاری بہن کیا آپ کو ہم پر بھروسہ نہیں۔ مخدومہ ہم آپ پر جان نثار کرنے کی تمنا میں جی رہے ہیں۔ ہماری تلواریں نیام میں نہ جائیں گی۔ جب تک دشمنوں کے گلے نہ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



کاٹ لیں۔اور ہمارے نیزے رکیں گے نہیں جب تک دشمنوں میں نہ ٹوٹیں۔پھر حضرت نیمحذرات کی طرف ان بہادروں کو اطمینان دلایا۔(دمعہ ساکبہ ص ۳۲۵)

## حضرت امام حسینؑ کا ایک اور خطبہ

رات کا ایک حصہ گزر چکا ہے۔اور تاریکی چھا چکی ہے۔امام حسین علیہ السلام خیمہ سے برآمد ہو کر اپنے اصحاب کے قریب جاتے ہیں۔اور ان کے پھر مجتمع ہونے کا حکم صادر فرماتے ہیں ۔آن واحد میں اصحاب باوفا موجود ہوتے ہیں۔(ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۲۴۷ ) آپ ساج کی کرسی پر جلوہ افروز ہو کر اپنے اصحاب سے بادیدا پر نم فرماتے ہیں ۔(روضۃ الشہداء ص ۳۰۹)میرے وفادار اصحاب میں تم سے بار بیعت اٹھالیا تم اپنے قبیلوں اور عزیزداروں دوستوں میں جاملو۔پھر اپنے اہل بیعت کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے۔میں تمہیں اپنی جدائی کے متعلق مشورہ دیتا ہوں۔اس لیے کہ تم دشمنوں کی کثرت اور طاقت کی تاب نہ لاسکو گے۔اور دیکھو دشمن صرف مجھی کو چاہتے ہیں ۔تم مجھے دشمنوں میں چھوڑ کر چلے جاؤ۔بے شک خدا میری مدد کرے گا۔اور ہمارے آباؤاجداد کی طرح ہم پر نظر مرحمت رکھے گا۔(دمعہ ساکبہ ص ۲۳۵ و ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۲۴۷) تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام ؛اس خطبہ کے بعد بھی جانبازوں نے دلیرانہ جواب دیا لیکن بقول حضرت سکینہ کچھ لوگ ساتھ چھوڑ کر چلے گئے۔

## امام حسینؑ نے جنت دکھلادی



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے اصحاب باوفا کا جائزہ لینے اور پورا پورا اطمینان کر لینے کے بعد اپنے قریب بلاتے ہیں۔اور ایک دفعہ پھر فرماتے ہیں کہ تمہاری باتوں سے طوق بیعت اتارے لیتا ہوں۔یہ رات کا پردہ حائل ہے اسے سپر کے کام میں لاؤ اور اپنی جان بچالو۔یہ دشمن تو صرف میرا خون چاہتے ہیں۔جب مجھے قتل کریں لے گے۔تو تمہاری طرف رخ بھی نہ کریں گے۔"قالوا واللہ لا یکون ھذا ابداً" وہ بولے خدا کی قسم یہ تو کبھی نہ ہوگا۔آپ نے فرمایا۔جو کہتا ہوں اس پر غور کرو۔کل تم سب کے سب ضرور قتل کر دیئے جاؤ گے۔اور ایک بھی نہ بچے گا۔"قالوا الحمد للہ الذی شرفنا بالقتل معک" عرض کی الحمدللہ کہ ہم آپ کے ساتھ شہید ہونے سے مشرف ہوں گے۔پھر امام حسین علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو قریب بلایا اور فرمایا ذرا سر تو اٹھاؤ اور دیکھو انہوں نے سر اٹھایا اور جنت میں اپنی منزل اور جگہ دیکھی آپ فرماتے جاتے تھے کہ اے حبیب،اے زہیر وغیرہ یہ تمہاری جگہ ہے۔یہ تمہاری جگہ ہے اسی طرح سب کو دکھلا دیا۔اسے دیکھنے کے بعد ہر شخص نیزوں اور تلواروں کا اپنے سینہ اور چہرہ سے استقبال کرنے لگا۔تاکہ جلد سے جلد جنت میں داخل ہو کر اپنی جگہ پائے (وسائل مظفری ص ۳۹۳ طبع طہران ۱۳۲۰ھ۔حسینی بہادروں میں جوش شجاعت پہلے ہی کی کم تھا کہ جنت بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ لی مرنے کے پہلے ہی مشتاق تھے۔اب تو اشتیاق حد سے بڑھ گیا دنیا کی تمام کلفتیں مرنے کی موہوم تکلیفیں کافور ہو گئیں۔اب وہ عالم ہے کہ ایک دوسرے پر سبقت کر رہا ہے۔اور مسرت قتل سے بھولے نہیں سماتا۔سچ ہے۔

شب عاشور شہ نے خطبہ آخر جو فرمایا☆نہ نیند آئی کسی کو رات بھر شوق شہادت میں

نایابی آب کی وجہ سے شب عشور خیام اہلبیت میں اضطراب عظیم

عباس کی شجاعت رہ جاتی تھی تڑپ کر☆بچے بلک بلک کر جب مانگتے تھے پانی



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



اہل بیت رسولؐ اسلام پر ساتویں محرم سے پانی بند ہے۔ سعی آب کی ہر سبیل غیر مفید ثابت ہو چکی ہے۔ تگ ودو کی گئی۔ کنویں کھودے گئے مگر پانی دستیاب نہ ہو سکا۔ عاشور کی رات آگئی ہے۔ پیاسوں کی آنکھوں میں موت کا نقشہ نظر آرہا ہے۔ اضطراب اہل بیت کی کوئی حد نہیں ۔ حضرت سکینہ بنت الحسین فرماتی ہیں کہ نویں محرم کا دن گزرنے کے بعد جب رات آئی تو پانی کی نایابی نے ہم لوگوں کو قریب بہ ہلاکت پہنچادیا۔ خشک برتنوں اور مشکیزوں کی طرح ہماری زبان اور لب بھی خشک ہو گئے۔ اور ایسی حالت پیدا ہو گئی۔ جو برداشت نہ کی جا سکی ۔ بالآخر " قمت الی عمتی زینب علیھا السلام اخبرھا بعطشانا لعلھا ادخرت لنامائ" میں اور بچوں سمیت اپنی پھوپھی زینبؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ تا کہ انہیں اپنی حالت سے آگاہ کر کے پانی کی خواہش کروں۔ شاید وہ کوئی سبیل پیدا کر سکیں۔ "فوجدتھا فی خیمتھا وفی حجرھا اخی الرضیع" میں نے انہیں اپنے خیمہ میں پایا۔ وہ آغوش محبت میں میرے بھائی علی اصغر کو لیے ہوئے تھیں اور ان کی حالت یہ تھی "تارۃ تقوم وتارۃ تقعد وھو یظطرب اضطراب السمکۃ فی الماء" کبھی کھڑی ہوتی تھیں۔ اور کبھی بیٹھ جاتی تھیں۔ اور میرا بھائی ان کی آغوش میں اس طرحً تڑپتا تھا۔ جس طرح چھوٹی مچھلی پانی میں تڑپتی ہے۔ "ویصرخ وھی تقول صبراً صبراً یا بن اخی" وہ تڑپتے بھی ہیں اور چلاتے بھی ہیں۔ اور میری پھوپھی انہیں تسلی دیتی ہوئی فرماتی ہیں۔ میرے برادرزارے صبر کرو اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی فرماتی تھیں: "وانی لک الصبر و انت علی ھذا الحالۃ المشئومۃ" اور تجھے کیونکر صبر آسکتا ہے۔ جبکہ تیری یہ حالت ہے۔ "یعز علی عمتک ان تسمعک ولا تنفعلک" اے بیٹا کیا کروں۔ اس بات سے سخت تکلیف ہے کہ میں تیری حالت دیکھتی اور تیرا بیان سنتی ہوں اور کچھ نہیں کر سکتی۔ جناب سکینہ فرماتی ہیں کہ جب میں نے پھوپھی جان کا بیان سنا اور علی اصغر کی حالت دیکھی تو میں بھی رو پڑی۔ "فقا



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



لت سکینۃ قلت نعم'' پھوپھی اماں نے پوچھا کون سکینہ ؟میں عرض کی ہاں پھوپھی جان میں ہی ہوں انہوں نے پوچھا کیوں رو رہی ہو۔میں نے یہ خیال کرتے ہوئے کہ اگراپنی پیاس کاذکر کیاوہ اورپریشان ہو جائیں گی ۔میں نے کہااے پھوپھی جان ''لوارسلت الی بعض عیالات الانصار فلربماان یکون عندھم مائ'' اگرآپ انصار کی عیال کے پاس کسی کو بھیجیں تو شاید کچھ پانی کہیں سے دستیاب ہو جائے۔یہ سن کر حضرت زینبؑ نے میرے بھائی کوآغوش میں لیااور خود میری انگلی پکڑی اور دیگر پھوپھیوں کے خیموں میں تشریف لے گئیں۔ لیکن کہیں پانی کی کوئی سبیل نظر نہ آئی۔پھر جب وہ واپس ہو کر بعض فرزندان امام حسنؑ کے خیمہ میں پہنچیں توآپ کے ساتھ بہت سے اور چھوٹے چھوٹے بچے بھی ہو گئے تھے۔اور سب کو یہ امید تھی کہ زینبؑ کہیں سے پانی کی سبیل نکالی لیں گی ۔غرض کہ آخر میری پھوپھی زینبؑ نے اصحاب کے خیموں میں پانی کا پتہ لگالیا۔ مگر مایوسی ہی رہی ''فلمااستیت رجعت الی خیتمھا ومعھامایقرب من عشرین صبیاًوصبیۃ'' جب پانی ملنے سے ناامید ہوئی تواپنے خیمے میں پلٹ آئیں۔اب آپ کے پاس تقریباًبیس لڑکے لڑکیاں جمع ہو گئے جوسب کے سب حد سے زیادہ پیاسے تھے۔حضرت سکینہ فرماتی ہیں کہ ہم سب اطفال حسینی خیموں میں روپیٹ رہے تھے کہ ناگاہ ہمارے خیمہ کی طرف سے بریر ہمدانی گزرے انہوں نے جب ہماری حالت کا مطالعہ کیاتو بے ساختہ رونے لگے۔اور سر پر خاک ڈالتے دیگر اصحاب سے ملے اوران سے کہا کہ بڑے افسوس کی بات ہے ۔کہ ہمارے ہاتھوں میں تلواریں ہونے کے باوجود خاندان رسالت کے بچے پیاس سے مر رہے ہیں۔میرے دوستو! اگرہم انہیں سیراب نہ کر سکیں تو وہ پیاس سے مر جائیں۔تواس سے کہیں بہتر ہے کہ ہم لوگ موت سے ہم کنار ہو جائیں ۔میری رائے یہ ہے کہ ہم لوگ ان بچوں کے ہاتھ پکڑ لیں اور نہر پر لے چلیں اور انہیں



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



سیراب کرنے کی سعی کریں۔یہ سن کر یحییٰ مازنی بولے میرے خیال میں بچوں کا لے جانا درست نہیں ہے۔کیونکہ دشمن حملہ ضرور کریں گے۔اگراس حملہ میں خدانخواستہ کوئی بچہ نظر ہو گیاتو ہم اس کا سبب قرار پائیں گے۔بہتر یہ ہے کہ مشکیزے لے لواور نہر پر چل کر پانی حاصل کرو۔پانی دستیاب ہونے پر ان پیاسوں کو سیراب کرو۔جناب یحییٰ مازنی کی رائے سب نے پسند کی۔اور چار اصحاب مشکیزے لے کر نہر فرات کی طرف روانہ ہو گئے۔جن کے قائد جناب بریر ہمدانی تھے۔(امائتین فی مقتل الحسین جلد ا ص ۳۱۸ طبع لکھنوٗ )

## شب عاشور جناب بریر ہمدانی پر دشمنوں کی یورش اور حضرت عباس علیہ السلام کا کمک میں پہنچنا

رات کا بہت بڑا حصہ گزر چکا ہے۔محافظین نہر سوتے جاگتے ہیں۔مجاہدین کرام خدمت حسینؑ اپنے خیموں کی جانب روانہ ہو رہے ہیں۔حضرت بریر ہمدانی جنہیں ''سید القراء'' کہا جاتاہے۔خیام اہل بیت کی طرف سے گزرے کانوں میں حسینی پیاسوں کی صدائے ''العطش '' پہنچی ۔ دل بے چین ہو گیا۔بڑھتے ہوئے قدم تھم گئے ''رمیٰ نفسہ علی الارض وحثی التراب''اپنے آپ کو زمین پر دے مارا۔اور خاک بر سر ہو۔گئے تھوڑی دیر کے بعد اٹھے ساتھیوں کے پاس آئے اور آبدیدہ ہو کر بولے: بھائیو! اولاد رسول کریمؐ اور فرزندان ساقی کوثر پیاس سے مرا چاہتے ہیں۔بڑے افسوس کی بات ہے کہ تلواروں کے قبضے ہمارے قبضوں میں ہوں اور ہم ایک چلو بھی پانی نہ لاسکیں اور تشنہ لب بچے جاں بحق تسلیم ہو جائیں ۔مجاہدین اٹھ کھڑے ہوئے اور طے کیا کہ ان بچوں کو نہر فرات پر لے چلیں۔اور سیراب



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



کر لائیں معاً خیال آگیا کہ اگر خدانخواستہ کسی بچے کو کوئی گزند پہنچ گئی تو ہم خاتون جنت کو منہ دکھانے کے لائق نہ رہیں گے۔ بریر کی حسب مرضی قبیلہ ازد کے صرف چار بہادروں پر مشتمل ایک جماعت زیر قیادت ہمدانی نہر فرات کی جانب روانہ ہو جاتی ہے۔ یہ لوگ فرات کے کنارے پہنچے محافظین نہر نے ان کی آمد محسوس کر لی۔ پوچھا "من ھولاء القوم" یہ لوگ کون ہیں۔ یعنی تم لوگ کون ہو اور کیوں آئے ہو۔ بریر ہمدانی نے دلیرانہ جواب دیا" انا بریر وھولاء اصحابی" میں بریر ہوں اور یہ میرے ہمراہی اور صحابی ہیں۔ اس نے پوچھا کیوں آئے ہو کیا عرض ہے؟ "فرمایا" پانی پینے اور لے جانے آئے ہیں۔ اس نے کہا ٹھہر و ہم اپنے سردار سے دریافت کر لیں اگر اجازت ملے گی تو پانی لے جانے کی سبیل پیدا ہو جائے گی۔ ورنہ ناممکن ہو گی۔ اگر ایک شخص محافظین نہر کے سردار اسحاق بن حیثوہ کے پاس گیا جو بریر رحمۃ اللہ علیہ کا رشتہ دار تھا۔ اور کہا بریر پانی پینے اور خیام حسینی تک لے جانے کے لیے آئے ہیں۔ اس نے کہا "افرجوا لھم الشرعۃ" پانی پینے کے لیے گھاٹ خالی کر دو۔ جتنا جی چاہے پی لیں۔ لیکن لے جانے نہ پائیں۔ اجازت ملی۔ پانی میں اترے پانی کی ٹھنڈک نے دل پگھلا دیئے۔ بریر نے پانی پیئے بغیر اپنے ساتھیوں سے کہا مشکیزے جلدی بھر و۔ اور چل کھڑے ہو۔ "فقد ذابت قلوب اطفال الحسین" اس لیے کہ فرزند رسولؐ کے چھوٹے چھوٹے بچوں کے دل پیاس پگھلے جا رہے ہیں۔ بریر کی آواز ایک دشمن نے سن لی۔ اور پکار کر کہا تمہیں پانی پینے کی اجازت دی گئی ہے۔ تم پانی لے جا نہیں سکتے ہیں۔ میں فوراً اسحاق کو باخبر کرتا ہوں ۔لیکن یہ بھی سن لو کہ اگر اس نے یہ پاس قرابت پانی لے جانے کی اجازت بھی دے دی تو میں نہ لے جانے دوں گا۔ حضرت بریر نے اپنا لہجہ کمال سیاست کی بنا پر نرم کر کے اسے گرفتار کرنا چاہا۔ لیکن وہ گرفت میں نہ آیا اور اس نے اسحاق کو خبر کر دی۔ اسحاق نے حکم دیا پانی



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



لے جانے سے روکو۔اور اگر نہ مانیں تو میرے پاس گرفتار کر کے لاؤ۔وہ آیا اور اس نے مشکیزے سے پانی بہادینے کا مطالبہ کیا۔حضرت بریر نے فرمایا'' اراقۃ الدماءاسھی من اراقۃ الماءَ''خدا کی قسم میں پانی بہانے سے اپنا خون بہانا بہتر سمجھتا ہوں میں نے ایک قطرہ بھی پانی نہیں پیا۔ہماری پوری غرض خیام حسینی تک پانی پہچانا ہے۔جب تک دم میں دم ہے ۔ہمارے مشکیزوں کو کوئی نظر بھر کر بھی دیکھ نہیں سکتا۔ان لوگوں کے ارادے معلوم کرنے کے بعد دشمنوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ان بہادروں نے اپنے مشکیزے زمین پر رکھ دیئے۔اوراس کے گردا گرد گھٹنے ٹیک کر کھڑے ہو گئے۔تیر بارانی کا حکم ہوا اور تیر برسنے لگے۔ایک بہادر نے مشکیزہ اٹھا کر کندھے پر رکھ لیا۔اور چاہا کہ جلدی سے نکل کر تا بہ خیام پہنچ جاؤں اتنے میں ایک تیر کندے پر آ لگا۔تسمہ کٹ گیا اور خون جاری ہو گیا اور قدم تک پہنچا۔اس نے بڑی خوشی کے ساتھ کہا۔''الحمدللہ الذی جعل رقبتی و قاءلقربتی'' تمام تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں۔جس نے میری گردن کو مشکیزہ کے لیے سپر بنادیا۔یعنی میری گردن چھدی تو چھدی مشکیزہ تو بچ گیا۔ابھی تک ان بہادروں کی تلواریں نیام میں ہیں لیکن حضرت بریر اب سمجھ چکے ہیں اوران کے اطفال و عورات بھی پیاسے ہیں۔ہمیں پانی تو لے جانے دو۔ان لوگوں نے جواب دیا حسینؑ اوران کے بچوں کے لیے فرات کا پانی ہم نے حرام کر دیا ہے یہ ناممکن ہے کہ تم پانی لے جاسکو بریر نے کہا دیکھو ہماری تلواریں اب تک نیام میں سو رہی ہیں انہیں بیداری کا موقع نہ دو۔ورنہ بڑی خونریزی ہو گی۔دشمن پانی روکنے میں مبالغہ کر رہے ہیں۔اور یہ پانی لے جانے پر اصرار بات بڑھی آواز بلند ہوئی حضرت امام حسین علیہ السلام کے گوش مبارک تک صدا پہنچی۔آپ نے ارشاد فرمایا الحقوابہ اے عباسؑ کچھ لوگوں کو لے کر بریر کی کمک میں جلد پہنچو۔وہ دشمنوں میں گھر گئے ہیں حضرت عباسؑ چند



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



اصحاب کو لے کر بریر کی مدد کو چلے اور ان کے ہمراہ بعض محافظین خیمہ گاہ بھی ہوئے۔ عمر بن حجاج نے جب دیکھا تو اپنے لشکریوں کو حکم دیا کہ اگرچہ رات ہے مگر تیر بارانی شروع کر دو۔ حکم پاتے ہی دشمنوں نے تیروں کا مینہ برسانا شروع کر دیا۔ بریر نے بڑھ کر ایک مشکیزہ اٹھالیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میرے ارد گرد جمع ہو جاؤ تاکہ تیر مشکیزہ تک نہ پہنچ سکے۔ اور پانی بہنے سے بچ جائے بریر مشک لیے اپنے ساتھیوں کے درمیان میں ہیں اور ساتھی آپ کے ارد گرد ہیں جس قدر تیر آتے ہیں یہ بہادر اپنے سینوں پر لیتے ہیں اور مشکیزہ تک کسی تیر کی رسائی نہیں ہونے دیتے بریر ہمدانی کے سات تیر لگ چکے ہیں لیکن مشکیزہ اب تک محفوظ ہے قضارا ایک تیر بڑی تیزی کے ساتھ اڑتا ہوا ایک بہادر کے سینے پر لگا اور سینے کو توڑ کر پار ہو گیا اور بریر کی گردن پر جا لگا لوگ گھبرا گئے اور یہ سمجھے کہ تیر مشکیزہ پر لگ گیا ہے۔ حضرت بریر سے پوچھا۔ ذرا بتاؤ تو سہی کہ یہ تیر کہاں لگا بریر نے کمال عقیدت سے جواب دیا کہ مشکیزہ بچ گیا۔ الحمد اللہ یہ تیر میری گردن پر لگا ہے الغرض کمک پہنچ گئی دشمن کے دل چھوٹ گئے ان حضرات نے دشمنوں کو ہٹا دیا اور بریر وغیرہ کو ہمراہ لے آئے ۔حضرت بریر مشکیزہ لیے ہوئے خیمہ کے قریب پہنچے۔ فجاء بریر بالماء حتی وبایا لخیمۃ فرمی القربۃ وقال اشربوا یاال الرسول" اور پکار کر کہا اے رسول اکرمؐ صلعم کے چھوٹے چھوٹے پیاسے بچو آؤ۔ پانی آگیا بخوشی پیو۔ بچوں میں شور مچ گیا۔ ایک دوسرے کو پکارنے لگے۔ ہذا بریر جاء نا بالماء آؤ آؤ۔ بریر پانی لائے ہیں تمام بچے دوڑ پڑے۔" ورمین انفسھن علی القربۃ، اور اپنے کو مشکیزہ پر گرا دیا کوئی مشکیزہ کو آنکھوں سے کوئی رخسار سے کوئی پہلو سے لگانے لگا ۔مشکیزہ پر دباؤ پڑا اور اس کا دہانہ بند۔ الٹ گیا منہ کھل گیا اور سارے کا سارا پانی پیاسوں کے سامنے زمین پر بہ گیا بچے ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے اور سب نے مل کر آواز دی، ارے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



بریر پانی بہ گیا۔ بریر اس آواز کو سنتے ہی جعل یلطم وجھہ منہ پٹینے لگے اور بڑی مایوسی اور زبردست افسوس کے ساتھ رو کر کہا ''والھفاہ علی اکباد بنات رسول اللہ، ہائے کس عرق ریزی سے پانی دستیاب ہوا تھا مگر افسوس کہ پیغمبر اسلام علیہ السلام کی اولاد سیراب نہ ہو سکی ۔غرض کہ پانی زمین پر بہ گیا اور چھوٹے چھوٹے بچے کمال تشنگی کی وجہ سے اس تر زمین پر گرنے لگے۔ حضرت عباس علیہ السلام نے اس حشر آفرین واقعہ کو اپنی نظروں سے دیکھا اور بے تاب ہو کر نہایت مایوسی کے عالم میں کف افسوس ملنے لگے۔(مائتین ص ۳۱۶ ص ۳۲۳ و مواعظ حسنہ ص ۲۸۵۔۲۸۳ طبع جالندھر ۱۹۳۹ء کبریت احمر ص ۳۴ توضیع عزا ص ۱۹۱

## عباسؑ الاصغر کی شہادت

غالباً شب عاشو کی اس آخری پانی کی جدوجہد میں عباس الاصغرؑ نامی حضرت علی علیہ السلام کے ایک صاحبزادے کام آگئے ہیں جن کو بعض لوگوں نے غلطی سے عباس الاکبر علیہ السلام سمجھ کر لکھ دیا۔ کہ حضرت عباس علمدار شب عاشور شہید ہوئے ہیں (نور العین) یہ سراسر غلط ہے یہ دھوکا بظاہر ہر نام کی وجہ سے ہو گیا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام کے دو بیٹوں کا نام عباس تھا۔ علمدار کربلا کو عباس الاکبر اور دوسرے بیٹے کو عباس الاصغر کہتے تھے (المشرع الردی ص ۷۴ طبع مصر ۱۳۳۹ھ ناسخ التواریخ جلد ۲ ص ۲۸۹ طبع بمبئی )

## حضرت زینبؑ کا اضطراب



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



حضرت امام حسینؑ اپنے خیمہ میں تشریف فرما ہیں اور آپ کے پاس ابو ذر غفاری کے غلام جناب جون بیٹھے ہوئے ہیں آپ نے بقول بعض مورخین کچھ اشعار پڑھے جن کے الفاظ کی بندش سے موت کا نقشہ نظر آرہا تھا۔ حضرت زینبؑ نے جو حضرت زین العابدین علیہ السلام کی تیمارداری میں مشغول تھیں حضرت امام حسین علیہ السلام کے اشعار سن لیے اور بے انتہاء مضطرب ہو کر بھائی کے پاس آئیں بھیا آپ تو اپنی شہادت کی خبر دے رہے ہیں امام حسین علیہ السلام نے فرمایا۔ اے بہن! موت ہر ایک کے لیے اور مجھے بھی بہر صورت مرنا ہے اور لاریب یہ میری آخری رات ہے حضرت زینب بے انتہار نجیدہ ہوئیں اور رونے لگیں حضرت امام حسین علیہ السلام نے انہیں تلقین صبر فرمائی اور خاموش کر دیا۔

## حضرت امام حسین علیہ السلام کا ہدایات دینے کے لیے اصحاب کے خیموں کا دورہ

عاشورا کی رات گزر رہی ہے حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے خیمہ سے برآمد ہو کر اصحاب کے خیموں کی طرف تشریف لے جاتے ہیں ان کو حکم دیتے ہیں کہ تم لوگ خیموں کو اس انداز سے نصب کر لو کہ تمہاری زندگی تک دشمن خیموں کے قریب نہ پہنچ سکیں۔ شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ پھر امام حسین علیہ السلام اپنے اصحاب کی طرف تشریف لے گئے اور آپ نے ان کو حکم دیا کہ تمام خیموں کو ملا لو اور ایک کی طناب دوسرے کے ساتھ مستحکم کر لو۔ اور خیموں کے نصب کرنے میں ایسی شکل اختیار کرو کہ تین طرف سے سب محفوظ ہو جائیں اور صرف ایک ایسی طرف راستہ رکھو جس طرف دشمن کی گزرگاہ ہو اور ان سے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



مقابلہ کیا جاسکے (ارشاد مفید ص ۳۲۴ طبع ایران )

## حضرت عباسؑ و حضرت علی اکبرؑ اور جناب قاسمؑ میں باہم گفتگو

علامہ محمد باقر نجفی اپنی کتاب دمعہ ساکبہ کے ص ۳۲۶ پر تحریر فرماتے ہیں "ثم رجع علیہ السلام الی مکانہ "اصحاب کو ہدایات دینے کے بعد آپ اپنے خیمہ فلک جاہ کی طرف واپس ہوئے بقولے جب واپسی میں حضرت عباسؑ کے خیمہ کے قریب پہنچے تو محسوس کیا کہ جیسے کچھ آپس میں باتیں کر رہے ہوں حضرت اپنی جگہ پر خاموش کھڑے ہوگئے یہ حضرات آپس میں بات چیت کر ہی رہے تھے کہ روئے سخن شب عاشور کی طرف ہو گیا حضرت علی اکبرؑ بڑی دلیری سے بولے "اے چچا جان ! آج کی صبح کو بابا جان پر جو سب سے پہلے اپنی جان کی قربانی دے گا میں ہوگا۔ حضرت عباسؑ بولے آقا زادے یہ کیا کہا۔ غلام کی موجودگی میں شاہزادہ کی شہادت کا کون سا سوال ہے جب تک عباسؑ کے دم میں دم باقی ہے شہزادہ کو جنگ کی آنچ نہیں لگنی چاہیئے۔ حضرت علی اکبرؑ نے کہا۔ چچا، یہ درست سہی لیکن یہ بھی تو خیال فرمائیں کہ آپ علمدار لشکر ہوں گے اور علمدار کے مارے جانے سے سارا لشکر تیر بتر ہو جاتا ہے اگر آپ پہلے شہید ہوں گے تو چھوٹے سے لشکر میں جلد سے جلد کمزوری دوڑ جائے گی اس کے علاوہ آپ کی وہ ہستی ہے کہ آپ کے دم سے بابا جان زندہ ہیں اگر آپ شہید ہو جائیں گے تو بابا جان کی کمر ٹوٹ جائے گی حضرت عباسؑ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ اے میرے آقا کے نور نظر علی اکبرؑ ! تم نے جو کچھ کہا درست ہے لیکن یہ بھی تو سوچو کہ بیٹا باپ کا نور نظر ہوتا



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ہے جب باپ کے سامنے بیٹا شہید ہو جائے تو باپ کی آنکھوں کا نور جاتا رہتا ہے اگر تم پہلے شہید ہو جاؤ گے تو میرے سید و سردار بے نور ہو جائیں گے اور یہ تو بتاؤ کہ جب حضرت کا نور بصر جاتا رہا تو سارا دن لاشوں پر لاشے کیسے اٹھائیں گے۔ حضرت عباسؑ اور حضرت علی اکبر علیہما السلام کی گفتگو حضرت قاسم بن حسن علیہ السلام خاموشی سے سنتے رہے جب دونوں سوال وجواب کر چکے تو بولے، چچا جان! آپ نے جو کچھ فرمایا وہ درست ہے اور بھائی علی اکبر علیہ السلام نے جو کچھ کہا وہ صحیح ہے بے شک آپ کی شہادت سے چچا جان کی کمر ٹوٹ جائے گی اور بھائی علی اکبرؑ کی شہادت سے چچا جان کا نور بصر جاتا رہے گا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کل سب سے پہلے جو چچا جان پر قربان ہو وہ میں ہوں۔ اس لیے کہ میں یتیم ہوں اور اپنے باپ کی طرف سے سب سے پہلی قربانی دینے کی تمنا رکھتا ہوں، یہ سننا تھا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام خیمہ میں داخل ہو گئے۔ اور حضرت قاسم کو سینہ سے لگا کر فرمایا بیٹا باپ کے نہ ہونے کا رنج نہ کرو میں تیرا باپ موجود ہوں تیری شہادت سے مجھے اتنا ہی رنج ہو گا جتنا میرے بھائی ہوتا۔ سنتا ہوں کہ پھر امام حسین علیہ السلام نے روئے سخن حضرت عباسؑ کی طرف موڑا اور ان کے جذبات کا جائزہ لے کر فرمایا کہ اے عباسؑ اگر تم یہ حوصلہ لے کر آئے ہو کہ ان کا تختہ تباہ کر دو۔ تو مدینہ واپس جاؤ میں تو اتمام حجت اور قربانی پیش کر کے اسلام کو زندہ کرنے اور اس کو سدا بہار بنانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔

## حضرت امام حسینؑ اور اصحاب و اعزاء کی عبادت گزاری

حضرت امام حسین علیہ السلام اصحاب کو ہدایت فرما کر اپنے خیمہ میں واپس تشریف لے گئے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



۔اصحاب اٹھے اور حضرت کی حسب ہدایت یعنی خیموں کے گرد کھدی ہوئی خندق میں خس وخاشاک اور لکڑیاں اچھی طرح بھر دیں۔اس کے بعد نماز عبادت دعا تلاوت کلام مجید میں مشغول ہو گئے (جلاء العیون ص ۲۰۰)علامہ محمد باقر بحوالہ مفید لکھتے ہیں : پھر آپ ساری رات نماز پڑھتے ۔استغفار اور دعا اور تضرع کرتے رہے اور آپ کے تمام اصحاب بھی نماز ودعا اور استغفار میں مشغول رہے (دمعہ ساکبہ ص۲۳۶۔ناسخ التواریخ جلد ۲ ص ۲۴۸)علامہ اربلی رقمطراز ہیں کہ : حضرت امام حسین علیہ السلام نے تمام عورات واہل بیت کو شکیبائی کی وصیت فرمائی۔اور بیمار امام حضرت زین العابدین کو باخبر کیا کہ میری نسل سے تم تنہا باقی رہ جاؤ گے۔پس فرمایا اس کے بعد مشغول بہ عبادت ہو گئے (سیر الائمہ ترجمہ کشف الغمہ ص ۷۰)مورخین لکھتے ہیں۔حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب بقیہ ساری رات عبادت کرتے رہے کبھی رکوع کبھی سجود کبھی قیام کبھی قعود میں مشغول رہے ۔اور ان کی عبادت کی آواز ایسی معلوم ہوتی تھی ۔ جیسی شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ۔(دمعہ ساکبہ ص ۳۲۵ تاریخ کامل جلد ۴ ص ۲۳ ،مقتل عوالم ص ۸۰، طبری صلاح النشین ،ابی مخنف صواعق محرقہ ،ینابع المودۃ اعثم کوفی ،روضۃ الصفا ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۲۴۸ وغیرہ)

## شب عاشور حضرت عباس علیہ السلام کی چہار گانہ عبادت

غرضکہ اب رات کا جو حصہ بھی باقی ہے۔وہ عبادت میں گزر رہا ہے۔یعنی حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کے اہل بیت اور اصحاب سب طمانیت عبادت کو رخصت کرنے لگے ہوئے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ہیں ۔اور حضرت امام حسین علیہ السلام بھی سر بسجود عبادت خداوندی میں مشغول ہیں ۔لیکن آپ نماز۔دعا کے علاوہ فریضہ عبادت گزاری کو دوسرے طریقوں سے بھی ادا فرما رہے ہیں۔علامہ باقر قاینی کی عبادت سے مستفاد ہوتا ہے کہ آپ نے شب عاشور چار قسم کی عبادت میں گزاری۔

پہلی قسم : تو یہ ہے کہ آپ اپنے برادر محترم حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرح محو عبادت ہوتے ہیں ۔ کبھی رکوع، کبھی سجود، کبھی قیام کبھی قعود فرماتے ہیں ۔ کبھی دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے ہیں۔ کبھی تضرع وزاری کرتے ہیں۔

دوسری قسم : یہ ہے کہ آپ مصلّے سے اٹھ کر فوراً خیام اہل بیت کا طلایہ پھیرتے ہیں اور حفاظت خیام میں سارا انہاک صرف کردیتے ہیں۔حضرت عباس علیہ السلام کو چونکہ سرکار حسینی سے تمام اختیارات اور ذمہ داریاں حاصل تھیں لہٰذا آپ مجبوراً اپنے رخ عبادت کو حفاظت عترت رسولؐ کی طرف موردیتے ہیں۔

تیسری قسم : یہ ہے کہ آپ خندق میں لکڑیوں کو مرتب طور پر جمع کرتے ہیں۔اور بروایتے جمع شدہ لکڑوں میں اس خیال سے آگ دیتے ہیں کہ دشمن شب خون نہ ماریں۔

چوتھی قسم : یہ ہے کہ آپ اپنے بھائیوں نیز دیگر بنی ہاشم کو جمع کرکے فرماتے ہیں کہ دیکھو کل امتحان کا دن ہے۔ تم اس طرح دلیری سے کام لینا کہ دنیا انگشت بدندان ہو جائے۔اور اس کی پوری کوشش کرنا کہ سب سے پہلے شہادت نصیب ہو۔ایسا نہ ہو کہ اصحاب سبقت لے جائیں۔اور دنیا کہے کہ حسینؑ نے اصحاب کو پہلے کٹوا دیا۔(کبریت احمر ص ۹۱)



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



## حضرت زینبؑ جناب عباسؑ کے خیمہ میں

اس میں کوئی شک نہیں کہ جس طرح حضرت عباسؑ کو سکون اور چین نصیب نہ تھا۔اسی طرح حضرت زینب صلوٰات اللہ وسلامیہ علیہا بھی بے چین تھیں۔آپ فرماتی ہیں کہ نصب شب گزرنے کے بعد میں اپنے خیمہ میں گئی۔دیکھا کہ آپ شیران بنی ہاشم کے ایسے حلقہ میں بیٹھے ہوئے ہیں کہ لایعرف طرفھا جس کا کنارہ معلوم نہیں ہوتا اور فرمارہے ہیں۔"یا اخرانی و بنی اعمامی اسمعوا کلامی" اے میرے بھائیو! اور اے چچا کے بیٹو! میری بات کان دھر کے سنو "چوں فردا شود و بنائے محاربہ و قتال شود اول کسے کہ قدم در عرصہ رزم گزارد۔شما بنی ہاشم باشید۔تاآنکہ مردم نہ گوئند کہ جمع راخوستند بیارے خود واز برائے ایشاں مرگ و برائے خود حیات راخواستند" دیکھو کل جب محاربہ اور قتال چھڑنا طے پاجائے۔تو اے بنی ہاشم تم لوگ سب سے پہلے رزم گاہ میں اپنے کو پہنچا کر جان دے دینا تاکہ لوگ یہ کہہ سکیں کہ لوگوں کو مدد کے لیے بلا کر ان کے لیے موت اور اپنے لیے زندگی کی فکر کی۔پس فتیاں ہمہ گفتند مطیع امر توے باشیم۔سب لوگ بیک زبان بول اٹھے۔آپ فکر نہ کریں۔ہم آپ کی پوری اطاعت کریں گے۔(کبریت احمر ص ۱۱۰) ملا مشہدی لکھتے ہیں کہ ایک خیمہ میں حضرت عباسؑ بن علیؑ جوانان بنی ہاشم کو حق کی حمایت کے لیے جان دینے باطل کی مخالفت میں کمر باندھنے واجبات دین کو تلواروں کے سایہ میں بجالانے۔مصیبت میں صبر غصے یں حلم۔کلام میں سچائی۔افعال میں دیانتداری اور ادائے فرائض میں مستعدی ظاہر کرنے تلوار کی دھار کے نیچے بھی امام زمانہ کی متابعت میں ثابت قدم رہنے کی تلقین فرمارہے تھے۔الخ (مظلومہ کربلا ص ۷۳ طبع لاہور) حضرت زینبؑ فرماتی ہیں کہ پھر میں نے اصحاب



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



کے خیمہ کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ۔ حبیب بن مظاہر نے تمام اصحاب کو اپنے خیمہ میں جمع کر دیا ہے۔اور کہہ رہے ہیں کہ ''اے اصحاب حسینؑ اور میرے بھائیو دیکھو۔کل جب جنگ وجدال حرب و قتال کی نوبت آپہنچے تو تم لوگ دین اسلام پر نثار ہونے میں جلدی کرنا۔ایسا نہ ہو کہ بنی ہاشم میں سے کوئی بھی تم پر سبقت لے جائے۔'' زیرا کہ ایشاں سادات و بزرگان ما باشد'' ''فاذا قتلنا قضینا ما علینا''اس لیے کہ یہ لوگ سادات اور ہمارے بزرگ ہیں۔جب ہم کام آجائیں گے۔تو اپنے فریضہ سے سبکدوش ہو جائیں گے۔پھر جو بھی ہو۔اس پر ہماری ذمہ داری نہ ہوگی۔ان اصحاب نے بہ یک زبان کہا'' القول قولک'' جو فرماتے ہیں۔بالکل درست ہے اور یہی ہو کے رہے گا۔چنانچہ یہی ہوا۔اصحاب نے کسی طرح اہل بیت میں سے کسی ایک کو بھی اپنے سے پہلے رزم گاہ میں جانے نہ دیا۔(کبریت احمر ص ۱۱۰)

## خیمہ گاہ حسینی کی عورتوں کا انداز عبادت

اس میں کوئی شک نہیں کہ واقعات کربلا کے فروغ میں عورتوں کا بھی ہاتھ ہے۔بڑی بے انصافی ہوگی۔اگر اس میں مقام پر عورتوں کی عبادت کا ذکر نہ کیا گیا۔عورتیں نماز و دعا میں مشغول ہیں۔جب اس قسم کی عبادت سے فرصت پاتی ہیں۔تو ایک دوسرے انداز کی عبادت شروع کر دیتی ہیں۔ملاحظہ ہو۔خیام اہل بیت میں اسلام کی کامل الایمان بیبیاں محبت رسولؐ کی راسخ الاعتقاد ہستیاں دین الٰہی پر مر مٹنے والیاں خاتون جنت کی محبت کی متوالیاں ۔قربان گاہ اسلام پر قربانی چڑھانے جان رسولؐ کا فدیہ پیش کرنے۔اپنی پیاری بی بی فاطمہ زہرا کی جان پر سے صدقہ اتارنے کے لیے اپنے جگر کے ٹکڑوں پیارے لاڈلوں کو تیار کر رہی



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ہیں۔ بال سنوارتی ہیں۔ زلفوں کو کنگھی کرتی ہیں۔ چاند سے مکھڑوں کو چومتی ہیں۔ پیاسے ہونٹوں کو بوسہ دیتی ہیں۔ اور کہتی ہے کہ اے پیارے بچو جگر کے ٹکڑو۔ ماں کی آنکھ کے تارو۔ راج دلارو۔ کل قربانی کا دن ہے۔ جان رسولؐ پر فدا ہونے کا روز ہے۔ بس یہی تمنا ہے اور یہی آرزو ہے کہ تم دولہا بنو۔ زخموں کے پھول تمہارے جسم پر ہوں شربت شہادت پیو تلواروں سے کھیلو۔ نیزے کھاؤ۔ خون میں نہاؤ۔ دین الٰہی اسلام محمدی کی قربانی بنو۔ اور جان رسولؐ بتولؑ آقا حسینؑ پر فدا ہو جاؤ اور ہم کو ہماری بی بی خاتون جنت بنت رسولؐ حضرت فاطمہ زہراؑ سے سرخرو کر جاؤ۔ حسینؑ کے فدیہ کہلاؤ گے تو ہمارا دودھ تم کو حلال ہوگا۔ اور تمہاری لاشوں پر ہم آئیں اور تمہاری خون بھری تصویروں کو دیکھ کر خون کے آنسو بہا کر خدائے جلیل کی بارگاہ میں اس ناچیز قربانی کی قبولیت کا سجدہ شکر ادا کریں اور اپنا دودھ تم کو بخشیں۔

## مجاہدین کربلا کی آخری سحر

شب عاشور گزر رہی ہے۔ سفیدہ سحری نمودار ہو رہا ہے۔ شہدائے کربلا کی زندگی کی آخری سحری طائع ہوا چاہتی ہے۔ کہ ناگاہ حضرت امام حسین علیہ السلام پر غنودگی طاری ہوگئی۔ آپ نے ایک حیرت ناک خواب دیکھا جس میں آپ کے قاتل کی پہنچان بتائی گئی تھی۔ مورخین لکھتے ہیں۔ جب سحر کا وقت آیا۔ امام حسین علیہ السلام پر غنودگی طاری ہوئی۔ پھر آپ بیدار ہوگئے اور فرمایا تم لوگ جانتے ہو کہ اس وقت میں نے خواب میں دیکھا ہے لوگوں نے عرض کی حضور آپ ہی فرمائیں۔ ارشاد ہوا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ بہت سے کتے شدت کے ساتھ مجھ پر حملے کر رہے ہیں۔ اور ان کتوں میں ایک ابلق رنگ کا مبروص کتا ہے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



جوانتہائی سختی کے ساتھ مجھ پر حملہ آور ہے میں گمان کرتا ہوں کہ میرا قاتل مبروص ہو گا اس کے بعد میں اپنے نانا جان کو خواب میں دیکھا وہ فرماتے ہیں کہ اے بیٹا تو عنقریب شہید ہو جائے گا۔اور اے بیٹے اہل ساوات تیرے انتظار میں ہیں لٰہذا تمہیں چاہیے کہ جلد سے جلد یہاں پہنچنے کی کوشش کرو۔اور آج شام کا افطار میرے پاس آکر کرنا اور یہ ملک ہے۔جو آسمان سے اس لیے اترا ہے کہ تمہارا خون اس سبز شیشی میں لے لے۔میں نے یہخواب دیکھا ہے۔جس سے سمجھتا ہوں کہ عنقریب اس دنیا سے میرا کوچ ہونے والا ہے۔(دمعہ ساکبہ ص ۳۲۶۔بحوالہ بحار و مناقب و جلاالعیون ص ۲۰۰ ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۲۴۳ طبع بمبئی) علامہ حسین واعظ کاشفی لکھتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے حکم نافذ کرتے ہوئے فرمایا۔کہ اب جبکہ اصحاب کی مہم اس حد تک پہنچ چکی ہے۔تو"بروند بقیہ کہ از شب ماندہ بطاعت وعبادت گزرائیند وصباح حاضر گردند" اب اپنے اپنے خیموں میں واپس جا کر یہ بچی ہوئی رات بھی عبادت واطاعت میں گزاریں پھر صبح کے وقت آجائیں۔تاکہ آخری نماز باجماعت ادا کرلیں۔اس لیے کہ آج صبح والی نماز باجماعت آخری ہو گی۔القصہ سب کے سب اپنے اپنے خیموں میں چلے گئے۔اور عبادت گزاری میں مشغول ہوئے آج کی رات عبادت خداوندی میں بنالہ وآہ گزاری۔جب صبح کا ابتدائی حصہ ظاہر ہوا۔تو آسمان سے یہ آواز آئی "یا خلیل اللہ ارکبی" اے سوار ان خداوندی اپنے گھوڑوں کی زینیں لے لو۔مرنے کا وقت بالکل قریب آپہنچا ہے۔"ام کلثوم ہمچو بیہوں شاں بحو شاں و خرشاں خودرا در خیمہ حسین انداخت" یہ سن کر ام کلثوم افتاں وخیزاں از خود رفتہ امام حسینؑ کے خیمہ میں جا پہنچی ۔اور کمال پریشانی کی حالت میں بھائی سے عرض کی بھائی جو صدا اب آسمان سے آئی۔آپ نے سنی۔حضرتؑ نے فرمایا۔ہاں میں نے بھی سن لی۔ہے اور اے بہن اس سے زیادہ عجیب تر یہ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ہے کہ میں نے ابھی ابھی جب کہ میری آنکھ لگ گئی تھی۔خواب میں دیکھا ہے کہ مجھ پر بہت سے کتے حملے کر رہے ہیں اور ان میں ایک کتا ایسا ہے جو سب سے زیادہ حملہ آور ہے۔میرا دل بول رہا ہے کہ وہی مجھے ہلاک کرے گا پھر اسی کے دوران میں سرکار دوعالم کو دیکھا کہ وہ فرماتے ہیں۔اے شہید آل محمدؐ تیرے استقبال کے لیے انبیاء مرسلین جمع ہیں۔آج کی رات میرے پاس گزارنا۔یہ سن کر حضرت ام کلثوم کا گریہ گلوگیر ہو گیا۔آپ نے فرمایا اے بہن سب عورتوں اور بچوں کو جمع کرو۔کہ میں پھر ایک دفعہ انہیں وداع کرلوں۔جب لوگ جمع ہوئے۔حضرت نے ہر ایک کو رخصت کیا اور سب سے ہمیشہ کے لیے رخصت ہو گئے۔تمام بیبیوں میں رونے کا کہرام برپا ہو گیا۔ام کلثوم نے عرض کی بھائی جان۔نانا کے بعد بابا اور بابا کے بعد بھائی حسن اور آپ کی ہستی۔پھر بھائی حسن کے بعد آپ کا وجود ذیجود رہا جو ہم لوگوں کے درد کی دوا تھا۔اب ہم لوگ کیا کریں گے۔

یہ باتیں غم وحسرت سے بھری ہوئی ہو ہی رہی تھیں کہ صبح ہو گئی (روضۃ الشہداء ص ۳۱۲ طبع بمبئی ۱۲۸۵ ھ مہیج الاحزن ص ۱۰۲) ۱۰ محرم الحرام ۶۱ ھ یوم جمعہ

## صبح عاشور

{ع۔طلوع صبح محشر تھی طلوع صبح عاشورا} عاشورہ کی تیرہ بخت رات ماتم کناں رخصت ہوئی۔گریبان صبح چاک ہوا۔حضرت امام حسین علیہ السلام اور بقولے حضرت علی اکبرؑ نے اذان کہی۔اصحاب و اعزا جمع ہو گئے۔اقامت کہی گئی۔اور نماز جماعت شروع ہو گئی۔(روضۃ الشہداء و مہیج الاحزان) {صبح عاشور نماز عشق پڑھنے شہ چلے ☆ جتنے تھے اکبر کی



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



وہ شان اذاں دیکھا کیئے }

## لشکر مخالفت کی ترتیب

ادھر اللہ والے نماز میں مشغول ہیں۔ادھر لاتعداد انسان اہر من یزید کے پجاری نمازیوں کے خون بہانے کی خاطر فریضہ ترتیب لشکر میں سرتاپا لگے ہوئے۔

{ دشمناں چوں ریگ صحرا لاتعداد☆دوستان اور بہ یزداں ہم عرد } (اقبال)

مورخ لکھتے ہیں کہ عمر بن سعد اپنے ۸۰ ہزار لشکر (مقتل ابی محنف ص ۳۶۸) کو یکجا کرنے کے بعد یوں ترتیبی تقسیم کی میمنہ بیس ہزار۔ میسرہ بیس ہزار اور بقیہ قلب لشکر اور میمنہ کا سردار شمر بن ذی الجوشن۔ میسرہ کا خولی بن یزید اصبحی کو قرار دیا۔پھر ان میں بھی یہ انتظام کیا کہ سواروں اور پیادوں کے الگ الگ افسران مقرر کیئے۔سواروں کا سردار عروہ بن قیس اور پیادوں شیث بن ربعی کو قرار دیا۔اور علم فوج اپنے غلام وو ید کو دیا۔(ناسخ التوریخ جلد ص ۲۴۹ دمعہ ساکبہ ص ۳۲۷)ترتیب لشکر کے بعد جنگ کا بگل بجنے لگا۔

## نماز کے بعد

امام علیہ السلام نماز سے فارغ ہوئے۔"صدائے کوس" کانوں میں پہنچی۔علامہ اربلی و کاشفی لکھتے ہیں کہ ہنوز تعقیب نہ خواندہ بود۔کہ آواز کوس حرب از لشکر دشمن برخواست ختم نماز کے بعد دعا اور تعقیب بھی شروع نہ کرنے پائے تھے کہ بگل کی آواز کانوں میں آنے لگی (سیر الائمہ ص ۷۰ روضۃ الشہداء ص ۳۱۳) امام علیہ السلام فوراً مصلّے سے اٹھ کھڑے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ہوئے۔اور اپنے اصحاب و عزا سے فرمایا۔میرے بہادروں سنو۔آج کے دن زین العابدین کے علاوہ ہم تم سب شہید ہو جائیں گے۔کمر ہمت باندھو اور نکل پڑو(جلاء العیون ص ۳۱)

## خندق میں آگ دے دی گئی

حسینی بہادر آلات حرب سے آراستہ ہو کر باہر نکل پڑے۔امام علیہ السلام نے حکم دیا کہ سب سے پہلے خندق میں آگ دے دو۔آگ دے دی گئی اور شعلے بھڑ کنے لگے(دمعہ ساکبہ ص ۳۲۷)

## حسینی لشکر کی ترتیب

پھر امام علیہ السلام نے اپنے تین دن کے پیاسے چھوٹے سے لشکر(جو صرف بہتر بہادروں پر مشتمل تھا)کی ترتیب یوں فرمائی۔میمنہ بیس بہادر میسرہ بیس بہادر بقیہ قلب لشکر اور میمنہ کے سردار جناب زہیر بن قین اور میسرہ کے حضرت حبیب ابن مظاہر کو قرار دیا اور عہدہ علمبرداری پر حضرت عباس علیہ السلام کو ممتاز فرمایا۔مورخین لکھتے ہیں۔ جعل المیمنۃ نو هیر والمیسرۃ لحبیب واعطی الر ایتہ اخاہ العباس یعنی میمنہ حضرت زہیر علیہ السلام کے سپرد فرمایا۔اور میسرہ حضرت حبیب کے حوالہ کیا اور رایت فوج اور علم لشکر حضرت ابوالفضل العباس علیہ السلام کو دیا۔

بے ساختہ شہ بولے کہ لو بھائی مبارک ☆ پیاسی ہے سکینہ تمہیں سقائی مبارک

(ابصار العین ص ۲۹۰ طبع نجف اشرف ۱۳۴۱ھ تحفہ حسینیہ ص ۱۲۸ دمعہ ساکبہ ص ۳۲۷



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۲۴۹ جلاء العیون ص ۲۰۱ الاخبار الطول ص ۲۰۳)
کربلا نامہ ص ۲۶ طبع نولکشور ۱۲۹۷ھ )

علامہ شیخ جعفری شوستری تحریر فرماتے ہیں ۔جب صبح عاشور انمایاں ہوئی تو سرکار سیدالشہداء اپنے اصحاب کے ساتھ نماز کے لیے آمادہ ہوئے ۔پانی نہیں تھا تیمّم کیا۔آنحضرت ایک خاص مؤذن رکھتے تھے ۔جن کا نام حجاج ابن مسروق تھا جوان شہداء میں سے ایک ہیں ۔ہمیشہ وہی اذان کہا کرتے تھے ۔لیکن آج حضرت نے اپنے فرزند ارجمند شبیہ پیغمبر حضرت علی اکبرؑ سے فرمایا: بیٹا آج تم اذان کہو۔ حضرت علی اکبرؑ نے اذان کہی۔ حضرت نے نماز ادا کی ۔تمام اصحاب نے حضور کی اقتداء میں نماز ادا کی۔آنحضرت نے نماز کے بعد اصحاب اور اہل بیت کے مردوں سے خطاب فرمایا'' اشھد بان نقتل کلنا الا علی'' میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے علی زین العابدین کے ہم سب شہید ہو جائیں گے ۔جونہی ان حضرات نے سرکار سیدالشہداء سے اس خوشخبری کو سنا۔تمام نے مسرت اور خوشی کا اظہار کیا۔یہاں تک کہ ان میں سے بعض اسی خوشی میں ایک دوسرے سے مذاق کرنے لگے ۔ان میں سے ایک نے کہا۔ یہ مذاق کا وقت نہیں ۔دوسرے نے جواب دیا خدا کی قسم میں زندگی بھر کبھی مذاق نہیں کیا۔اور نہ میں مذاق کو پسند کرتا ہوں لیکن آج تو انتہائی خوشی کا دن ہے ۔ان کی رفعت پر غور کیجیے۔دوسری طرف طلوع صبح سے پہلے عمر بن سعد علیہ اللعنۃ نے لشکر کی صف آرائی کی ۔ایک روایت کے مطابق لشکر کی تعداد ایک لاکھ دوسرے قول کے مطابق ۸۰ ہزار اور چالیس ہزار پیادہ تھی ۔ان اختلاف روایات میں لشکر یزید کی کم از کم تعداد تیس ہزار تھی ۔سب صفیں باندھ کر کھڑے ہوگئے ۔لشکر کا کمانڈر ان چیف خود عمر بن سعد تھا۔ڈپٹی کمانڈر ان چیف اس کا بیٹا تھا۔ میمنہ کا سردار عمر بن حجاج اور میسرہ کا سردار شمر ابن ذی الجوشن



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



تیر اندازوں کا سردار محمد ابن اشعث تھا۔ یہ جم غفیر امام مظلوم کے خلاف صف آرا ہوا۔ سرکار سید الشہداء نے بھی صف آرائی فرمائی۔ زیادہ سے زیادہ لشکر کی تعداد ۱۴۵ اور کم از کم ۷۲ بہتر تھی۔ بیالیس پیادے اور تیس سوار میمنہ کے سردار حبیب ابن مظاہر اور میسرہ کے زہیر ابن القین۔ ایک علم حضرت حبیب ابن مظاہر کے ہاتھوں میں تھا۔ اور رایت سب سے بڑا علم حضرت ابو الفضل العباس علیہ السلام کے قبضے میں تھا۔ صف باندھ کر کھڑے ہو گئے (الا رشاد العزا ترجمہ المواعظ وا لبکا ص ۱۹۷)

## علمدار لشکر

مورخین کا اتفاق ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے حضرت عباسؑ کو علمدار لشکر قرار دیا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ آپ میں علمداری کی پوری پوری صلاحیت موجود تھی۔ کیونکہ حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ "تجعلوھا الا بایدی شجاعنکم" علم لشکر صرف ان لوگوں کو دو۔ جن کی شجاعت مانی ہوئی ہو۔ "واسی اخاہ بنفسہ" اور جو اپنے بھائی پر اپنی جان قربان کرنے کی ہمت رکھتے ہوں۔ (نہج البلاغتہ ص ۲۵۶ طبع مصر) اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ آپ کی شجاعت مانی ہوئی تھی۔ اور آپ میں وفاداری کا پورا پورا جذبہ تھا۔ اسی لیے پیغمبر اسلام نے آپ کی شجاعت کی بشارت دی تھی

## انتخاب علمداری کے بعد



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



علمداری کاانتخاب ہو چکا ہے۔ حضرت عباسؑ اس عہدہ جلیلہ پر فائز ہو چکے ہیں۔اب حضرت زہیر بن القین ۔جناب عبداللہ بن جعفر بن عقیل کے پاس جاتے ہیں ۔جن کے دست مبارک میں علم تھا جا کر کہا۔"یااخی ناولنی المواتیۃ" بھائی ! ذرا علم مجھے تو دو۔(کبریت احمر ص۲۷)انہوں نے علم حسینی حضرت زہیر کے ہاتھوں میں دے دیا۔وہ اسے لیے ہوئے حضرت عباس علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا اے میرے سرکار امام حسینؑ کے قوت بازو یہ علم لو۔حضرت عباس علیہ السلام نے ہاتھ بڑھایا۔اور حسینی عطیہ کو لے کر آنکھوں سے لگایا۔بوسہ دیا۔

منصب جو ملا حیدر و جعفر کو نبی سے ☆ ان کو ملا آج حسین ابن علیؑ سے

زہیر بن قین نے کہا اگر آپ اجازت دیں۔تو آج وہ بات کہہ ڈالوں جو عرصہ سے تمنا کی صورت چھپائے ہوئے ہوں۔عباس علیہ السلام نے فرمایا۔ہاں ہاں کہو کوئی حرج نہیں تم جو کچھ کہو گے وہ متواتر الاسناد روایت کی حیثیت رکھتا ہو گا۔زہیر نے کہا تمہیں معلوم ہو۔اے ابوالفضل کہ تمہارے باپ حضرت علی علیہ السلام نے جب ارادہ کیا کہ تمہاری ماں جناب ام النبین سے عقد کریں تو اپنے بھائی ۔جناب عقیل سے جو انساب عرب سے واقف تھے۔فرمایا۔اے بھائی ! میں تم سے یہ چاہتا ہوں کہ تم میرے لیے کوئی ایسی عورت تجویز کرو۔جو بڑے خاندان اچھے حسب و نسب والی اور بہادر گھرانے کی ہو۔تاکہ اس سے کوئی ایسا لڑکا پیدا ہو جو نہایت بہادر اور مظبوط اور میرے اس حسینؑ کا قوت بازو بن کر کربلا کے میدان میں مددگار ہو اے عباسؑ ! تمہارے باپ نے تو تم کو آج ہی کے دن کے لیے ذخیرہ کیا تھا۔دیکھو آج اپنے بھائی بہنوں کی مدد میں کوئی دقیقہ فرد گذاشت نہ کرنا۔یہ سننا تھا کہ حضرت عباس علیہ السلام جوش شجاعت سے کانپنے لگے۔راوی کہتا ہے:۔" فارتعد العباس



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



وتمطی فی رکابہ حتی قطعہ" کہ یہ سن کر عباسؑ کانپ اٹھے۔اور ایک ایسی شجاعانہ انگڑائی لی کہ رکاب ٹوٹ گئی۔اور فرمایا:"یازھیرا تشجعنی فی مثل ھذاالیوم"اے زہیر! تم آج جیسے دن مجھے شجاعت دلاتے ہو۔"واللہ لارینک مارأیتہ قط" خدا کی قسم آج ایسا جوہر شجاعت دکھاؤں گا کہ تم کبھی نہ دیکھا ہوگا۔(اسرارالشہادت ص۳۱۹ طبع ایران ۱۲۷۹ھ) بعض ارباب مقاتل کہتے ہیں کہ اس کے بعد گھوڑے کو ایڑ دی۔وہ ہوا ہوا۔میدان میں گئے اور دس ہزار کے لشکر پر حملہ کیا۔پہلے حملہ میں سو آدمیوں کو موت کی نیند سلا کر واپس آئے (کبریت احمر ص۲۷)

## حضرت عباسؑ کو کنواں کھودنے کا حکم

دشمن مخالفت کی طرف سے جنگ کا بگل بج رہا ہے حضرت امام حسین علیہ السلام کی نظروں کے سامنے اب جنگ کے نقشے ہیں۔امام حسین علیہ السلام نے یہ خیال فرمایا کہ بچوں پر پیاس کا سخت غلبہ ہے۔اب جنگ چھڑا چاہتی ہے۔جنگ چھڑ جانے کے بعد ہم لوگوں کے تمام تر رجانات دشمنوں سے حفاظت کی طرف ہوں گے۔کہیں بچوں کی پیاس بجھانے کی سبیل پیدا کرنے کی جانب سے غفلت نہ ہو جائے لہٰذا پانی کی سبیل کے امکانات کی فکر کر لینی چاہیے۔یہی کچھ سوچ کر آپ نے پھر اپنے بہادر بھائی کو آواز دی۔آپ حاضر خدمت ہوئے فرمایا۔بھائی پیاسوں کی پیاس بجھانے کی ایک دفعہ اور سبیل نکال لو۔حضرت عباسؑ نے عرض کی۔جو حکم ہوا ارشاد ہوا کنواں کھودو شاید پانی برآمد ہو۔حضرت عباسؑ نے اور نو جوانان بنی ہاشم کو ساتھ لے کر کنواں کھودنا شروع کیا۔لیکن پانی برآمد نہ ہوا اس حکم حسینی



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



کے متعلق مورخین کے عیوان الفاظ یہ ہیں۔ پھر آپ نے بھائی حضرت عباس علیہ السلام کو بلایا اور فرمایا کہ اپنے عزیزوں کو جمع کر کے کنواں کھودو انہوں نے کنواں کھودا لیکن بند کر دیا پھر کئی کنوئیں کھودے لیکن سب بند کر دیئے گئے۔ اس محبت و مشقت سے پیاس کا غلبہ اور بڑھ گیا۔ (دمعہ ساکبہ ص ۳۲۹ حالات صبح عاشور) بعض کتابوں میں ہے۔ حضرت عباسؑ جب پانچواں کنواں کھودا۔ ''فاذا بلغ الماء جاء تسکینہ و معھاالرکوۃ'' پانی برآمد ہوا تو سکینہ کوزہ لیے ہوئیں بیتاب کنوئیں پر آپہنچیں۔ ''فقالت یا عماہ اسقنی شربۃ من الماء فقد مشقت کبدی من شدۃ اظمائی۔ اور کہنے لگیں اے چچا جان مجھے ایک جام آب دے دیجئے کیونکہ میرا دل پیاس سے جل گیا ہے۔ ''فبکی العباس بکاءً شدیداً و ملاء الرکوۃ'' یہ سن کر حضرت عباسؑ بہت روئے اور کوزہ پانی سے بھر دیا۔'' فلماھمت ان تشربہ۔ جاء القوم ففرت وھی تبکی'' جونہی سکینہ نے چاہا کہ پانی پئیں ناگاہ دشمن نیزہ تلوار لیے ہوئے آپہنچے تاکہ پانی نہ پینے دیں اور کنوئیں کو بند کر دیں۔ سکینہ یہ حال دیکھ کر روتی ہوئی بھاگی۔ ''فنزل رجلھا فی الطناب فانکبت و قالب یا عمتاہ تری ھذالحلال'' اور طناب خیمہ میں الجھ کر منہ کے بل گر پڑیں اور مایوس ہو کر اپنی پھوپھی جناب زینبؑ سے کہا: پھوپھی اماں ! آپ نے یہ ماجرا دیکھا کہ پانی ہاتھوں میں آکر جاتا رہا۔ ان ظالموں نے وہ کنواں بھی بند کر دیا۔ اس وقت امام حسینؑ پر نہایت ہی غم والم طاری ہو گیا۔ حضرت عباسؑ حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر اذن جہاد مانگنے لگے۔ (توضیح عزاص ۲۳۴ طبع لکھنؤ)

## لشکر عمر بن سعد کی حرکت



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



طلوع آفتاب کے بعد دونوں طرف انتظامات درست کیے جارہے ہیں کہ دن چڑھ گیا اور ناشتہ پانی سے فراغت کے بعد بقول عبدالحمید ایڈیٹر رسالہ مولوی رسالہ دہلی ٹھیک دس بجے شکر والوں کو عمر بن سعد کا ارجمنٹ حکم ملتا ہے کہ حسینؑ کو قتل کرنے کے لیے آگے بڑھو ۔ٹڈی دل فوج نے حرکت کی اور تین دن کے بھوکے پیاسے تھوڑے سے مسافروں کو قتل کرنے دشمنان اسلام آگے بڑھے۔(کتاب شہید اعظم عبدالحمید ص ۱۶۶ طبع دہلی)حضرت امام حسین علیہ السلام اس وقت خیمہ میں تھے۔گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنی ۔حضرت رسولؐ اللہ کا سلاح جنگ طلب فرمایا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زرہ زیب تن کی۔عمامہ '' سحاب '' سر پر رکھا۔تلوار حمائل فرمائی اور نیزہ بدست باہر نکل پڑے اور اپنے اصحاب باوفا کو مخاطب کرکے فرمایا۔میرے جانبازو آج علی ابن حسینؑ کے علاوہ ہم سب کو قتل ہو جانا ہے۔لہٰذا بڑے صبر استقلال ہمت بہادری سے جان دینی چاہیے (ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۲۴۸)ابھی آپ نے اپنے اصحاب کو پوری جوانمردی سے مرنے کی تلقین فرمارہے تھے کہ دشمن آپہنچے اور خیموں کو اپنے حلقہ میں لے لیا۔خندق کے گردا گرد آگ کو بھڑکتے دیکھ کر شمر بولا: یا حسین ''تعجلت باالنار قبل یوم القیامۃ''حسینؑ کیا تم نے قیامت سے پہلے ہی آگ میں اپنے کو پہنچا دیا۔حضرت نے فرمایا۔اے چرواہے کے بیٹے! آگ کا تو حق دار ہے۔اورانشاءاللہ تو جہنم کا ایندھن بن کے رہے گا۔اس کے بعد حضرت مسلم بن عوسجہ نے حضرت کی خدمت میں دست بستہ عرض کی مولا! اجازت دیجئے کہ اس دشمن خدا کو تیر سے ہلاک کردوں۔حضرت نے فرمایااے میرے بہادر مسلم جانے بھی دو۔میں ابتدائے جنگ نہیں کرسکتا۔عمر بن سعد کا لشکر آپ کے خیموں کے قریب ہے آپ چند اصحاب کو لیے ہوئے آگے بڑھے جناب بریر بن خفیر سے فرمایا کہ ذرا ان بدبختوں کو پھر سمجھاؤ۔شاید ان کی سمجھ میں



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



آجائے اور اس جنگ سے باز آئیں۔ جناب بریر آگے بڑھے۔ اور اچھی طرح فہمائش کی۔ اور یہ بھی کہا کہ اے دشمنو! یہ بھی تو سوچو کہ تم ہی نے یہاں بلایا ہے۔ مگر کسی پر کچھ اثر نہیں ہوا اور وہ جواب یہی ملا کہ ہم کچھ نہیں جانتے اگر حسینؑ بیعت نہیں کرتے تو ہم قتل کئے بغیر نہ چھوڑیں گے۔ بریر واپس آئے۔ اور حضرت سے واقعہ بیان کیا۔ حضرت خود آگے بڑھے اور فرمایا سنو میں پیغمبر اسلام کا نواسہ علی و فاطمہ کا بیٹا ہوں، حضرت حمزہ حضرت جعفر طیار میرے چچا تھے۔ میرے ہی لیے سید الشباب اہل الجنۃ" کہا گیا ہے اگر تمہیں یقین نہ آئے تو جابر ابو سعید سہل۔ زید بن ارقم انس جیسے اصحاب رسولؐ سے پوچھ لو۔ (دمعہ ساکبہ ص ۳۲۷) ارے مجھے یہ تو بتاؤ کہ تم مجھے کیوں قتل کر رہے ہو کیا میں نے کوئی سنت بدل دی ہے کوئی شریعت کا حکم بدل دیا۔ تمہارا کوئی حق غصب کر لیا ہے آخر میں نے کیا کیا ہے ہے اس کا جواب شمر نے یہ دیا۔ کہ خدا کی قسم ہم سنتے ہی نہیں کہ تم کیا کہہ رہے ہو (دمعہ ساکبہ ص ۳۲۷) فقالوا انا نقتلک بعضا لابیک" اور ایک جماعت نے کہا ہم تو تمہیں تمہارے باپ علیؑ کی دشمنی میں قتل کر رہے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے بدر و احد میں ہمارے عزیزوں کو قتل کیا تھا (ینابیع المودۃ ص ۲۴۶) آپ کو ایسے مہمل جواب ملے۔ مگر آپ نے سمجھانے بجھانے میں کمی نہیں کی۔ پھر آپ نے ایک بلند قد شتر طلب فرمایا۔ اور اس پر سوار ہو کر مسلم نما کافروں کے سامنے تشریف لائے اور قرآن مجید کو کھول کر ان سے کہا کہ یہ قرآن مجید ہمارے تمہارے درمیان ہے تم سوچو کہ تمہیں کیا کرنا چاہیئے غرضیکہ حضرت نے بڑی کوشش کی کہ خون نہ بہایا جائے۔ لیکن دشمن نے ایک نہ سنی (ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۲۵۰) جب آپ کو قطعی طور پر معلوم ہو گیا کہ دشمنان اسلام اپنے اردے سے باز نہیں آئیں گے تو آپ نے بارگاہ خداوندی میں دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ "مالک" ہر مصیبت اور ربلا اور ہر



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



شدت و اضطراب میں تو ہی میرے دل کی تمام امیدوں کا مرکز ہے اور تو ہی ہر جانکاہی میں میرا ملجاء اور ماوئے ہے بے شک تیری ہی و مسازی پر مجھے اعتماد اور کار سازی پر بھروسہ ہے مالک بہت سی ایسی مصیبتیں اور بے چینیاں ہیں جن سے دل ٹوٹ جاتے ہیں اور راہ چارہ بند ہو جاتی ہے دوست کنارہ کش ہو جاتے ہیں دشمن طعنہ زنی کرنے لگتے ہیں (مالک جب ایسی بلا مجھ پر آئی) تو میں نے اپنی حاجت صرف تیرے سامنے پیش کی اور تنہا تجھی سے راز دل کہا اور اکیلے تجھ ہی سے شکایت کی تو تو نے اس آئی ہوئی بلا کو میرے سر سے ٹال دیا۔ اور مصیبت آفرین جال کے بند کو توڑ دیا۔ خدایا تو ہی ہر نعمت کا ولی اور ہر اچھائی کا مالک اور تمنا اور غبت اور مقصد کا ملجاء ہے (ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۲۴۸ ارشاد مفید تاریخ کامل و تاریخ طبری) بریر ابن خضیر آگے بڑھے اور عرض کی مولا مجھے اجازت ہو کہ میں اس قوم نابکار سے کچھ کہوں ۔ حضرت نے اجازت دی اور وہ آگے بڑھ کر نصیحت کرنے لگے مگر اس کا کوئی فائدہ نہ ہو ا۔ کتاب دمعہ ساکبہ کے ص ۳۲۸ میں ہے کہ جب دشمن کی فہمائش کارگر نہ ہوئی۔ تو حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا خدایا انہیں قحط میں مبتلا کر۔ اور ان کے لیے وہ ایّام لا ۔ جو عہد یوسف کا مزہ چکھا دیں۔ وسلط علیھم غلام ثقیف، میں ایک ایسے شخص کو مسلط کر جو انہیں نہایت تلخ جام سے سیراب کرے اور کسی کو قتل کیے بغیر نہ چھوڑے اور ہر ایک سے پورا پورا بدلہ لے۔ الخ ا۔۔ تاریخ احمدی ص ۲۶۶ میں بحوالہ تاریخ طبری مرقوم ہے کہ جب عاشورہ محرم روز شنبہ یا جمعہ کو عمر بن سعد نماز صبح کے بعد مع اپنے لشکر کے سوار ہوا۔ تو امام حسین علیہ السلام بھی اپنے اصحاب کے ساتھ نماز ادا کر کے آمادہ جنگ ہوئے امام حسین علیہ السلام کے لشکر میں صرف بتیس سوار اور چالیس پیادے تھے آپ نے زہیر بن القین کو میمنہ فوج پر اور حبیب ابن مظاہر کو میسرہ لشکر پر مقرر کیا اور علم لشکر اپنے بھائی حضرت عباس علیہ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



السلام کو عطا فرمایا۔ نیز حکم دیا کہ قیام گاہ کے پیچھے جو خندق پر از چوب دنے تیار کی گئی ہے اس میں آگ جلادی جائے تاکہ دشمن خیمہ گاہ کی طرف حملہ نہ کر سکیں بعد ازاں امام حسین علیہ السلام مرکب پر سوار ہوئے اور قرآن مجید منگا کر انہوں نے اپنے سامنے رکھا۔ مورخین ابن اثیر تاریخ کامل میں لکھتا ہے کہ لشکر مخالف قریب آگیا تو امام حسین علیہ السلام سوار ہو کر صف اعدا کے مقابل آئے اولاً انہوں نے باآواز بلند بطور خطبہ ارشاد فرمایا۔ کہ ایھاالناس ! میری بات سنو اور میرے قتل میں جلدی نہ کرو۔ تاوقتیکہ جو حق نصیحت مجھ پر واجب ہے اس کو ادا نہ کر دوں اور یہاں آنے کے وجوہ تم سے بیان کر لوں۔ اگر تم نے میرا عذر قبول کیا اور میرے قول کی تصدیق کر کے داد انصاف دی۔ تو سعادت اندوز ہو گے۔ اور مجھ پر ظلم کرنے کے مرتکب نہ ہو گے اور اگر تم میری نصیحت قبول نہ کرو اور انصاف سے کام نہ لو۔ تو بقول خدائے بزرگ اپنے شرکا کو جمع کر کے اپنے کام کو انجام دو تاکہ تم پر تمہارے کام کی حقیقت پوشیدہ نہ رہ جائے۔ بعد ازاں جو برتاؤ میرے ساتھ کرنا ہو۔ کرو مجھے مہلت نہ دو میرا ولی وہی خدا ہے جس نے قرآن مجید کو نازل فرمایا اور جو صالحین کو دوست رکھتا ہے۔

## خیمہ حرم میں کہرام اور حضرت عباسؑ کا فہمائش کے لیے جانا

ہنوز امام حسین علیہ السلام نے اسی قدر ارشاد کیا تھا کہ خیمہ اقدس میں کہرام مچ گیا۔ اور امام حسین علیہ السلام کے اس کلام کو سن کر ان کی بہنوں نے ایسا نوحہ جگر خراش کیا کہ امام حسینؑ نے بیتاب ہو کر عباسؑ علمدار اور حضرت علی اکبرؑ سے فرمایا کہ خیمہ میں جا کر عورتوں کو سمجھاؤ۔ اور رونے سے منع کرو۔ تاریخ مذکور و تاریخ طبری میں ہے کہ جب وہ مخدرات



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



خاموش ہوئیں تو بارد گرامام حسین علیہ السلام نے تقریر شروع فرمائی اور احمد و ثنائے الہی اس طرح ادا کی جو اس کی شان عظیم کے شایاں ہے پھر حضرت خاتم النبینؐ اور ملائکہ مقربین اور انبیائے مرسلین کے محامد بیان کر کے ان پر درود نا محدود بھیجا۔اور احمد و نعت کے ذکر میں وہ وہ معارف ونکات بیان فرمائے۔جنہیں خدا ہی جانتا ہے اور جن کا انحصار خارج از امکان ہے۔چنانچہ راوی حدیث کہتا ہے کہ خدا کی قسم میں نے حسینؑ سے پہلے یا ان کے کسی خطیب اور متکلم کو ایسی تقریر کرتے ہوئے نہیں سنا جو حسینؑ کی تقریر سے زیادہ فصیح و بلیغ ہو الغرض امام حسینؑ نے بعد حمد و نعت فرمایا کہ اے گروہ مخالف تم لوگ میرے نسب پر لحاظ کرو۔اور دیکھو کہ میں کون ہوں۔پھر دل میں غور کر کے اپنے نفوس کو ملامت کرو۔اور سوچو کہ مجھے قتل کرنا اور میری ہتک و حرمت تمہارے لیے حلال ہے ؟ کیا میں تمہارے نبیؐ کی دختر کا فرزند نہیں ہوں یا میں تمہارے نبیؐ کے وصی اور برادر کا پسر نہیں ہوں۔جو سب سے پہلے تمہارے نبیؐ پر ایمان لایا۔اور جس نے سب سے پہلے دعوت رسالت اور احکام خداوند کی تصدیق کی۔کیا حمزہ سید الشہداء میرے باپ کا چچا نہیں کیا جعفر طیارؑ میرے چچا نہیں ہیں۔اور کیا میرے اور میرے بھائی کے حق میں رسول اللہؐ نے ارشاد نہیں کیا کہ یہ دونوں جوانان اہل جنت کے سردار ہیں ؟ سنو! اگر تم میری بات کی تصدیق کرتے ہو تو خیر ورنہ تم میں ایسے لوگ موجود ہیں جن سے تم میرے قول کی تصدیق کر سکتے ہو۔دیکھو تم میں جابر بن عبداللہ انصاری ابو سعید خدری سہیل ابن سعد۔زید ابن ارقم ۔انس بن مالک موجود ہیں۔ان سے پوچھو۔وہ بیان کریں گے کہ انہوں نے اس حدیث کو میرے اور میرے بھائی کے حق میں رسول مقبولؐ کی زبان سے سنا ہے یا نہیں اور تاریخ کامل ہے کہ پھر امام حسین علیہ السلام نے گروہ ابن سعد کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ ایہاالناس



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



تم کو میرے قول کی صداقت میں نیز اس باب میں کہ میں تمہارے نبیؐ کی دختر کا فرزند ہوں ۔شک ہو تو میں خدائے عزوجل کی قسم کھاتا ہوں کہ مشرق و مغرب تک میرے سوا کوئی دوسرا شخص تمہارے نبیؐ کی دختر کا فرزند نہیں ہے اے گروہ اشقیاء! تم کیوں میرے قتل کے درپے ہو۔ کیا میں نے تم میں سے کسی شخص کو قتل کیا ہے۔ یا تمہارا کوئی مال ضائع کیا ہے ۔یا کسی کو زخمی کیا ہے۔ جس کا عوض مجھ سے لینا چاہتے ہو (راوی کہتا ہے کہ) امام حسینؑ کی اس تقریر کو سن کر سب خاموش رہے کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔اور تاریخ طبری میں ہے کہ جب امام حسینؑ نے گروہ اعدا کی انتہائی شقاوت و قساوت دیکھی۔اور قرآن کی یہ آیت پڑھی ۔انی عذت بربی وربکم من کل متکبر لا یو من بیوم الحساب یعنی خدا کی پناہ ایسے متکبر سے جو روز قیامت پر ایمان نہیں رکھتا اور تاریخ کامل میں ہے کہ پھر زہیر بن قین اپنے گھوڑے پر سوار کر ہتھیار لگائے ہوئے صف لشکر سے آگے بڑھے اور انہوں نے گروہ مخالف کی جانب مخاطب ہو کر کہا اے اہل کوفہ! ہر مسلمان کو حق حاصل ہے کہ دوسرے مسلمان کو نصیحت کرے۔ ہم اور تم ایک دن پر ہونے کی وجہ سے اس وقت تک بھائی بھائی ہیں جب تک کہ ہم میں اور تم میں تلوار نہ چلے۔ ورنہ پھر ہمارا گروہ جدا ہے اور تمہارا جدا سنو! خدا ہماری اور تمہاری آزمائش اپنے نبی کی ذریت کے ساتھ کرنا چاہتا ہے تاکہ اس پر نظر کر کے کہ ہم اور تم کیا طرز عمل اختیار کرتے ہیں۔ پس میں تم کو ذریت نبیؐ کی نصرت پر امادہ کرتا ہوں اور نیز اس بات پر عبیداللہ بن زیاد طاغی کو چھوڑ دو۔ کیونکہ تم کو اس سے اور ابن سعد سے برائی کے سوا بھلائی حاصل نہیں ہو سکتی۔ وہ دونوں ایسے ہیں کہ تمہارے دست و پا کاٹ ڈالیں گے۔ تم کو مثلہ کریں گے۔ تمہیں سولی دیں گے۔اور تم کو اسی طرح قتل کریں گے۔ جس طرح انہوں نے حجر بن عدی اور ہانی بن عروہ اور ان کے ساتھیوں کو قتل کیا ہے۔ یہ سن کر ابن سعد کے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



لشکریوں نے زہیر ابن القین کو کلمات ناشائستہ کہے اور ابن زیاد کی مدح و ثنا کر کے کہا کہ ”واللہ ! جب تک ہم تمہارے آقا اور ان کے ساتھیوں کو قتل نہ کریں گے۔دم نہ لیں گے زہیر بن القین نے کہا کہ اے بندگان خدا دیکھو فرزند فاطمہ بہ نسبت ابن سمیہ کے نصرت اور وفاداری کا زیادہ مستحق ہے لیکن اگر تم اس کی مدد نہیں کرتے تو اس کے قتل ہی سے باز رہو ۔اور خدائے منتقم سے ڈرو۔ شمر نے جناب زہیر ابن القین کو تیر مار کر کہا کہ چپ رہو۔تاریخ طبری میں ہے کہ زہیر ابن القین نے شمر کو جواب دیا کہ اے پسر بوال ! تو نرا جانور معلوم ہوتا ہے۔تجھے رسوائی روز قیامت اور عذاب الیم کی بشارت ہو۔ شمر بولا کہ گھڑی ساعت میں تو بھی قتل ہوا چاہتا ہے اور تیرا آقا بھی زہیر ابن القین نے کہا۔کہ اے (احمق) تو مجھے موت سے ڈراتا ہے خدا کی قسم ! ہم کو حسینؑ کی رفاقت میں مرنا تم لوگوں کے ساتھ ہمیشہ زندہ رہنے سے زیادہ محبوب ہے۔

جناب حر کی آمد:۔مورخ ابن جریر طبری لکھتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے خطبے کا اثر حر ابن یزید ریاحی کے دل سعادت منزل پر ایسا ہوا کہ وہ گھوڑا بڑھا کر عمر بن سعد کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ خدا تجھ کو صلاحیت عطا کرے کیا تو حسینؑ سے ضرور قتال کرے گا۔ عمر بن سعد نے کہا کہ ہاں خدا کی قسم ایسا قتال کروں گا۔کہ ان کے تن بے سر و بے دست و پا ہو جائیں گے ۔ حر نے کہا کہ کیا جو باتیں حسینؑ نے اپنی تقریر میں تمہارے سامنے پیش کی ہیں۔ان میں سے ایک بھی قابل قبول نہیں ہو سکتی۔ابن سعد بولا کہ اگر حکومت میرے ہاتھ میں ہوتی تو میں ضرور ان باتوں پر نظر کرتا۔لیکن ابن زیاد کے حکم کو کیا کروں۔تاریخ کامل میں ہے کہ ابن سعد کا جواب سن کر حر آہستہ آہستہ امام حسینؑ کی جانب بڑھا۔ مگر اس وقت کا بدن کانپ رہا تھا۔ حر کے بدن میں رعشہ دیکھ کر ابن سعد کے لشکر کا ایک شخص مہاجر ابن اوس



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



بولا: اے حر! واللہ تیری موجودہ حالت مجھے شک میں ڈالتی ہے کیونکہ جو کیفیت اس وقت تیری دیکھ رہا ہوں۔ وہ میں نے کسی معرکہ میں نہیں دیکھی۔ اگر مجھ سے پوچھا جاتا کہ کوفہ میں سب سے زیادہ بہادر کون ہے تو میں تیرا نام لیتا۔ حر نے کہا واللہ میں اس وقت اپنے نفس کو اس امر میں غیر پاتا ہوں کہ چاہوں جنت کو اختیار کروں چاہوں دوزخ کو۔ لیکن میں جنت کو ہی اختیار کروں گا۔ چاہے میرا جسم ٹکڑے ٹکڑے کر کے جلا دیا جائے۔ یہ کہہ کر حر نے اپنے گھوڑے کو چابک لگایا۔ اور امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا۔ کہ خدا مجھے آپ پر فدا کرے۔ اے ابن رسول اللہؐ! میں وہی شخص ہوں جس نے آپ کو راہ سے واپس جانے نہ دیا۔ اور مجبور کر کے اپنے ساتھ یہاں لایا۔ خدا کی قسم میں نہ جانتا تھا۔ کہ یہ لوگ کسی طرح آپ کی نصیحت سے متاثرہ نہ ہوں گے۔ اور آپ کے ساتھ ایسا برتاؤ کریں گے۔ اب میں تائب ہو کر آپ کے پاس اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ مرتے دم تک ساتھ دوں۔ اور آپ کے قدموں پر اپنی جان نثار کروں۔ کیا میری توبہ قبول کی جائے گی۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا بے شک! خدا تیری توبہ قبول کرلے گا۔ اور تیری مغفرت فرمائے گا۔ روضتہ الاحباب میں ہے کہ جب حر حضرت امام حسینؑ کی رکاب کو بوسہ دے کر عرض کرنے لگا۔ کہ اے فرزند رسولؐ مجھے گمان نہ تھا کہ یہ لوگ آپ کے قتل کے درپے ہو جائیں گے۔ بلکہ میں سمجھتا تھا۔ کہ بالآخر آپ سے مصالحت کرلیں گے۔ لیکن اب ان کا ظلم و تردد دیکھ کر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کیا خدا میری توبہ قبول فرمائے گا؟ امام حسین علیہ السلام نے ہاتھ بڑھا کر حر کے چہرہ پر پھیرا۔ کہ اے حر بندہ ناچیز خدا کا کیسا بھی گناہ کرلے لیکن جب توبہ و استغفار کرتا ہے تو خداوند کریم اس کے گناہوں کو معاف فرماتا ہے چنانچہ اس نے قرآن مجید میں ارشاد کیا ہے۔ کہ خدا ایسا کریم ہے کہ اپنے بندوں کی توبہ قبول



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



کرتا ہے اے حر اس سے پہلے جو فرد گزاشت تجھ سے ہوئی میں نے اسے معاف کیا۔اب تو مردانہ وار جنگ کے لیے آمادہ ہو۔اور اس دن کو روز سعادت اور میدان کو جلوہ گاہ اصل شہادت یقین کر تاریخ طبری میں ہے کہ امام حسینؑ نے حر سے یہ بھی فرمایا کہ اے حر! تیری ماں نے تیرا نام بہت ٹھیک رکھا ہے انشاءاللہ تو دنیا میں بھی حر، ہے اور آخرت میں بھی آزاد رہے گا۔حمید ابن مسلم سے روایت ہے کہ اتنے میں عمر بن سعد نے لشکر امام حسینؑ کے روبرو آکر اپنے نشانہ بردار کو آواز دی کہ نشانہ یہاں لا۔جب وہ نشانہ لایا۔تو عمر بن سعد نے ایک تیر اپنی کمان میں رکھ کر چلایا اور اپنی جماعت سے کہا کہ تم لوگ گواہ رہو۔کہ میں پہلا وہ شخص ہوں جس نے لشکر حسینؑ پر تیر اندازی کی۔تاریخ کامل میں ہے کہ اس کے بعد عمر بن سعد کے لشکر والوں نے تیر چلانا شروع کیا۔دمعہ ساکبہ ۳۳۰ میں ہے کہ امام حسینؑ کی تقریر کے بعد حر آہستہ آہستہ (قدم اٹھاتا) حضرت امام حسینؑ کی طرف چلا۔اور چلتے وقت اس نے اپنے چچا زاد بھائی قرہ اور اپنے بیٹے سے ذکر کیا قرہ نے کہا۔مالی بذالک حاجتم۔میں نہیں جاتا۔اور بیٹے نے کہا۔حباو کرامتہ۔بابا جان میں ساتھ چلتا ہوں۔حر،امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ میں آپ سے پہلا خارج تھا۔اب اجازت دیجئے تاکہ پہلا قتیل قرار پاؤں علامہ مجلسی کا بیان ہے کہ اول قتیل اس لیے کہا کہ مبازرت کے بعد پہلا قتیل ہونا مقصود تھا۔ورنہ جنگ مغلوبہ میں کئی اصحاب ان سے پہلے شہید ہو چکے تھے۔غرض کہ وہ جنگ کے لیے پھر آمادہ ہو گئے۔روضۃ الاحباب میں ہے کہ عمر بن سعد نے حر کو میدان جنگ میں دیکھ کر صفوان بن حنظلہ سے کہا کہ جاکر حر کو نصیحت کراور میرے پاس واپس لا۔اور اگر نہ آئے تو تلوار سے اس کا سر کاٹ لے صفوان نے حر کے پاس آکر کہا کہ اے حر تو نے مرد عاقل ہو کر خلیفہ یزید سے کیوں روگردانی کی؟ حر نے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



جواب دیا کہ اے صفوان ! مجھے تعجب ہے کہ خود خلاف عقل یہ بات کہتا ہے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ یزید ناپاک اور فاسق ہے اور امام حسینؑ پاک اور پاکیزہ نزاد ہیں۔ رسول اللہؐ نے ان کو اپنا ریحان فرمایا ہے۔ صفوان بولا کہ اے حر میں سب جانتا ہوں۔ مگر جاہ و دولت تو یزید ہی کے ساتھ ہے اور میں مرد سپاہی ہوں مجھ کو جاہ منصب ہی چاہئے حر نے کہا کہ اے صفوان کیا تو حق کو جان بوجھ کر چھپاتا ہے صفوان نے غضب میں آکر حر کو نیزہ مارا حر نے اس کے وار کو رد کر کے اسی گرمی میں ایسا نیزہ لگایا۔ کہ اس کی آنی صفوان کی پیٹھ سے نکل گئی بعدہ حر نے لشکر دشمن سے یہاں تک قتال کیا کہ نیزہ ٹوٹ گیا۔ اور جب نیزہ ٹوٹ گیا تو تلوار میان سے نکال کر ایسی شمشیر زنی کی کہ کسی کو سر سے سینے تک کاٹا اور کسی کو کمر کے پاس سے دو ٹکڑے کیا۔ یہ دیکھ شمر نے لشکر کو آواز دی کہ سب مل کر حر کو گھیر لیں۔ چنانچہ عمر بن سعد کے لشکر نے حر کو گھیر کر چاروں طرف سے تیر و نیزہ و شمشیر کا مینہ برسانا شروع کیا۔ ناگاہ قصور ابن کنانہ ملعون نے ایسا نیزہ حر کے سینہ پر مارا کہ وہ مہلک زخم کھا کے گھوڑے پر سے گر پڑے ۔ اور پکارا کہ یابن رسول اللہؐ ! اس جاں نثار کی خبر لیجئے۔ امام حسین علیہ السلام گھوڑے پر میدان جنگ میں جا کر حر کو اٹھا لائے اور اس کا سر اپنے زانو پر رکھ آستین سے اس کے چہرے کی گرد صاف کرنے لگے حر میں تھوڑی سی جان باقی تھی۔ اس نے اپنا سر امام حسین علیہ السلام کے زانو پر دیکھ کر تبسم کیا۔ اور کہا یابن رسول اللہؐ آپ مجھ سے راضی ہیں۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا۔ میں راضی ہوں۔ اور میرا خدا بھی۔ حر یہ بشارت سن کر خوش گئے اور راہی خلد بریں ہوئے۔



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



## امام حسین علیہ السلام کی آخری نماز ظہر

مورخ ابن اثیر لکھتا ہے کہ اگر لشکر امام حسین علیہ السلام کے ایک دو آدمی قتل ہوتے تھے تو قلت اصحاب کی وجہ سے ان کی جماعت میں کمی نمایاں ہوتی تھی۔اور اگر لشکر عمر بن سعد کے چند آدمی مارے جاتے تھے۔تو بوجہ کثرت فوج اس کے گروہ کی تعداد میں کچھ فرق نظر نہ آتا تھا۔راوی کہتا ہے کہ دوران جنگ میں نماز ظہر کا وقت آگیا تو ابو ثمامہ صائدی یا صیداوی نے امام حسینؑ سے کہا کہ میری جان آپ پر فدا ہو۔اگرچہ دشمن کی فوج گھیرے ہوئے ہے لیکن واللہ میں جب تک زندہ ہوں اشقیا آپ کو صدمہ جسمانی نہ پہنچا سکیں گے۔اب میری استدعا ہے کہ نماز ادا کر کے اپنے خدا سے ملاقات کروں مولا نماز جماعت ہونی چاہیئے۔یہ سن کر امام حسین علیہ السلام نے سر اٹھایا۔اور فرمایا اے ابو ثمامہ اللہ تم کو مصلین ذاکرین کا درجہ عطا کرے کہ تم نے نماز کا ذکر کیا بے شک یہ اول وقت نماز کا ہے مخالفین سے کہو۔کہ ہم کو نماز ادا کرنے کے لیے تھوڑی سی مہلت دے دیں۔ حصین ابن نمیر بولا کہ تمہاری نماز قبول نہ ہو گی۔حبیب ابن مظاہر نے غضب میں آکر جواب دیا۔کہ اے گدھے تو گمان کرتا ہے کہ آلِ رسولؐ کی نماز قبول نہ ہو گی۔اور تیری نماز قبول ہو گی۔یہ دندان شکن جواب سن کر حصین ابن نمیر نے حبیب ابن مظاہر پر حملہ کیا۔حبیب نے ابن نمیر کے گھوڑے کے منہ پر تلوار ماری گھوڑا بھڑکا اور ابن نمیر گر پڑا۔مگر اس کے ساتھیوں نے پہنچ کر اس کو بچا لیا۔الغرض سعید اور زہیر بن قین امام حسین علیہ السلام کے سامنے کھڑے ہو کر سینوں پر تیر لینے لگے اور امام حسین علیہ السلام نے نماز ادا کر لی۔(ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۲۶۸) ایک روایت میں ہے کہ ان میں سے ایک کی شہادت کثیر تیر لگ جانے کی وجہ سے نماز ختم ہونے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



کے فوراً بعد ہو گئی تھی۔ نماز کے بعد مخدرات عصمت نے کمال رنج و غم کے ساتھ کہلا بھیجا کہ خدارا میرے بھائی کا ساتھ نہ چھوڑنا ان بہادروں نے کمال خلوص کے ساتھ پھر اقرار وفاداری کیا اوراس پر قائم رہے۔(سر تن سے اور تن ہوئے شیشہ سے جدا۔پر دل ہوئے نہ حضرت شبیر سے جدا)دمعہ ساکبہ ص ۳۳۲

## وہب کلبی اور حضرت عباسؑ

کربلا کی ہولناک جنگ میں حسینی بہادر نہایت دلیری سے جان دے کر شرف شہادت حاصل کررہے تھے یہاں تک کہ وہب ابن عبداللہ ابن حباب اکلبی کی باری آئی یہ حسینی بہادر پہلے نصراتی تھا۔اور اپنی والدہ سمیت امام حسینؑ کے ہاتھوں پر مسلمان ہوا تھا۔آج جبکہ یہ امام حسینؑ پر فدا ہونے کے لیے آمادہ ہورہے ہیں۔ان کی والدہ ہمراہ موجود ہیں ماں نے دل بڑھانے کے لیے وہب سے کہا بیٹا آج فرزندان رسولؐ پر قربان ہو کر روح رسول مقبول کو خوش کردو۔بہادر بیٹے نے کہا مادر گرامی آپ گھبرائیں نہیں۔انشاء اللہ ایسا ہی ہو گا۔الغرض آپ روانہ ہوئے۔اور رجز پڑھتے ہوئے دشمنوں پر حملہ آواری کی۔اور کمال جوش کے ساتھ جماعت کی جماعت کو قتل کرڈالا اس کے بعد اپنی ماں اور بیوی کی طرف واپس ہو کر آئے ماں سے پوچھا مادر گرامی ! آپ خوش ہو گئیں ماں نے کہا میں تو اس وقت تک خوش نہیں ہوسکتی جب تک فرزند رسولؐ کے سامنے تجھے خاک وخون میں غلطان نہ دیکھوں یہ سن کر بیوی بولی اے وہب مجھے کیوں اپنے بارے میں ستاتے ہو اور اب کیا کرنا چاہتے ہو۔ماں پکاری۔یا بنی لا تقبل قولھا وارجع فقاتل بین یدے ابن رسول اللہ۔بیوی کی بات نہ مانو اور میدان قتال میں



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



واپس جا کر فرزند رسول پر اپنی جان قربان کرو وہب نے جواب دیا مادر گرامی ایسا ہی ہو گا ۔میں موقع کی نزاکت کو پہچانتا ہوں مجھے امام حسینؑ کا اضطراب اور حضرت عباسؑ جیسے بہادر کی پریشانی دکھائی دے رہی ہے بھلا کیوں کر ممکن ہے کہ میں ایسی حالت میں ذرا بھی کوتاہی کروں۔اس کے بعد وہب میدان جنگ کی طرف واپس گئے اور کچھ اشعار پڑھتے ہوئے حملہ آور ہوئے۔ یہاں تک کہ آپ نے ۱۹اور بقولے ۲۴اور ۱۲ پیادے قتل کئے۔اسی دوران میں آپ کے دونوں ہاتھ کٹ گئے ان کی حالت دیکھ کر ان کی بیوی کو جوش آیا۔اور وہ بھی ایک چوب خیمہ لے کر میدان کی طرف دوڑی اور اپنے شوہر کو پکار کر کہا خدا تیری مدد کرے فرزند رسول کے لیے جان دے دے۔اور اس کے لیے میں بھی آمادہ ہوں یہ دیکھ کر وہب اپنی بیوی کی طرف اس لیے آیا کہ اسے خیمہ اہل حرم میں پہنچا دے اس مخدرہ نے اس کا دامن تھام لیا۔اور کہا میں تیرے ساتھ موت کی آغوش میں سوؤں گی۔ پھر امام حسینؑ نے اسے حکم دیا کہ خیمہ میں واپس چلی جائے چنانچہ وہ چلی گئیں۔اس کے بعد وہب قتل کر دیا گیا اور اس کی بیوی آکر اس کے سر اور آنکھ سے خون صاف کرنے لگی۔اتنے میں شمر کے حکم سے اس کے غلام رستم نے اس کے سر پر گرز آہنی مارا۔اور یہ بیچاری بھی شہید ہو گئی۔ وھی اول امراۃ قتلت فی عسکر الحسین، یہ پہلی عورت ہے جو لشکر حسینؑ میں قتل کی گئی۔ایک روایت میں ہے کہ جب وہب زمین پر گرے۔تو انہیں گرفتار کر لیا گیا۔اور ان کا سر کاٹ کر خیمہ حسینؑ کی طرف پھینک گیا۔ماں نے سر کو آٹھایا بوسے دیئے اور دشمن کے لشکر کی طرف پھینک دیا جس کی ضرب سے ایک شخص مر گیا پھر ماں چوب خیمہ لے کر نکلی اور دو دشمنوں کو قتل کر کے بحکم حسینؑ واپس خیمہ میں چلی گئی۔(دمعہ ساکبہ ص ۳۳۱ طبع ایران تاریخ کامل ابن ایثر طوفان بکاء شعلہ ۱۳ طبع ایران ۱۳۱۴ھ)



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



## حضرت عباسؑ جناب عمرو بن خالد صیدادی کی کمک میں

روز عاشور جب شرف شہادت حاصل کرنے کے لیے عمرو بن خالد صیدادی امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا۔ تقدم فانا لاحقون بک عن ساعتہ، جاؤ ہم بھی آرہے ہیں عمرو بن خالد روانہ ہوئے بروائیتے آپ کے ہمراہ پانچ اور جانباز ہو گئے میدان میں پہنچ کر ان لوگوں نے زبردست حملے کئے بالآخر انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا گیا۔ حضرت امام حسینؑ کو اطلاع ملی آپ نے اپنے بہادر بھائی علمدار حضرت عباسؑ کو حکم دیا کہ وہ ابن خالد وغیرہ کی حمایت کے لیے پہنچیں۔ چنانچہ آپ تشریف لے گئے اور زبردست حملے کر کے ان سب کو چھڑا لائے دشمن جوان حضرات کے قتل کی تاک میں میں تھے پیچھے ہوئے اور ایک مقام پر حملہ کیا۔ غرضیکہ پھر مقابلہ ہوا۔ اور اس مقابلہ میں دشمنوں کی یلغار نے ان بہادروں کو شہید کر دیا۔ حضرت عباسؑ نے تمام واقعات حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں بیان کر دیئے امام حسین علیہ السلام نے ان شہداء کو دعائیں دیں۔ (ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۲۷۴ دمعہ ساکبہ ص ۳۳۳ الدمع الهتوں ترجمہ جلاء العیون جلد ۲ ص ۷۶ ۴ ابصار العین شیخ طاہر سماوی طبع حیدر آباد قمر بنی ہاشم ص ۱۰۹ تاریخ طبری جلد ۶ ص ۲۵۵)

## عاشور کی دوپہر کو دشمنوں کا ارادہ کہ خیموں میں آگ دے دیں اور حضرت عباس علیہ السلام کی جانبازی



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



تاریخ کامل ابن ایثر میں ہے کہ عزرہ ابن قیس کی استدعا کے موافق عمر بن سعد نے حصین ابن نمیر کو مع پانچ سو تیر اندازوں کے بھیجا جنہوں نے پہنچتے ہی لشکر امام حسین علیہ السلام پر تیروں کا مینہ برسنہ شروع کیا اور اس شدت تیر بارانی کی کہ تھوڑی دیر میں گھوڑوں کو بیکار کر دیا۔ اور حسینی لشکر کے کل سوار پیادہ ہو گئے اس موقع پر حر نے دشمنوں سے خوب جنگ کی۔ اور دیگر اصحاب نے بھی مخالفین سے دوپہر تک ایسا شدید مقابلہ کیا کہ جس سے زیادہ ممکن نہیں ہو سکتا۔ حتیٰ کہ دشمنوں کو یہ قدرت نہ ہوئی کہ سوائے ایک سمت کے کسی اور طرف سے حملہ کر سکیں۔ اسی اثنا میں عبداللہ ابن عمیر کلبی کی بیوی عبداللہ کی لاش پر جا کر ان کے چہرے کی گرد پونچھنے لگی۔ اور کہتی جاتی تھی کہ تم کو جنت مبارک ہو۔ شمر کے حکم سے اس کے ایک غلام رستم نام نے اس بیچاری کے سر پر ایسا گرز لگایا کہ وہ اسی جگہ مر کر رہ گئی۔ پھر شمر نے حملہ کیا اور خیام کی جانب بڑھ کر آواز دی کہ میرے پاس آگ لاؤ۔ تاکہ ان خیموں کو جلاؤں۔ یہ سن کر مخدرات عصمت چلا اٹھیں اور خیموں سے باہر نکل آئی۔ امام حسین علیہ السلام نے شمر کو للکارا کہ کیا تو میرے خیام اور اہل و عیال کو جلاتا ہے۔ خدا تجھے نار جہنم میں جلائے۔ ابو مخنف کہتے ہیں کہ تمام کی تمام عورتیں پردوں سے باہر نکل پڑیں۔ اور پکاریں اے مسلمانوں کے مجمع اور اے مومنین کے گروہ۔ خدا کے دین کی طرفداری کرو۔ حرمِ رسول اللہ کو بچالو۔ اپنے امامؑ اور اپنے نبیؐ کی بیٹی کے فرزند سے دشمنوں کو ہٹا دو۔ خدا ہمارے ذریعہ سے تمہارا امتحان لے رہا ہے تم ہمارے عزیز ہو۔ اور ہمارے نانا کے زیر سایہ ہمارے ہمسایہ ہو۔ ہم سے محبت کرنے والے ہو۔ ان کا مقابلہ کرو۔ ہماری حمایت میں خدا تم کو برکت عطا فرمائے۔ اصحاب نے جس وقت یہ سنا تو چیخیں اور دھاڑیں مار کر رونے لگے اور عرض کی۔ ہماری جانیں آپ کی جانوں پر نثار ہمارا خون آپ کے خون کے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



عوض اور ہماری روحیں آپ پر قربان ہو جائیں۔ خدا کی قسم جب تک ہماری جان میں جان ہے۔ کوئی آپ کو نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا ہم نے اپنی جانیں تلواروں کے سامنے کر دیں۔ اپنے جسم پرندوں کے لیے چھوڑ دیئے ہیں۔ بسا ممکن ہے کہ جب ہم آپ سے پہلے اپنی جانیں جھونک دیں۔ تو آپ ان صفوں کے حملہ سے بچ جائیں گی۔ ہاں آج کے دن فقط وہ کامیاب ہو سکتا ہے۔ جو نیکی کمائے اور آپ کی جانوں کو موت سے بچائے (ترجمہ مقتل ابی مخنف ص ۸۵ طبع دہلی ۱۹۲۱ئ) صاحب مظلومہ کربلا لکھتے ہیں کہ عاشور محرم کی دوپہر کو عمر سعد نے ایک کثیر لشکر دے کر شمر کو خیام پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا جوانان بنی ہاشم نے راستے ہی میں اکثر کو فنا کر ڈالا۔ تب شمر پکارا اٹھا کہ آگ لاؤ۔ میں خیام کو جلادوں یہ سن کر امام حسین علیہ السلام نے ڈانٹ کر کہا کہ اے دشمنان خدا اور رسول۔ تم لوگ مجھ سے لڑنے کے لیے آئے ہو تم کو عورتوں اور بچوں پر ظلم سے کیا غرض اگر تمہیں خدائے قہار کا ڈر نہیں اور رسولؐ مختار کا پاس و لحاظ نہیں تو حمیت عرب کو تو ضائع و برباد نہ کرو۔ اور میری زندگی میں خیموں کو تاراج کرنے سے باز آؤ۔ اور حضرت عباسؑ اور زہیر بن قین نے بڑھ کر شمر اور اس کے لشکر پر حملہ کیا اور کمال جانبازی سے سب کو فنا کر ڈالا۔ شمر کے سوا کوئی بھی نہ بچ سکا۔ (تاریخ احمدی ص ۲۸۰ طبع لکھنؤ مظلومہ کربلا ص ۷۴ طبع لاہور) الغرض دشمنان اسلام فرزند رسولؐ حضرت امام حسین علیہ السلام سے بدر و احد کے مقتولین کا بدلہ لے رہے تھے۔ اور حسینؑ کے بہادر سپاہی آپ پر اپنی جانیں نثار کر کے شرف شہادت سے مشرف ہو کر اپنی عاقبت بنا رہے تھے۔ علامہ مجلسی بحار الانوار۔۔۔ میں لکھتے ہیں کہ جب جب کوئی مجاہد لڑنے کے لیے جاتا تھا، تو امام حسین علیہ السلام سے اجازت لیتا اور ان کو سلام کر کے جاتا تھا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام سب کو جواب سلام دے کر رخصت فرماتے تھے۔ اور یہ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



آیت پڑھتے تھے۔"فمنھم من قضی نحبہ و منھم من ینتظر" جو جا چکے ہیں۔شرف شہادت سے مشرف ہو گئے ہیں۔اور جو منتظر ہیں وہ بھی عنقریب شہید ہوں گے۔بہر حال کربلا کا ہر جانباز درجہ شہادت پر فائز ہونے میں سبقت کرتا ہوا دکھائی دیتا تھا۔اور جب تک اصحاب باوفا موجود رہے ہیں۔بنی ہاشم کو میدان میں جانے کا موقع نہیں ملا۔(اصحاب کرام کی شہادت کے بعد بنی ہاشم کی باری آئی اور ہر بہادر مرنے کے لیے بے چین نظر آرہا تھا۔حضرت عباسؑ چاہتے تھے کہ میں سب سے پہلے امام حسینؑ پر قربان ہوں۔علی اکبرؑ کی خواہش تھی کہ میں سب سے پہلے شرف شہادت حاصل کروں۔قاسمؑ کی تمنا تھی کہ میں سب سے پہلے اپنے چچا پر نثار ہوں۔عون و محمد بے چین تھے کہ ہماری قربانی پہلے پیش ہو۔عبداللہ ابن مسلم مضطرب تھے کہ پہلے میری قربانی پیش ہو۔غرضیکہ ہر مجاہد امام حسینؑ پر قربان ہو کر سرخرو ہونے کے لیے بے چین تھا۔چنانچہ یہ شرف سب سے پہلے عبداللہ ابن مسلم بن عقیل کو نصیب ہوا۔

## جناب عبداللہ ابن مسلم بن عقیل کی شہادت

مورخین لکھتے ہیں کہ امام حسینؑ پر قربان ہونے کے لیے جناب عبداللہ ابن مسلم بن عقیل آگے بڑھے اور حضرت امام حسین علیہ السلام سے اجازت نبرد لینے کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا بیٹا! تمہارے باپ کی شہادت کو ابھی بہت تھوڑے دن گزر رہے ہیں۔اب داغ پر داغ تم دینا چاہتے ہو۔یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔میں تو یہ چاہتا ہوں کہ تم اپنی والدہ اور بہنوں کو لے کر کسی طرف سے چلے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



آؤ۔اور جام شہادت پینے سے باز آؤ۔جناب عبداللہ نے عرض کی۔مولا یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ ہم اپنی ناچیز قربانی پیش کرنے سے محروم رہیں۔اور شرف شہادت نہ حاصل کریں ۔مولا!اب تو دل بے چین ہو چکا ہے۔خدا کے لیے اجازت دیجئے عبداللہ بن مسلم کے اصرار شدید پر امام حسین علیہ السلام نے آبدیدہ ہو کر سر جھکا لیا۔اور شیر بیشہ شجاعت جناب عبداللہ ابن مسلم روانہ جنگ گاہ ہوئے۔میدان میں پہنچ کر آپ نے یہ رجز پڑھا۔(ترجمہ )آج میں اپنے باپ مسلم بن عقیل اور ان جوانوں سے ضرور جاملوں گا۔جنہوں نے اپنی جانیں دین محمدی پر قربان کی ہیں۔وہ سادات بنی ہاشم کے عمدہ اور کریم النسب شریف الحسب بہادر ہیں۔اور جو جھوٹ جانتے تک نہیں تھے۔اور نہ کسی حیثیت سے جھوٹ ان کی طرف منسوب ہو سکتا تھا۔رجز پڑھنے کے بعد آپ شیر غضبناک کی طرح لشکر مخالفت پر حملہ آور ہوئے۔اور ان کی ٹڈی دل فوج انتشار عظیم پیدا کر دیا۔آپ نے تین حملوں میں ۹۸ دشمنوں کو فی النار کیا۔بالآخر عمر بن صبیح الصیداوی اور اسد ابن مالک ملعون آپ کے شہید کرنے میں اس وجہ سے کامیاب ہوئے کہ آپ کا دست مبارک آپ کی پیشانی سے وصل ہو گیا تھا۔صاحب دمعہ ساکبہ بحوالہ ارشاد شیخ مفید رقمطراز ہیں۔"ثم رماہ عمر بن صبیح الصیداوی بسھم فوضع عبداللہ یدہ علی جبھتہ یتقیہ فاصاب السھم کفہ ونفذالی جبھتہ فسمرھا بہ"پھر عمر بن صبیح صیداوی نے آپ کو ایک تیر مارا۔آپ نے اپنے سر کی حفاظت کے لیے ہاتھ اٹھایا وہ تیر اس طرح لگا کہ آپ کا ہاتھ پیشانی سے وصل ہو گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پھر آپ حرکت نہ کر سکے اسی دوران ایک شخص نے آپ کے قلب مبارک پر نیزہ مارا۔جس کے صدمہ سے آپ زمین پر آگرے۔(ارشاد مفید جلد ۲ ص ۲۲۰ طبع ایران۔بحار الانوار جلد طبع ایران ۔ذخیرۃ الدارین ص ۱۵۸ جواہر الایقان ص۱۲۶ ناسخ التواریخ جلد ۶ ،اعلام الورمی



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ص ۱۴۶)امام خازن تحریر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ؐکا ارشاد ہے۔ ''من بلغ بسھم فلمہ درجۃ فی الجنۃ'' جو تیرے لیے شہید ہوا اسے جنت میں خاص درجہ دیا جائے گا۔(لباب التاویل جلد ۳ص ۷۳ طبع مصر)تاریخ ابن جریر طبری میں ہے کہ اثنائے جنگ میں عمر بن صبیح صیداوی نے عبداللہ بن مسلم بن عقیل کو متواتر دو تیر مار کر شہید کیا۔ پھر عبداللہ بن قطبہ کے ہاتھوں سے عون بن عبداللہ بن جعفر اور عامر بن نہشل کی ضرب سے محمد بن عبداللہ ابن جعفر اور عثمان بن خالد جہنی اور شبر ابن سوط ہمدانی کے حملے سے عبدالرحمن بن عقیل شہید ہوئے ۔اور عبداللہ بن عزرا نے جعفر بن عقیل کو شہید کیا۔

## عبداللہ بن مسلم پر امام معصوم کا سلام

شرح زیارت عاشور میں ہے۔السلام علی القتیل ابن القتیل عبداللہ ابن مسلم بن عقیل و لعن اللہ قاتلہ عمر ابن الصبیح صیداوی۔ شہید ابن شہید عبداللہ ابن مسلم بن عقیل پر سلام ہو۔اور خدا لعنت کرے ان کے قاتل عمر بن صبیح صیداوی پر (شفاء الصدور ص ۱۱۲ طبع بمبئی)

ضروری وضاحت: جملہ مورخین کا اس پر اتفاق ہے کہ بنی ہاشم میں سب سے پہلے عبداللہ ابن مسلم بن عقیل علیہ السلام نے جام شہادت نوش فرمایا ہے۔ لیکن علامہ ابن حسن صاحب جار چوی کتاب تذکرہ محمد و آل محمد حصہ دوم ص (۱۶۹ ) میں لکھتے ہیں کہ سب سے پہلے علی اکبر نے اذن جہاد طلب کیا۔ مرہ بن عبدی نے دھوکے سے ایک نیزہ مارا جو سینے سے پار ہو گیا۔ پھر دشمنوں نے تلوار مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ اسی طرح تمام مورخین کا اس پر اتفاق ہے کہ جناب عبداللہ ابن مسلم بن عقیل کی والدہ رقیہ بنت علی ابن ابی طالب جناب ام



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



حبیبہ ربیعہ تغلبیہ کے بطن سے تھیں۔ لیکن خان بہادر اولاد حیدر صاحب فوق بلگرامی ذبح عظیم ص ۲۰۴۔ میں لکھتے ہیں کہ ان کی والدہ مقدسہ کا نام رقیہ بنت امیر المومنین تھا۔ یہ معظمہ حضرت ام لنبین کے بطن سے تھیں۔ اور حضرت عباسؑ کی حقیقی بہن تھیں۔ (کتاب شہیداعظم عبدالحمید ایڈیٹر رسالہ مولوی دہلی کے ص ۷۵ میں بھی یہی مرقوم ہے۔

## جناب عون و محمد اور حضرت عباس علیہ السلام

یہ دونوں بھانجے ہیں امام سعید کے ☆ پوتے شہید کے ہیں نواسے شہید کے

عاشور کی گرم بازاری میں امام حسینؑ پر قربانیاں پیش ہو رہی ہیں۔ حضرت زینبؑ نے بھی اپنے دونوں نونہال پیش کر دیئے۔ صاحب چہل مجلس لکھتے ہیں کہ روایت میں ہے کہ عہد رسالت مآب میں واقعہ کربلا کا ذکر آیا۔ اور فاطمہ زہرا گریاں نظر آنے لگیں۔ زینبؑ نے پوچھا۔ مادر گرامی! اس وقت میں ہوں گی یا نہ ہوں گی ارشاد ہوا۔

شہروں میں بیاں تیری شکیبائی کا ہوگا ☆ تا اونٹ پہ اور نیزے پہ سر بھائی کا ہوگا

الغرض وہ وقت آیا کہ خداوند عالم نے گلزار تمنا میں دو گلغدار یکے بعد دیگرے پیدا کئے۔ زینبؑ نے درگاہ الٰہی میں عہد کیا کہ اگر یہ بچے صحیح و سالم رہے تو میں انہیں اپنے بھائی حسینؑ پر سے نذر کروں گی دن گزرے روتیں گزریں بچے چلنے پھرنے لگے۔ زینبؑ نے حضرت عباسؑ کے پاس فن سپگری سکھانے کے لیے بھیج دیا۔ یہ روزانہ حضرت عباسؑ کے پاس ہنر جنگ و جدول سیکھتے تھے۔ جب گھر واپس آتے تھے۔ تو حضرت زینبؑ فرماتی تھیں



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



۔غرض صبح عاشور آگئی اور دشمن بر سر پیکار ہوگئے۔اصحاب نے قربانیاں پیش کیں۔اصحاب کے بعد اقرباء اعزا کی باری آئی ۔جب مسلم بن عقیل کے فرزند مولا قدم پر نثار ہو گئے ۔توعون و محمد بھی جوش شجاعت سے بے بیتاب ہو کر حاضر خدمت ہوئے۔مولا مرنے کی اجازت دیجئے۔امام حسین نے یہ خیال کرتے ہوئے کہ زینب کو صدمہ عظیم ہوگا۔اجازت دینے میں تامل فرمایا۔پھر امام حسینؑ داخل دولت سرا ہوئے۔آپؑ کے ہمراہ حضرت علی اکبر اور آپ کے پیچھے عون و محمد بھی تھے۔آپ زوجہ جناب مسلم کے سامنے ادائے تعزیت فرما رہے تھے کہ ناگاہ جناب زینبؑ بھی تشریف لائیں ۔دونوں بچے دست بستہ عرض پرداز ہوئے۔مادر گرامی ہماری کوئی خطا نہیں۔ ہمیں ماموں جان نے اب تک اجازت نہیں دی ۔یہ سن کر حضرت زینبؑ امام حسینؑ کی خدمت میں بچوں کو لائیں اور ان کے لیے اجازت طلب کی۔امام حسینؑ اشک بہاتے ہوئے خیمہ سے باہر چلے گئے۔حضرت زینبؑ نے بیٹوں کو لباس پہنایا اور امام حسین کو بلوا بھیجا مگر حسینؑ یہ سوچ کر نہ آئے کہ اگر جاؤں گا۔زینب بچوں کے لیے اجازت مانگیں گی۔صاحبزادوں نے کہا مادر گرامی ! اگر ماموں نہیں آتے۔عباسؑ کو بلا ئیے۔حضرت عباسؑ نے فرمایا۔اے بہن ! میں نے بار بار بھائی سے کہا کہ زینبؑ بلاتی ہیں ۔تشریف لے چلے مگر وہ نہ آئے۔اے زینبؑ وہ کہتے ہیں کہ بہن سات آٹھ سال کے بچوں کا گلا کٹوانا چاہتی ہیں ۔اور مجھے یہ برداشت نہیں ہے کہ زینبؑ کو داغ مفارقت نصیب ہو۔حضرت زینبؑ نے کہا اچھا اے عباسؑ میرے بچوں کو تم لے جاؤ۔اور اجازت دلا دو۔حضرت عباسؑ بچوں کو لیے ہوئے آئے ۔امام حسینؑ نے بجر واکراہ اجازت دی۔اور دونوں نونہال میدان قتال میں تشریف لائے۔(پیام زندگی جلد ۴ ص ۱۵ طبع لاہور) یہ دیکھ کر ایک شخص نے پوچھا تم کون ہو اس کا جواب انہوں نے رجز پڑھ کر دیا۔علامہ محمد باقر اور



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



علامہ سپہر کا شانی لکھتے ہیں کہ جناب عون نے یہ رجز پڑھا۔(ترجمہ)اگر تم مجھے جانتے پہنچانتے نہیں ہو تو جان لو کہ جعفر طیارؑ کا میں بیٹا ہوں جو بلا شبہ جنت میں نمایاں جگہ کے مالک ہوں وہاں وہ سبز پروں سے اڑتے ہیں۔اور سنو میرے لیے ان کا بھی شرف کافی ہے ۔میں خدا سے اس قوم کی جنگ وعدوان قتل و قتال کی شکایت کرتا ہوں۔انہوں نے قرآنی نشانات کو چھوڑ دیا ہے۔اور تنزیل وتبیان سے بے خبر ہو گئے ہیں۔اوراس ظلم و ستم کے ساتھ کفر و فسق کا بھی مظاہرہ کرتے ہیں۔پھر ان میں سے جناب محمد عبداللہ نے دس افراد قتل کیے اور جناب عون نے تین سوار اور آٹھ پیادے قتل کیے۔جناب محمد کو عبداللہ بن بطہ طائی نے اور عون کو عامر بن نہشل نے تمیمی نے شہید کیا۔(دمعہ ساکبہ ص۳۳۵۔ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۲۸۲۔تاریخ طبری۔جواہر الایقان ص ۱۲۸ چہل مجلس سید وزیر حسین سب جج از ص ۲۸۵ تا ص ۲۷۰ طبع لکھنؤ ۱۲۹۸ھ) علامہ راشدی لکھتے ہیں۔یہ زینبؑ کے نو نہال ماموں سے رخصت ہو کر جنگ گاہ کی طرف گئے جام شہادت پیا۔حسینؑ نے خبر دی ۔تمہارے بچے رخصت ہو گئے۔بی بی زینبؑ کی ٹھنڈی سانس کے ساتھ زبان سے یہ الفاظ ادا ہوئے۔حسینؑ میرے واسطے رونے کا نہیں بلکہ شکر کا مقام ہے۔پانی میسر نہیں تیمم کر رہی ہوں۔دو نفل شکریہ اس خدا کا ادا کروں جس نے مجھے آج سرخرو کیا۔اور مجھے ایسے بچے دیئے جو میرے بھائی پر نثار ہو گئے۔امام حسینؑ نے حضرت عباسؑ سے کہا بھائی آؤ بچو کی لاشیں اٹھا لائیں۔کہرام مچا ہوا تھا۔امام حسینؑ (اور حضرت عباسؑ)بچوں کی لاشیں لینے گئے۔اور بی بی زینبؑ نے استقلال کے ساتھ دوگانہ ادا کیا۔سجدوں میں گریں اور کہا۔تو نکتہ نواز ہے۔مجھ دکھیا کے دونوں بچے تیرے نام پر تیرے رسولؐ کی امت کے ہاتھوں بے دردی سے قتل کئے گئے ہیں۔میں نے ان کو بھوکا پیاسا تیری راہ میں گھر سے نکالا۔ان کی لاشیں آرہی ہیں



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



۔صبر کی توفیق دے۔۔۔دعا کر رہی تھیں کہ بچوں کی لاشیں خیمہ میں آئیں۔اٹھیں تو بھائی نے کہازینبؑ تمہارا ارمان پورا ہوا۔تمہارے بچے جن کی شادی تم کو ارمان تھا۔دولہابن کر تمہارے سامنے آگئے۔قربان اس منہ کے جس نے کہا: حسینؑ کے بھانجے نہیں غلام ہیں ۔میرے بچو ! تم کو سر پر رکھوں تمہاری لاشوں کی آنکھوں سے لگاؤں۔تم حسینؑ کے غلام نہیں۔کلیجے کے ٹکڑے تھے۔ماموں حق مہمان نوازی ادا نہ کر سکا۔مگر تم نے زینبؑ کے دودھ کا حق ادا کر دیا۔بی بی زینبؑ خاموش کھڑی بھائی کی تقریر سن رہی تھیں۔جب امام عالی مقام خاموش ہوئے۔تو کہا بھیاان مہمانوں سے باتیں کرلوں۔ان کو دودھ بخش دوں اور ان سے کہہ دوں کہ ماں کا کہنا سننا معاف کرنا۔اور جس سختی اور ترشی سے وداع کیا تھا۔اس کی شکایت نانا اور نانی سے نہ کرنا۔۔۔۔عون و محمد میں نے تم کو گھر سے اس اس وقت نکالا ۔جب بھوک اور پیاس نے جان پر بنادی تھی۔بچو خطاوار کا قصور معاف کرو۔۔۔۔سلام کو جھکتے تھے۔تو درازی عمر کی دعائیں دیتی تھی۔آج ماں کے حکم پر جان نثار کرگئے اب کیادعادوں۔یہ کہہ کر پہلے چھوٹے کے منہ پر ہاتھ پھیر کراس کاخون اپنے منہ سے ملا۔اس کے بعد بڑے کی طرف مڑ کر کہا۔میرا بچہ محمد کربلا کے میدان میں تمہارے سپرد ہے ۔جب رات کے وقت سوتے میں ڈرتا تھاتو تھا تو سینے سے لگا لیتی تھی۔اب اگر یہ چونکے تو ماں کے بدلے گلے سے لگا لیئجو۔ظلم و ستم سے شہید بچہ اس بیابان میں تمہارے سپرد ہے ۔اب ہچکی بندھ گئی تو اٹھ کر چاروں طرف پھریں اور چھوٹے کے ہاتھ آنکھوں سے لگا کر کہا۔ماں ان ہاتھوں کے نثار۔۔۔عمر سعد کو دکھادیا کہ میدان جنگ میں بہادر کس طرح جان دیتے ہیں۔دفعتہ کچھ خیال آیااور بھائی کو بلا کر کہا۔کیوں بھائی بچوں سے کوئی خطا تو نہیں ہوئی ۔اگر کوئی لفظ خلاف مزاج ان کی زبان سے نکل گیا ہو۔تو معاف فرمادیجئے۔میں نے منع کر



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



دیا تھا کہ ہر گز ہر گز نہ کہنا کہ ہم امام کے بھانجے ہیں۔امام حسینؑ بہن سے لپٹ کر رونے لگے۔اور زینبؑ تمہارے بچے تمہارے کلمے کی پوری تعمیل کر گئے۔دشمنوں نے ہر چند پوچھا مگر وہ کہتے دنیا سے سدھارے کہ ہم امام کے غلام ہیں۔زینبؑ تمہارے بچے کلیجہ پر ایسا داغ دے کر گئے کہ اپنی زندگی کا ہر لمحہ وبال ہے۔یہ سن کر زینبؑ مسکرائیں۔بچوں کے منہ چومے اور بھائی سے کہا لیجئے۔لے جایئے۔الخ (سیدہ کالال ص ۱۶۰ تا ص ۱۶۸)

## حضرت عباس علیہ السلام کا اپنے بھائیوں کو فہائش کرنا اور حوصلہ افزائی فرمانا

قربان گاہ کربلا پر اصحاب کے بعد بنی ہاشم اسلام پر بھینٹ چڑھنا شروع ہو گئے ہیں۔اب ان میں سے ہر ایک سبقت کرتا ہوا دکھائی دے رہا ہے۔اور جو موقع پا جاتا ہے۔اور اجازت نبرد آزمائی حاصل کر لیتا ہے۔میدان کی طرف دوڑتا ہے اور موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر باقی اسلام کی نظر میں سرخروئی حاصل کرتا ہے۔بہت سے بنی ہاشم کے نوجوان اپنی قربانیاں پیش کر چکے ہیں۔حضرت عباسؑ جن کے اوپر جنگ کربلا کے سر کرنے کی بہت بڑی ذمہ داری ہے۔وہ ہر چند کوشش کر رہے ہیں کہ مجھے میدان وغا کی اجازت ملے۔تاکہ میں اپنے کو پیش کر کے باباجان حضرت علیؑ کی بارگاہ سرخرو ہو جاؤں اور ان پر یہ ثابت کر دوں کہ آپ نے جس غرض کے واسطے میری ولادت کی تمنا کی تھی میں نے اسے پورا کر دیا۔لیکن علمبردار لشکر ہونے نیز حسینؑ کے ایسے قوت بازو ہونے کی صورت میں جن پر حسینؑ اپنے کو فدا کرنے کی تمنا رکھتے تھے۔اور "بنفسی انت" اکثر فرمایا کرتے تھے۔کیوں کر میدان قتال



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



کی اجازت پاسکے تھے۔بنا بریں حضرت عباسؑ نے یہ خیال کرتے ہوئے کہ اگر میں اپنی ذاتی قربانی اس وقت جبکہ سب اپنی ہاشم کے نونہال جارہے ہیں۔ نہیں پیش کر سکتا تو کم از کم یہ تو ضرور ہی کر سکتا ہوں کہ قاسم و علی اکبر سے پہلے اپنے حقیقی بھائیوں کی قربانگاہ حسینی میں پیش کر دوں تاکہ باباجان مجھ سے ناخوش نہ ہوں۔اور ان کا گلا و شکوہ نہ رہے اور وہ بانی اسلام کی بارگاہ میں اس بارے میں شرمندہ نہ ہوں کہ ان کے دو بیٹے جو عباسؑ کے سگے بھائی تھے۔انہوں نے سر دینے میں تاخیر کی۔حضرت عباسؑ نے اپنے سگے بھائیوں کو مخاطب کرکے کہا" یابنی امی تقدموا حتیٰ اراالکم وقد نصحتم للہ ولرسولہ "اے میرے حقیقی بھائیو! اب میدان قتال میں جاکر خدا اور رسولؐ کے لیے اپنی جانیں دے دو۔اور مجھے دکھادو کہ تم نے سرخروئی حاصل کرلی۔اور سنو تمہیں یاد ہوگا کہ جب جنگ صفین ہورہی تھی۔اور تیروں کا مینہ برس رہا تھا۔اس موقع پر پدر بزرگوار نے محمد حنفیہ سے فرمایا تھا آگے۔بڑھو اور فوج مخالف کے میمنہ پر حملہ کرو۔اس وقت انہوں نے عرض کی باباجان "الا تری السھام کاالشا بیب المسطر" کیا حضور ملاحظہ نہیں فرمارہے ہیں۔کہ تیروں کی بارش ہورہی ہے۔اور میں زخموں سے چور ہوں۔ حضور، حسنؑ اور حسینؑ بھی تو ہیں۔یہ سننا تھا کہ باباجان کے غیظ و غضب کی انتہا نہ رہی اور انہوں نے فرمایا"ھذہ عرق من امک" یہ تیری ماں کا اثر ہے۔ سن تو میرا بیٹا ہے اور حسنؑ و حسینؑ رسولؐ مقبول کے فرزند ہیں۔ نیز یہ کہ "تو بمنزلہ دست من وآنھا بمنزلہ چشم اند" تو میرے ہاتھوں کی مانند ہے۔اور حسنینؑ آنکھوں کا درجہ رکھتے ہو۔ہاتھ دفاع کیا کرتے ہیں۔آنکھوں کا کام لڑنا نہیں ہے۔غرضیکہ محمد بن حنفیہ کے ٹوکنے پر باباجان کو غصہ آگیا۔اور انہوں نے اس کی رجز و توبیخ کرتے ہوئے یہ فرمایا تھا کہ ۔بیٹا! میرے فرزندوں میں سے وہ زیادہ خوش نصیب ہوگا۔جو دشت کربلا میں فرزند



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



رسولؐ کی مدد کرے گا۔میرے بھائیو مجھیحنفیہ کی طرح ماں کا نام بھی بد نام نہیں کرنا ہے ۔کیوں کہ وہ بھی بہت ہی بہادر خاندان کی خاتون ہیں ۔اور ہمارے کارنامہ کربلا کی نوید حمایت سننے کے لیے مدینہ میں موجود ہیں۔آج جنگ کرو قربانیاں پیش کرو۔اور ماں باپ کا نام روشن کردو۔یہ سن کران کے بھائیوں نے کمال دلیری سے جواب دیا کہ ہم اسی لیے آئے ہیں۔اور انشاءاللہ اپنی قربانیوں سے جس قدر جلدی ممکن ہوسکے گا۔اپنے پدر بزگوار اور مادر گرامی نیز آپ خوش کردیں گے۔(تحفہ حسینیہ جلد ۱ ص ۱۶۲ مجالس المتقین ص ۷۴ روضۃ الحسینیہ طبع ایران مجمع النورین ص ۲۵۱ طبع ایران)

## حضرت عباسؑ کے حقیقی بھائیوں کی تعداد

تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ حضرت عباسؑ چار حقیقی بھائی تھے۔(۱) خود حضرت ( عباس) (۲) جناب عبداللہ (۳)جناب عثمان (۴) جناب جعفر ان کی والدہ جناب ام لنبین اور والدماجد حضرت علی علیہ السلام تھے۔اورانہیں سے حضرت عباسؑ نے یوم عاشورہ خصوصی طورپر مخاطبہ فرمایا تھا۔اور انہی کو شمر امان نامہ کے حوالہ سے اپنی طرف بلا رہا تھا۔جس کا انہوں نے کمال دلیری سے یہ جواب دیا تھا کہ تیرے ہاتھ ٹوٹیں۔ تیری امان پر لعنت ہے ۔لیکن امام ابو اسحاق اسفرائنی شہداء بنی ہاشم کی تعداد کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں " منھم العباس وعبداللہ و جعفر و عمرو عثمان ھولآء الخمسۃ اخوۃ الحسین من علی وام النبین "کہ عباس ،عبداللہ جعفر ،عمر،عثمان۔یہ پانچوں امام حسینؑ کے علاقی بھائی تھے۔اوران کی ماں جناب ام لنبین تھی (نور العین ص ۶۴ طبع بمبئی ۱۲۹۲ھ)میرے نزدیک یہ درست نہیں ہے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



۔ تحقیق یہ ہے کہ عمر بن علی، ام حبیبہ کے بطن سے تھے۔ غرضیکہ حضرت عباسؑ نے اپنے بھائیوں کی حوصلہ افزائی کی۔ اور وہ سب مرنے کے لیے جلد سے جلد نکلنے پر خوشی کا اظہار کرنے لگے۔ ناموس اسلام ص ۱۶۳ میں ہے۔ باغ مرتضوی کے پھول اما البنین کی آنکھ کے تارے دریائے فنا میں ڈوبنا شروع ہوئے۔ حسینؑ کے بازو ٹوٹنے لگے۔ باپ کی نشانیاں ۔ علیؑ کی یادگاریں خاک میں ملنے لگیں۔ حضرت عباسؑ نے بھائیوں کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ پیاروں تم مجھے جان سے زیادہ عزیز اور پیارے ہو۔ مگر آج میری خواہش یہی ہے کہ تم سب مجھ سے پہلے بابا علی مرتضیٰ کی خدمت میں دربار رسولؐ سرخرو کوثر کے کنارے پہنچ جاؤ۔ تمہارے داغ ہم سینے پر اٹھائیں اور تمہارے غم میں صبر و رضائے الٰہی کے درجات بھی حاصل کریں۔ یہ بہادر بھائی کے فدائی۔ حسینؑ کے عاشق پہلے سے شوق شہادت میں بے چین تھے۔ خوش ہو کر عرض کرتے ہیں۔ ہماری یہی تمنا اور یہی آرزو ہے کہ آپ سے پہلے خون میں ڈوبیں۔ اور اپنے پیارے بزرگ بھائی آقا حسینؑ پر نثار و قربان ہو جائیں۔ ہتھیار سجتے ہیں۔ تلواریں اٹھاتے ہیں۔ سلام وداع عرض کر کے رخصت ہوتے ہیں۔ حسینؑ ایک ایک کو حسرت بھری نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور رخصت فرماتے ہیں۔ بیشہ حیدری کے شیر میدان میں جاتے ہیں۔ شجاعت علوی کے جوہر دکھاتے ہیں۔ شیرانہ حملے فرماتے ہیں۔ تیر لگتے ہیں۔ برچھیاں پڑتی ہیں۔ زخمی ہو کر گرتے ہیں۔ اور بھائی پر قربان ہو جاتے ہیں۔ حسینؑ لاشوں کو اٹھاتے ہیں۔ اشکبار ہوتے ہیں۔ اور خون بھری لاشوں کو خیمہ میں لے آتے ہیں ۔ الخ اب آپ ان بہادروں کے مختصر الفاظ میں تفصیلی واقعات تاریخ کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں۔



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



## حضرت عباسؑ کے بھائی عبداللہ بن علیؑ

عبداللہ بن علیؑ حضرت عباسؑ کے حقیقی بھائی تھے۔آپ حضرت عباسؑ سے تقریباً آٹھ سال چھوٹے تھے۔آپ کی کفیت ناسخ التواریخ کے مطابق ابو محمد تھی۔آپ کی عمر ۲۵ سال تھی۔آپ کو جوہر شجاعت ورثہ میں ملا تھا۔بڑے بہادر۔نہایت جری تھے۔یہی وجہ ہے کہ جب آپ حضرت عباسؑ کے ارشاد کے مطابق میدان میں تشریف لے گئے تھے۔تو جوہر شجاعت دکھا کر لوگوں کو حیران کر دیا تھا۔آپ کی عمر کے متعلق مورخین لکھتے ہیں۔آپ اپنے بھائی حضرت عباسؑ کے (تقریباً) آٹھ سال بعد پیدا ہوئے۔آپ کی مادر گرامی بھی ام النبین فاطمہ کلابیہ تھیں۔آپ نے پدر بزرگوار کے ساتھ ۶ سال اور امام حسنؑ کے ساتھ ۱۶ سال اور امام حسینؑ کے ۲۵ سال زندگی بسر کی اور یہی (۲۵سال) آپ کی مدت عمر ہے۔(ابصار العین ص ۳۴ بحار الانوار جلد ا ص ۲۲۳ ناسخ التواریخ جلد ص ۲۲۸۔دمعہ ساکبہ ص ۲۳۶۔انوار الحسینیہ ص ۶۸ مہیج الاحزان ص ۱۶۲ اور تحفہ حسینیہ جلد ا ص ۱۶۳ میں ہے کہ جناب عبداللہ ابن علی کے کوئی اولاد نہ تھی۔

❖ ❖ ❖

## میدان جنگ کی طرف رہروی اور جانبازی

آپ چونکہ فطرتاً شجاع تھے اور بڑے بھائی حضرت عباسؑ نے بھی حوصلہ افزائی کر دی تھی۔لہٰذا جب آپ میدان میں تشریف لے گئے تو آپ نے کمال بے جگری سے جنگ فرمائی۔آپ کی شجاعت کے متعلق صاحب ناسخ التواریخ لکھتے ہیں کہ عبداللہ مثیل شیر یزداں و آرزو



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



مند نبرد مرداں میدان بود، عبداللہ شیر یزداں حضرت علیؑ کے بہادر پسر تھے۔اور آپ لوگوں سے نبرد آزمائی کے لیے بے چین تھے۔تواریخ میں ہے کہ جب آپ میدان میں تشریف لے گئے تو وہاں پہنچتے ہی ایک زبردست حملہ کیا۔اور ان لفظوں میں رجز پڑھا۔ترجمہ:۔میں ایک عظیم الشان بہادر اور صاحب جود وکرم کا فرزند ہوں اور یہی وجہ ہے کہ میرے افعال واعمال میں اچھائی نظر آتی ہے اور تم سمجھے وہ کون ہے وہ رسول اللہ کی شمشیر برہنہ ہیں ان کے افعال واعمال روزروشن کی طرح ساری دنیا پر روشن اور جلی ہیں۔

آپ کی شہادت:۔رجز پڑھنے کے بعد آپ نے اس طرح حملہ کیا کہ سارا میدان کانپ اٹھا۔مورخین لکھتے ہیں۔وجعل یضرب بیسقه قدماویجول فیهم جولان الرحی،آپ نے چکی کی طرح میدان میں چکر لگا کر تلوار سے کاٹنا شروع کیا اور مجمع میں چیخ وپکار کی آواز بلند ہو گئی۔(تحفہ حسینیہ جلد ا ص ۱۶۳ وانوار الحسینیہ ص ۶۸) دشمنوں نے جب دیکھا۔کہ اس بہادر پر قابو نہیں پایا جارہا تو پانچ ہزار کی جمعیت سے حملہ کیا۔حضرت عبداللہ نے جب ملاحظہ کیا کہ اب دشمن اپنی پوری طاقت سے حملہ کررہے ہیں تو بقولے صاحب حقائق المصیبتہ حضرت عباس علیہ السلام کوآواز دی آپ عون بن علی کو ہمرا لیے ہوئے میدان میں پہنچے۔اور دشمنوں پر حملہ آور ہوئے۔جناب عبداللہ جن کے مقابلہ میں ہانی بن ثبیت حضرمی تھا۔چونکہ کافی زخمی ہو چکے تھے۔لہٰذا دشمن آپ پر غالب آگیا۔فشد علیه هانی ابن ثبیت الحضرمی فضربه علی راسه نقتله،اورآپ کے سر مبارک پر اس نے تلوار لگائی۔جس سے آپ شہید ہو گئے۔(ابصار العین ص ۳۴ بحار انوار جلد ا ص ۲۲۳، ناسخ التواریخ جلد ۲ ص ۲۲۸ تحفہ حسینیہ جلد ا ص ۱۶۳۱ مجالس المتقین ص ۷۴ تاریخ طبری جلد ۶ ص ۲۵۷ دمعہ ساکبہ ص ۳۳۶ حقائق المصیبت ص ۲۳۸ طبع بمبئی ۱۲۹۴ھ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



## جناب عبداللہ پر امام معصوم کا سلام

عبداللہ ابن علی علیہ السلام پر سلام ہو۔ جنھوں نے بلا پر بلا جھیل کر موقعہ امتحان میں کامیابی حاصل کی اور جو میدان کربلا میں اپنی محبت کا علی الاعلان ثبوت دے گئے جنہیں دشمنوں نے ہر جانب سے زخمی کیا۔خدا ان کے قاتل ہادی بن ثبیت حضری پر لعنت کرے۔(شفاء الصدور ص ۱۱۱ طبع بمبئی)

## حضرت عباسؑ کے دوسرے بھائی عثمان ابن علیؑ

جناب عثمان بن علیؑ حضرت عباسؑ علمدار کے دوسرے بھائی تھے۔آپ جناب عبداللہ سے دو سال چھوٹے تھے۔آپ کی عمر ۲۳ سال اور کنیت بقول صاحب ناسخ التواریخ ابو عمر تھی۔آپ کا اسم گرامی ''عثمان'' صرف اس لیے رکھا گیا تھا کہ حضرت علیؑ کے ایک بھائی عثمان بن مظعون تھے۔ جنہیں حضرت علیؑ بہت زیادہ دوست رکھتے تھے۔ناسخ التواریخ اور بحار انوار میں ہے کہ جب اس فرزند کی ولادت ہوئی تو حضرت علی علیہ السلام نے ان کا نام عثمان ابن مظعون کے نام پر رکھا۔آپ کی عمر کے متعلق مورخین لکھتے ہیں۔آپ اپنے بھائی عبداللہ سے دو برس بعد پیدا ہوئے آپ کی مادر گرامی بھی جناب ام النبین آپ نے اپنے پدر بزرگوار کے ساتھ چار سال اور اپنے بھائی امام حسنؑ کے ساتھ چودہ برس اور امام حسینؑ کے ساتھ تیئس سال زندگی بسر کی،اور یہی آپ کی مدت عمر ہے۔ طبع نجف اشرف



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



## میدان جنگ کی طرف رہروی اور جانبازی

میدان جنگ میں جانے کے لیے حضرت عباسؑ ہمت افزائی فرماہی چکے تھے۔اب عبداللہ کی شہادت نے جناب عثمان کے دل میں نبرد آزمائی کا زور پیدا کر دیا تھا۔آپ میدان کی طرف کمال شجاعت اور جوش میں تشریف لے گئے۔اور آپ نے یہ رجز پڑھا۔ترجمہ۔اے دشمنان اسلام ! میں تمہیں بتادینا چاہتاہوں کہ میں صاحب مفاخر عثمان بن علی ہوں میرے بزرگ اور آقا میرے پدر نامدار حضرت علیؑ ہیں۔جن کے کارنامے ناصیہ روزگار۔پر روشن ہیں وہ رسول مقبول علیہ السلام کے ابن عم یعنی چچازاد بھائی ہیں۔اور میرا بھائی حسینؑ ہے جو تمام منتخب لوگوں میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔وہ حسینؑ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ولی اللہ کے بعد کائنات کے تمام چھوٹے اور بڑے سب کے سردار ہیں۔(ناسخ التواریخ جلد ۲ ص ۲۸۷ تحفہ حسینیہ ص ۱۶۳ بحارلانوار جلدا ص ۲۲۳ دمعہ ساکبہ ص ۳۳۶

## آپ کی شہادت:

آپ کمال دلیری کے ساتھ مشغول جنگ تھے۔فرناہ خولی ابن یزید الاصبحی بسھم فاوھطہ حتی سقط لجنبہ فجاءہ رجل من بنی ابان بن دارم فقتلہ واجتزراسہ، کہ ناگاہ وخولی ابن یزید اصبحی نے ایک ایسا تیر مارا جس نے انہیں بالکل کمزور کر دیا۔اور آپ پہلو کے بل زمین پر گر گئے۔اتنے میں ایک شخص بنی ابان ابن دارم کا آیا اور اس نے آپ کا سر کاٹ لیا۔(البصار العین ص ۳۴ مجالس المتقین ص ۷۴ طبری جلد ۶ ص ۲۵۷ بحار لانوار جلد ص ۲۳۳ ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۲۲۸ صاحب مہیج الاحزان ص ۱۶۰ میں لکھتے ہیں کہ چلا کمان سے چھوٹا ہوا تیر جبین



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



مبارک پر لگا اور آپ زمین پر تشریف لائے۔

## جناب عثمان پر امام معصوم کا سلام

جناب عثمان ابن مظعون کے ہمنام عثمان بن امیر المومنین پر سلام ہو اور خدا تیرے شہید کرنے والے خولی ابن یزید اصبحی یا دی داری پر لعنت کرے۔ شفاء الصدور شرح زیارت عاشور ص ۱۱۱ طبع بمبئی

## حضرت عباسؑ کے تیسرے بھائی جعفر بن علی علیہ السلام

جناب جعفر بن علی حضرت عباسؑ علمدار کے تیسرے بھائی تھے۔ آپ جناب عثمان سے تقریباً دو سال چھوٹے تھے۔ آپ کی عمر ۲۱ سال تھی۔ آپ کی کنیت بقول صاحب ناسخ التواریخ ابو عبداللہ تھی۔ آپ کی عمر کے متعلق مورخین لکھتے ہیں۔ آپ اپنے بھائی عثمان کے دو سال بعد پیدا ہوئے آپ کی مادر گرامی جناب ام البنین تھیں آپ نے اپنے پدر بزرگوار کے ساتھ دو سال اور بھائی حسنؑ کے ساتھ بارہ سال اور امام حسینؑ کے ساتھ اکیس سال زندگی بسر کی۔ اور یہی آپ کی مدت عمر ہے۔ (ابصار العین ص ۱۳۵، انوار الحسینیہ ص ۶۸)

علامہ شیخ محمد بن کمال الدین شافعی لکھتے ہیں کہ حضرت علیؑ کے بھائی، جناب جعفر طیار تھے۔ جنہیں حضرت علی علیہ السلام بے حد چاہتے تھے۔ آپ کا یہ حال تھا کہ اگر کوئی شخص جناب جعفر طیار کے نام سے آپ کو واسطہ دیتا تھا تو آپ کا غصہ فرو ہو جاتا تھا "اذا سل بحق جعفر سکن" (ملاحظہ ہو مطالب السؤل ص ۱۱۷) علامہ یزدی لکھتے ہیں کہ جب جنگ موتہ میں جعفر طیار



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



شہید ہوئے تھے تو حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا تھا۔"الان الکسر ظھری بھیا! اب میری کمر ٹوٹ گئی ہے۔(انوار الشہادت ص ۴۹ ) صاحب البصار العین علامہ سماوی لکھتے ہیں۔ردی ان امیر المومنین سماہ اخیہ جعفر لحبہ ایاہ ص ۳۵ حضرت علیہ السلام نے اپنے فرزند جعفر کا نام اس لیے جعفر رکھا تھا تاکہ جعفر طیار کی یاتازہ رہے۔

## آپ کی میدان کی طرف رہروی اور جانبازی

آپ اپنے دیگر بھائیوں کی طرح نہایت شجاع اور بہادر تھے۔آپ کو یونہی حوصلہ جنگ تھا۔پھر حضرت عباسؑ نے باپ کی وصیت یاددلا کر ہمت افزائی کر کے سونے پر سہاگہ کا کام کیا تھا ۔مورخین کا بیان۔"فتقد موو شدما علی الاعداء یضرب فیھم بسیفہ" کہ آپ نے میدان جنگ میں جاکر دشمن پر حملہ آوری کی اور تلوار سے انہیں فنا کے گھاٹ اتارنے لگے اور یہ رجز پڑھا ۔ترجمہ؛میں بلندی کا بادشاہ جعفر ہوں اور حضرت علی علیہ السلام کا فرزند ہوں جو بڑے جودو کرم والے تھے۔میرا چچا اور ماموں کی شرافت حسب و نسب میری شرافت کی شاہد اعظم ہیں ۔میں ایسے حسینؑ کی مدد کر رہا ہوں جو بڑے بخشش کرنے والے ہیں تحفہ حسینیہ جلد اص ۱۶۳ ابصار العین ص ۳۵ بحار الانوار جلد ا ص ۲۲۳ ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۲۶۸ جواہر الایقان ص ۲۰۲ دمعہ ساکبہ ص ۳۳۴)

## آپ کی شہادت:

آپ کمال دلیری اور بہادری کے ساتھ جنگ آزما تھے۔کہ ناگاہ "شد علیہ ھانی ابن ثبیت



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



الحضرمی الذی قتل اخاہ فقتلہ آپ پر ہانی ابن ثبیت حضرمی نے ور کیا۔اور آپ کو شہید کر ڈالا ۔(البصار العین ص ۳۵ مقتل ابی محنف طبع ایران )

## جناب جعفر پر امام معصوم کا سلام

جعفر ابن امیر المومنین علیہ السلام پر سلام ہو۔ جو اپنی جان کی قربانی پیش کرنے میں بڑے صابر تھے۔اور غربت کی حالت میں وطن سے نکالے ہوئے تھے اور جنگ آزمائی کے لیے دل و جان سے تیار۔ جو میدان کارزار میں بڑھ بڑھ کر حملے کرنے والے تھے جنہیں لوگوں نے اپنی کثرت سے مغلوب کر دیا تھا۔ خدا ان کے قاتل ہانی بن ثبیت حضرمی پر لعنت کرے (شفاء الصدور شرح زیارت عاشور طبع بمبئ )

## مورخ طبری کی تنگ نظری

حضرت عباس علیہ السلام کی وفاداری کے کاناموں میں سے ایک عظیم کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے اسلام کی حمایت کے سلسلہ می ں یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ نہ میں خود باقی رہوں گا۔اور نہ اپنے کسی بھائی اور بیٹے کو زندہ رہنے دوں گا۔ یہ انہوں نے کیوں کیا صرف اس لیے کہ وہ موقع آشنا تھے اور جانتے تھے۔ کہ آج اسی کا محل ہے تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ آپ نے اپنے حقیقی بھائیوں کو جن کے نام عبداللہ ، عثمان ، جعفر ہیں مخاطب کر کے اس وقت کہا جبکہ امام حسینؑ پر تمام اصحاب اپنی جانیں قربان کر چکے تھے۔اور اہل بیت میں سے بھی اکثر ہستیاں قربان گاہ اسلام پر بھینٹ چڑھ چکی تھیں۔ اے میرے حقیقی بھائیو، میرے قریب آؤ اور



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



میری بات سنو، وہ یہ ہے کہ اب وہ وقت ہے کہ تم بھی اب میدان قتال میں قدم جدال رکھ دو اور اس طرح جنگ کرو۔ کہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں کہ تم نے خدا اور رسول کی راہ میں اپنی جان عزیز قربان کر دی ہے۔ دیکھو آج کے دن جان دینے سے دریغ کرنے کا محل نہیں ہے دلیری سے جان دن دے دو۔ ارے میرے بھائیو! میری طرح تمہارے تو اولاد بھی نہیں ہے جس کا تمہیں غم ہو سکے لہٰذا عجلت کرو۔ اور شرف شہادت حاصل کر کے بار گاہ رسولؐ میں سرخرو ہو جاؤ، (جو اہر الایقان در بندی ص ۲۰۲ بحار لا انوار جلد ا ص ۲۲۳ وغیرہ) آپ کے بہادر بھائی جو پہلے ہی سے جنگ کے لیے تیار تھے میدان قتال کی طرف چل پڑے اور سب سے پہلے جس نے قدم اٹھایا وہ آپ کے بھائی عبداللہ تھے۔ آپ نے اپنے ہر بھائی کو میدان قتال میں بھیجتے وقت فرداً فرداً یہی فرمایا تھا کہ ”تقدم یا اخی الا لک قتیلا واحتسبک فانہ لا ولد لک“ ”میرے عزیز بھائی! میدان میں جا کر اس طرح لڑو۔ کہ میں تمہیں خاک و خون میں تڑپا ہوا اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں (انوار الحسینیہ ص ۶۸ چنانچہ آپ کے برادان خوش اعتقاد میدان میں جا کر اسلام پر قربان ہو گئے۔ (ابصار العین ص ۳۹ ) علماء اور مورخین نے اس امر کی وضاحت میں کہ حضرت عباسؑ سے اپنے پہلے بھائیوں کو جنگ گاہ میں بھیجنے پر مقدم کیوں کیا۔ ایسی چیزیں پیش فرمائی ہیں جن سے حضرت عباسؑ کے کمال تدبہ کا پتہ چلتا ہے صاحب منافع الابرار ص ۳۳ میں لکھتے ہیں کہ کار خیر میں عجلت کرنی چاہیئے ایسا نہ ہو کہ شیطان بہکا کر اس کیطرف سے رخ موڑ دے علامہ برغانی مجالس المتقین کے ص ۷۴ پر لکھتے ہیں حضرت عباسؑ نے بتاکید تمام اس بات کی کوشش کی کہ ان کے بھائی ان سے پہلے حسینؑ پر قربان ہو جائیں۔ اس لیے فرمایا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ شیطان دل میں کسی قسم کا وسوسہ پیدا کر کے انہیں شرف شہادت سے باز رکھتے اور میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



حضرت عباسؑ نے اپنے سے اس لئے مقدم رکھا تاکہ میری شہادت ان کی نظروں کے سامنے نہ واقع ہو۔ کیونکہ کہیں ایسانہ ہو کہ میرے مرنے سے ان کی ہمت ٹوٹ جائے اور وہ شرف شہادت سے محروم رہ جائیں اور امام حسین علیہ السلام کی بدنامی ہو کہ ان کے لشکر میں ایسے لوگ بھی تھے جو میدان کارزار میں نہ آئے اور اپنی جان بچالی۔

حضرت عباس اپنی شہادت کے لیے راستہ بنارہے تھے وہ جانتے تھے کہ علمداری کا عہدہ جہاد کی اس وقت تک اجازت دینے پر مجبور نہ کرے گا جب تک کوئی تلوار اٹھانے والا باقی رہے گا ۔الخ یعنی حضرت عباسؑ نے اپنے بھائیوں کو جنگ کے لیے ابھار کر اس لیے جلد سے جلد شہید کرادیا۔ تاکہ انہیں حوصلہ شہادت پورا کرنے کا موقع مل جائے کیونکہ جب تک کوئی بھی باقی رہے گا۔ علمدار لشکر کو درجہ شہادت پر فائز ہونے کا موقع نہ ملے گا۔ بہر حال حضرت عباسؑ نے کمال وفاداری کے جذبہ سے مجبور ہو کر اس امر کی کوشش فرمائی کہ تمام لوگ جلد سے جلد شہید ہو کر میرے لیے راستہ صاف کردیں۔ تاکہ میں امام حسینؑ پر قربان ہو کر اپنے والد بزرگوار حضرت علی علیہ السلام کی تمنا پوری کردوں۔ میں کہتا ہوں کہ دنیا کا کون انسان ایسا ہوگا۔ جو حضرت عباسؑ کے اس جذبہ وفاداری کی قدر نہ کرے گا لیکن ہمیں نہایت افسوس ہے کہ دنیائے اسلام کا ایک مورخ علامہ ابو جعفر محمد ابن جریر طبری اپنی کج فہمی اور تعصب کی وجہ سے لکھتا ہے کہ حضرت عباسؑ نے اپنے بھائیوں سے فرمایا:۔ تقدموا حتی ارثکم فانہ لا ولد لکم الخ ،اے میرے بھائیو! عبداللہ ، عثمان ، جعفر ، تم جلد سے جلد میدان جنگ میں جا کر شہید ہو جاؤ۔ تاکہ میں تمہاری میراث کا مالک بن جاؤں کیونکہ تمہارے کوئی اولاد نہیں ہے۔ (تاریخ طبری جلد ۶ ص ۲۵۷ طبع مصر) اسی کی پیروی ابو الفرج نے مقاتل الطالبین میں کی ہے وہ لکھتا ہے۔ قدم اخاہ جعفر بین یدیہ لانہ لم یکن لہ ولد



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



لیحوز میراثہ العباس، جعفر کو شہادت کے لیے حضرت عباسؑ نے بھیج دیا تاکہ ان کی میراث کے مالک بن جائیں۔ علامہ عبدالرزاق موسوی کتاب ''قمر بنی ہاشم طبع نجف اشرف کے ص ۵۰ پر لکھتے ہیں۔ کہ ان دونوں مورخین نے عجیب و غریب بات کہی ہے کجا حضرت عباسؑ کی شخصیت اور کجا بھائیوں کی میراث میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ ان دونوں مورخوں نے یہ کیونکر کہہ دیا کہ حضرت عباسؑ اپنے بھائیوں کی میراث لینے کا خیال رکھتے تھے کیوں کہ یہ تو معمولی آدمی بھی جانتا ہے کہ ماں کی موجودگی میں بھائی کو بھائی کی میراث میں سے کچھ نہیں ملا کرتا کیا وہ حضرت عباسؑ جو آغوش امامت میں پرورش پا چکے تھے اور جن کا علمی پایہ بے انتہا بلند ہے انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ شرعاً مجھے ان کی میراث کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔ اور پھر ایسے موقع پر جب کہ وہ جانتے تھے کہ اب چند منٹوں میں میں بھی درجہ شہادت پر فائز ہو جاؤں گا۔ اور یہ سوچنے کی بات ہے کہ بازاری شخص بھی کسی کو اس طرح مرنے کے لیے نہیں اُبھارا کرتا کہ تم جاؤ قتل ہو جاؤ تاکہ میں تمہاری میراث کا وارث بن جاؤں چہ جائیکہ حضرت عباسؑ جو جامعہ نبوت کے تعلیم یافتہ اور مدرسہ امامت میں پڑھے ہوئے تھے اور جنھوں نے باپ او ربھائی کی آغوش میں تربیت پائی تھی۔ اور ان سے معارف سیکھے تھے یہ باور کرنا چاہئے کہ حضرت عباسؑ نے اپنے بھائیوں کو میدان میں بھیجنے میں اس لیے جلدی کی تھی۔ تاکہ امام حسینؑ پر یہ ثابت کر دیں۔ کہ میرے بھائی آپ سے کس درجہ انس رکھتے ہیں اور کس طرح آپ پر قربان ہونے کو بے چین ہیں۔ اسی لیے آپ نے فرمایا تھا۔ تقدموا حتی اراالکم قد نصحتم اللہ ورسولہ، الخ میدان میں میرے سامنے جاؤ۔ تاکہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں کہ تم لوگ خدا اور رسول کی راہ میں قربان ہو گئے یعنی آپ کا مقصد یہ تھا کہ یہ لوگ جلد سے جلد اجر شہادت حاصل کر لیں۔ ابو حنیفہ دنیوری لکھتے ہیں کہ حضرت عباسؑ نے اپنے بھائیوں



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



سے فرمایا تھا۔ تقد موا بنفسی انتم و حاموا عن سید کم حتی تموتو ادونہ ،فتقد موا جمیعا فقتلوا۔ میرے بھائیو! میں تم پر فدا ہوں۔اپنے سردار امام حسینؑ کی حمایت کے لیے نکل پڑو۔اور ان کے سامنے جان دے دو یہ سن کر سب کے سب میدان میں گئے اور اپنے کو قربان کر دیا ۔میرا خیال ہے کہ جن لوگوں نے میراث کا حوالہ دیا ہے۔انہیں لفظ لا ولد لکم سے دھوکا ہوا ہے حالانکہ موقع گفتگو پر نظر کرنے کے بعد یہ دھوکا نہیں ہونا چاہئے تھا۔اور اس سے سمجھنا چاہئے تھا۔کہ تمام مورخین نے جو یہ سمجھا ہے کہ ''برائے شما عقب داد لاد نیست تا غم آنہارا بخورید'' یہ درست ہے اس کے علاوہ علامہ عبدالحسین علی نے یہ احتمال کیا ہے کہ شاید،ارز لکم کے بجائے ارثکم، غلطی سے لکھا گیا ہو اور علامہ شیخ آغا بزرگ نے یہ احتمال ظاہر فرمایا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ تاریخ میں ارثیکم کے بجائے ارثکم غلطی سے آگیا ہو یعنی احتمال اول کی بنا پر مقصد یہ ہے کہ حضرت عباسؑ نے فرمایا کہ تم مرنے کے لیے جاؤتا کہ میں تمہارا غم برادشت کر کے ثواب کا مستحق بنوں اور احتمال ثانی کی بنا پر مقصد یہ ہے کہ حضرت عباسؑ نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ تم مرنے کے لیے جاؤتا کہ میں تم پر نوحہ ماتم کر و اور تمہارا مرثیہ کہوں یعنی تم پر رونے کا حق ادا کروں کیونکہ تمہارے کوئی اولاد تو ہے نہیں جو تمہارا غم منائے گی

(النقد النزیہ جلد ا ص ۹۹ الذریعہ الیٰ تصانیف الشیعہ )

## فرزندان حضرت عباسؑ کی جانبازی اور شہادت

مشہور جہاں میں ہیں وفادار علمدار ☆ فرزند وفادار کے ہوتے ہیں وفادار



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



بھائیوں کو بھتیجے اور ان کے جام شہادت نوش کرنے کے بعد اپنے ان دونوں فرزندوں کی طرف متوجہ ہوئے جو کربلا میں موجود تھے اور ان سے کہا اے میرے نور چشمو! آج سرخرو ہونے کا دن ہے تم دیکھ رہے ہو کہ آج بڑی بڑی ہستیاں حمایت اسلام میں آغوش موت سے ہمکنار ہو گئیں اور اب وہ وقت دور نہیں کہ میں بھی فرزند رسول پر قربان ہو کر حیات ابدی حاصل کروں گا اور اپنے پدر بزرگوار کی بارگاہ میں نہایت ہی سرخرد پہنچوں گا۔ تمہارا فریضہ ہے کہ موت کی طرف بڑھنے میں عجلت سے کام لو۔ ارباب مقاتل لکھتے ہیں کہ آپ نے سمجھا بجھا کر اپنے ایک بیٹے جناب فضل۔ کو ضم الی صدرہ قبل مابین عینیہ و قال ،سینے سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دے کر فرمایا اے میرے نور نظر! تیری جدائی میرے لیے انتہائی مشاق ہے لیکن کیا کروں کہ حسینؑ کے مقابلہ میں تیری کوئی ہستی نہیں سمجھتا اور تیری قربانی ضروری سمجھ کر اپنے دل سے تجھے جدا کر رہا ہوں۔ بیٹا خدا حافظ۔ میدان میں جاؤ اور فرزند رسول پر اسلام کے نام پر قربان ہو جاؤ یہ سن کر جناب فضل ابن عباسؑ ماں سے رخصت ہونے کے لیے خیمے کے اندر گئے اور مل جل کر فوراً باہر آئے اور حاضر خد متحسینی ہو کر عرض کی۔ الذن لی یا عماہ بالبراز فقال لہ ابوز بارک اللہ فیک۔ چچا جان مجھے جنگ کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ جواب ملا بیٹا جاؤ خدا حافظ اجازت پاتے ہی آپ روانہ میدان کارزار ہو گئے۔ حضرت عباسؑ کا یہ نور نظر میدان میں پہنچا اور کمال جانبازی اور جوش شجاعت سے اس نے یہ رجز پڑھا۔ خدا کی قسم تم (میرے خون بہانے کے لیے) اتنے ہو یا اور زیادہ ہو یا اکیلے ہو (میرے لیے سب برابر ہی ہے) اے اس زمین پر بدترین قیام کرنے والو اور اے فساد کی آگ بھڑکانے والی شریر قومو (یاد رکھو) کہ میں عنقریب تمہاری ساری جمعیت کا شیرازہ بکھیر دوں گا اور سروں کا تن سے بے تکلف جدا کر دوں گا۔ رجز کے الفاظ ختم ہوتے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ہی آپ نے دشمنوں پر دل ہلا دینے والے حملے شروع کر دیئے۔ ولم یزل یقاتل حتی قتل منھم ماتین و خمسین فارساً اور تھوڑی دیر میں ۲۵۰ دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ مسلم خولانی ناقل ہیں کہ فرزند عباسؑ کمال جانفشانی سے اپنی جانبازی کے مظاہرے کر رہے تھے اور دشمن کی ساری فوج تباہ ہوئی جا رہی تھی کہ ناگاہ ایک شخص عظیم الخلقت جو کنارے کھڑا ہوا تمام ماجرا دیکھ رہا تھا۔ عقاب شکستہ بازو کی طرح ابن عباسؑ پر یہ کہتا ہوا حملہ آور ہو کہ "واللہ لا قتلن ہذا الغلامہ فانی اراہ شجاعاً، خدا کی قسم اسے میں قتل کروں گا۔ یہ تو بڑا بہادر معلوم ہوتا ہے میں نے آگے بڑھ کر اس سے کہا۔ الم تعلم قرابتہ من رسول اللہ، ارے تو جسے قتل کرنے کے لیے بڑھ رہا ہے اس کی رسول اللہؐ سے قرابت بھی جانتا ہے؟ فلم ایلتفت، لیکن اس نے میری بات پر بالکل کان نہ دھرا اور فرزند عباس بن علیؑ پر ایسی حالت میں جبکہ وہ مشغول جنگ تھے "فضربۃ عظیمۃ" ایسی ضرب کاری لگائی کہ، یخونہ نی دمہ، آپ اپنے خون میں لوٹنے لگے اور آواز دی، یا عماہ ادرکنی، چچا جان خبر لیجئے۔ امام حسینؑ فوراً دوڑ کر میدان پر پہنچے اور دیکھا کہ آپ ایڑیاں رگڑ رہے ہیں یہاں تک کہ آپ کی روح راہی جنت ہو گئی "فبکی الحسین" یہ دیکھ کر امام حسینؑ رو پڑے اور کہا اے میرے بیٹے! تیری موت سے بے انتہا صدمہ پہنچا، ثم حملہ ووضعا بین القتلا۔ پھر ان کی لاش اٹھا کر لائے اور گنج شہیداں میں پہنچا کر واپس آ گئے۔ فلما نظر القاسمہ قال یعز علی فوانک، جب آپ کے حقیقی بھائی قاسم ابن عباسؑ علمدار نے بھائی کی شہادت اپنی آنکھوں سے دیکھی تو بے چین ہو گئے اور کہنے لگے کہ اب اے بھائی تمہاری موت کے بعد میری زندگی حرام ہے یہ کہہ کر آپ میدان کارزار کی طرف چلے۔ امام اسحاق اسفرائنی فرماتے ہیں "ولعہ من العمر تسمۃ عشر سنۃ" کہ جبکہ آپ میدان کی طرف روانہ ہو رہے ہیں آپ کی عمر ۱۹ سال کی ہے غرضیکہ آپ رزمگاہ کی طرف روانہ ہو کر



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



میدان میں پہنچے اور رجز کے یہ اشعار پڑھنے لگے۔ میں تم پر نبیؐ مختار کے صدقہ میں ایسا حملہ کروں گا کہ تمہارا دودھ پیتا بچہ بھی خوف اور ہول کی وجہ سے بڑھا ہو جائے گا۔اے سارے کفارو! سنو! میں تم میں سے ہر ایک کو ٹکڑے ٹکڑے کردوں گا۔رجز پڑھنے کے بعد آپ نے ایک زبردست حملہ کیا اس کے بعد پیہم حملے کرتے رہے۔ حتی قتل منھم ثمان مائتہ ۔یہاں تک کہ آٹھ سو دشمنوں کو قتل کیا بھوک اور پیاس پھر زخموں کی شدت نے دبی ہوئی پیاس کی آگ کو اور بھڑکا دیا۔آپ فوراً خدمت امام حسینؑ میں حاضر ہوئے اور عرض کی چچا جان میری آنکھیں پیاس سے دھنس گئی ہیں۔(ادرکنی بشربۃ،مجھے تھوڑا سا پانی عنایت فرمایئے تاکہ میں دشمنوں سے لڑنے کے پھر قابل ہو جاؤں یہ سن کر مجبور امامؑ نے فرمایا۔بیٹا تھوڑی دیر اور صبر کرو۔ تمہیں تمہارے جد نامدار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے جام سے سیراب کریں گے کہ پھر تم کو کبھی پیاس نہ لگے گی۔یہ سن کر قاسم ابن عباسؑ پھر میدان کارزار کی طرف واپس گئے۔اور دشمنوں پر حملہ کیا اس حملے میں آپ نے قتل، منھم عشرین فارساً ۲۰ سواروں کو قتل کیا۔ ثم استشھد اور شہید ہو گئے امام حسینؑ کو اطلاع ملی۔آپ میدان کی طرف تشریف لے گئے۔دشمنوں نے قریب پہنچنے سے مزاحمت کی آپ نے حملہ کیا اور چار سو دشمنوں کو قتل کرکے۔حملہ ووضعہ بین القتلا۔ان کی لاش اٹھا لائے اور گنج شہیدان میں داخل کردیا۔ملاحظہ ہو نورالعین فیشھدالحسین۔امام اسفرئنی ص ۶۲۔۲۱ طبع ۱۲۹۲ھ مائتین ص ۷۷۔۴ خلاصۃ المصائب ص ۱۰۲ طبع لکھنؤ ۳۔۱۲۹ھ چہل مجلس ص ۷۱۔۳ طبع لکھنؤ ۱۲۹۷ھ توضیح عزا ص ۲۲۰)



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



# جناب قاسم ابن الحسن کی روانگی اور ارزق شامی کا حضرت عباسؑ کے متعلق سوال

حضرت عباسؑ کے بھائیوں اور بیٹوں کی شہادت کے بعد حضرت قاسم ابن الحسین چچا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض پرواز ہوئے چچا جان مجھے مرنے کی اجازت دیجئے۔آپ نے فرمایا بیٹا یہ کیسے ہو سکتا ہے عرض کہ چچا جان پھر کیسے ہو سکتا ہے۔کہ میں زندہ موجود ہوں ارشاد ہوا یاولدی اتسمشی بر جلک الی الموت، کیا بیٹے اپنے پیروں سے موت کی طرف جانا چاہتا ہے عرض کی حضور بے شک جانا چاہتا ہوں۔فرمایا اچھا جاؤ خدا حافظ پھر آپ نے انہیں سینے سے لگالیا اور روانہ کر دیا۔آپ نے کمسنی کے باوجود میدان میں جا کر شاندار نبرد آزمائی کی اور بڑے بڑے بہادروں کے دانت کھٹے کر دیے آپ کے میدان میں پہنچنے کے بعد ارزق شامی سے کہا گیا جو ایک ہزار سواروں کے برابر سمجھا جاتا تھا کہ تو قاسم ابن الحسین کے مقابلہ میں جا کر جنگ کر ۔اس نے کہا کہ عباس ابن علیؑ کہاں میں جب وہ آئیں۔تو مجھے ان کے مقابلہ کے لیے بھیجا جائے یہ تو چند سالوں کا لڑکا ہے میں اس کے مقابلہ میں جانا اپنی توہین سمجھتا ہوں الغرض جب آپ نے ۳۵۔۳۰ پیادوں اور پچاس سواروں کو قتل کیا تو ارزق شامی مقابل میں آگیا۔آپ نے فرمایا ۔اوہ ارزق مجھے لڑکا نہ سمجھ میں اس کا پوتا ہوں۔الغرض ارزق شامی سے تھوڑی دیر جنگی جھڑپ ہوتی رہی اس کے بعد اس ملعون کے سر کاکٹنا تھا کہ لشکر میں ہلچل مچ گئی۔دشمنوں کے دل چھوٹ گئے اور آپ کے طرف داروں نے ہمت افزائی کرنی شروع کی۔اس کے بعد قاسم پیاس سے بے چین ہو کر خیمہ کی طرف تشریف لے گئے اور حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں عرض کی چچا جان۔ادرکنی بشربۃ من الماء مجھے تھوڑا پانی عنایت فرمایئے۔مصبرہ الحسین



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



واعطاہ خاتمہ۔امام حسین علیہ السلام نے صبر کی تلقین فرمائی اور اپنی انگوٹھی ان کے منہ میں دے کر فرمایا۔جاؤ بیٹا خدا حافظ ! آپ میدان میں پھر تشریف لائے دشمنوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا۔تیر برسائے نیزے لگائے پنتیس تیر جسم میں چھبے اور شیبہ ابن سعد شامی نے ایک ایسا نیزہ پشت کی جانت سے لگایا جو سینے کے پار ہو گیا۔اور آپ زمین پر تشریف لائے اور خون پر تڑپنے لگے۔امام حسین علیہ السلام کو آواز دی اور ان کے پہنچنے سے پہلے زندگی ہی میں گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامال کر دیئے گئے (دمعہ ساکبہ ص ۳۳۵ تاریخ احمدی ص ۲۸۶ بحوالہ تاریخ کامل مقتل ابی مخنف ص ۱۰۲ شہید اعظم ص ۱۹۵ طبع دہلی شاہ یژب ص ۸۱ طبع لاہور )

## حضرت عباسؑ اور جناب علی اکبرؑ میں سبقت شہادت کے لیے گفتگو

حضرت قاسم ابن الحسنؑ کی شہادت کے بعد حضرت عباس امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر اذن جہاد مانگنے لگے۔ بعض روایت میں ہے انہ لما قتل قاسم علیہ السلام ورای العباس ذالک وان وحن والی القاء ربہ اشتاق کہ جب حضرت قاسم ابن الحسنؑ درجہ شہادت پر فائز ہو چکے اور بدن نازنین اس ماہ جبین کا پامال سم اسپال ہو چکا اور عباس بن علیؑ نے اس مصیبت عظیم کو بچشم خود ملاحظہ کیا۔بے انتہا روئے۔اور آہ سرد دل پر درد سے کھینچ کر آمادہ شہادت ہوئے تحمل الوایۃ و قال لاخیہ الحسین یا بن رسول اللہ ہل من رخصۃ فبکی الحسین و قال لہ یا اخی کیف اذن لک وانت حامل لوائی و ملائۃ من عسکری اور علم سعاد تشیم لے کر حاضر خدمت حسینؑ ہوئے اور عرض کی مولا۔اب مجھے مرنے کی اجازت مرحمت فرمائیں امام حسینؑ نے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



جواب دیا۔اے عباسؑ میں تمہیں کیوں کر اجازت دوں تم تو میرے علمبر دار اور میرے لشکر کی جان ہو۔ حضرت عباسؑ نے عرض کی میرے سر دار۔اب بہت دل تنگ ہو چکا ہوں ۔اب میں قربان ہی ہو جانا چاہتا ہوں۔ابھی دونوں بھائیوں میں گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ حضرت علی اکبرؑ آگے روایت میں ہے۔لما قتل اصحاب الحسین کلھم ولم یبق منھم غیر العباس وعلی ابن الحسین کہ جب امام حسینؑ کے تمام اعزہ واقربا شہید ہو چکے اور حضرت عباسؑ اور علی اکبرؑ کے سوا کوئی باقی نہ رہا۔ تو حضرت عباسؑ اجازت جہاد لینے کے لیے حاضر ہوئے جناب علی اکبرؑ نے عرض کی چچا جان یہ نہیں ہو سکتا آپ میرے پدر بزر گوار کے قوت بازو اور علمدار لشکر ہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ مجھ سے پہلے شہید ہو جائیں حضرت عباسؑ نے فرمایا آقازادے یہ درست ہے لیکن اب مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ میں تمہارا داغ اٹھاؤں اب تو یہی بہتر سمجھتا ہوں کہ میں جام شہادت سے سیر اب ہو کر بابا جان کی خدمت میں سر خرد پہنچوں۔ علمدار لشکر اور شبیہ پیغمبرؐ کی گفتگو حضرت امام حسینؑ سن رہے ہیں اور خاموش کھڑے آنکھوں سے آنسو بہار ہے ہیں کہ ناگاہ حضرت عباسؑ آگے بڑھے اور کمال منت و ساجت سے رخصت چاہی ۔حضرت علی اکبرؑ سے کہا بیٹا! اب چچا کو ناراض نہ کرو۔اور حضرت عباسؑ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔یااخی قد کظنی العطش ،بھیا پیاس مارے ڈالتی ہے اور بچوں کے جگر کباب ہو گئے ہیں تم سب سے پہلے پانی لاؤ۔قرکض العباس الی غیم النساء فتنا ول منھاالقربہ۔حضرت عباسؑ خیمہ اہل حرم کی طرف روانہ ہوئے اور ایک مشکیزہ لے کر نہر فرات کی طرچل کھڑے ہوئے۔مورخین کا بیان ہے۔فرکب فرسہ واخذ رمحۃ و قصد نحو الفرات۔حضرت عباسؑ مشک و علم لے کر گھوڑے پر سوار ہوئے۔اور فرات کی طرف روانہ ہو گئے(دمعہ ساکبہ ص ۳۲۳،بحار الانوار جلد۔ناسخ التواریخ جلد ۶ مقتل ابی محنف ارشاد



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



مفید۔ خلاصتہ المصائب ص ۱۰۶)

## حضرت عباسؑ کی جانبازی اور شہادت

پیاسے بچوں کے لیے بھی تھے بڑی آس عباسؑ خالی کوزے لیے کہتے تھے کہ عباسؑ عباسؑ
(منظر بہاری)

الارشاد والعزا ترجمہ المواعظ وا لبکاص ۱۲۴ میں ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ حال تھا کہ کبھی امام حسین علیہ السلام کے خاص خاص مقامات کو بوسہ دیا کرتے تھے۔اور روتے تھے۔ کبھی سرکار سید الشہداء کے سر کے مقام کو چومتے تھے۔اور روتے تھے۔ کبھی آپ کے شکم اطہر کو برہنہ کرکے دل کے مقام کو بہت چومتے تھے۔اور روتے تھے۔ان چار اعضا پر خاص طور سے بوسہ دیتے تھے۔ بعض اوقات آپ کا چومنا کسی خاص اعضاء سے مخصوص نہ تھا۔امام مظلوم علیہ السلام بچے تھے۔ابھی پاؤں پر کھڑے نہ ہو سکے تھے۔جناب امیر علیہ السلام کو حکم دیا کہ حسینؑ کو پکڑ رکھیں ۔اس وقت آپ تمام جسم کو چوم رہے تھے۔اور رو رہے تھے۔لوگوں نے عرض کی۔آپ چومتے اور روتے کیوں ہیں ؟فرمایا"اقبل مواضع السیوف" میں تلوار کے ضربات کے مقامات کو چوم رہا ہوں۔الخ کتاب قمر بنی ہاشم فارسی ص ۲۱ میں ہے کہ ایک دن جناب ام البنین نے حضرت علی علیہ السلام کو دیکھا کہ حضرت اپنے زانو پر حضرت عباسؑ کو بٹھائے ہوئے ان ہاتھ اور کلائیوں کو بوسہ دے رہے ہیں۔اور ساتھ ہی ساتھ روتے جارہے ہیں۔ام البنین نے یہ نرالی حالت دیکھ کہ حضرت علیؑ سے پوچھا کہ حضورؐمیں نے کسی باپ کو اپنے بیٹے اس سے طرح پیار کرتے نہیں دیکھا آپ یہ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



کیا کر رہے ہیں۔اور اس سبب کیا ہے۔حضرت علی علیہ السلام نے واقعہ کربلا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قدرے حالات پر روشنی ڈال دی۔اور کہااے ام البنینؑ نصرت حسین میں ان کے دونوں ہاتھ کاٹے جائیں گے۔یہ سننا تھا کہ ام البنین چیخ مار کر روئیں اوران کے ساتھ وہ سب لوگ رونے لگے۔جوگھر میں موجود تھے۔پھر حضرت علیؑ نے کہااے ام البنین ! تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ عباسؑ کے اس عمل مواسات کی وجہ سے خدا نہیں بڑادرجہ دے گا۔اے ام البنین انہیں خدادونوں ہاتھوں کے عوض ملائکہ کے ساتھ جنت میں پرواز کے لیے اسی طرح دو پردے گا۔جس طرح جعفر طیار شہید موتہ کے لیے عطاہوئے ہیں ۔دراصل یہ دونوں بزرگوں کی عملی پیشین گوئیاں اپنے بیٹوں کے بارے میں سچے خواب کی تعبیریں بن کر کربلا کے چٹیل میدان میں ظاہر ہورہی ہیں۔عاشورہ کا دن ہیں۔آج امام حسینؑ کا جسم بھی تیروں ، تلواروں اور نیزوں کی نذر ہوگا۔اور حضرت عباسؑ کا جسم بھی تیروں ، تلواروں اور نیزوں کی مہمان نوازی کرے گا۔اب دن ڈھلنے کے قریب ہے ۔حضرت عباسؑ بن علی علمدار کربلا اصحاب حسینؑ،اعزہ واقربااوراپنے بھائیوں بیٹوں وغیرہ ہم کی شہادت سے حد درجہ متاثر ہو کر سید الشہداء کی خدمت میں حاضر ہورہے ہیں۔لیجئے آپ آگئے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی بارگاہ میں دست بستہ عرض پرداز ہیں۔"یااخی ھل من رخصۃ" میرے برادر بجان برابر،انت صاحب لوائی واذ مضیت تفرق عسکری "تم میرے لشکر کے علمبر دار ہو۔اگر تم ہم سے چلے گئے ۔تو ہمارا لشکر ختم ہو جائے گا۔حضرت عباسؑ نے دست بستہ عرض کی ۔ حضور یہ سب سچ ہے ۔لیکن کیا کروں ۔"لقد ضاق صدری وسمعت من الحیواۃ"اب اس دنیااور زندگانی دنیا سے دل بہت ہی تنگ ہو گیا ہے۔اب تو صرف یہی جی چاہتا ہے کہ ان دشمنان خدااور رسولؐ سے جوانان بنی ہاشم اور



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



اصحاب باصفاکے خون کا بدلہ لے کر آپ پر قربان ہو جاؤں۔ صاحب ناسخ لکھتے ہیں کہ حصول اذن میں حضرت عباسؑ نے امام حسینؑ کی بڑی خوشامد کی۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ اے بھائی! اگر اب تم ہم سے ہی جدا ہی ہونا چاہتے ہو تو۔ ''فاطلب لھؤءالا طفال قلیلاً من الماءً'' ان دل جلے رسول اسلام کے بچوں کی خاطر ایک دفعہ پانی پھر سعی کرو۔ حضرت عباس مشک و علم لے کر ''سمعاً وطاعتہً'' کہتے ہوئے دشمنان اسلام کی جا نکلے اور ان سے حصول آب کی ہر ممکن سعی کی۔ آپ نے وعظ بھی فرمایا اور انہیں ڈرایا بھی مگر (ع)'' نردد مفیچ آہنی در سنگ'' پتھر میں جونک نہ لگی۔ اور سنگدل نہ پسیجے۔ جب آپ وعظ موعظہ فرما کر مایوس واپس آئے۔ تو حضرت امام حسینؑ نے فرمایا کہ بھیا اب تمام حجت کے لیے میرا آخری پیغام اس لشکر بے ہنگام تک پہنچادو۔ (دمعہ ساکبہ ص ۳۳۷ بحار الانوار جلد ۱۰ ص ۲۲۳، ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۲۹۰ ابصار العین ص ۴۰۱ محتاج الدموع ص ۳۲۷ طبع قم)

## حضرت عباسؑ کے ذریعہ سے امام حسینؑ کا آخری پیغام

امام حسینؑ کے حسب الحکم حضرت عباس علیہ السلام پھر میدان قتال کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر بروایت زہیر '' فنا دی باعلی موتہ کانہ صوت امیر المومنینؑ'' آپ نے حضرت علیؑ کی آواز سے دشمنوں کو پکار کر کہا کہ فرزند رسول الثقلین حضرت امام حسین علیہ السلام نے میرے ذریعہ سے اتمام حجت کے لیے یہ آخری پیغام بھیجا ہے۔ اسے غور سے سنو اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرو۔ تمہیں خدا اور رسولؐ کو منہ دکھانا ہے دیکھو وہ فرماتے ہیں۔ دعونی اخرج الی طرف الروم والھند داخلی رکم الحجاز والعرق'' مجھے چھوڑ دو میں تمہارے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



حدود مملکت سے نکل کر روم یا ہندوستان کی طرف چلا جاؤں اور تمہارے پھیلنے کے لیے حجاز اور عراق کو ہمیشہ کے لیے خالی کر دوں۔ آقائے دربندی لکھتے ہیں کہ حضرت عباسؑ نے یہ بھی فرمایا کہ عہدے نمایم کہ درروز قیامت مخاصمہ نکنم نزد خدائے تعالی میں اس کا وعدہ کرتا ہوں کہ قیامت کے دن خدا کی بارگاہ میں تم سے تعارض نہ کروں گا۔(جواہر الا یقان ص ۲۰۴ و مہیج الا حزان ص ۱۶۳ و مخزن ا لبکاء مجلس ۸ تحفہ حسینیہ ص ۱۷۸، معراج الشہادت ص ۱۱) روضتہ الا حباب میں ہے کہ جب حضرت عباسؑ علمدار میدان جنگ میں پہنچے تو انہوں نے گھوڑے کو روک لیا اور دشمنوں سے مخاطبہ کر کے کہا کہ اے قوم! فرزند رسول خدا فرماتے ہیں۔ کہ میرے بھائیوں اور خواہوں کو تم نے قتل کر ڈالا۔ اب کم از کم اتنا کرو کہ ہم کو تھوڑا پانی دے دو۔ تاکہ بچے اور عورتیں شدت تشنگی سے ہلاک نہ ہوں اور اگر پانی بھی نہ دو تو راستہ دے دو۔ کہ میں اپنے پسماندگان کو لے کر بلا و روم یا ہند کی طرف چلا جاؤں۔ حضرت عباسؑ کا یہ پردرد کلام سن کر بعض تو خاموش رہے۔ اور اکثر زار زار رونے لگے۔ لیکن شمر ابن ذی الجوشن اور شیث ابن ربعی نے سامنے آکر کہا کہ اے علیؑ کے بیٹے جا کر اپنے بھائی سے کہو کہ اگر تمام روئے زمین پانی ہو کر ہمارے تصرف میں آجائے تب بھی ہم اس میں سے ایک قطرہ تم کو اس وقت تک نہ دیں گے۔ جب تک تم یزید کی بیعت نہ کرو گے۔ حضرت عباسؑ دشمنوں پر نفرین کرتے ہوئے واپس آئے۔ اور جو کچھ شمر وغیرہ نے کہا تھا۔ اس کو انہوں نے امام حسینؑ کی خدمت میں عرض کیا۔ امام حسینؑ نے فرط غم اپنا سر جھکا لیا (تاریخ احمدی ص ۲۸۰) علامہ مجلسی فرماتے ہیں کہ اسی قسم کے اہم واقعات سے متاثر ہو کر امام حسینؑ نے فرمایا تھا "اللھم سلط علیھم غلام ثقیف یسقیھم کاساً مصبرۃ" خدایا ان پر بنی ثقیف کے ایک شخص (مختار ابن ابی عبید ثقفی) کو مسلط کر کہ وہ ہمارا بدلہ لیتے ہوئے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



انہیں تلخ جام پلائے (الدمع التہون ترجمہ جلاء العیون جلد ۲ ص ۴۶۹ باب ۵ فصل نمبر ۱۴ طبع ایران ودمعہ ساکبہ ص ۳۲۸ بحوالہ بحار الانوار) علامہ کنتوری لکھتے ہیں کہ دعا خالی نہ گئی۔اور مختار نے تھوڑے ہی عرصہ میں شہیدائے کربلا کا اپنی بساط بھر بدلہ لیا۔اور آپ کے ساتھ ان لوگوں نے بھی فریضہ حمایت ادا کرلیا جو علالت کی وجہ سے حاضر کربلا نہ ہوسکے تھے۔جیسے محمد حنفیہ انہوں نے واقعہ شہادت کے بعد مدینہ کو خیر باد کہہ کر جنگل بسا لیا تھا۔جب مختار نے خروج کیا تو یہ ان کے ساتھ نمودار ہوئے (مائتین ص ۸۰۳)

## حضرت عباسؑ اور امام حسینؑ کا ایک ساتھ میدان میں جانا

الغرض حضرت عباس علیہ السلام نے امام حسینؑ کے پیغام کا جواب سنایا اور آپ انتہائی رنج کی وجہ سے سر جھکا کر خاموش کھڑے ہوئے تھے۔اور حضرت عباسؑ آپ کے سامنے تھے کہ ناگاہ خیمہ سے العطش العطش کی صدا بلند ہوئی۔یہ ایسی آواز تھی جس نے امام حسینؑ اور حضرت عباسؑ پر اتنا گہرا اثر کیا کہ دونوں نہر فرات کی طرف دوڑ پڑے۔مورخین لکھتے ہیں " فوکب السماء یرید الفرات و بین یدیہ اخواہ العباس" امام حسین علیہ السلام مسنات یعنی اس ناقہ رسولؐ پر سوار ہو کر چلے۔۔۔۔جو آپ کے پاس موجود تھا (شرح ارشاد مفید ص ۳۸۵ و ناسخ جلد ۲ ص ۲۶۹) اور آپ کی روانگی اس طرح ہوئی کہ آپ کا جاں نثار برادر آپ کے آگے آگے تھا۔غرضیکہ امام حسینؑ نہایت تیزی سے نہر فرات کی طرف چلے۔" فاعترضہ خیل ابن سعد و فیھم رجل من بنی دارم " یہ دیکھ کر ابن سعد کا لشکر آپ کو روکنے کے لیے بڑھا۔اس لشکر میں ایک شخص بنی دارم کا تھا۔جس نے پکار کر کہا۔لوگو دیکھتے ہو۔پانی اور



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



حسینؑ کے درمیان حائل ہو جاؤ۔" ولا تمکنوہ من الماءٔ"اور انہیں پانی نہ لینے دو۔امام حسینؑ نے فرمایا"اللھم اظماہ" خدایااسے پیاس کامزہ چکھا۔یہ سن کراس نے ایک تیرآپ کی طرف رہا کیا۔جوآپ گلوئے مبارک پرلگا۔آپ نے اسے نکال کر پھینک دیا۔اور گلے کے نیچے چلولگایا۔جب وہ خون سے بھر گیا۔توخون کو بھی زمین پر پھینک دیا۔اس کے بعد فرمایاپالنے والا تو دیکھتا جا۔میرے ساتھ کیاکیاہورہاہے۔اس کے بعدآپ واپس آئے۔اوراب آپ کی پیاس بہت بڑھ چکی تھی۔(اعلام الوریٰ ص۱۴۶طبع ایران و لہوف ص۳۴۵طبع ایران ،تاریخ ابوالفدا جلد ا ص ۱۹۱ طبع مصر)علامہ محمد باقر قائنی خراسانی بحوالہ روضۃالصفالکھتے ہیں کہ حضرت امام حسینؑ جس طرف حملہ کرتے تھے۔عباسؑ آپ کے آگے آگے حملہ آور ہوتے تھے۔(کبریت احمر ص۹۴طبع ایران ۱۳۴۳ھ)

## حضرت عباسؑ کی مارو ابن صدیف تغلبی سے جنگ

تیر لگنے کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام خیمہ کو واپس تشریف لے گئے۔اور حضرت عباسؑ جو پانی لانے ہی کے قصد سے روانہ ہوئے تھے۔آگے بڑھتے چلے گئے۔دشمن اگرچہ آپ کو گھیرے ہوئے تھے۔لیکن آپ کی پیش قدمی نہ رکی۔آپ کشتوں کے پشتے لگاتے ہوئے کافی دور نکل گئے۔اورآگے بڑھ کر یہ رجزپڑھا ہم نسل ہاشمی کے وہ جلیل القدرلوگ ہیں۔جو چمکدار اور تیز تلواروں سے تمارے خون بہانے کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔اے کمینواوررذیلواور بکریاں چرانے والوں کی اولاد۔خدا تمہیں غارت کرے۔اے جد نامدار! کاش آپ پر ہم پر نازل ہونے والے مصائب کو ملاحظہ فرماتے۔اے بہترین گروہ جو مقام غا



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ضربہ میں اپنی جان عزیز پر کھیل گئے۔ تلواروں کے سایہ میں موت کا آنا بڑی کرامت ہے ۔ خصوصاً ایسی صورت میں جبکہ جنت میں جانے کا یقین کامل ہو۔اے مرنے والو! دنیا اور لذات دنیا پر تاسف نہ کرنا کیونکہ گناہوں کا بخشا جانا یہ بڑی بات ہے۔اور ہمارے جد شفیع محشر ہیں۔ان اشعار کے پڑھنے میں لشکر مخالف آپ پر ٹوٹ پڑا۔آپ نے شجاعت علویہ کے جوہر دکھائے۔ بڑے بڑے بہادر فنا اور گھاٹ اتر گئے۔مارو بن صدیف تغلبی نے جو بہادری کا یہ رنگ دیکھا تو جھنجھلا کر کہنے لگا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے اور تم لوگ کیا کر رہے ہو۔ارے ایک بہادر سارے لشکر کو قتل کئے ڈالتا ہے۔اگر تم اس کے اوپر ایک ایک مٹھی خاک ڈالو۔تو یہ اسی میں دب کر اسی وقت مر جائے مگر افسوس تمہاری کچھ بنائے نہیں بنتی اس کے بعد باآواز بلند چیخ کر بولا ایہاالناس میں کہتا ہوں۔۔۔۔کہ جس کے گلے میں بیعت یزید کا طوق ہے۔اور جو اس کے احاطہ بیعت میں موجود ہے۔ فوراًاس لشکر سے الگ ہو جائے کیونکہ میں تن تنہا اس نوجوان کے لیے کافی ہوں۔ جس نے بڑے بڑے نامورانِ لشکر کو فنا کر ڈالا ہے ۔جب یہ متکبرانہ آواز شمر بن ذی الجوشن کے کانوں تک پہنچی تو اس نے فوراً کہا کہ اچھا تو ہی لڑ ہم لوگ ہٹے جاتے ہیں۔اور جنگاہ میں سے اپنا قدم سرکائے لیتے ہیں۔اور یزید کو سارے واقعہ کی خبر کیے دیتے ہیں۔اس کے بعد شمر نے اپنے لشکریوں کو حکم دیا کہ وہ لوگ فوراًالگ ہو جائیں۔یہ حکم پاتے ہی سارے لشکر والے پہلو تہی کر کے بیٹھ رہے اور دور سے تماشا دیکھنے لگے۔مارو ابن صدیف فیل مست کی طرح جھومتا ہوا حضرت عباس علیہ السلام کی طرف تن تنہا چلا اس کے بدن نجس پر آہنی زرہ اور سر پر فولادی خود تھا اور ایک اسپ اشقر پر سوار تھا۔اور اس کے ہاتھ میں ایک نہایت ہی لمبا نیزہ تھا۔ حضرت عباس علیہ السلام نے جب یہ ملاحظ فرمایا کہ مارو تن تنہا آرہا ہے۔آپ فوراًاس کی طرف بڑھے اور اس سے بالکل متصل



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ہو گئے۔ وہ غصے کا مارا فوراً چلا کر بولا کہ اے نوجوان خیریت اسی میں ہے کہ تو اپنے ہاتھ سے تلوار پھینک دے اور فن سپہگری کے رموز کو ظاہر کر۔ وہ لوگ جو پہلے لڑنے آئے تھے۔ وہ سب نہایت ہی سست اور تیرے اوپر رحم کرنے والے تھے۔ لیکن میں ایسا شخص ہوں کہ خدا وند عالم نے میری اصل خلقت سے نرمی اور خدا ترسی کو نکال ڈالا ہے۔ اور اس کے عوض میں شقاوت اور عداوت میرے اندر کوٹ کر بھری ہے۔ اے نوجوان (عباس) یاد رکھ کہ میں وہ ہوں کہ جس پر حملہ آور ہوا اس کو ذلیل کر چھوڑا۔ جس پر تلوار اٹھائی اس کو فنا کر ڈالا۔ اب تیری جوانی اور ملاحت پر جب نظر کرتا ہوں طبیعت میں نرمی دوڑ جاتی ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ تجھے تہہ تیغ کر ڈالوں۔ لہٰذا میں تجھ سے کہتا ہوں کہ تو رزم گاہ میں زمین کو دم بھر میں چھوڑ دے۔ اور یہاں سے چلا جا۔ اور اپنے اچھے خاصے نفس کو ضائع و برباد نہ کر۔ دیکھ (عقل منداں را اشارہ کافی است) عقل مندوں کے لیے اشارہ کافی ہے۔ یعنی ابھی کہہ رہا ہوں کہ چلا جا۔ اگر عقل سے کام لیا تو تو بچ جائے گا۔ ورنہ تیرا بچنا بہت ہی دشوار ہے۔ اے نوجوان آج سے قبل میں نے کبھی رحم استعمال نہیں کیا ہے۔

## حضرت عباسؑ کے متعلق مارد کے اشعار

اس کے بعد مارد ابن صدیف نے حسب ذیل اشعار کو (اپنے زعم ناقص میں) حضرت کے لیے نصیحتہ پڑھا:۔(اے عباس ابن علیؑ) میں تم کو کاٹنے والی تلوار کی ضرب سے ڈرا کر نصیحت کرتا ہوں اگر تم میری نصیحت قبول کر لو گے۔ (تو اچھے رہو گے) ابتدائے زمانہ سے آج تک تمہارے علاوہ کسی جوان پر میرا قلب نرم نہیں ہوا۔ (دیکھو) میرے اس قول کو کان



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



دھر کے سنو۔دیکھو میں تم کو اطاعت کی نصیحت کرتاہوں۔اگر طوق اطاعت گردن میں ڈال لوگے۔تو بڑے مزے کی زندگی بسر ہوگی نہیں تو میں تم کو سخت اور ضروری الو قوع غذا کا مزہ چکھا دوں گا۔حضرت عباس علیہ السلام نے ان اشعار کے سنتے ہی کہنا شروع کردیا کہ اے دشمن خدا جو کچھ تونے کہا ہے۔میں نے گوش ظاہر سے سنا۔مگر تیری محبت بیکار ہیں۔میں تیری اطاعت کرلوں۔یہ ناممکن ہے۔ارے ملعون تو مجھے اپنے سے ڈراتا ہے۔حالانکہ خدا سے ڈرنے والا کسی اور سے ہرگز نہیں ڈر سکتا۔میں علی علیہ السلام کا فرزند اور حسینؑ کا بھائی اور غلام ہوں۔ان کے قدموں پر اپنی جانثاری کو عین اطاعت خدا اور رسولؐ سمجھتا ہوں اور یقیناًان کی اطاعت عین خدا اور رسولؐ کی اطاعت ہے پھر میں تجھ سے ڈروں (لا حولا ولا قوۃ الا باللہ) اے ملعون تو جانتا ہے کہ میں شجر رسالت کی ایک شاخ ہوں۔اور جو ایسا ہو ظاہر ہے۔اس کا توکل خدا پر کتنا ہوگا۔ارے وہ شخص برائیوں سے کیسے متصف ہو سکتا ہے۔اور اطاعت غیر میں داخل ہو سکتا ہے۔جو رسول اللہؐ کا خاص قرابت دار ہو۔اور جبکہ میرے پدر علیؑ ابن ابی طالب ہیں۔تو میں کیسے تلوار کی موت سے ڈر سکتا ہوں۔تجھے معلوم ہے کہ میں کسی کا فر اور غاور سے خوف نہیں کھاتا اور نہ میں خدا دکے حکم کے خلاف کچھ کر سکتا ہوں اے کافر میں خاندان رسالت کا ایک فرزند ہوں۔اگر تجھ کو یہ خیال ہے کہ میں تیری اطاعت کرلوں گا۔تو یہ بالکل غیر ممکن اور محال ہے۔میں ہرگز ایسا شخص نہیں ہوں کہ موت سے خوف کروں۔اور موت احمر سے ڈروں۔اور میں خوب جانتا ہوں کہ جنت دنیا سے بہت ہی بہتر ہے اور تجھ کو یہ بھی معلوم ہے کہ بعض کم سن اکثر مسن سے بہتر ہوتے ہیں۔علامہ دربندی لکھتے ہیں کہ حضرت عباس علیہ السلام نے اس وقت اسی کے ردد یف و



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



نہیں سکتا۔ تو مت گھبرا ہر چیز گھبرا ہر چیز فنا ہونے والی ہے اور مجھ جیسا بہادر کبھی گھبراتا نہیں ۔ اگر زمانہ نے ہم پر تیر چلائے اور ہماری جماعت کو منتشر کر دیا۔ اور زمانہ میں ایسے واقعات بہت ہوئے ہیں کہ نوجوان نے تجربہ کاروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ جب مارد نے اس کلام بلاغت نظام کو سنا تو مثل عقاب شکستہ بازو ابن حیدر علیہ السلام کی طرف ان کے قتل کو آسان تصور کرتے ہوئے نہایت ہی تیزی سے جھپٹا۔ حضرت عباس علیہ السلام نے اس کے آنے سے کوئی ہراس نہ کیا۔ اور اس ملعون کو حملہ کی صورت میں اپنی طرف نہ روکا۔ وہ اپنی دلیری سکے اثبات کے لیے اتنا بڑھا کہ حضرت عباسؑ کی لمبی سنان کے بالکل قریب آ گیا فن سپہ گری کے ماہر حضرت عباس علیہ السلام نے فوراً اپنے زوردار ہاتھ کو بڑھا کر نیزہ کی انی کو تھام کر اس زور سے جھٹکا دیا کہ قریب تھا کہ مارد منہ کے بل گر پڑے۔ اس جھٹکے کا نتیجہ یہ ہوا کہ مارد نے گھبرا کر نیزہ کو ہاتھ سے چھوڑ دیا اور حضرت عباس علیہ السلام نے اس پر قبضہ کر لیا۔ { چھن گیا مارد مردود کا بھالا دیکھو } یہ ایک ایسا واقعہ تھا کہ مارد کو آب آب ہونا پڑا۔ اور تکبر کا نہایت تلخ مزہ چکھنا پڑا۔ حضرت عباس علیہ السلام نے اسی ملعون کے نیزہ کو اس کی طرف بڑھا کر نہایت شدت کے ساتھ حملہ کیا اور فرمایا کہ اے ملعون میں چاہتا ہوں کہ تجھ کو اس تیرے ہی نیزے سے دم بھر میں بیدم کر دوں۔ اور موت کے جام سے سیراب کر کے ہمیشہ کے لیے میٹھی نیند سلا دوں۔ مارد مارتے خوف کے کانپنے لگا۔ حضرت عباس علیہ السلام نے اس کی اضطراب آگیں کفیت کا پتہ چلا کر گھوڑے کی ساق کا ایک نیزہ مارا۔ گھوڑا فوراً الف ہو گیا۔ اور وہ ملعون جسم بے روح کی طرح زمین پر آ گرا۔ چونکہ وہ ملعون نہایت ہی موٹا تھا۔ اس لیے وہ حضرت عباس علیہ السلام سے پیدل جنگ آزمانہ ہو سکا۔ سچ تو یہ ہے کہ زمین گرتے ہی اس کا سارا بدن خوف کے مارے پھول گیا۔ اور وہ اس لائق نہ رہا کہ آپ سے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



پیدل مقابلہ کرے۔لشکر کے کسی زبردست بہادر کی شکست پر یوں ہی ایک اضطراب پیدا ہو جاتا ہے۔پھر جب ایسا بہادر جو اپنی آپ نظیر سمجھا جاتا ہو۔اس کی شکست پر سارا لشکر کیونکر اضطراب پذیر نہ ہو۔اس کے گرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ صفوف لشکر میں ہلچل مچ گئی ۔شمر ملعون نے بے تابانہ لشکر مارد کو پکارا کہ ارے غضب ہو گیا۔مارد خود سرزمین پر گر پڑا ہے۔تم لوگ فوراً اس کی کمک میں پہنچو۔اور ایک دوسرا گھوڑا فوراً اس کی خدمت میں حاضر کردو یہ سنتے ہی فوراً ایک حبشی غلام صارفہ نامی ایک گھوڑا لے کر حاضر ہوا۔جس کا نام طاویہ تھا۔جو تیزروی میں ہوا سے چار قدم آگے ہی رہتا تھا۔مارد کی نظر جب غلام حبشی پر پڑی اور اس نے دیکھا کہ صارفہ طاویہ کو لیے ہوئے آرہا ہے۔فوراً چیخا کہ اے غلام موت آنے سے پہلے تو طاویہ کو مجھ تک پہنچادے۔غلام گھوڑا لے کر تیزی سے اس کی طرف بڑھا اور چاہا کہ کسی طرح جلد سے جلد طاویہ کو مارد تک پہنچادے تا کہ وہ اس پر سوار ہو کر مقابلہ کر سکے۔

## طاویہ پر حضرت عباسؑ کی سواری

حضرت عباس علیہ السلام نے جب صارفہ کو دیکھا کہ وہ طاویہ کو لیے ہوئے نہایت ہی تیزی سے آرہا ہے تو فوراً اس کی طرف بڑھ کر غلام کی گردن پر ایک پر زور نیزہ لگایا وہ منہ کے بل زمین پر گر پڑا۔اور اپنے خون میں لوٹنے لگا۔آپ نے اپنے گھوڑے کو چھوڑ کر فوراً طاویہ پر سواری کی۔اور تمام صفوف لشکر کو چیرتے ہوئے اپنے بھائی حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے جب مارد نے حضرت عباس علیہ السلام کی اس دلیری کا مطالعہ کیا ۔تو فوراً گھبرا کر تھرائی ہوآواز سے لشکر والوں کو پکارتے ہوئے کہا کہ ہائے عباسؑ میرے ہی



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



گھوڑے پر سوار ہو گئے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ مجھ کو میرے ہی نیزہ سے فنا کریں گے شمر ملعون نے جب یہ آواز سنی۔ فوراً آپ کی طرف بڑھا۔اور اس کے ساتھ ساتھ مسنان بن انس نخعی اور خولی بن یزید اصبحی اور جمیل بن مالک حجازی چلے اور ان لوگوں کے عقب میں سارا لشکر چلا۔سب نے اپنے گھوڑوں کی باگیں اٹھائیں اور تلواریں برہنہ کر لیں۔ حضرت عباس علیہ السلام نے جب یہ ماجرا دیکھا۔اپنے بھائی امام حسین علیہ السلام سے فرمایا کہ اے بھیا! ان دشمنان خدا اور رسولؐ کو دیکھتے ہیں یہ آپ پر حملہ آوار ہونا چاہتے ہیں۔ابھی حضرت عباسؑ کا کلام ختم بھی نہ ہوا تھا کہ لشکر نہایت ہی تیزی سے امام حسین علیہ السلام کے قریب آگیا ۔حضرت عباسؑ نے یہ ماجرا دیکھتے ہی فوراً مارو کی طرف جانے کی ٹھان لی۔اور اس کے پاس جا کر آپ نے فرمایا کہ میں تجھے اس چیز کا مزہ کیوں نہ چکھادوں۔جو تجھے جہنم کی یاد دلادے گی ۔یہ کہہ کر آپ نے اس کے ہاتھوں پر ایک زبردست وار کیا۔اس کے دونوں ہاتھ بالکل بیکار ہو گئے۔آپ نے اس کے دوسرے نیزے پر بھی قبضہ کر لیا۔

## حضرت عباسؑ کی غلامی کا اقرار

جب مارد نے اپنے قتل ہونے کا یقین کر لیا۔تو فوراً حضرت عباس علیہ السلام کی خدمت میں عرض کرنے لگا۔کہ اے عباس علیہ السلام (خدا کے لیے مجھ کو چھوڑ دو) میں آج سے آپ کا غلام ہوں۔ حضرت عباس علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تجھ ایسے غلام کو لے کر کیا کروں گا ۔اس کے بعد آپ نے ایک نیزا اس کے کان پر ایسا لگایا کہ وہ وار پار ہو گیا۔ پھر آپ نے اور لشکر والوں نے شیرانہ حملہ کر کے طاویہ کو کاوا دیتے ہوئے ڈہائی سو سواروں کو فنا کے گھاٹ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



اتار دیا۔اور اس سے قبل پانسو بیس دشمنوں کو قتل کر چکے تھے۔لہٰذا سارا لشکر خوف سے درہم برہم ہو گیا۔اور سب جی چھوڑ کر بھاگ نکلے۔کیا کہنا حضرت عباس علیہ السلام کی زبردست فتح ہوئی۔اور کیوں نہ ہوتی اگر ادھر مارد شیطانی لباس میں تھا۔تو ادھر فخر آدم اور بنی آدم حضرت عباس علیہ السلام حفاظت ربانی میں تھے۔دشمن اگر قویست نگہبان قوی تراست وہ ان کی حفاظت میں لگا ہوا تھا حفظا من کل شیطان مارد۔خدا کا قول آپ کے معین تھا۔

اسی دوران میں حضرت امام حسین علیہ السلام نے حضرت عباس علیہ السلام نے فرمایا کہ بھائی اب تم ٹھہر جاؤ۔اب تمہارے عوض میں لڑوں۔حضرت عباسؑ نے فرمایا کہ بھیا حکم خدا سے مفر نہیں اور نہ گریز ہو سکتا ہے یہ کہہ کر آپ پھر لڑنے لگے اور سارے لشکر کو بہت دور کر کے اپنے برادر شفیق حضرت امام حسین علیہ السلام کی تلاش میں مصروف ہو گئے۔

شمر کی زبانی طاویہ کی ہسٹری: اتنے میں شمر پکار اٹھا کہ یابن علی ابن ابی طالب آج تم نے مارد سے طاویہ کو واپس لے لیا۔اے عباسؑ یہ وہی گھوڑا ہے جو مدائن میں تمہارے بھائی امام حسن علیہ السلام سے چھین لیا گیا تھا۔یہ سن کر حضرت عباس علیہ السلام اسی گھوڑے پر سوار ہو کر حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں پہنچے اور شمر کے قول کو نقل کر دیا حضرت امام حسینؑ نے فرمایا کہ ہاں۔یہ وہی طاویہ جو ملک (رے) کے حاکم کی سواری کا خاص گھوڑا تھا ۔جس کو تمہارے پدر بزرگوار نے تمہارے بڑے بھائی امام حسن علیہ السلام کو دیا تھا۔اور اس گھوڑے کر بزمانہ قیام مدائن دشمنوں نے لے لیا تھا۔

حضرت عباس علیہ السلام نے امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں پہنچ کر شمر کے کلام کو دہرایا تو حضرت نے فرمایا کہ ہاں یہ طاویہ ملک رے کے بادشاہ کا تھا جب تمہارے باپ نے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



اس کو قتل کیا تو تمہارے بڑے بھائی امام حسنؑ کے حوالے کیا جو قیام مدائن کے زمانہ میں لے لیا گیا تھا۔جب طاویہ امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں بابرکت میں پہنچا تو اپنے سر کو حضرت کے دامن مبارک سے اس طرح ملتا ہے جس طرح ہر وقت کا موجود جانور اپنے آقا کے دامن سے ملے یعنی طاویہ اپنے سر کو دامن امام حسین علیہ السلام سے مل کر اپنی دیرینہ محبت کا ثبوت دیتا تھا۔اور گویا زبان حال سے نہایت خوشی کے عالم میں کہہ رہا تھا۔کہ حق بحقدار رسید،(نور العین فیشھد الحسین از ص ۳۸ تا ص ۴۱ طبع مصر اسرار الشہادت علامہ در بندی ص ۳۱۹ و ص ۳۲۰ طبع ایران شہید اعظم جلد ۲ ص ۱۸۱ طبع بنارس ۱۹۱۴ء مائتین ص ۴۶۹ جواہر الایقان ص ۴۰۶ مجمع النورین ص ۱۴۷ مجلسی ص ۲۴ طبع ایران کبریت احمر ص ۲۷)

## ساباط مدائن کا واقعہ

مقام ساباط ! مدینہ میں واقعہ ہے یہیں حضرت امام حسنؑ سے طاویہ چھینا گیا تھا یا لوٹا گیا تھا۔اس کا واقعہ یہ ہے کہ ۴۰ھ میں حضرت علیؑ کے انتقال کے بعد آپ خلیفہ وقت ہوئے۔عراق،ایران،خراسان،یمن،وغیرہ نے آپ کی خلافت تسلیم کرلی۔چالیس ہزار آدمیوں نے آپ کی ہر مہم میں ساتھ دینے کی بیعت کی۔معاویہ جو حضرت علیؑ سے جنگ کرتا رہا اور جس نے بقول خواجہ حسن نظامی دہلوی،حضرت علیؑ کو ابن ملجم کے ہاتھوں شہید کروایا اس سے یہ نہ دیکھا گیا کہ حضرت امام حسنؑ خلیفہ رہیں۔چنانچہ وہ چھ ہزار پر مشتمل فوج لے کر مقام مسکن میں اترا جو بغداد سے ۱۰ فرسخ تکریت کی جانب ادانا کے قریب واقع ہے امام



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



حسنؑ دفاع کے لیے تیار ہوئے اور اپنی فوج لے کر کوفہ سے ساباط مدائن میں آگئے اور معاویہ کی پیش قدمی روکنے کے لیے قیس ابن سعد کی ماتحتی میں بارہ ہزار فوج روانہ کی۔انتظامات مکمل تھے معاویہ نے اس موقعہ پر ایک فریب کیا۔کہ امام حسنؑ کے لشکر میں یہ مشہور کرادیا کہ سپہ سالار قیس ابن سعد نے معاویہ سے صلح کرلی۔اور قیس کے لشکر میں اس بات کی شہرت دے دی۔کہ امام حسنؑ نے صلح کرلی معاویہ کا جادو چل گیا۔امام حسنؑ کی فوج میں بغاوت ہوگئی فوجی آپ کے خیمہ پر ٹوٹ پڑے آپ کا کل مال واسباب لوٹ لیا۔آپ کے نیچے سے مصلی تک گھسیٹ لیا۔دوش پر سے ردا بھی اتار لی۔ بعض گمراہوں نے معاویہ سے سازش کرلی۔اور رشوتیں لے کر قصد کیا کہ امام حسنؑ کو معاویہ کے سپرد کردیں آپ وہاں سے مدائن کے گورنر سعد کی طرف چلے۔راستے میں ایک خارجی نے زانوئے اقدس پر ایک خنجر مار دیا جو بقول شیخ مفید دو برس میں اچھا ہوا۔امام علیہ السلام نے چھ یاسات ماہ خلافت ظاہریہ کرنے کے بعد مجبوراً معاویہ سے صلح کرلی (عمدۃ المطالب ص ۴۶ طبع لکھنؤ وتاریخ ائمہ ص ۳۳۳ ) غرضیکہ لوٹ مار میں حضرت کا گھوڑا طاویہ بھی نکل گیا تھا جس کو پھر حضرت عباسؑ نے مارد سے یوم عاشور چھین لیا ہے۔

## حضرت عباس علیہ السلام کی رخصت آخری

مارد ابن صدیف جیسے بہادر کو بچھاڑنے اور اس کی سواری کے خاص جانور طاویہ پر قبضہ کی داستان حضرت عباس علیہ السلام حضرت امام حسین علیہ السلام سے بیان کررہے تھے۔ فسمع الاطفال ینادون العطش العطش ،ناگاہ خیمہ میں العطش العطش کی جگر سوز وآواز بلند ہوئی



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



(دمعہ ساکبہ ۳۳۷) اور بیس یا چھبیس چھوٹے چھوٹے بچے خیموں سے نکل کر حضرت امام حسینؑ اور حضرت عباسؑ کے گرد جمع ہو گئے اور کہنے لگے چچا جان ! پیاس مارے ڈالتی ہے (مجالس علویہ ص ۲۴۵ و مظلومہ کربلا ص ۶۲) یہ اضطرابی حال دیکھ کر حضرت امام حسینؑ اور حضرت عباسؑ سخت دل تنگ پریشان اور مضطرب ہو گئے۔ حضرت عباسؑ نے عرض کی ۔مولا ! اب تو لڑنے کی اجازت دے دیجئے تا کہ جی کھول کر ان دشمنان اسلام کو بندش ،آب کا نتیجہ دکھادوں حضرت نے فرمایا۔ میرے قوت بازو۔ اجازت کیا مانگتے ہو۔ دیکھو ان بچوں کا پیاس سے کیا حال ہو رہا ہے اے بھائی ! یہ گلزار رسالت کے نونہال پانی کے بغیر مرجھائے جا رہے ہیں۔ امض الی الفرات واتنی شیما من الماء فرات کی طرف جاؤ اور کسی صورت سے پانی لے آؤ۔(مجالس المتقین ص ۲۷ جلاء العیون ص ۲۰۹ ) حضرت عباسؑ پھر میدان کی طرف واپس جانا ہی چاہتے تھے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا ۔(ادخل الی الحریم وودعھم وداع من لا یعود فل خل۔ بھیا! خیمہ میں جا کر اس طرح سب سے رخصت لو کہ جیسے پھر ملاقات نہ ہو گی۔ حضرت عباسؑ خیمہ میں داخل ہوئے۔ سب کا حال پیاس سے بے حال پایا۔ فقال لھم مھلاً ۔آپ نے فرمایا گھبراؤ نہیں ذرا اور ٹھہرو ۔تمہارے لیے پانی لانے جاتا ہوں۔ آپ ابھی بچوں کو سمجھا ہی رہے تھے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے خیمہ کے باہر سے آواز دی اے عباسؑ ! ادرکنی دوڑو یہ سننا تھا کہ حضرت عباسؑ خیمہ سے باہر نکل آئے اور دشمنوں کو وہاں سے دور کیا جو امام حسینؑ پر حملہ کر رہے تھے ۔(نورالعین ص ۴۱ اسرار الشہادت ص ۳۲۱ مائتین ص ۴۶۹ ) دشمنوں کے دفاع کے بعد حضرت عباسؑ مشک و علم لے کر جنگاہ کی طرف روانہ ہو گئے۔(بحارالانوار جلد ۱۰ ص الدمع الھتون جلد ۲ ص ۴۸۱ کتاب الصدف شیروانی جلد ۲ ص ۱۵۳ طبع ایران ۱۳۱۴



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ھ) حضرت امام حسینؑ جو علم امامت سے جانتے تھے کہ کہ عباسؑ اب کی دفعہ واپس نہ آئیں گے انہوں نے چاہا کہ اپنے بھائی کو رخصت کردیں۔ لیکن یہ خیال فرمایا کہ اگر میں ان سے اسی طرح ملا جس طرح تمام شہید ہونے والوں سے مل چکا ہوں تو اہل حرم یہ سمجھ کر کہ عباسؑ اس دفعہ شہید ہوجائیں گے ابھی سے کہرام برپا کردیں گے آپ نے حضرت عباسؑ کے کچھ دور نکل جانے کے بعد خیمہ سے دور جاکر وداعی ملاقات فرمائی علامہ یزدی تحریر فرماتے ہیں۔ حضرت عباسؑ محض اس امید پر کہ مثل سابق ابھی واپسی ہوگی۔ حضرت امام حسین علیہ السلام سے بغیر رخصت ہوئے روانہ فرات ہوگئے لیکن حضرت امام حسین بعلم امامت جانتے تھے کہ عباس اس مرتبہ شہید ہوکے رہیں گے۔اس لیے ان کی روانگی کے بعد حضرت امام حسینؑ بھی روانہ ہوگئے حضرت عباسؑ نے محسوس کیا کہ پشت کی جانب سے رونے کی آواز آتی ہے اور کوئی پکارتا ہے جو نہی حضرت عباسؑ نے نظر کی۔ دیکھا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام باہ سوزراں و چشم گریاں آہستہ آہستہ یہ کہتے ہوئے کہ عباسؑ ذرا ٹھہرو ہم تمھیں ایک نظر اور جی بھر کر دیکھ لیں۔ چلے آتے ہیں حضرت عباسؑ یہ سن کر بے اختیار رونے لگے۔اور عرض کی بھیا میری کمر ٹوٹی جارہی ہے اس وقت امام حسینؑ نے بے پناہ گریہ کیا۔اور دونوں بھائی بغلگیر ہوکر اس قدر روئے کہ بے ہوشی کے آثار نمایاں ہوگئے پھر حضرت عباسؑ رخصت ہوکر طلب آب کے ارادے سے روانہ ہوگئے (انور الشہادت ص ۵۵ طبع لاہور ۱۲۷۸ھ)۔علامہ قزدینی بطور تتمہ لکھتے ہیں کہ: دونوں بھائی بغلگیر ہونے کے بعد آنکھوں سے آنسوؤں کے موتی بہانے لگے۔ان کے رونے کی کیفیت یہ تھی کہ ملائکہ کے ہاتھوں سے ضبط و تحمل کی باگ چھوٹ گئی۔عالم ملکوت کے ذرہ ذرہ میں زلزلہ آنے لگا صوامع لاہوت کے باشندے جو اس واقعہ کو دیکھ رہے تھے اور گہوارہ جنبان حسنین جناب



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



جبرائیل بلکہ تمام قدسیان عالم ملکوت کو زیروزبر کر دیا اور جنوں کے جگر خون کر دئے اور صحرائی جانور اور فضائی طیور کو جلا کر خاک کر ڈالا۔(ریاض الشہادت جلد ۲ ص ۲۰۰ طبع ایران ۱۲۷۴ھ )

## امام حسینؑ اور حضرت عباسؑ کی ملاقات کا اثر اہل بیتؑ پر

ارباب مقاتل لکھتے ہیں۔کہ جب اہل حرم امام حسین علیہ السلام نے دونوں بھائیوں کو اس طرح ملتے ہوئے دیکھ لیا تو اے میرے عباس اور اے میرے حسین کہہ کر ایسے نعرے لگائے کہ فلک کج رفتار کانپ اٹھا۔اس کے بعد حضرت عباسؑ نے بھائی کو رخصت کیا اور روانہ رزمگاہ ہوگئے۔(مفتاح الجنتہ ص ۱۵۳ طبع بمبئی)

## پانی کے لیے حضرت عباس علیہ السلام کی دعا

حضرت امام حسینؑ سے رخصت ہونے کے بعد حضرت عباسؑ آگے بڑھے۔دشمنوں کی یلغار دیکھی۔رمق بطرفہ الی السماء آسمان کی طرف دیکھا اور عرض کی۔الھی وسیدی ارید اعتدبعدتی واملالھولاء الا طفال قربۃ من الماء۔میرے پالنے والے میں تیرے نبی کے بچوں کی خاطر تھوڑا پانی لینے کے لیے آیا ہوں۔خدایا تو ایسا انتظام کردے کہ میں صرف ایک مشکیزہ خیمہ میں پہنچادوں(انوار الشہادت ص ۵۴ مجالس المتقین ص ۴۷ ) دعا کے بعد آپ نے فرات کی جانب اپنی رفتار اور تیز کر دی دشمنوں نے جب دیکھا کہ عباسؑ بڑھتے ہی چلے جاتے ہیں تو روکنے کی سعی میں مشغول ہوگئے۔



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



## حضرت عباسؑ کا آخری موعظہ

دشمن تیزی سے حضرت عباسؑ کے قریب آگئے آپ نے فرمایا۔ارے اے آدمیوں کی صورت رکھنے والو۔تم کافر ہو یا مسلمان کیا تمہارے دین میں یہ جائز ہے کہ فرزند رسولؐ اور اس کے چھوٹے چھوٹے بچوں پر پانی بند کرو۔حالانکہ اس نہر سے جس پر تمہارا پہرہ ہے کتے اور سور پانی پی رہے ہیں اور امام حسینؑ اور ان کے بچے پیاس سے جاں بلب ہیں ارے کیا تم قیامت کی پیاس کو بھول گئے (انوارالشہادت ص ۵۵)آپ کے یہ نصیحت آمیز جملے تیر و نشتر بن کر چھبے دشمنوں نے ان سے نصیحت حاصل کرنے کے بجائے آپ پر تیروں کی بارش شروع کردی پانسو تیر اندازوں نے ہوائے تیر سے حضرت عباسؑ کے چراغ حیات کو گل کر دینا چاہا۔مگر اللہ رے سخت جانی عباس کہ انہوں نے پروا بھی نہ کی فحسل علیھم و تفر قواعنہ ۔اور ایسا شیرانہ حملہ کیا۔کہ سارے روباہ مثل گیا و کلو منتشر ہوکر رہ گئے علامہ یزدی لکھتے ہیں : ۸۰ پانی کا گھاٹ روکنے والے دشمن فنا کے گھاٹ اتر گئے (انوارالشہادت ص ۵۶ )علامہ بسطامی تحریر فرماتے ہیں کہ چار سو خونخوار موت کے ہاتھوں ذلیل و خوار ہوکر داخل دار بوار ہوگئے (تحفہ حسینیہ جلد ا ص ۱۷۹ )

## حضرت عباسؑ کو اذن جہاد کیوں نہ دیا گیا

تاریخ بتارہی ہے کہ حضرت عباسؑ میدان جنگ میں بار بار آئے ہیں کبھی بنی ہاشم کے کسی فرد کی کمک میں کبھی اصحاب کی مدد میں۔ کبھی پانی کے حصول کی سعی میں۔اور تقریباً ہر مرتبہ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



لڑے بھی ہیں قتل بھی کیا ہے اور اب بھی امام حسینؑ سے رخصت ہو کر نہر فرات کی طرف روانہ ہیں۔ سینکڑوں کو فنا کے گھاٹ اتار چکے ہیں۔اور اپنی شہادت سے پہلے ہزاروں کو فنا کریں گے۔ لیکن جب امام حسینؑ کے سامنے اذن جہاد کا سوال آتا ہے۔لم یرض بہ ولم یاذنہ ۔آپ نے اس پر رضا نہیں ظاہر کی اور اذن جہاد نہیں دیا۔ کبھی پانی کی طرف آپ کا رخ موڑا ۔اور کبھی حمایت اصحاب کی طرف متوجہ کر دیا۔(شرح مطالع الانوار ص ۱۰۲ توضیح عزا ص ۲۲۵ فضائل الشہداء باب ۲ ف ۹ ص ۱۰۹ ) آخر اس کی وجہ کیا ہے اس کی ایک ہی وجہ تھی کہ امام حسینؑ جنگ کے لیے نہیں آئے تھے اور اپنے نانا کے برائے نام بھی نام لیواؤں کو قتل نہ کرنا چاہتے تھے یہی وجہ ہے کہ آپ نے فرشتوں جنوں اور حضرت عباسؑ کو اذن جہاد اور اجازت جنگ نہیں دی۔

## رخصت کے بعد آخری دن

حضرت عباسؑ حضرت امام حسینؑ سے رخصت ہو کر نہر فرات کی طرف برابر بڑھ رہے ہیں یہاں تک کہ اس ٹیلے یا پہاڑی کے نیچے پہنچے جس پر چار ہزار مخالفین نہر فرات پر ڈیرے ڈالے ہوئے تھے۔آپ اس پہاڑی کے نیچے اس حال میں پہنچے کہ آپ کو بے شمار دشمن چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھے اب آپ کے سامنے ایک ایسی پہاڑی نہر فرات تک پہنچنے میں حائل ہے جس پر چار ہزار خونخوار دشمن آلات حرب سے مسلح موجود ہیں۔حضرت عباسؑ نے وہاں پہنچ کر یہ رجز پڑھا۔

ترجمہ :۔میں ایک ہدایت یافتہ دل کے ساتھ ان لوگوں سے لڑتا ہوں اور نبی احمدؐ کے فرزند سے دشمنوں کو ہٹا رہا ہوں۔(اجازت ملنے کے بعد) میں تم کو تیغ براں سے اس وقت تک



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



مارتا رہوں گا۔جب تک کہ تم میرے سردار کے ساتھ لڑائی سے باز نہ آؤ گے میں محبت کرنے والا عباسؑ اور علی المرتضیٰؑ کا فرزند ہوں ۔جس نے خدا کی جانب سے زور پایا تھا ۔(ترجمہ مقتل ابی محنف ص ۷۲ تحفہ حسینیہ جلداص ۱۷۸ )

## حضرت عباس علیہ السلام فرات کی پہاڑی پر

رجز کے بعد آپ نے اپنے بھوکے پیاسے گھوڑے کو ایڑ دی۔گھوڑا ہوا ہوا۔بلندی کی طرف علی کا شیر جارہا ہے اور چار ہزار وار اوپر سے ہو رہے ہیں ابو محنف لکھتے ہیں کہ رجز پڑھنے کے بعد آپ نے اس گروہ نابکار پر دھاوا بول دیا۔اور ان کو دائیں بائیں پراگندہ کر کے بہت سے آدمیوں کو قتل کیا اور بڑے بڑے سورماؤں کو مار گرایا۔اور نہر فرات کا کنارہ لے لیا۔(مقتل ابی محنف ص ۷۲ ) مورخ ابن قیتبہ لکھتا ہے کہ آپ بے جگری سے جنگ کرتے ہوئے پہاڑی پر چڑھ گئے۔ ثم حمل علیھم۔ پھر ان پر حملہ اور انہیں تباہ کر چھوڑا۔پہاڑی کے ثبوت کے متعلق عرض یہ ہے کہ امام حسینؑ نے شب عاشور جو ہلال سے گفتگو کی ہے اس میں اس کا اشارہ ہے ۲ واقعہ کربلا میں رکب المسناۃ اکثر مقام پر ہے جس کے متعلق محشی ارشاد مفید ۔السد المتخذ دون الماء ور کبھا۔اے علاھا لکھا ہے (حاشیہ ارشاد مفید ص ۱۲۲ طبع ایران ۱۲۷۷ھ ) بعض علماء نے مسنات سے رسول اکرمؐ کی سواری کا ناقہ مراد لیا ہے (ناسخ التواریخ) شہادت علی اصغر کے متعلق بھی علما پڑھتے ہیں کہ امام حسینؑ انہیں ٹیلے پر لے گئے ۴ علامہ ابن قتیبہ نے صاف صاف لکھا ہے (۔بینھم و بین الماء ربوۃ) پانی اور پیاسوں کے درمیان ایک ٹیلہ یا پہاڑی حائل تھی۔(الامامت واسیاست جلد ۲ ص ۵ و کبریت احمر ص ۱۲۲



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



)علامہ حسین واعظ کاشفی کا بیان ہے کہ پہاڑی پر چار ہزار فوج تھی اس میں دو ہزار سوار اور دو ہزار پیادے تھے ۔(روضتہ الشہداء ص ۳۶۲ ) غرضیکہ حضرت عباسؑ نے سب کو مار کر پہاڑی پر قبضہ کیا اور نہر فرات کی طرف چلے ۔آپ نے پہاڑی سے اتر کر قوم نابکار کو پھر مخاطب کر کے کہا۔خدا رسول سے شرم کرو جس نہر سے کتے اور سور تک پانی پیتے ہیں ۔تم اس کے پانی سے فرزند رسولؐ کو محروم کئے ہوئے ہو کیا تم قیامت کو بھول گئے ہو۔یہ سننا تھا کہ پانچ سو تیر اندازوں نے تیر بارانی شروع کر دی مگر علیؑ کے شیر نے تیروں کا مقابلہ نیزے سے کیا اور سب فرار کر گئے۔

## حضرت عباسؑ پہلی دفعہ نہر فرات میں

دشمنوں کو بھگانے کے بعد حضرت عباسؑ نے اپنا گھوڑا نہر فرات میں ڈال دیا اور کہا اے اسپ وفادار تو پانی لے ۔ابھی جانور نے پانی میں منہ بھی نہ ڈالا تھا کہ دشمنوں نے پھر حملہ کر دیا ۔حضرت عباس نہر سے پھر برآمد ہوئے ۔اور ان دشمنوں کو فنا کے گھاٹ اتار کر نہر فرات میں پھر اترے ۔(روضتہ الشہداء ص ۳۶۲ )

## حضرت عباسؑ دوسری دفعہ نہر فرات میں

آپ نے فوراً دیگر بار اسپ درآب راندہ دوبارہ نہر فرات میں گھوڑے کو ڈال دیا۔اور اس سے فرمایا پانی پی لو۔ابھی وہ منہ نہ مارنے پایا تھا کہ ایک ہزار سواروں نے پھر حملہ کر دیا۔آپ نہر سے پھر برآمد ہوئے اور ان پر زبردست حملہ کر کے انہیں پھر مار بھگایا(روضتہ الشہداء ص



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



( ۳۶۲

## حضرت عباسؑ تیسری مرتبہ نہر فرات میں

علامہ سید مرتضیٰ لکھتے کہ حضرت عباسؑ ابھی پانیسے باہر ہی تھے کہ دس ہزار کا لشکر آپ پر ٹوٹ پڑا۔اور اپنی پوری طاقت سے اس بات کی کوشش کرنے لگا کہ عباس نہر فرات کا کنارہ چھوڑ دیں لیکن شیر بیشہ شجاعت سے دریا کا کنارہ کون لے سکتا تھا۔بالآخر زبردست مقابلہ ہو ااور اس پیاسے نے دشمن کے امڈے ہوئے لشکر کو نیزے کی انی سے ٹھنڈا کر دیا۔فصاحت علیہ الابطال من کل جانب۔ہر طرف چیخ پکار مچ گئی آپ نے کہا۔انا عباس بن علیؑ۔میں عباس بن علی ابن ابی طالب ہوں (تذکرۃ المعصومین ص ۱۳۲ طبع دہلی ۱۳۰۷ھ ) آپ کا مقصد یہ تھا کہ بس خیر اسی میں ہے کہ خاموش ہو کر بیٹھ جاؤ اور مجھے اطفال حسینؑ کو پانی پہنچا نے دو۔مجھے مورخین کے بیان سے پتہ چلتا ہے کہ دشمنوں کا یہ حملہ بہت ہی عظیم و شدید تھا اور وہ اس ارادے سے آئے تھے کہ جس صورت سے ہو سکے۔نہر پر قبضہ کر لیا جائے اور انداز ے سے معلوم ہوتا ہے کہ پانی پر قبضہ قریب قریب ہو ہی گیا تھا لیکن اللہ رے علیؑ کے شیر ۔فکشفھم عن الماء ان دشمنوں کو شکست دے کر لب فرات سے ہٹا دیا(الامامتہ والسیاستہ جلد ۲ ص ۵ ) ریاض السالکین ص ۱۵۹ شرح بخاری فرار یوم احد اور آپ پس فرد وآمد نہر فرات میں اترے روضتہ الشہداء ص ۳۶۲ کبریت احمر ص ۲۶ طبع ایران ۱۳۴۳ھ )

## تین دن کا پیاسا نہر فرات میں



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



حضرت عباسؑ کی قدر اس وقت اور بڑھ جاتی ہے جب یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ جس وقت داخل نہر فرات ہوئے۔اس وقت ساتویں محرم سے بالکل پیاسے تھے۔یعنی پانی کا ایک قطرہ بھی تابہ حلق نہ پہنچا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ہر وقت کہ تشنگی بر اطفال ابی عبداللہ غلبہ کرد۔ نزد عموے آمدند و اظہار عطش مے کردند۔آنجناب ہر نحوے کہ بود۔اطفال را ساکت مے کردیا آب یا بوعدہ آب۔جب حضرت امام حسینؑ کے بچوں پر پیاس کا غلبہ ہوتا تھا۔اپنے چچا عباس کے پاس آتے اور پانی مانگتے تھے۔آپ انہیں پانی پلاتے یا تسلی دیتے تھے۔از روز ہفتم کہ آب را بر روئے حضرت بستند،ساتویں سے پانی بند ہونے کے بعد آٹھویں کی صبح تک جس قدر پانی دستیاب ہوتا تھا۔وہ تمام لوگوں پر تقسیم کر دیا جاتا تھا۔حضرت عباسؑ اور حضرت زینبؑ اپنے حصہ کا پانی خود نوش نہ فرماتے تھے۔صبر بر عطش مے کردند از برائے اطفال کوچک ذخیرہ مے کردند۔یعنی پیاس کو برداشت کر کے پانی چھوٹے بچوں کے لیے محفوظ رکھتے تھے جب چھوٹے چھوٹے بچے پانی مانگتے تھے تو ”عباس“ قمر بنی ہاشم آب کہ قسمت خودش بود باطفال تشنہ برادر مے داد۔اپنے حصہ کا پانی اپنے بھائی کے چھوٹے بچوں کو دے دیا کرتے تھے (خدائق الانس ص ۷۵ واقعات مقبل قلمی ص ۱۲۳۲،۱۱۸ھ محرق القلوب مجلس ۱۲ قلمی )

❖ ❖ ❖

## نہر فرات میں عباسؑ کی حالت

ساتویں محرم سے بندش آب اور پھر آپ کے لبوں تک مطلقاً پانی کا نہ پہنچنا خود ظاہر کر رہا ہے۔کہ اب جبکہ آپ نہر فرات میں کھڑے ہیں آپ کی حالت کیا ہوگی۔آنکھوں کے نیچے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



اندھیرے کا آنا زبان کا خشک ہونا۔ دل کا نڈھال ہونا۔ لازمی امر ہے۔ خضر چشمہ وفا نے اپنے کف زال کو پانی سے بھر کر لب تشنہ تک چلو کو پہنچایا ہی تھا۔ فذکر عطش الحسین و اطفالہ و عیالہ کہ۔ امام حسینؑ اور ان کے بچوں کی پیاس کا نقشہ نظروں میں پھر گیا۔ چشم پر آب ہو گئی ۔کف آب دریا کے منہ پر مار دیا۔ فرمی الماء من بدہ و قال واللہ لا ذقت الماء ولا اشر بھو اخی الحسین و عیالہ واطفال عطاش لا کان ذالک ابداً۔ اور کہا خدا کی قسم یہ نہیں ہو سکتا کہ میں پانی پیئا تو در کنار چکھ بھی لوں ۔کیوں کہ حسینؑ کے بچے پیاسے ہیں۔ پھر آپ نے اپنے نفس کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ اے میرے پیاسے نفس ! یہ بڑی بُری بات ہے کہ حسینؑ اور ان کے بچے پیاسے ہوں اور تو پانی پی لے۔ خدا کی قسم ! ایسی حالت میں جبکہ فرزند رسولؐ امام حسینؑ اپنے بچوں سمیت عراق کی سرزمین میں سر گردان حیران و پریشان اور پیاسے ہیں میں پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں پی سکتا۔ ابی مخنف لکھتے ہیں کہ حضرت عباسؑ نے اس وقت یہ فرمایا :۔اے نفس۔ حسینؑ کے بعد تیرے لیے ذلت ہے اگر تو رہنا چاہتا ہے تو حسینؑ کے بعد نہ رہنا۔ ارے یہ حسینؑ تو موت کے گھونٹ پئیں اور تو ٹھنڈا صاف پانی پیئے۔ تو یہ تو میرے مذہب کا شیوہ نہیں اور نہ سچا یقین رکھنے والوں کے یہ کام ہوتے ہیں۔ مورخ معاصر لکھتے ہیں کہ حضرت عباسؑ نے چلو میں پانی لے کر دشمنوں کو دکھایا کہ دیکھو تمہارے اتنے سخت پہرے کے باوجود پانی ہماری مٹھی میں ہے گویا علیؑ کا شیر نہر کی ترائی پر اپنا قبضہ اور پانی پر اپنا قبضہ اور پانی پر اپنا قابو ثابت کر رہا ہے اور کمال وفاداری کی وجہ سے اس کی بھی وضاحت کرتا ہے کہ چونکہ امام حسینؑ پیاسے ہیں لٰہذا پانی نہ پیوں گا۔ فوجیں بھی ہٹیں دریا بھی ملا قبضہ بھی ہوا تربت بھی بنی۔ عباسؑ یہ تیری منزل تھی پانی نہ پیا اور بات رہی۔ (تحفہ حسینیہ جلد ا ص ۱۸۰ ترجمہ مقتل ابی مخنف ص ۷۲ دمعہ ساکبہ ص ۳۳۳، ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۲۹۰، اخبار ماتم ص



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



۵۱۴،تاریخ ائمہ ص ۲۹۵، محرق القلوب ملا مہدی قلمی مجلس ۱۲ )

# حضرت عباس علیہ السلام نے مشک سکینہ پانی سے بھری

مورخین لکھتے ہیں:۔فرمی الماء وملا القربۃ وحملھا علی آتتفہ الایمن وتوجہ نخو الخیمۃ
پھر آپ نے پانی چلو سے پھینکنے کے بعد سکینہ کی وہ مشک جو سوکھی ہوئی لائے تھے اسے پانی میں ڈالا۔جب وہ سوکھی ہوئی مشک تر ہو گئی۔تو مشک را پر از آپ نمود و بر دوش راست خود کشید،اسے پانی سے بھر کر اپنے داہنے کندھے پر لٹکایا بعض کتابوں میں ہے کہ جب آپ نے مشکیزہ بھرا تھا تو آپ کے ہاتھ پانی سے تر ہو گئے آپ نے کمال وفاداری کے پیش نظر یہ خیال کرتے ہوئے کہ امام حسینؑ کے ہاتھ تر نہیں ہیں اپنا ہاتھ بھی دامن عبا سے خشک کر ڈالا تھا ۔(اخبار ماتم ص ۵۱۹ طبع رامپور۔۱۳۸۵ھ ،دمعہ ساکبہ ص ۳۲۷،بحار الانوار لہوف مقتل ابی مخنف ص ۷۲،مجالس مضجعہ ص ۳۲۵،ناسخ التواریخ،تاریخ ائمہ ص ۲۹۵ )

# حضرت عباس علیہ السلام کی خیمہ کی طرف روانگی

مشکیزہ بھرنے کے بعد آپ جس پیاسے داخل نہر ہوئے تھے۔اسی طرح پیاسے برآمد ہو گئے ۔آپ کا نہر فرات سے برآمد ہونا تھا کہ بھاگی ہوئی فوج واپس آگئی۔اور راستہ میں حائل ہو کر آپ پر حملہ آور ہوئی (ابصار العین ص ۴۷ دمعہ ساکبہ ص ۳۳۷،زبدۃ الاسرار ص ۱۲۷ طبع طہران ۱۳۱۴ھ)اور تیر بارانی شروع کر دی۔حضرت عباسؑ تیروں کا جواب نیزے سے دیتے ہوئے آگے بڑھتے گئے آپ کی تمام تر سعی یہ تھی۔کہ کسی نہ کسی طرح پانی خیام اہلبیت تک پہنچ جائے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



۔جب آپ نے حملہ کو تیز تر پایا تو بارگاہ احدیث کی طرف رجحان کامل کرکے دعا کی۔الھی اوصلنی الیھم ،خدایا مجھے اہل بیت حسینؑ تک پہنچادے تاکہ میں پیاسے بچوں کی پیاس بجھا سکوں ۔(انوارالشہادت ص ۵۶ طبع لاہور) کیا عجب کہ عباسؑ کی دعا سے عرش فرش کے ملائکہ نے بارگاہ قدس میں عرض کی ہو۔اس کے بعد حضرت علیہ السلام نے یہ رجز پڑھنی شروع کی ۔ترجمہ: موت جس وقت بلند ہو کر سروں پر آجائے تو میں اس سے مطلقاً نہیں ڈرتا اور میں اتنا دلیر ہوں کہ جب تک جنگ کرتے کرتے تہ خاک نہ پہنچ جاؤں لڑتا ہی رہتا ہوں میرا نفس فرزند رسولؐ کے نفس کے لیے ڈھال ہے میرا نام عباس ہے۔اور میں سقائی اہل حرم میں نام پیدا کر چکا ہوں (دمعہ ساکبہ ص ۳۳۷) ابو محنف کا بیان ہے کہ رجز کے الفاظ یہ تھے۔ترجمہ : جس وقت موت بلند ہو کر سروں پر آجائے تو میں موت سے نہیں دبتا۔جب تک کہ بوقت جنگ مردہ بن کر تہ خاک نہ پہنچ جاؤں میں جنگ کے وقت بہت کچھ صبر اور شکر کرنے والا ہوں۔اور کوئی مصیبت آجائے۔میں اس سے نہیں گھبرتا بلہ سروں پر وار لگاتا اور مانگ کی جگہ چاک کرتا ہوں میں ہی وہ عباس ہوں جو بوقت جنگ بہت سخت ہے۔میری جان پاک و پاکیزہ فرزند رسولؐ کے لیے سپر ہے۔(ترجمہ مقتل ابی محنف ص ۷۳ )

## حضرت عباس علیہ السلام کا پہاڑی سے اتر کر خیمہ کی طرف بڑھنا

ابو محنف لکھتے ہیں کہ رجز پڑھا کر آپ گھاٹ سے نمودار ہوئے تو آپ پر ہر سمت سے تیر برسنے لگے لیکن آپ مشکیزہ کاندھے پر رکھے ہوئے برابر جنگ فرمارہے تھے۔یہاں تک کہ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



زرہ ساہی کی طرح بن گئی (ترجمہ) مقتل ابی مخنف ص ۷۴ ) مورخ معاصر لکھتے ہیں جناب عباسؑ پہاڑ سے نیچے اترے۔نہر میں سما کر مشک بھگوئی جب وہ کئی دن کی سوکھی مشک بہت دیر میں تر ہوئی تو پانی بھر کر خود اسی طرح پیاسے نہر سے نکل آئے۔اور خیمہ گاہ کی طرف چلے آپ نے نہر سے ایک چلو اٹھا کر دشمنوں کو دکھایا کہ دیکھو پانی قبضہ میں ہے مگر پیا نہیں اور وہ پانی پھینک کر گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہو گئے اتنی دیر میں بھاگی ہوئی فوج پھر نہر کے کنارے جمع ہو گئی تھی۔آپ نے پھر سب کو مار بھگایا۔پہاڑ پر چڑھ گئے مشک لیے ہوئے نیچے اترے اور خیمہ گاہ کی راہ لی۔(الخ تاریخ ائمہ ص ۲۹۵ ) پہاڑی سے اترنے کے بعد اور انتہائی تیزی اور پھرتی سے آگے بڑھ رہے تھے کہ دشمنوں نے چاروں طرف سے اچھی طرح گھیر لیا۔اور وہ اپنی پوری طاقت سے حملہ کرنے لگے مگر اللہ اکبر علیؑ کے شیر نے ان روباہوں کو بھیڑ اور بکریوں کی طرح منتشر کر دیا۔مورخین لکھتے ہیں۔ ففر قہم حضرت عباسؑ نے کمال بے جگری سے حملہ کر کے دشمنوں کو تتر بتر کر دیا۔(دمعہ ساکبہ ص ۳۳۷ ) میں کہتا ہوں کہ جب حضرت عباس علیہ السلام دریا سے برآمد ہوئے تو یہ خیال کرتے ہوئے کہ کسی نہ کسی طرح اہل حرم تک پانی پہنچ جائے۔آپ خیمہ کی طرف روانہ ہوئے ادھر آپ کو اس بات کی کد کہ پانی خیمہ تک پہنچ جائے تاکہ سوختہ دل بچوں کی پیاس بجھے ادھر قوم اشقیا کو یہ ضد کہ ایک قطرہ بھی حدود خیمہ تک نہ پہنچے پائے۔ عجیب کشمکش کا عالم تھا آخر شیر دل بہادر نے گھوڑے کو مہمیز کیا اور خیمہ کی راہ لی۔ابھی چند گام بھی نہ چلے تھے کہ قوم اشقیا نے پیاسے پر تیروں کا مینہ برسانا شروع کر دیا۔فجار بھم محاربۃ عظیمۃ۔ پھر کیا تھا علیؑ کا شیر بپھر گیا۔اور مشکیزہ کو دل سے لگا کر وہ گھمسان کی جنگ کی۔کہ طبقات ارض کے دل ہلنے لگے۔چانچہ آپ نے دم کے دم میں سینکڑوں دشمنوں کو ساحل زندگی سے موت کے گھاٹ اتار دیا۔سارا



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



میدان صاف نظر آنے لگا۔جب اشقیانے یہ جرات و ہمت دیکھی۔سب جمع ہو کر یکبار گی حسینؑ کے قوت بازو پر ٹوٹ پڑے اور حملہ کرنا شروع کر دیا تیروں کی وہ کثرت تھی کہ میدان سیاہ نظر آرہا تھا۔۔

## حضرت عباسؑ کے بدن پر تیروں کی کثرت

بروایت منتخب آپ پر تیروں کی اتنی بارش ہوئی کہ آپ کا سارا بدن ساہی کے مانند ہو گیا ۔فاخذہ النیال من کل مکان حتی صار جلدہ کالقنفد من کثرۃ النیال۔آپ پر چاروں طرف سے تیروں کی اتنی بارش ہوئی کہ آپ کا بدن تیروں کی کثرت کے سبب سے ساہی کی طرح ہو گیا۔یعنی آپ کے بدن پر اتنے تیر چھبے ہوئے تھے کہ جیسے ساہی کے بدن پر کانٹے۔اب ذرا انصاف پر ور اپنے دھڑکتے ہوئے دل پر ہاتھ رکھ کر بتائیں کہ ایسے سخت اور عظیم وقت میں کوئی کسی کو یاد کر سکتا ہے میرا خیال تو یہ ہے کہ ایسے وقت میں اپنے نفس کی حفاظت کے علاوہ کسی بشر کے ذہن میں کسی دوسرے کا خیال تک نہیں آسکتا مگر صد آفرین ایسے وفادار جانبازی پر کہ جس کے بدن مطہر پر اس طرح تیر چھبے ہوئے تھے جیسے ساہی کے بدن پر کانٹے اس کے باوجود پھر وہ اپنے دل میں حسینؑ اور اطفال حسینؑ کا خیال کئے ہوئے صرف اس بات کی پے درپے کوشش کرتا ہو کہ چاہے قصر تن جو ہر روح سے خالی ہو جائے اور عباسؑ فنا کے گھاٹ اتر جائے مگر کسی نہ کسی صورت سے خیام اہل حرم تک پانی پہنچ جائے یہی سبب تھا کہ آپ گھبرا گھبرا گھوڑے کر ایڑ لگا رہے تھے اور مرکز نظر خیمہ کو قرار دے کر داہنے بائیں دیکھتے تھے۔سمجھ میں نہیں آتا کہ اس وقت جبکہ آتش حرب بھڑک رہی تھی۔جسم



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



تیروں سے چھلنی ہو چکا تھا۔اور بہادر سپاہی جنگ میں مشغول تھا۔آپ داہنے کیا دیکھتے تھے کیا کسی مددگار کو تلاش فرمارہے تھے؟ نہیں نہیں،عباسؑ جیسے جری سے یہ امر کوسوں دور ہے کہ وہ کسی معین ومددگار کو تلاش کریں۔اور اس کے سہارے سے اپنی جان بچانے کی سعی فرمائیں بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ علیؑ کا شیر دشمنوں کے حصار میں گھر کر دائیں بائیں اس لیے نظر دوڑا رہا تھا کہ اگر کسی طرف سے ذرا سا رستہ مل جائے تو اس حصار عظیم سے نکل کر حسینؑ کے تشنہ لب بچوں تک پانی پہنچادوں۔انوار الشہادت ص ۵۶ طبع لاہور حسینیہ جلدا ص ۷۸ اذکر العباس طبع اول ص ۱۳۴ مہیج الاحزان ص ۱۶۴ المواعظ وا لبکا ص ۲۹۸ )

## آپ کا گھوڑے سے مخاطبہ

اب وہ وقت آگیا ہے کہ دشمنوں کی کثرت اور تیروں کی بارش نے حضرت عباسؑ کے سامنے موت کا نقشہ پیش کر دیا ہے۔اور یہ دھڑکن دل میں پیدا کر دی ہے کہ شاید میں خیمہ اہل حرم تک پانی نہ پہنچا سکوں گا۔اب توسن باوفا کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔اور فرماتے ہیں ۔اے اسپ وفادار کسی صورت سے مجھے لے کر اس حصار عظیم سے نکل چل تاکہ میں خیمہ اہل حرم میں پانی پہنچادوں اور حسینؑ کے چھوٹے چھوٹے بچے سیراب ہو جائیں۔(واقعات مقبل قلمی ۱۳۲۲ھ)

## حضرت عباسؑ کا داہنا ہاتھ کٹ گیا

ناسخ التوریخ میں ہے کہ تیر اندازوں نے آپ کو چاروں طرف اچھی طرح سے گھیر



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



لیااور کمانداروں کے علاوہ ابن سعد کے لشکر نے حلقہ میں لے لیا۔آپ نے شیر بیشہ شجاعت کی حیثیت سے ان پر انتہائی دلیرانہ حملے کئے۔علامہ اسفرائنی لکھتے ہیں کہ ان حملوں میں آپ نے چار سو پچاس دشمنوں کو قتل کیا۔ناگاہ ایک کمینے نے جس کا نام زید ابن وقار تھا۔حکیم ابن طفیل کی مدد سے کھجور سے بنائی ہوئی کمین گاہ سے نکل کر آپ کے دست مبارک پر ایسا حملہ کیا کہ آپ کا داہنا ہاتھ کٹ گیا کر زمین پر گر گیا۔حضرت عباسؑ نے جو شیر اور چیتے کا دل اور نہنگ کا جگر رکھتے تھے۔نہایت عجلت کے ساتھ مشکیزہ کو بائیں ہوتھ میں لے لیا۔اور دشمنوں پر اسی حالت میں حملہ کیا۔مورخین کا بیان ہے کہ اس وقت آپ نے یہ رجز پڑھی۔( خدا کی قسم اے دشمنان دین ! اگر تم نے میرا داہنا ہاتھ قلم کر دیا ہے۔تو کچھ پروا نہیں۔میں اسی حال میں اپنے سچے دین اور فرزند رسولؐ الثقلین امام حسینؑ کی مدد کرتا رہوں گا۔جو نہایت صادق الیقین امام ہیں۔اور محمد مصطفیؐ جو بالکل سچے نبی تھے۔اور ہمارے پاس دین لے کر آئے۔جو یکتا اور (آمین )خلق کی تصدیق کرنے والے تھے۔رجز پڑھنے کے بعد آپ نے ایک عظیم حملہ کیا۔اور بروایت امام اسفرائنی پچاس دشمنوں کو فنا کے گھاٹ اتار دیا۔ناسخ التواریخ جلد ٦ ص ٢٩١،دمعہ ساکبہ ص ٣٣٧،نور العین ص ٥٨ طبع ١٢٩٢ھ و مائتین ص ٤٥٨ )

## حضرت عباسؑ کا بایاں ہاتھ بھی کٹ گیا

داہنے ہاتھ کے کٹنے کے بعد مشک وعلم آپ نے بائیں ہاتھ میں لے لیا۔اور اسی حال میں کثیر



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



گیا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ پر ضعف شدید طاری ہو گیا۔ اتنے میں بروایت علامہ مجلسی حکیم بن طفیل ملعون نے جو درخت خرما میں چھپا ہوا بیٹھا تھا۔ ایک ایسی ضرب لگائی "قطع یدہ الیسرا ے من الذند" کہ آپ کا بایاں ہاتھ گٹے سے کٹ گیا۔ اور بروائتِ اسفرائنی آپ پر عبداللہ ابن شہاب کلبی نے حملہ کر کے آپ کا بایاں ہاتھ قطع کر دیا۔ ہاتھ کٹنے کے بعد آپ قوم جفاکار پر ٹوٹ پڑے بہت سے آدمیوں کو مار ڈالا۔ اور بہتوں کو مار گرایا۔ یہ دیکھ کر ابن سعد نے آواز دی ارے تمہارا برا ہوا۔ مشکیزے پر تیروں کی بوچھاڑ کرو۔ ارشقوا القربۃ بالنبل فواللہ شرب الحسین الماء فاکم عن اخرکم اما ھو الفارس بن الفارس والبطل المداعس۔ اور مشکیزے کے ٹکڑے اڑادو۔ خدا کی قسم اگر حسینؑ نے پانی پی لیا تو تم سب کو فنا کر کے چھوڑیں گے۔ کیا تمیں معلوم نہیں کہ شاہسوار روزگار حضرت علیؑ کے بیٹے اور زبردست بہادر ہیں۔ (ترجمہ مقتل ابی مخنف ص ۷۴ و کبریت احمر ص ۲۹ و بحار الانوار و ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۲۹۱) مورخین لکھتے ہیں کہ ابن سعد کے اس کہنے پر حضرت عباسؑ پر زبردست حملہ ہوا۔ آپ نے بھی پورا زور دیا اور یہ رجز پڑھی:۔ (ترجمہ) اے نفس کافروں سے مت جھجک اور خدائے جبار کی رحمت سے خوش ہو۔ جو تمام نیکیوں کے سردار نبی مصطفیٰؐ کے ساتھ اور تمام پاک اور پاکیزہ نفوس اور سادات کے ساتھ ملے گی۔ انہوں نے اپنی بغاوت سے میرا بایاں ہاتھ قطع کیا۔ خدایا ان کو آگ کی تپش سے جلانا (تحفہ حسینیہ جلد ا ص ۱۸۹، مقتل ابی مخنف ص ۷۵)

## حضرت عباس علیہ السلام کے دونوں ہاتھوں کے کٹ جانے کے بعد



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



حضرت عباس علیہ السلام کے دونوں ہاتھ کٹ چکے ہیں۔اب سقائے سکینہ کے لیے اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں کہ مشک سکینہ ک دانتوں سے تھام کر وفاداری کی۔آخری منزل پر فائز ہونے کا ثبوت دیں۔ فحمل علیہ السلام القربۃ باسنانہ و جعل بر کض لیو صل الماء الی عطاش اہل البیت آپ نے مشکیزہ کو اپنے دانتوں سے سنبھال لیا اور گھوڑے کو بار بار ایڑ دینے لگے۔تا کہ کسی صورت سے حسینؑ کے پیاسے اہل بیت تک پانی پہنچ جائے (دمعہ ساکبہ ص۳۳۷ و مقتل ابی مخنف ص۷۵)آپ کا کیا کہنا مشکیزے کو دانتوں سے سنبھالا اور علم اسلام کو کٹے ہوئے ہاتھوں کی مدد سے محفوظ کر لیا۔"ضمہ الی صدرہ" آپ نے علم اسلام کو اسی سینے سے لگایا۔ جس طرح جنگ موتہ میں جناب جعفر طیار نے سینے سے لگایا تھا۔آپ کا چونکہ تمامتر معاملہ جعفر تیار جیسا ہے۔اس لئے انہی کی طرح جنت میں پرواز کے لیے پر بھی نصیب ہوئے (طبقات ابن سعد جلد ا ص۷۷ طبع لندن ۱۳۲۱ھ و کنز العمال جلد ۶ ص ۲ ۶ ۳ و معالم الزلفی ص۱۲۶ و نزہتہ الانوار ص ۳۶۴، تظلم الزہرا ص۱۲۰)امام اسفرائنی لکھتے ہیں کہ دونوں ہاتھوں کے کٹ جانے کے بعد حضرت عباسؑ نے جفاکار کو مخاطب کر کے کہا کہ " ھکذا الاقی جدی المصطفیٰ وابی علی المرتضیٰ "میں اسی طرح جد نامدار محمد مصطفیؐ اور والد بزرگوار حضرت علیؑ سے ملاقات کروں گا۔(نور العین ص ۴۲ )امام اسفرائنی کتاب مذکور کے ص۶۰ پر یہ تحریر کرتے ہیں کہ جب حضرت عباسؑ کے دونوں ہاتھ کٹ چکے تو آپ نے کٹے ہوئے ہاتھوں سے دشمن پر حملہ کیا اور کمال شجاعت کی وجہ سے تین سو پانچ دشمنوں کو واصل جہنم کیا اور جانبازی اور شجاعت کا مکمل ثبوت دے دیا۔جناب جعفری سرحدی کہتے ہیں۔

ہاتھوں کو کٹا کر دریا پر عباسؑ دلاور کہتے تھے ☆ جو تا بقیامت سبز رہے وہ بیج وفا کا بونا ہے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



## حضرت عباسؑ کی دعا

علامہ یزدی لکھتے ہیں کہ حضرت عباسؑ کے جب دونوں ہاتھ کٹ گئے۔ توآپ نے اپنے چہرہ کوآسمان کی طرف کرکے دعا کی۔ ''اللھم ان اطفال الحسین عطشان'' خدایا حسینؑ کے بچے پیاسے ہیں۔ میرے پالنے والے۔ اتناانتظام کردے کہ میں پیاسے بچوں تک پانی پہنچادوں۔ (انوارالشہادت ص ۵۷ طبع لاہور)

## حضرت عباسؑ کے دونوں ہاتھ کہاں دفن ہوئے؟

یہ ایک سوال پیدا ہوتاہے کہ حضرت کے جب دونوں ہاتھ قطع ہوئے ہیں۔ توآخر وہ دفن کہاں ہوئے۔ اس کے متعلق علامہ عبدالرزاق مولوی تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کا داہنا ہاتھ کربلا کے باب بغداد کے جہت شمال شرقی میں قریب باب صحن روضہ مطہر میں اور بایاں ہاتھ، روضہ کے چھوٹے دروازے کے جنوب شرقی میں دفن ہوئے یہ مقام سوق عباس کے نام سے مشہور ہے۔ (قمر بنی ہاشم ص ۱۱۸ طبع نجف اشرف ۱۳۶۹ھ)

## مشک سکینہ پر تیر ستم

حضرت عباسؑ مشک سکینہ کو اپنے دل سے لگائے ہوئے لیے جارہے تھے۔ اورآپ کی پوری سعی یہ تھی کہ کسی نہ کسی صورت سے خیمہ اہل حرم تک پانی پہنچ جائے ناگاہ فجاءہ'' سھم فاصاب القربۃ واریق ماءھا'' ایک تیر ستم آیااور مشک سکینہ پہ لگ گیا۔ تیر کا لگنا تھاپانی عباسؑ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



کے خون کے ساتھ بہنے لگا۔ علامہ شیخ جعفر شوشری تحریر فرماتے ہیں۔ ''فصد ذالک و قف العباس'' تیر کے لگتے ہی حضرت عباسؑ کی ہمت پست ہو گئی۔ اور آپ نے خیمہ کی طرف رہر وی روک دی (المواعظ وا لبکا ص ۱۱۲ طبع بمبئی ودمعہ ساکبہ ص ۳۳۷) علامہ قزدینی لکھتے ہیں کہ پانی کے بہتے ہی حضرت عباسؑ نے قربوس زین پر سر رکھا اور بارگاہ خداوندی میں عرض کی۔ یارب ! اب مجھے خیمہ میں جانا نصیب نہ ہو۔ بہ پہ طریق جواب تشنہ کامان عورات و اطفال راد ہم ؛ ہائے پیاسی عورتوں اور تشنہ لب بچوں کو کیا جواب دوں گا۔ (انوار الشہادت ص ۵۷ و تحفہ حسینیہ جلد ا ص ۱۸۰) علامہ شیخ علی قرنی، تحریر فرماتے ہیں کہ مشکیزے سے پانی بہنے کے بعد حضرت عباسؑ نے کمال مایوسی اور حسرت کے ساتھ بزبان حال ارشاد فرمایا کہ (منہاج الدموع ص ۳۲۹ طبع قم ۱۳۴۱ھ)

## سینہ عباسؑ پر سوفار غم

حضرت عباس علیہ السلام مشک سکینہ کے غم میں تھے ہی کہ ناگاہ '' ثم جاء سھم اخر فاصاب صدرئہ '' ایک دوسرا تیر آیا۔ اور سینہ اقدس میں پیوست ہو گیا۔ تیر لگنا تھا کہ آپ گھوڑے پر ڈگمگانے لگے۔ (دمعہ ساکبہ ص ۳۳۷) علامہ شیخ علی قرنی کی عبارت سے مستفاد ہوتا ہے کہ آپ کی داہنی آنکھ میں ایک تیر آکر لگ گیا تھا۔ (منہاج الدموع ص ۳۲۹ طبع قم ۱۳۴۱ھ)

## حضرت عباسؑ کے سر اطہر پر گرز آہنی

ابھی آپ زمین پر تشریف نہ لانے پائے تھے۔ کہ نضر بہ ملعون بعمود من حدید علی امر راسہ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ففلق ھامتہ و قع علی الارض ناگاہ ایک ملعون نے آپ کے سر اقدس پر گرز گراں بار کا ایسا وار کیا کہ آپ کا سر شگافتہ ہو گیا۔ علامہ مجلسی لکھتے ہیں کہ جب آپ گھوڑے سے ڈگمگا رہے تھے۔ تو ایک ملعون آپ کے قریب آیا اور کہنے لگا عباس! تم تو بڑے بہادر تھے۔ اب میں جانوں اگر اپنی شجاعت کا جوہر دکھاؤ حضرت عباسؑ نے فرمایا اے ظالم! وقتیکہ دست داشتم چرا نیامدی کہ شجاعتم را بہ بینی اے ظالم تو اس وقت کہاں تھا جب میرے دونوں بازو کٹے نہ تھے۔ موجود تھے اور تھوڑی دیر قبل آتا تو میں جوہر شجاعت تجھے دکھاتا یہ سن کر اس ملعون نے بلا خوف خدا اور رسولؐ "عمودے از آہن بالا بردو بر فرق نازنین آن بزرگوار فرود آورد" ایک لوہے کا ستون بلند کیا اور حضرت کے سر اقدس پر اس زور سے لگایا کہ سر مبارک شگافتہ ہو گیا۔ (دمعہ ساکبہ ص ۳۳۷، نور العین ص ۴۲ کشف الانوار ترجمہ بحار لقلوب جلد ۹ باب اتضا (ص ۱۷۱) طبع ایران مقتل ابی مخنف ص ۷۵ ابصار العین ص ۴۷) صاحب ناسخ التواریخ فرماتے ہیں۔ میدان کارزار میں حکیم ابن طفیل ملعون نے آپ کے سر مبارک پر ایک زبردست گرز آہنی کا وار کیا جس کے صدمے سے آپ گھوڑے سے گر پڑے۔ (ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۲۹۰ وانوار الشہادت ص ۱۵۷ اثارۃ الاحزان ص ۳۵ و مصائب المعصومین ص ۱۵۱۔ ترجمہ الحسین جلال مصری جلد ۲ ص ۱۲۱ طبع پٹنہ )

## آپؑ کا دماغ کندھوں پر

اربابا مقاتل کا بیان ہے کہ جب حضرت عباسؑ کے سر اقدس پر گرز گراں بار لگا۔ تو آپ کا دماغ مبارک کندھوں پر آگیا تھا۔ آقائے دربندی لکھتے ہیں۔ فضربہ حکیم ابن الطفیل من وراء



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



تحلۃ بعمود من حدید علی راسہ الشریف فسقط منح راسہ علی کتفیہ فھوی عن متن الجواد وھو ینادی وااخاہ واحسیناہ وااتباہ واعلیاہ کہ آپ کے سر مبارک پر حکیم ابن طفیل ملعون نے کھجور کے ایک درخت کی آڑ سے لوہے کا ایسا گرز گراں بار لگایا کہ آپ کا سر مبارک شگافتہ ہو گیا۔اور آپ کا دماغ دونوں کندھوں پر آ گرا۔ضرب لگتے ہی آپ یہ فریاد کرتے ہوئے اے بھائی حسینؑ اور اے ابا جان خبر لیجئے،گھوڑے سے زمین پر تشریف لائے (اسرار الشہادت ص ۳۲۷ جواہر الایقان ص ۲۱۳)

## حضرت عباسؑ کا امام حسینؑ کو پکارنا

زمین پر تشریف لاتے ہی حضرت عباس علیہ السلام نے آخری سلام امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں اس طرح پہنچایا" یا اباعبداللہعلیک منی السلام" اے ابو عبداللہ آپ پر میرا آخری سلام ہو۔ایک روایت میں ہے کہ آپ نے آواز دی۔"یا اخاہ ادرک اخاک" اے بھیا حسینؑ مدد کو پہنچو۔حضرت امام حسینؑ کے کانوں میں حضرت عباسؑ کی آواز کا پہنچنا تھا کہ " فصاح الحسین" آپ ڈھاڑیں مار کر روئے۔( انوار الشہادت ص ۸ و تحفہ حسینیہ جلد ۱ ص ۱۸۰ ،مقتل ابی مخنف ص ۷۵)علامہ واعظ کاشفی لکھتے ہیں۔"آہے از امام حسینؑ بر آمد کہ زمین کربلا از حقیقت آں بلرزہ درآمد" حضرت عباسؑ کی آواز سن کر امام حسینؑ نے ایسی آہ کھینچی کہ زمین کربلا تھر تھرا اٹھی (روضۃ الشہداء ص ۳۶۴)

## گھوڑے سے گرنے کے لیے بعد حضرت عباسؑ کے جسم میں



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



## تیروں کی پیوستگی

علامہ شیخ جعفر شوستری تحریر فرماتے ہیں۔میں اس سقائے تشنہ کی مصیبت کو اس وقت بیان کرتا ہوں۔جبکہ آپ کی جنگ اور کوششوں کے باوجود مشک پارہ پارہ ہو گئی۔اس وقت آپ اس جگہ پہنچے۔جہاں اب قبر مطہر ہے۔" فعند ذالک وقف العباس"اس جگہ عباسؑ ٹھہر گئے۔پھر آپ نے حرکت نہیں کی ۔یہاں آپ کو ٹھیر ناپڑا۔اگر نہ ٹھیریں تو کیا کریں۔کہاں جائیں ۔بھاگنا بھی نہیں چاہیے ہاتھ بھی نہیں ہیں کہ مدافعت کریں۔خیمہ گاہ کی طرف بھی نہیں آئے ۔اس حالت میں اہل حرم کے نالہ و فریاد کی آواز سنی ۔اس حالت میں جبکہ کھڑے ہوئے تھے۔تیر بارانی بھی ہوئی۔اخبار میں وارد ہوئے ۔"فصار جلدہ کالقنفد"آپ کا جسم مثل خار پست ہو گیا تھا۔گھوڑا اس حالت میں جولانی سے نہ رکا۔ناگاہ ایک تیر آیا۔اور آپؑ کے سینے مبارک پر لگا۔اور حضرت عباسؑ زمین پر گر پڑے۔میں چاہتا ہوں کہ یہ بیان کروں کہ حضورؑ کی مصیبت اسی قدر نہ تھی۔جو تم سن چکے ہو۔اصل مصیبت اس وقت تھی۔جب آپ گھوڑے سے گرے۔تصور کیجئے کہ آنجناب اس بلندی قامت کے باوجود ایسی حالت ہیں کہ جب گھوڑا جولان تھا۔جب زمین پر گرے ہوں گے۔تو کیا قیامت ہوئی ہو گی وہ تمام تیر حضور کے جگر میں رگ رگ میں ،آنتوں میں اور جسم کے اندرونی حصوں میں درآئے ہوں گے۔(الارشادالغرا ترجمہ المواعظ وا لبکا ص ۲۲۴ مجلس طبع لاہور)

## حضرت عباسؑ کی صدائے فریاد سے امام حسینؑ کی کمر ٹوٹ گئی



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



لیجیئے۔اس آواز کا امام حسین علیہ السلام کے کانوں تک پہنچا تھا کہ آپ نے کمر تھام لی۔اور فرمایا الان انکسر ظھری و قلت حیلتی؛ہائے میری کمر ٹوٹ گئی۔اور رائۂ چارہ مسدود ہو گئی۔(دمعہ الساکبہ ص ۳۴۷،اسرا الشہادت،بحار الانوار،ارشاد مفید اعلام الوریٰ،ناسخ التواریخ مقتل ابی محنف،مقتل عوالم،لہوف،انوار الشہادت،جواہر الایقان)علامہ شیخ علی تحریر فرماتے ہیں کہ بھائی کے مرنے سے کمر ٹوٹ جانا قدیم الایام سے ثابت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت لقمان سفر میں تھے۔جب واپس آئے تو لوگوں نے کہا کہ آپ کے والد انتقال کر گئے۔انہوں نے کوئی خاص تردد نہ کیا۔پھر لوگوں نے کہا آپ کی والدہ بھی مر گئی ہیں۔آپ نے کوئی اثر نہ لیا۔پھر لوگوں نے کہا کہ ''برادرت از دنیار فت فرمود پشتم شکست۔آپ کے بھائی بھی انتقال کر چکے ہیں۔فرمایا میری کمر ٹوٹ گئی اسی طرح جنگ موتہ جو کہ ۸ ہجری میں واقع ہوئی ہے ۔ہیں حضرت جعفر طیار کی خبر شہادت سے حضرت علیؑ نے فرمایا تھا کہ ''الان انکسر ظھری ''اب میری کمر ٹوٹ گئی ہے۔(منہاج الدموع ص ۳۳۰ طبع قم ص ۱۴۴)

## حضرت عباسؑ کی آواز پر امام حسینؑ کی روانگی اور راستے میں ہاتھوں کا ملنا

حضرت عباسؑ کی صدائے فریاد امام حسینؑ کے کانوں میں پہنچی۔آپ فوراً روانہ ہو گئے۔علامہ بزدی بحوالہ محرق الفواد و مقتل ابن عربی تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسینؑ تیزی کے ساتھ اپنے فرس تشنہ پر سوار حضرت عباسؑ کے گھوڑے سے گرنے کی جگہ تشریف لیے جا رہے تھے کہ راستے میں فرس تیز گام نے قدم روکے۔حضرت نے ہر چند کوشش کی کہ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



قدم فرس آگے بڑھے مگر کامیابی نہ ہوئی اس کے بعد آپ نے فرمایا: اے اسپ وفادار اب زندگی کے چند لمحات باقی ہیں۔ آخر ایسے نازک وقت جبکہ میرا بھائی زمین پر آیا ہوا ہے۔ میرا ساتھ کیوں چھوڑ رہا ہے۔ اس نے ناگاہ بقدرت کاملہ الٰہی قفل از بان آں حیران برداشتہ شد عرض کرد۔ سیدی اما تنتظر الی الارض بقدرت کاملہ الٰہی گویا ہو کر کہا۔ مولا ذرا میرے پیروں کی طرف دیکھئے۔ آپ نے کیا دیکھا دیکھا کہ حضرت عباسؑ کا ہاتھ زمین پر پڑا اور خاک و خون میں لتھڑا ہے۔ حضرت فوراً گھوڑے سے اتر پڑے۔ اور اسے اٹھا کر آنکھوں سے لگایا۔ بوسہ دیئے اور گھوڑے پر سوار ہو کر آگے بڑھ گئے۔ پھر ایک مقام پر دوسرا ہاتھ نظر آیا۔ آپ نے اسے سینے سے لگایا۔ پھر آگے بڑھے تو مشکیزے کے ٹکڑے دکھائی دیئے۔ امام حسین علیہ السلام نے ایک آہ مرد کھینچی اور فرمایا۔ "اف لک یا دنیا قلت اولادی عطاشاً" اے دنیا دنی تف ہے تیرے اوپر۔ آہ! میرے پیاسے بچے قتل کر دیئے گئے۔ (انوار الشہادت ص ۷۰ طبع لاہور ۱۲۸۷ھ) حمید بن مسلم کہتا ہے کہ جب معرکہ کربلا میں عباس بن علیؑ کے دونوں ہاتھ قلم ہوئے۔ اور ساتھ ہی اس کے ایک گرز ستم ایسا لگا کہ سر مبارک شگافتہ ہو گیا اور وہ تیور اکر گھوڑے سے زمین پر گرے۔ میں نے سنا کہ اس جری نے امام حسینؑ کو آواز دی اور کہا۔ "السلام علیک یا ابا عبداللہ" اے میرے آقا حسینؑ آپ پر میرا اسلام ہو، یہ سنتے ہی حضرت اس جانب کو دوڑے اور نہایت بے تابانہ دوڑے۔ دیکھا میں نے کچھ دور جا کر وہ جناب جھکے انہوں نے کوئی چیز زمین سے اٹھا کر اپنے سینے سے لگائی اور زار زار رو کر فرمایا۔ "وااخاہ واعباساہ الاان انکسر ظھری" الخ ہائے بھائی ہائے عباسؑ تمہاری شہادت سے کمر حسینؑ کی ٹوٹ گئی اور راہ چارہ مسدود ہو گئی ہیں۔ میں نے قریب جا کر پوچھا اے ابو عبداللہ آپ نے کس چیز کو زمین سے اٹھا کر اپنے سینے سے لگایا ہے۔ حضرت نے اپنی آغوش



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



مبارک کھول دی۔ میں نے دیکھا کہ حضرت عباس کے ہاتھ ہیں۔ پھر میں نے آگے نگاہ کی تو دیکھا کہ ایک جانب گرم ریتی عباسؑ کی لاش افتادہ ہے۔ اور ایک جانب مشک سکینہ چھدی ہوئی پڑی ہے ۔(کتاب موسع الغموم جلد ۲ ص ۷۴ طبع لکھنؤ ۱۲۹۳ھ) علامہ شیخ جعفر سوشتری راستے میں حضرت امام حسین علیہ السلام کو حضرت عباسؑ کے ہاتھوں کے ملنے میں اختلاف فرمایاہے ۔(المواعظ وا لبکاء ص ۱۱۲ طبع بمبئی ۱۳۳۹ھ فرماتے ہیں ) کہ حضرت عباسؑ نہر فرات آرہے تھے۔ ان کے ہاتھ اسی طرف گرے ہوں گے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام جو خیمہ سے تشریف لیے جارہے تھے۔ انہیں یہ ہاتھ راستے میں کیونکر مل سکتے ہیں۔ الخ میں کہتا ہوں کہ حضرت عباسؑ نہر فرات سے نکل کر جلد سے جلد خیمہ تک پہنچنا چاہتے تھے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے عجلت کے ساتھ خیمہ تک پہنچنے کی کوشش کی تھی ۔بہت ممکن ہے کہ دشمنوں کی یورش نے انہیں اس مقام سے جنگ کی صورت میں پھر واپس کر دیا ہو۔ جہاں تک وہ پہنچے تھے۔ اور جس مقام پر آپ کے ہاتھ کٹے تھے۔ اور چونکہ اس جولا نگاہ جنگ میں حضرت عباسؑ قطعی طور پر ایک جگہ نہ رہے ہوں گے۔ بلکہ کبھی آگے کبھی پیچھے آپ کے حملے جاری رہے ہوں گے۔ بنا برین عین ممکن ہے کہ خیام گاہ کے قریب پہنچ کر آپ پھر حملہ کرتے ہوئے نہر فرات کی طرف بڑھ آئے ہوں یا یوں سمجھا جائے کہ جب آپ کے دونوں ہاتھ کٹ گئے۔ تو آپ کے دشمنوں کی یورش اور ریلے سے نہر فرات کی طرف کچھ دور پلٹ گئے ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ شوشتری کے علاوہ کسی ایک صاحب مقتل نے اس میں اختلاف نہیں کیا۔ بہر حال میرے نزدیک راستہ میں امام حسین علیہ السلام کو حضرت عباس علیہ السلام کے ہاتھوں کے ملنے میں استعاد نہیں ہے۔



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



# حضرت عباسؑ تک امام حسین علیہ السلام کی رسید گی

حضرت امام حسین علیہ السلام حضرت عباس علیہ السلام کے ہاتھوں کو لیے ہوئے اس مقام پر پہنچے جہاں حضرت عباسؑ زمین پر پڑے ہوئے تھے۔ایک روایت کی بنا پر حضرت امام حسینؑ اس وقت پہنچے۔جب عباسؑ دنیا سے رخصت ہو چکے تھے۔اور دیگر روایات کی بنا پر آپ میں رمق جان باقی تھی۔آپ نے وہاں پہنچ کر دیکھا کہ آپ خاک و خون میں آغشتہ ہیں۔آپ کے ہاتھ کٹے ہوئے ہیں۔سینے میں تیر پیوست ہیں سر پر گرز گراں بارنے وہ اثر پیدا کر دیا ہے کہ ۔"الامان والحفیظ" آپ نے یہ کچھ دیکھ کر فریاد کی۔"واخاہ واعباساہ وامھجۃ قلبہ واقرۃ عیناہ وا قلۃ ناصراہ یعز علی فراقک" اے بھائی اے عباسؑ اے دل کے سکون اے آنکھوں کی ٹھنڈک اے بے ناصر مدد گار۔ارے تیری جدائی میرے لیے سب کی جدائی سے زیادہ شاق ہے ۔کثیر روایات کی بنا پر آپ نے فرمایا۔اے عباسؑ دشمنوں نے تم کو قتل کر کے حسینؑ کی کمر توڑ دی اور حسینؑ کی کمر ٹوٹنے سے اسلام کی کمر شکستہ ہوئی۔اے عباسؑ! تمہارے ہاتھ کاٹ کر حسینؑ کے ہاتھ کاٹ دیئے گئے۔اور حسینؑ کے ہاتھ کٹنے سے محمد مصطفیؐ کے ہاتھ کٹ گئے۔صاحب تلخیص المصیبت لکھتے ہیں کہ حضرت عباس علیہ السلام کے کانوں میں امام حسین علیہ السلام کی آواز کا پہنچنا تھا کہ آپ نے غش سے آنکھیں کھول دیں۔اور تعظیم کے لیے اٹھنے کی سعی کرنے لگے۔مگر اٹھ نہ سکے۔(روضۃ الشہداء ص ۳۶۳ تحفہ حسینیہ جلد ۱ ص ۱۷۸ تلخیص المصیبت ص ۲۵۹ طبع لکھنؤ)

# حضرت عباسؑ کی آنکھوں میں تیر



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



مشہور ہے کہ حضرت عباسؑ کے پاس جس وقت حضرت امام حسین علیہ السلام پہنچے۔ تو آپ نے ان چشم ہائے مبارک میں سات تیر پیوست دیکھے۔ جنہیں آپ نے اپنے ہاتھوں سے نکالا۔ علامہ سماوی تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عباسؑ کے سر مبارک پر قبیلہ بنی تمیم کے ایک شخص نے گرز مارا۔اور وہ جناب گھوڑے سے زمین پر آگئے۔اور آپ نے باآواز بلند حضرت امام حسین علیہ السلام کو پکارا۔اے میرے مولا و آقا تشریف لائیے۔آواز کے سنتے ہی حضرت مثل باز کے پہنچے۔ دیکھا کہ دونوں ہاتھ نہیں ہیں۔پیشانی پارہ پارہ ہے۔آنکھوں میں تیر لگے ہوئے ہیں۔ حضرت جسم مبارک عباسؑ کے قریب بیٹھ گئے اور رونے لگے۔تا آنکہ روح مبارک پرواز کر گئی۔(نورالعین ترجمہ ابصارالعین علامہ سماوی ص۴۸ طبع حیدر آباد)

## حضرت عباسؑ کا وصیت فرمانا

آقائے دربندی تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عباسؑ کی آواز پر امام حسینؑ شکستہ پر باز کی طرح دشمنوں پر جھپٹے اور بڑے بڑے ستر دشمنوں کو تہ تیغ کر کے حضرت عباسؑ تک پہنچے۔ وہاں پہنچ کر حضرت عباسؑ کی حالت ملاحظہ کی۔اور فرمایا اے بھائی ! تم نے کمر توڑ دی۔اس کے بعد آپ نے ارادہ کیا کہ حضرت عباسؑ کو اٹھا کر خیمہ میں لے جائیں۔ حضرت عباسؑ کو جو یہ محسوس ہوا کہ مجھے اٹھایا جا رہا ہے ۔آنکھیں کھول دیں ۔اور پوچھا بھائی کیا ارادہ ہے ۔فرمایا تمہیں خیمہ میں لے جانا چاہتا ہوں۔ حضرت عباسؑ نے عرض کی۔"یا اخی بحق جدک رسول اللہ علیک الا تحملنی و دعنی فی مکانی ھذا" آپ کو رسول مقبولؐ کا واسطہ آپ مجھے خیمہ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



میں نہ لے جائیں۔امام حسینؑ نے پوچھا بھائی وہ کیوں ہیں ؟عرض کی ''لانی مستحی من انبتک سکینہ مجھے سکینہ سے حیاآتی ہے۔میں اس سے وعدہ کر کے آیا تھا کہ میں تیرے لیے پانی لاؤں گا۔اور چونکہ میں وعدہ پورا نہ کر سکا۔اس لیے میں اس کے سامنے نہیں جانا چاہتا ۔(اسرارالشہادت ص ۳۳۷ طبع ایران ۱۲۷۹ھ )بعض کتابوں میں ہے کہ حضرت عباسؑ نے ایک وصیت یہ بھی کی تھی کہ میری زوجہ سے میرے حقوق معاف کرادیجئے گا۔(تلخیص المصیبت جلد ۳ص ۲۲۰)بعض کتب مقتل میں ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے حضرت عباسؑ کے سر مبارک کو اپنے زانو پر رکھ لیا۔جب حضرت عباسؑ کو محسوس ہوا کہ ان کا سر امام حسین علیہ السلام کے زانو پر ہے۔تو انہوں نے اپنا سر ہٹا لیا۔اور عرض کی مولا! یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میرا دم اس حال میں نکلے۔کہ میرا سر آپ کے زانو پر ہو۔کیونکہ بعد عصر آپ کا سر مبارک زمین گرم پر ہو گا۔(واقعات مقبل قلمی)

## حضرت امام حسین علیہ السلام کا فریاد کرنا

حضرت عباس علیہ السلام کے وصیت کرتے ہی امام حسین علیہ السلام نے فریاد شروع کر دی ۔آپ نے ارشاد فرمایا۔(ترجمہ) میرے بھائی تو میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا چین ہے تو میری زندگی کے لیے ایک مستحکم رکن کی حیثیت رکھتا ہے۔اے میرے بھائی تو نے اپنے بھائی کا اس طرح ساتھ دیا ہے کہ اب جام موت سے سیراب ہو رہا ہے۔اے ماہ روشن تو نے ہر مصیبت اور ہر تنگی میں میری مدد کی ہے۔خدا شاہد ہے کہ میں تیرے بعد زندگی پسند نہیں کرتا۔دیکھ عنقریب کل ہی ہم لازمی طور پر بارگاہ احدیث میں جمع ہو جائیں گے۔بے شک



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ہماری صبر و شکیبائی کا مرکز اور تنگی و ترشی کا مداوٰے ذات باری ہے۔ ہمیں اسی پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔(اسرار الشہادت ایک روایت میں ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے قوم نابکار کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا۔(ترجمہ) اے بدترین قوم ! تم نے اپنی سرکشی کی وجہ سے ظلم پر کمر باندھ لی ہے۔اور تم نے ہمارے بارے میں محمد مصطفیؐ کی مخالف کی کیا بہترین خلق محمد مصطفیؐ نے ہمارے بارے میں تم کو وصیت نہیں کی۔ کیا خدا کے برگزیدہ احمد مجتبیٰ ہمارے نانا نہ تھے۔ کیا میری ماں فاطمہ زہراؑ نہ تھیں۔ کیا ہدایت یافتہ اور بہترین خلق کے بھائی علی میرے باپ نہ تھے۔ سنو ! تم پر لعنت رہے گی۔اور جو گناہ تم نے کئے ہیں۔ان کا مواخذہ کیا جائے گا۔ یاد رکھو عنقریب تم لوگ آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں میں جلو گے۔(دمعہ ساکبہ ص ۳۳۷ و مقتل ابی مخنف ص ۷۵ نوادر الائب ص ۱۳۱ طبع لکھنؤ ناسخ التوریخ جلد ۶ ص ۲۹۱) علامہ سید محمد علی حسن اپنی کتاب الدمعتہ الساکبہ منظوم ص ۱۱ طبع لکھنؤ ۱۳۰۴ھ میں لکھتے ہیں (ترجمہ) اور جب آپ نے اپنے بھائی عباس ابن علیؑ کو زخمی اور خاک و خون میں غلطان زمین پر پڑا دیکھا تو یہ کلمات حسرت آپ نے ارشاد فرمائے اور آپ روتے جاتے تھے۔اور گویا آپ کے دل و جگر سے شعلے نکل رہے تھے۔اے بھائی ! آپ کے بعد میری کمر ٹوٹ گئی اور راہ چارہ مسدود ہو گئی۔

## او ہم بشہیدان دگر ملحق شد

ابو مخنف لکھتے ہیں کہ حضرت عباسؑ زمین پر رخسار کے بل گر پڑے۔اپنے خون میں تڑپ کر آواز دینے لگے۔اے ابو عبداللہ حسین آپ پر میرا آخری سلام۔امام حسینؑ نے جس وقت



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



عباسؑ کی آواز سنی فرمایاہائے بھائی ہائے بھائی ہائے میرے دل کی روح رواں " ثم حمل علی القوم فکشفھم عنہ " پھر آپ نے ان لوگوں پر حملہ فرما کر اپنے بھائی کے پاس سے ہٹا دیا۔(مقتل ابی مخنف ص ۷۰-۳) علامہ حسین واعظ کاشفی لکھتے ہیں۔حضرت عباس علیہ السلام کی آواز سن کر حضرت امام حسین علیہ السلام میدان جنگ کی طرف روانہ ہوئے۔اور وہاں پہنچ کر اپنے کو حضرت عباسؑ پر گرا دیا۔اور بے پناہ گریہ کرنے لگے۔اتنے میں ان سواروں اور پیادوں نے مل کر حضرت عباسؑ پر حملہ کر دیا ۔اور آپ کے جسم مطہر کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔(روضۃ الشہداء ص ۳۶۳) علامہ ساوی لکھتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام حضرت عباسؑ کے جسم کے قریب بیٹھ گئے۔اور رونے لگے۔تااینکہ روح مبارک پرواز کر گئی ۔حضرت نے وہاں سے اٹھ کر لشکر اعدا پر ایسے حملے کئے۔کہ سارا لشکر بھیڑوں کی مانند ادھر ادھر بھاگنے لگا۔آپ فرماتے تھے۔اے میرے برابر کے بھائی کو قتل کرنے والو! اب کہاں بھاگ رہے ہو۔(ترجمہ ابصار العین ص ۴۸ طبع حیدر آباد) علامہ محمد باقر البہبانی تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عباس علیہ السلام کے جسم مبارک پر اتنے زیادہ زخم تھے کہ امام حسینؑ اس چیز پر قادر نہ ہوسکے کہ انہیں گنج شہیداں تک لا سکیں۔بنا بریں محل قتل پر چھوڑ کر باصد گریہ و بکا واپس تشریف لے آئے۔(دمعہ ساکبہ ص ۳۳۷ طبع ایران) آقائے دربندی تحریر فرماتے ہیں۔" فوضعہ فی مکانہ ورجع الی الخیمۃ وھو یکفکف ودموعہ بکمہ " حضرت امام حسینؑ بصد مجبوری حضرت عباسؑ کے جسم مطہر کو مقام قتل پر چھوڑ کر اس حال میں واپس آئے کہ آستین سے آنسو پونچھ رہے تھے۔(اسرار لشہادت ص ۳۳۷ علامہ یزدی رقمطراز ہیں کہ : جب امام حسینؑ حضرت عباسؑ کے سرہانے پہنچے تو ملاحظہ فرمایا کہ بدن عباسؑ بالکل ٹکڑے کر ڈالا گیا ہے۔اور اس کثرت جراحت کی وجہ سے آپ خیمہ گاہ یں نہ لا سکے۔بلکہ اس حال میں اسی جگہ چھوڑ کر



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



تنہا واپس چلے آئے (انوار الشہادت ص ٦٠) غرضیکہ حضرت عباس علیہ السلام حضرت امام حسین علیہ السلام کا ساتھ چھوڑ کر ہمیشہ کے لیے رخصت ہو گئے۔ اور کس قدر رنج کی بات ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے اس جانباز برادر کی لاش محترم کثرت جراحت کی وجہ سے خیمہ میں نالا سکے۔" اناللہ واناالیہ راجعون" مسٹر عبدالحمید مدیر رسالہ مولوی دہلی لکھتے ہیں کہ حضرت عباس علیہ السلام کی شہادت یوم عاشور بعد از ظہر واقع ہوئی ہے۔ شہید اعظم ص ٢٢١ طبع دہلی)

## جناب سکینہؑ کا امام حسینؑ سے حضرت عباسؑ کے متعلق سوال اور مخدرات عصمت کا گریہ

آقائے دربندی ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام حضرت عباسؑ کے جسم مطہر کو میدان میں چھوڑ کر آستین سے آنسو پونچھتے ہوئے جیسے ہی خیمہ میں پہنچے ہیں۔ "اتت الیہ سکینۃولزمت عنان جوادہ" جناب سکینہ دوڑ پڑیں۔ اور لجام فرس سے لپٹ کر عرض کرنے لگیں۔ بابا جان! " ھل لک علم بعمی العباس" آپ کو میرے چچا عباسؑ کی بھی کچھ خبر ہے۔ اے بابا! میں نے ان سے پانی کی خواہش کی تھی۔ وہ اب تک پلٹ کر نہیں آئے۔ بابا جان وہ تو کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتے تھے۔ آپ سچ بتایئے کیا ہمارے چچا جان نے پانی پی کر اپنا دل ٹھنڈا کر لیا۔ اور ہم سب کو بھول گئے۔ یا دشمنوں سے حصول آب تک لڑ رہے ہیں۔ "فعندھا بکی الحسین" یہ سن کر حسینؑ بے ساختہ رو پڑے اور کہنے لگے۔ میری بیٹی!



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



تمہارے چچا عباس قتل کر دیئے گئے۔اور ان کی روح جنت کو پرواز کر گئی۔" فلما سمعت زینب صرخت ونادت" یہ سننا تھا کہ جناب زینب بھی چلا کر روئیں اور آواز دی " واعباساہ "اے میرے بھائی عباس آپ نے تو سخت مایوسی پیدا کر دی۔اس کے بعد تمام بیبیاں رونے لگیں۔اور انہی کے ساتھ ساتھ امام حسین علیہ السلام بھی گریہ فرمانے لگے۔(از اسرار الشہادت ص ۳۲۷ وجواہر الایقان ص ۳۱۳

## حضرت عباسؑ کی خبر شہادت سے خیمہ میں کہرام

عالم اہل سنت امام ابواسحاق اسفرائنی تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عباسؑ کی خبر شہادت کا خیمہ میں پہنچنا تھا کہ "خرجت النساء و بکین علیہ وعلت اصواتھن با لبکاء والخیب حتی بکت لبکا ئھن ملئکۃ السماء فاد خلھن الحسین فی الخیام۔عورتیں خیمہ سے نکل کر پڑیں۔اور بے پناہ گریہ کرنے لگیں۔ان کی آوازیں بلند تھیں۔اوران کے رونے سے ملائکہ گریہ کن تھے۔یہ دیکھ کر امام حسینؑ نے عورتوں کو داخل خیمہ کر دیا۔(نور العین ص ۶۰ طبع بمبئی)

## آپ کی کنیت ابو قربہ

علامہ اسفرائنی تحریر فرماتے ہیں کہ آپ نے چونکہ کربلا میں کمال بے جگری سے سقائی فرمائی تھی۔لہٰذا آپ کا لقب سقا قرار پایا تھا۔اور چونکہ آپ کی شہادت مشکیزہ کے پر از آب کرنے کے سلسلے میں واقع ہوئی ہے۔لہٰذا آپ کی کنیت ابو قربہ قرار پائی۔(ابصار العین ص ۲۹ طبع نجف اشرف)علامہ عبدالرزاق موسوی تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کی کنیت ابوالفضل،ابو قربہ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



اور ابو القاسم تھی۔ وہ لکھتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری نے زیارت اربعین میں اس طرح سلام کیا ہے۔ "السلام علیک یا ابا القاسم یا عباس بن علی" الخ (قمر بنی ہاشم ص ۲۵ )

## حضرت عباسؑ کی عمر مبارک

شہادت کے وقت حضرت عباسؑ کی عمر شریف کیا تھی ؟ اس کے متعلق اقوال میں (۱) کتاب ذبح عظیم ص ۲۱۵ میں ۴۲ سال (۲) شرعت المصائب جلد ۲ ص ۱۷۸ میں تیس سال (۳) ید بیضا ص ۱۰۳ میں بتیس سال (۴) واقعہ کربلا اور اس کے اسباب و نتائج ص ۹ میں بتیس سال (۵) چراغ زندگی حصہ ۳ ص ۱۹۴ میں ۳۵ سال (۶) جواہر البیان ص ۲۳۶ میں ۳۶ سال (۷) حدائق لانس ص ۶۱ میں پنتیس سال سے زائد (۸) مرقات الایقان ص ۲۷، ۳۵ سال مرقوم ہے۔ لیکن علمائے تاریخ کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ کی عمر شریف بوقت شہادت ۳۴ سال کی تھی۔ "عباسؑ اور وقت شہادت سی چہار رسالہ بود" ملاحظہ ہو ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۲۹۱ عمدۃ المطالب ص ۲۵۱، مفاتیح الجنان ص ۵۵۰، فوائد المشاہد ص ۲۲۳، دمعہ ساکبہ ص ۳۳۷ مقاتل الطالبین ص انوار الحسینیہ ص ۶۶، اخذ الثار ص ۳۹۸، تاریخ ائمہ ص ۲۹۶۔ البتہ تاریخ ولادت ۴ شعبان ۲۶ ہجری اور تاریخ شہادت ۱۰ محرم الحرام ۶۱ھ ہجری کو ملانے سے چند ماہ کا اضافہ مستنبط ہوتا ہے یعنی آپ کی عمر ۳۴ سال چند ماہ تھی۔

## حضرت عباسؑ اپنے حقیقی بھائیوں میں آخری شہید ہیں



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



اس امر میں اختلاف ہے کہ بنی ہاشم کا آخری شہید جو میدان میں جا کر لڑ سکتا ہو۔امام حسینؑ سے قبل کون ہے علامہ سفرائنی نے حضرت عباسؑ کو قرار دیا ہے لیکن تقریباً تمام ارباب مقاتل نے حضرت علی اکبرؑ کو تسلیم کیا ہے۔البتہ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔کہ حضرت عباسؑ اپنے حقیقی بھائیوں میں سب سے آخری شہید ہیں۔علامہ مجلسی لکھتے ہیں۔وھواخر من قتل من اخوتہ لابیہ رامہ حضرت عباسؑ اپنے بھائیوں میں سب کے بعد قتل ہوئے۔(بحارالانوار جلد ۱۰ ص ۲۲۳)

## حضرت عباسؑ کے ہاتھوں قتل ہونے والوں کو تعداد

حضرت عباسؑ کے ہاتھوں سے کتنے دشمنان اسلام قتل ہوئے ہیں۔اس کی تفصیل بتانی مشکل ہے۔کیونکہ وہ ایک ایسے بہادر تھے۔جو حضرت علیؑ کی طرح جب تلوار اٹھاتے تھے۔پرے کے پرے صاف کر دیتے تھے۔اور تلوار سے قتل کئے جانے والوں کی تعداد کا لکھنا اس لیے بھی مشکل ہے کہ تقریباً ہر مجاہد میدان میں آپ سے مدد چاہتا تھا۔اور آپ جا کر تلوار چلاتے رہے۔البتہ آپ نے نیزے سے جتنے دشمنوں کو قتل کیا ہے اس کی تفصیل یہ ہے۔طاویہ پر سوار ہونے سے پہلے ۵۳۰ طاویہ پر سوار ہو کر ۲۸۰ نہر فرات میں اترنے سے پہلے ۸۰۰ داہنا ہاتھ کٹنے سے پہلے ۴۵۰ بایاں ہاتھ کٹنے سے پہلے ۵۰ دونوں ہاتھ کٹ جانے کے بعد دانتوں اور کٹی ہوئی کلائی کے ذریعے سے ۳۰۵ دشمنوں کی واصل جہنم کیا(نورالعین امام اسحاق اسفرائنی ص ۵۸ تا ص ۶۰ طبع بمبئی واسرار الشہادت آقانے دربندی ص ۳۳۷ طبع ایران)



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



## امام معصومؑ کا حضرت عباس علیہ السلام پر سلام

حضرت صاحب العصر علیہ السلام زیارت ناحیہ میں حضرت عباسؑ پر ان لفظوں میں سلام فرما رہے ہیں۔ ترجمہ۔ امیر المومنین حضرت علیؑ کے فرزند جناب ابوالفضل العباس علیہ السلام پر سلام ہو جو اپنی جان اپنے بھائی پر نثار کرنے والے اور ان پر قربان ہونے والے۔ انہیں اپنی روح کے ذریعہ سے بچانے والے اور طلب آب میں اپنے ہاتھوں کو کٹانے والے تھے خدا ان کے قاتلوں یزید ابن رقاد اور حکیم ابن طفیل پر لعنت کرے۔ (بحار الانوار جلد ۱۰ ص ۲۰۸ طبع ایران )

## حضرت عباسؑ کے خون بہا لینے کی تاکید

حضرت عباس علیہ السلام کی شہادت کے سلسلہ میں یہ جملہ ملتا ہے۔ ودمہ فی بنی حنیف (دمعہ ساکبہ ص ۳۳۷ ) علامہ کنتوری بحوالہ عمدۃ المطالب تحریر فرماتے ہیں۔ ودمر العباس فی بنی حنیفۃ یہ جملہ اگر مصنفہ کی طرف سے ہے تو محض خبر ہے اور اگر حدیث صادق آل محمدؐ کا تتمہ ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اپنے ماننے کو بتا رہے ہیں کہ وہ نسلاً بعد نسل آگاہ رہیں۔ اور جب حضرت حجت ظہور فرما کر شہداء کربلا کے خون کا بدلہ لینے لگیں تو انہیں باخبر کریں کہ حضرت عباسؑ کے خون کی ذمہ داری بنی حنفیہ پر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حضرت عباسؑ کے خون کا بدلہ لینا ہے۔ بے انتہا ضروری ہے (مائتین ص ۴۴۴ )



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



# حضرت عباسؑ کی شہادت کے بعد امام حسین علیہ السلام کا چہرہ اتر گیا

مورخین کا بیان ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے کسی قتل سے تاثر حاصل نہیں کیا۔یعنی آپ پر کسی کی شہادت کا زیادہ اثر نہیں ہوا۔البتہ حبیب ابن مظاہر کی شہادت کا اثر ہوا تھا۔مگر حضرت عباسؑ کی وجہ سے انہیں زیادہ پروا نہیں ہوئی۔مگر جب حضرت عباسؑ شہید ہوئے تو۔بان لانکسار فی وجہ الحسین فجلسین مھموصاًودموعہ تجری علی خدیجہ۔تو آپ کے چہرے پر مایوسی اور انکساری ظاہر ہوگئی۔اور آپ خاموش ہو کر نہایت غم اور الم کی حالت میں بیٹھ گئے اور آنسو آپ رخساروں پر جاری تھے۔فاتی الیہ ولدہ۔یہ دیکھ کر حضرت علی اکبرؑ حاضر ہوئے۔اور عرض پرواز ہوئے۔باباجان قتل عمی العباس فلا خیر لی فی الحیوۃ بعدہ ہمارے چچا عباسؑ قتل ہو چکے ہیں اب میں ان کے بعد زندہ نہیں رہ سکتا۔مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ پر سے قربان ہو جاؤں امام حسینؑ فرمایا۔بیٹا۔یہ کیوں کر ہو سکتا ہے۔حضرت علی اکبرؑ نے عرض کی باباجان اب تو یہ ہونا ہے۔اور مجھے آپ پر نثار ہونا لازمی ہے تاریخوں میں یہ بھی موجود ہے کہ حضرت عباسؑ کے شہید ہو جانے کے بعد۔تدافعت الرجال، دشمن بالکل بے لحاظ ہو کر ٹوٹ پڑے۔(دمعہ ساکبہ ص ۳۳۸، ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۲۹۲ )

# حضرت عباسؑ کے بارے میں امام حسینؑ سے امام زین العابدینؑ کا سوال



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



حضرت عباسؑ کے بعد حضرت علی اکبرؑ اور ان کے بعد جناب علی اصغر شہید ہو گئے۔اب آپ کا کوئی صغیرہ کبیرہ مددگار باقی نہ رہا۔آپ نے نظر اٹھا کر دیکھا تو بہتر شہید دکھائی دیئے۔بعدہ آپ کا خیمہ اہل حرم میں تشریف لائے اور آواز دی اے سکینہ ! اے فاطمہ !اے زینب!اے ام کلثوم! تم پر میرا اسلام ہو آخری ہو۔یہ سن کر جناب سکینہ نے چلا کہا اے بابا جان! کیا آپ نے موت کا فیصلہ کرلیا ہے ؟آپ نے فرمایا: بیٹی وہ شخص کیوں کر موت کا استقبال نہ کرے۔جس کا کوئی مددگار باقی نہ رہے؛جناب سکینہ نے عرض کی۔باباجان اگر آپ نے اپنی شہادت کا فیصلہ کر لیا ہے۔"تو ردنالی حرم جدنا"ہمیں نانا کے روضہ تک پہنچادیجئے۔"امام حسین علیہ السلام نے فرمایا۔ھیھات لو ترک القطالنامر؛افسوس! اے بیٹی! اگر قطا طائر چھوڑ دیا جاتا تو سو رہتا یعنی اے بیٹی! یہی تو ناممکن ہے یہ سن کر تمام عورتیں چیخ مار کر رونے لگیں۔امام حسینؑ نے سب کو خاموش کیا اور صبر کی تلقین فرمائی ۔علامہ محمد باقر تحریر فرماتے ہیں۔کہ جب امام حسین علیہ السلام پر عرصہ حیات تنگ ہو گیا ۔اور آپ تنہارہ گئے تو اپنے بھائیوں کے خیموں کی طرف تشریف لے گئے۔اور انہیں خالی پایا پھر اصحاب کے خیموں کی طرف تشریف لے گئے۔انہیں بھی خالی پایا تو بار بار۔لا حول والا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔فرمایا اور مخدرات عصمت کے خیمے کی طرف متوجہ ہوئے ۔اس کے بعد امام زین العابدینؑ کے خیمہ میں آئے اور ملاحظہ فرمایا کہ وہ ایک کھال پر پڑے ہیں اور جناب زینبؑ ان کی تیمارداری میں مشغول ہیں۔جب امام زین العابدین علیہ السلام کی نظر جناب امام حسینؑ پر پڑی تو آپ اٹھنے لگے مگر اٹھ نہ سکے۔پھر آپ نے جناب زینبؑ سے کہا کہ پھوپھی اماں مجھے اٹھا کر بٹھا یئے۔انہوں نے اپنے سہارے اٹھا کر بٹھایا اس کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام نے پوچھا کہ "بیٹا" تمہارا مرض اب کیسا ہے اور طبیعت کیسی



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ہے آپ نے عرض کی۔ بابا! خدا کا شکر ہے اس کے بعد امام زین العابدین نے امام حسین علیہ السلام سے پوچھا۔ بابا جان ان منافقوں کے ساتھ کیا ٹھیری۔ آپ نے فرمایا بیٹا! ان پر شیطان چھا گیا ہے اور جنگ جاری ہے اور سنوزمین مقتل خون سے رنگین ہو چکی ہے۔ فقال علی علیہ السلام یا اتباہ واین عمی العباس فلم اسالہ عن عمہ احنتقت زینب بعبر تھا وجعلت نظر الی اخیھا کیف یجیبیہ لانہ لم یخیرہ بشھادۃ عمہ العباس خوفاً لان یشتد مرضہ۔ یہ سن کر امام زین العابدین علیہ السلام نے پوچھا۔ بابا جان! میرے چچا عباس کہاں ہیں۔ ان کے اس سوال کے کرتے ہی زینب کی ہچکی بند گئی۔ اور وہ اپنے بھائی کی طرف دیکھنے لگیں۔ کہ بھائی اس اہم سوال کا کیا اور کیسے جواب دیں گے۔ اس لیے کہ امام حسینؑ شہادت عباس کو امام زین العابدینؑ سے چھپائے ہوئے تھے کیونکہ مرض کے بڑھ جانے کا اندیشہ تھا۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا۔ یبنیٰ ان عمک قد قتل، اے بیٹا! تمہارے چچا عباس قتل کر دیئے گئے۔ اور ان کے دونوں ہاتھ برلب فرات قطع کر دیئے گئے۔ فبکی علی ابن الحسین بکاء شدیداً یہ سن کر امام زین العابدین علیہ السلام اس بے قراری سے روئے کہ بے ہوش ہو گئے۔ تو پھر جب افاقہ ہوا تو ہر ایک کے متعلق پوچھنے لگے۔ امام حسین علیہ السلام پر ایک کے جواب میں فرماتے گئے۔ ''قتل'' بیٹا وہ بھی قتل ہو گئے۔ بالآخر امام حسین علیہ السلام نے فرمایا اے بیٹا ''لیس فی الخیام رجل الا انا وانت، اب خیمے میں میرے اور تمہارے سوا کوئی زندہ نہیں ہے تم جن کے متعلق پوچھو گے وہ سب قتل ہو چکے ہیں یہ سن کر امام زین العابدین علیہ السلام نے انتہائی شدت کے ساتھ رونا شروع کیا اور اپنی پھوپھی زینبؑ سے فرمانے لگے۔ پھوپھی جان میرا عصا اور میری تلوار دیجئے۔ امام حسینؑ نے پوچھا بیٹا! کیا کرو گے عرض کی عصا پر تکیہ کر کے تلوار سے لڑوں گا۔ اور آپ پر قربان ہو جاؤں گا۔ یہ سن کر امام حسینؑ نے ضمہ الی



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



صدرہ انہیں اپنے سینے سے لگا کر فرمایا:۔بیٹا! تم میرے بعد، خلیفہ الارض ہو۔ان سب کی نگرانی بھی تمہارے ذمے ہے (دمعہ ساکبہ ص ۳۴۴) اس کے بعد آپ نے زینبؑ سے فرمایا کہ بہن پرانا کپڑا دے دو۔تاکہ میں اسے اپنے تمام کپڑوں کے نیچے پہن لوں زینبؑ نے عرض کیا بھیا اسے آپ کس لیے پہنیں گے۔فرمایا بہن اس واسطے پہنوں گا کہ اسے میری شہادت کے بعد کوئی میرے جسم سے نہ اتارے۔اس کے بعد جناب زینب پرانے کپڑے لائیں۔آپ نے انہیں اور چاک کر کے سب کپڑوں کے نیچے پہن لیا۔یہ حال دیکھ کر۔فارتفعت اصوات النساء با لبکاء والنحیب، خیمہ اہل حرم میں کہرام عظیم برپا ہو گیا۔بعدہ امام حسینؑ ان سب کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر رخصت ہو گئے (ابصار العین ص ۲۸ و دمعہ ساکبہ ص ۳۴۰ مجمع النورین مجلس ۵۷ ص ۳۱۹

## امام حسینؑ کے گھوڑے کی رکاب جناب زینبؑ کے ہاتھوں میں

حضرت امام حسینؑ خیمہ سے برآمد ہو چکے ہیں اور آپ میدان میں جانا چاہتے ہیں آپ کی کمر ٹوٹ چکی ہے۔بازو شکستہ ہو چکے ہیں۔جسم سے اتنا خون نکل چکا ہے کہ اب آپ بلا اعانت گھوڑے پر سوار نہیں ہو سکتے۔کیا یہ برداشت کے قابل تھا کہ حسینؑ کو رخصت کرنے کے لیے کوئی مرد نہیں ہے کہ رکاب تھام کر سوار کرے۔علیؑ کی بیٹی یہ رسم فریضہ ادا کرتی ہیں۔شجاعان عالم اس بی بی کے قدم خاک اپنی آنکھوں میں لگائیں اور فخر کریں شہدائے عالم دیکھیں اور وجد کریں کوئی بے یار و مددگار بی بی جو اس کے بعد اپنے لیے دنیا کی مصیبتیں دیکھ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



رہی ہے اس فرض کو کس طرح ادا کرتی ہے (شہید کربلا ص ۲۰۱۳ ا طبع لکھنو ۱۳۵۸ھ
نعش عباسؑ پر خطِ صغرے حضرت امام حسینؑ مخدرات عصمت سے رخصت ہو کر میدان کی طرف روانہ ہو چکے ہیں اور آپ کے قدم مقتل کی طرف بڑھ رہے ہیں کہ ناگاہ ایک زائر نجف نظر پڑا۔اس نے قریب آکر پوچھا آپ کون ہیں اور یہ قتل و غارت کا کیا واقعہ ہے آپ نے حالات پر ہلکا سا تبصرہ کیا وہ قدموں پر گر پڑا۔آپ نے فرمایا تو جس کی زیارت کو نجف آیا تھا ہم انہی کے فرزند ہیں اس نے عرض کی مولا ! عباس ابن علیؑ کہاں ہیں؟ امام حسینؑ نے فرمایا۔وہ بھی قتل ہو چکے ہیں۔یہ سن کر زائر نجف نعرے مار کر رونے لگا۔اور امیر المومنینؑ کو مخاطب کر کے فریاد کرنے لگا۔مولا ! آیئے اور اپنے فرزندوں کی خبر لیجئے۔(ریاض الشھداء ص ۲۵۵ ) پھر امام حسینؑ اس مقام سے آگے بڑھ کر اس پہاڑی کی طرف جا رہے تھے۔جس پر علی اصغرؑ نے شہادت پائی تھی۔کہ دشمنوں نے زبردست حملہ کر دیا۔علامہ سماوی لکھتے ہیں کہ پھر امام حسین علیہ السلام نے شیر غضبناک کی طرح حملہ کیا۔اور آپ کے زخموں سے خون برابر جاری رہا۔لشکر والے حضرت کے سامنے سے بھاگتے پھرتے تھے پھر وہ اشقیا حضرتؑ کے خیموں کی طرف متوجہ ہوئے یہ دیکھ کر امام حسینؑ نے شمر کو آواز دی اور کہا اے آل ابی سفیان ! تمہاری غیرت و حمیت کیا ہو گئی ہے اگر تمہیں خدا کا خوف نہیں ہے تو کم از کم عرب کے دستور کا لحاظ کرو۔ارے جنگ ہم سے اور تم سے ہو رہی ہے میری زندگی میں خیام کو تاراج کرنا کوئی انسانیت نہیں ہے ارے شمر ! ہم اپنے لشکر والوں اور سرہنگوں کو منع کر۔اس کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام نے ایک زبردست حملہ کیا۔ادھر سے ان لوگوں نے بھی نیزہ و تیر و تلوار تیزی سے برسانا شروع کر دیا (ابصار العین ص ۲۹ ) علامہ شیخ جعفر شوشتری لکھتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام نے ان جفاکاروں کو متوجہ کر کے کہا



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



۔اگر تم ہم کو پانی نہیں دیتے۔اقلاً بایں زنہاآب دہید کم از کم غریب عورتوں کو پانی دے دو ۔مگر ادھر سے ایک ہی جواب تھا کہ پانی ایک قطرہ نہ دیا جائے گا۔(المواعظ وا لبکا ص ۱۰۹ علامہ سماوی لکھتے ہیں کہ حملوں کے درمیان میں آپ بار بار اتمام حجت کے لیے پانی طلب فرما رہے تھے۔تااینکہ آپ کو زخموں نے چور چور کر دیا۔اورآپ نے دم لینے کے لیے گھوڑے کو ٹھہرایا(ابصار العین ص ۲۹ ) اتنے میں آپ نے دیکھا کہ ایک سانڈنی سوار سامنے سے چلا آرہاہے آپ کی طرف منہ کرکے کھڑے ہوگئے وہ ناقہ سے اترا۔قریب پہنچااور پیروں پر گر پڑا۔امام نے فرمایا۔کہاں سے آئے ہو۔اور کیوں آئے ہو مسافر نے جواب دیا میں مدینے کا رہنے والا ہوں اور بنی فاطمہ کا غلام ہوں ایک روز دوپہر کے وقت جب گرمی غضب کی پڑ رہی تھی میں ایک گلی سے جارہا تھا میں نے یا حسینؑ یا حسینؑ کی جگر خراش آواز سنی میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو ایک لڑکی زمین پر بیٹھی حسینؑ حسینؑ کے نعرے لگا رہی تھی۔میں نے پاس جا کر پوچھا تو کون ہے اس کا دل بھر آیا وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اور کہا واسطہ خدا کا۔باپ سے بچھڑی ہوئی۔بھائیوں سے چھوٹی ہوئی صغریٰ کا خط باپ تک پہنچا دے(سیدہؑ کا لال علامہ راشد الخیری ورسالہ دہلی محرم ۱۳۵۱ھ ص ۵۴ ) علامہ قزدینی لکھتے ہیں۔کہ ناقہ سوار نے ایک خط حضرت امام حسینؑ کے ہاتھ میں دیا آپ نے اسے ملاحظہ فرمایا دیکھا کہ فاطمہ صغریٰ کا خط ہے کہ جس سے وعدہ کیا تھا کہ میں تمہیں جلد بلاؤں گا۔یہ خط دیکھ کر آپ کو سخت رنج پہنچا۔آپ اس خط کو لیے ہوئے خیمہ میں تشریف لائے اور زینب وام کلثوم،رقیہ اور رباب کو پکار کر کہا فاطمہ صغری کا خط آیا ہے۔ان عورتوں میں کہرام مچ گیا۔(ریاض القدوس جلد۱ص ۱۱۶ طبع ایران) بعض ارباب مقاتل لکھتے ہیں کہ حضرت امام حسینؑ اس کو لیے ہوئے حضرت عباسؑ اور علی اکبرؑ کی لاش پر آئے۔اور پکار کر کہا۔اے عباسؑ! تمہاری



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



بھتیجی فاطمہ صغرا کا خط آیا ہے اس نے تمہاری شکایت لکھی ہے کہ تم اس کو لانے کے لیے نہیں گئے۔ یہ کہہ کر بے انتہا روئے اور آنسو پونچھتے ہوئے واپس آئے۔ (فضائل الشہداء باب ۲ فصل ۸ ص ۱۰۵ ) علامہ قزدینی لکھتے ہیں کہ وہ قاصد ملائکہ میں سے تھا یہی وجہ ہے کہ وہ جانتا تھا کہ امام حسینؑ کربلا میں ہیں اور جلد سے جلد کربلا پہنچ گیا کیونکہ بشر کے لیے یہ ناممکن تھا کہ وہ اتنی جلدی کربلا پہنچ جاتا۔ (ریاض القدس جلد ا ص ۱۱۶ ) مولانا آغا مہدی صاحب بھی صحت روایت کی تائید کی ہے (شہزادہ علی اصغر ص ۱۰۸ ) علامہ قزدینی لکھتے ہیں ہیں کہ جواب نامہ معلوم نیست کہ دادہ شدہ باشد، کہ خط کا جواب دیا جانا معلوم نہیں ہوتا میں کہتا ہوں کہ بقول شاعر (مولانا فیاض حسین واعظ مبارک پوری) البتہ قدرتی نامہ پر کبوتروں نے اپنے پروں کو خون حسینؑ سے تر کے بعد شہادت مدینہ پہنچ کر شہادت حسینؑ کی خبر دی (روضتہ الشہداء وناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۳۴۷

## حضرت امام حسینؑ کا گھوڑے سے گرنا اور عباسؑ کو پکارنا

مسٹر جمیس کارکرن اپنی تاریخ چین دفتر دوم جلد ۲ باب ۱۶ میں لکھتے ہیں کہ امام حسینؑ جن کی بہادری کے سامنے رستم کا نام لینا تاریخ سے ناواقفیت کی دلیل ہے کربلا کے میدان میں آٹھ قسم کے دشمنوں میں گھرے ہوئے تھے چاروں طرف فوج، دو دشمن بھوک اور پیاس ،دو دشمن دھوپ اور ریگ گرمی کی تپش اس کے باوجود کمال دلیری اور انتہائی بہادری کا ثبوت دیا" تاریخ بتا رہی ہے کہ حضرت عباسؑ کی شہادت کے بعد دشمنوں نے آپ پر یورش کر دی ہے اور آپ کو قتل کر دینے کی سعی پیہم میں لگے ہوئے ہیں۔ مورخین کا بیان ہے کہ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



واقعہ صغریٰ کے بعد آپ واپس تشریف لائے دفعتہ ایک پتھر آپ کی پیشانی مبارک پر آگا اور خون جاری ہوا۔خون پونچھنے کے یے حضرت نے رومال نکالا تھا کہ ایک تیر سہ پہلو زہر میں بجھا ہوا سینہ اقدس پر لگا۔اور پشت مبارک کی طرف سے نکل گیا اس زخم سے فوارے کی طرح خون جاری ہوا۔اور اب حملہ کی طاقت حضرت میں باقی نہ رہی۔اور اسی جگہ آپ ٹھہر گئے یہ دیکھ کر شمر شقی پکارا کیا۔دیکھتے ہو۔حضرت کا کام تمام کر و یہ سننا تھا کہ صالح بن وہب مرفی نے حضرت کے پہلو پر نیزہ مارا۔اور حضرت گھوڑے سے زمین پر داہنے رخسار کے بل یہ کہتے ہوئے گرے۔بسم اللہ و باللہ و علی ملۃ رسول اللہ، گرنے کے بعد حضرت پھر اٹھ کھڑے ہوئے اب درعہ ابن شریک ملعون نے بائیں شانے پر تلوار لگائی اور کسی دوسرے نے بھی تلوار ماری۔اور حضرت پھر زمین پر گر پڑے۔اتنے میں سنان ابن انس معلون نے حضرت ہنسلی پر نیزہ مارا۔پھر دوسرا نیزہ سینہ اقدس پر لگایا اس صدمہ سے حضرت اٹھ بیٹھے اور خون چلو میں لے کر منہ پر مل لیا پھر مالک ابن نسر کندی ملعون نے سر پر تلوار لگائی (ابصار العین ص ۲۹ طبع حیدر آباد خلاصتہ المصائب ص ۱۱۴ ) ابو مخنف کا بیان ہے کہ جب آپ گھوڑے سے تشریف لائے۔فبکی بکاء عالیا دے،تو باآواز بلند روئے اور واعباسا،عباس علمدار کو پکارا۔اے عباسؑ! میری مدد کو پہنچو،اے عباس! تم کہاں چلے گئے کہ مجھ پر یہ مصیبت نازل ہوگئی۔(منتقل ابی مخنف ص ۷۶ ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۳۰۴ طبع بمبئی )

## امام حسین علیہ السلام کا جب کوئی عضو کٹتا تو عباسؑ کو پکارتے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



## تھے

علمائے تاریخ کا بیان ہے کہ دشمنوں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے جسم کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا پھر وقت آیا کہ آپ کے سینے پر شمر سوار ہو گیا۔آپ نے فرمایااے شمر ! از سینہ من خیز کہ وقت نماز است اے شمر، میرے سینے سے اٹھ جاتا کہ میں روبقبلہ ہو کر نماز آخر ادا کرلوں۔ شمر سینے سے اترا آپ سجدے میں تشریف لے گئے شمر نے پس گردن سے سر مبارک جدا کر دیا(روضتہ الشہداء ص ۳۷۷ ) ابو محنف کا بیان ہے۔ کلما قطع عضونادی ؛امام حسین علیہ السلام کا جب کوئی عضو بدن کٹتا تھا تو آپ عباسؑ علمدار کو آواز دیتے تھے ۔اے عباس ! خبر لو حسینؑ مصیبت میں مبتلا ہوئے۔ مقتل ابی محنف ص ۷۷ ۳ طبع ایران )

## خیام اہل بیت میں آگ کا لگنا اور بیبیوں کا حضرت عباسؑ کو پکارنا

حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد دشمنان اسلام خیمائے اہل حرم کی طرف متوجہ ہو گئے خیموں میں آگ لگادی اور طنابوں کو تلوار سے کاٹ دیا۔عورتوں کے لباس اور زیورات دشمن اتارنے لگے۔ بچوں کو طمانچے مارے۔نوک نیزہ سے اذیتیں دیں۔ عورتوں اور بچوں کی پشت پر تازیانے لگائے۔امام زین العابدین علیہ السلام کے نیچے جو چمڑے کا ایک بستر تھا۔اسے گھسیٹ لیا۔(نور العین ص ۷۴ ) اس وقت مخدرات عصمت کی یہ حالت تھی کہ ”یلتفتن شمالا ویمیناً“ وہ گھبرا کر داہنے بائیں دیکھتی تھی۔نہ امام حسینؑ نظر آتے تھے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



نہ حضرت عباسؑ دکھائی دیتے تھے۔(صاحب ریاض الا حزان لکھتے ہیں کہ اس وقت کے ہنگامے میں حضرت زینب کے حواس پریشان تھے اور وہ گھبرا گھبرا کر ''فنادت یا الحسین ویا للعباس۔اے بھیا حسینؑ اور اے بھیا عباسؑ آؤ اور ہماری خبر لو۔ہم پر دشمن چھائے ہوئے ہیں اور ہمیں ستارہے ہیں مگر اللہ اکبر ان غریبوں کا کوئی پریشان حال تھا۔اور نہ خبر گیر (ریاض القدس جلد ا ص ۱۸۱ طبع ایران)

## شب یازدہم مخدرات عصمت کی پریشانی اور حضرت عباسؑ کی یاد

مورخین کا بیان ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد اسپ وفادار نے خون حسینؑ میں اپنی پیشانی رنگین کرکے خیام اہل بیت تک سنانی پہنچائی جس کی وجہ سے خیام اہل حرم میں کہرام عظیم برپا ہوگیا۔ابھی یہ غم زدہ رو ہی رہے کہ دشمنوں نے خیام کا رخ کر لیا اور پہنچتے ہی خیام میں آگ لگادی اور سامان لوٹنا شروع کردیا۔اہل حرم فریاد وفغان کی آوازیں بلند کررہے تھے اور کوئی فریاد اس اور پرسان حال نہ تھا تمام بیبیوں کے سروں سے چادریں چھین لیں فاطمہ بنت حسینؑ اور حضرت ام کلثوم کے پیروں سے چھاگلیں اتار لیں اور حضرت زینب کے کانوں سے گوشوارے کھینچ لیے سید سجاد کے نیچے سے بستر کھینچ کر زمین پر ڈال دیا۔غرضیکہ ایک ایسا حشر برپا کردیا گیا۔جو کبھی کسی کے ساتھ روا نہیں رکھا گیا ان حالات کو دیکھ کر دشمن کی ایک عورت سے نہ رہا گیا جو قبیلہ بکر ابن دائل کی تھی۔اس نے ایک تلوار کا ٹکڑا لے کر ان مخالفوں پر حملہ آور ہوئی جو آل رسولؐ کو لوٹ رہے تھے بعض



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



روایتوں میں ہے کہ ایک بچے کے کرتے میں آگ لگی ہوئی تھی اور وہ باہر کی طرف بھاگ رہا تھا جیسے جیسے ہوا لگتی تھی آگ بھڑکتی جاتی تھی۔ یہ حال دیکھ کر ایک دشمن نے ترس کھایا ۔اور بڑھ کر دامن سے آگ بجھادی اس نونہال نے جب اسے اپنے پر مہربان پایا تو کہنے لگا کہ اسے شیخ ہمیں نجف کا راستہ بتادے اس نے کہا کہ اے فرزند اس کمسنی میں نجف کا راستہ کیوں پوچھتے ہو۔ فرمایا میں اپنے نانا کے پاس جاکر ان کے سامنے فریاد کروں گا۔ صاحب توضیح عزا نے اس واقع کو حضرت سکینہ کے متعلق تحریر فرمایا ہے جیسا کہ آگے آتا ہے میرے نزدیک اس قسم کے واقعہ کا دونوں کے بارے میں ہونا قرین قیاس ہے۔ الغرض ظلم وجود کی انتہا ہو رہی تھی۔ کسی بی بی کی پست پر تازیانے لگائے جارہے تھے کسی کے رخسار پر طمانچے مارے جارہے تھے کسی کی پشت ہیں نیزے کی آنی چھبوئی جارہی تھی۔ جب سب کچھ لوٹا جاچکا۔ خیمے جل چکے اور رات آگئی تو وہیں کے جلے بھنے دانوں سے اور بروایتے حر کی بیوی دانہ پانی لائی اور فاقہ شکنی کی گئی۔ اس کے بعد حضرت زینبؑ نے حضرت ام کلثوم سے فرمایا کہ بہن اب رات ہو چکی ہے تم سب بچوں کو ایک جگہ جمع کرو۔ میں رات بھر پہرہ دوں گی حضرت ام کلثوم نے سب بیبیوں بچوں اور بچیوں کو جمع کیا لیکن انہیں جناب سکینہ نہ ملیں آپ نے علیا جناب زینبؑ سے عرض واقعہ کیا حضرت زینب مقتل کی طرف حضرت سکینہ کو تلاش کرنے کے لیے نکلیں۔ ایک نشیب سے حضرت سکینہ کے رونے کی آواز آئی۔ جاکر دیکھا کہ سکینہ باپ کے سینے سے لپٹی ہوئی گریہ وزاری کررہی ہیں جناب زینبؑ! انہیں خیمہ میں لے آئیں۔۔ اور جناب ام کلثوم کے حوالے کر کے طلایہ پھرنا شروع کردیا۔ (دمعہ ساکبہ) رات کا کافی حصہ گذرنے کے بعد جناب زینبؑ نے دیکھا کہ ایک سوار گھوڑا بڑھائے چلا آرہا ہے آپ نے آگے بڑھ کر اس سے کہا کہ ہم آل رسولؐ ہیں ہمارے چھوٹے بڑے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



بوڑھے جوان حتیٰ کہ بچے تک شہید کردیئے گئے ہیں اور ہمارا سارا سامان لوٹا جا چکا ہے اب ہمارے کچھ بچے جو بچ رہے ہیں روتے روتے سو گئے ہیں اے سوار اگر تجھے ہمارا پھر لوٹنا منظور و مقصود ہے تو صبح کو آجانا اور جو کچھ ہمارے پاس بچ رہا ہے اسے لوٹ لینا۔ خدارا اس وقت واپس چلا جا۔ لیکن سوار نے ایک نہ سنی اور قدم فرس برابر بڑھاتا ہی رہا۔ آخر جناب زینبؑ بھی شیر خدا کی بیٹی تھی۔ انہیں جلال آگیا۔ آگے بڑھ کر لجام فرس پر ہاتھ ڈال دیا اور فرمایا کہ میں کیا کہتی ہوں اور تو کیا کرتا ہے یہ حال دیکھ کہ سوار گھوڑے سے اتر پڑا اور زینبؑ کو سینے سے لگا کر کہنے گا اے بیٹی تو نے مجھے نہ پہنچانا میں تیرا باپ علیؑ ہوں۔ اے بیٹی میں تیری حفاظت کے لیے آیا ہوں۔ حضرت زینبؑ نے فریاد۔ و فغان شروع کردی۔ اور تمام واقعات بیان کیئے (کتاب چودہ ستارے ص ۱۹۰ طبع لاہور) علامہ شیخ علی قرنی لکھتے ہیں کہ جب رات آگئی تو عمر بن سعد نے حکم دیا کہ لشکر کا ایک دستہ خیام کے گرد ڈیرہ ڈال دے۔ لئلا یخرج منھم احد تا کہ کوئی خیمہ سے باہر نہ جانے پائے۔ فاصبحن اہل اخیام فی ہذہ اللیلۃ خائفن، وہ خیمے والیاں ساری رات خوف کے عالم میں رہیں اس وقت حضرت زینبؑ حضرت عباسؑ اور دیگر بہادروں کو یاد کر کے فرماتی تھیں۔ (کتاب منہاج الدموع ص ۳۵۴ طبع قم ۱۳۴۱ھ)

## جناب سکینہ کا عباسؑ کو پکارنا

حمید ابن مسلم کا بیان ہے کہ جب خیموں میں آگ لگی ہوئی تھی میں نے ایک بچی کو دیکھا جس کی عمر تین سال کی ہوگی۔ کہ وہ ایک جانب کو دوڑ رہی ہے اور اس کے دامن میں آگ لگی ہوئی ہے اور اس کے کانوں سے خون جاری ہے جیسے جیسے وہ دوڑتی ہے آگ بھڑکتی جاتی ہے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



اور وہ ان لفظوں میں فریاد کرتی ہے ' یااتباہ باعماہ یاخاہ، اے بابا حسینؑ اے چچا عباسؑ، اے علی اکبرؑ، ہماری خبر لو، میں نے دوڑ کر اس کے دامن کی آگ بجھادی اور اس سے پوچھا۔ من انت یا صغیرۃ اے بچی ! تیرا کیا نام ہے۔ فقالت انا سکینۃ بنت الحسین۔ اس نے کہا سکینہ بنت حسینؑ ہوں (توضیح عزا مجلس ۵۵ ص ۳۰۸ ) علامہ شیخ علی قرنی کہتے ہیں کہ جناب سکینہ بنت الحسینؑ حضرت عبداللہ بن حسن سے منسوب تھیں۔ (مہناج الدموع ص ۳۳۷ واغانی ابوالفرج )

## مخدرات عصمت کی کربلا سے روانگی اور حضرت زینبؑ کا حضرت عباسؑ کو پکارنا

عاشورے کا دن گذرا۔ رات اور اپنے مخصوص حالات کے ساتھ گذر گئی۔ یہاں تک کہ صبح ہوئی آقائے دربندی لکھتے ہیں کہ صبح ہوتے ہی عمر بن سعد نے حکم دیا کہ امام حسین علیہ السلام کے اہل بیت کو بلا محمل و کجاوہ کے ناقہ پر سوار کیا جائے۔ یہ سن کر ابن سعد کے لشکری آ حاضر ہوئے اور عورات بنی ہاشم کو گھیر لیا۔ اور کہا کہ جلد سے جلد سوار ہو جاؤ ناقے آگئے ہیں یہ دیکھ کر جناب زینبؑ نے فرمایا۔ عمر سعد ہم رسول مقبولؐ کی عزت ہیں اپنے لشکریوں سے کہہ دے کہ یہ ہٹ جائیں ہم ایک دوسرے کو سوار کر لیں گے۔ وہ ہٹ گئے زینبؑ وام کلثوم ناقوں کے قریب آئیں اور چاہا کہ سوار ہو جائیں مگر ممکن نہ ہو سکا۔ پھر آپ نے داہنے بائیں نظر کی تو زمین کربلا پر جسم اور نیزوں پر سر نظر آئے ''فصرخت و قالت واغرتباہ واخاہ واحسیناہ واعباساہ'' یہ دیکھ کر زینبؑ چلا کر روئیں اور کہنے لگیں۔ بھیا حسینؑ اٹھو بھیا عباسؑ آؤ۔ آکر



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



زینب کو سوار کرو۔ یہ حال ملاحظہ فرما کر حضرت امام زین العابدینؑ اپنے مقام سے اٹھے اور کانپتے ہوئے ناقہ کے قریب آبیٹھے اور کہا پھوپھی اماں آپ میرے گھٹنوں پر ماؤں رکھ کر سوار ہو جائے۔ زینبؑ نے سوار ہونا چاہا۔ مگر امامؑ بار نہ اٹھا سکے اور گر پڑے شمر نے تازیانہ علم کیا کیا ور امام زین العابدین کے پشت پر لگایا۔ آپ رو پڑے اور زینبؑ بھی رونے لگیں۔ اس کے بعد فضہ سامنے آئیں اور انہوں نے حضرت زینبؑ کو سوار کیا پھر امام علیہ السلام کو ایک برہنہ پشت ناقہ سوار کیا۔ اور چونکہ وہ سنبھل نہ سکتے تھے لہٰذا ان کے دونوں پاؤں ناقہ کی پشت سے باندھ دیئے گئے (اسرار الشہادت ص ۳۶۷ )

◈ ◈ ◈

## جناب ام کلثومؑ نعش حضرت عباسؑ پر

اسی حال میں اہل حرم حسینؑ کو لے کر دشمن روانہ ہوئے روانگی کا راستہ دشمنوں نے مقتل کی طرف قرار پایا۔ سرہائے شہیداء آگے آگے اور ان کے پیچھے اہل حرم کے ناقے تھے جب یہ قافلہ قتل گاہ میں پہنچا تو جناب ام کلثوم دوڑ کر نعش حضرت عباسؑ سے لپٹ گئیں اور بے پناہ گریہ کرنے لگیں۔ مفتاح الجنتہ ص ۱۶۵ طبع بمبئی۔ غرضیکہ یہ لٹا ہوا قافلہ داخل دربار کوفہ اور مسجد سے متصل قید خانہ میں مقید کر دیا گیا۔ (جلاء العیون )

◈ ◈ ◈

## حضرت عباس علیہ السلام کا سر گھوڑے کی گردن میں

کربلا سے روانگی کے وقت سرہائے شہیداء کو نیزوں پر بلند کیا گیا۔ لیکن حضرت عباسؑ کا سر مبارک بالکل ہی چور تھا۔ اور وہ نیزے پر رک نہ سکتا تھا۔ اس لیے اسے گھوڑے کی گردن



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



میں لٹکایا گیا تھا۔ یہ اور بات ہے کہ داخلہ شام کے وقت اسے کسی صورت سے نیزہ پر بلند کیا گی۔ قاسم ابن اصبغ بن بناتہ مجاشعی کی روایت سے یہ واضح ہے کہ آپ کا سر لٹکانے والا حرملہ بن کاہل اسدی تھا۔ جسے آپ یوم شہادت سے اس کی تاحیات عذاب جہنم سے معذب کرتے رہے۔ اسی وجہ سے وہ سیاہ فام ہو گیا تھا۔ علامہ سماوی لکھتے ہیں کہ اس کے معذب ہو نے کی داستان اسکی بیوی نے اپنے ہمسایوں سے بیان کی ہے اور لوگوں سے اس نے خود بھی مجبوراً بیان کیا ہے۔ وہ نقاب پوش رہتا تھا۔ وصات علی اقبح حال ،اور بری طرح مرا ۔البصار العین ص ۴۹۔ اسرار الشہادت ص ۳۳۷۔ انوار الشہادت ص ۶۲ ، مائتین ص ۴۶۰ ، کبریت احمر جلد ۱ ص ۱۱۲، مجالس المتقین مجلس ۹، تحفہ حسینیہ جلد ۱ ص ۲۴۷، دمعہ ساکبہ ص ۴۳۸ )

## حضرت عباس علیہ السلام کی تدفین

علامہ اسفرائنی تحریر فرماتے ہیں کہ محرم کی گیارہوں تاریخ بوقت صبح عمر بن سعد نے اپنے تیس ہزار مقتولین پر نماز پڑھی۔ اور انہیں دفن کیا (نور العین ص ۷۴ ) اور فرزندان رسولؐ اور حامیان اسلام کے لاشے یونہی پڑے رہے۔ امام زین العابدین علیہ السلام جو امام حسینؑ کی شہادت کے بعد حجت خدا اور امام زمانہ تھے وہ اسی دن کوفہ کے دربار اور پھر قید خانہ میں پہنچ گئے معصوم کی نماز اور تدفین معصوم کے سوا کوئی اور نہیں کر سکتا اس لیے امام زین العابدین بحکم خدا باعجاز امامت قید خانہ سے کربلا واپس تشریف لائے اور آپ نے تمام شہداء پر نماز پڑھ کر ان کو دفن کیا مورخین کا بیان ہے کہ امام زین العابدینؑ اس وقت کربلا پہنچے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



۔جب بنی اسد وہاں پہنچ کر لاشوں کی حالت سے حیران تھے کہ کیوں کر تدفین کریں۔جب آپ پہنچ گئے تو آپ نے ان کی مدد سے سب کو دفن فرمایا۔امام حسینؑ اور حضرت عباسؑ کی تدفین میں آپ نے کسی کو شریک نہیں کیا علامہ محمد باقر فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسینؑ کو تن تنہا قبر میں اتارا۔اور اپنے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا۔اس کے بعد آپ نے اپنار خسار امام حسینؑ کی کٹی ہوئی گردن پر رکھ دیا۔اور رونے لگے۔پھر اپنے اہاتھ سے مٹی ڈالی اور قبر بند کرکے اپنی انگلی سے اس پر لکھا یہ حسین ابن علی ابن ابی طالب علیہم السلام کی قبر ہے اس کے بعد بنی سد کو ہمراہ لے کر شط فرات پر پہنچے اور ایک بالکل پارہ پارہ لاش سے لپٹ کر رونے لگے اور کہتے جاتے تھے اے قمر بنی ہاشم آپ پر میرا اسلام ہو۔پھر بنی اسد کو قبر تیار کرنے کا حکم دیا۔اور تن تنہا قبر میں اتار کر لحد بن کردی۔اور بنی اسد کو حکم دیا کہ دیگر دونوں لاشوں کو آپ ہی کے نزدیک دفن کریں۔بعدہ آپ گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہونے لگے ۔تو بنی اسد نے آپ کو گھیر لیا۔اور عرض کی آپ فرمائیں آپ ہیں کون آپ نے اس کا جواب نہ دیا۔اور یہ فرمانے لگے کہ پہلا گڑھا اس میں خود امام دفن ہیں اور حضرت کی قبر کے متقل پائنی کی جانب آپ کے فرزند علی اکبرؑ کی قبر ہے۔اور دوسرے گڑھے میں آپ کے اصحاب دفن ہیں لیکن جو قبر علیحدہ بنی ہے وہ حبیب ابن مظاہر کی ہے اور جو قبر ترائی میں ہے اس جوان کی ہے جو زخموں سے چور چور تھا۔وہ عباسؑ بن علیؑ کی قبر ہے۔اور ان کے گرد وجود و لاشیں تھیں وہ بھی اولاد علی بن ابی طالب کی ہیں یہ سب کچھ بتا کر آپ نے فرمایا کہ میں علی بن الحسینؑ ہوں۔قید خانہ کوفہ سے آیا ہوں اور واپس جا رہا ہوں اس کے بعد وہ غائب ہو گئے (اسرار الشہادت ص ۴۵۰،دمعہ ساکبہ ص ۳۵۵،مائتین ص ۳۹۵،کبریت احمر ص ۱۲۴،قمر بنی ہاشم ص ۵۸،ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۳۱۸ )



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



# مخدرات عصمت کا کوفہ سے روانہ ہو کر شام پہنچنا اور جناب سکینہ اور امام زین العابدینؑ کا جناب عباسؑ کو پکارنا

دربار کوفہ میں سر حسینؑ اور مخدرات کی جو توہین کی گئی۔ وہ تاریخ میں موجود ہے مورخین کا بیان ہے کہ چند دن کوفہ میں گزرنے کے بعد مخدرات عصمت و طہارت اور سرہائے شہداء کو امام زین العابدینؑ کے ساتھ شام کے لیے روانہ کر دیا گیا۔ یہ تباہ حال قافلہ حسینی اس طرح روانہ کیا گیا۔ کہ آگے آگے سرہائے شہداء ان کے پیچھے مخدرات عصمت تھیں۔ علامہ قائینی فرماتے ہیں کہ سروں میں حضرت عباسؑ کا سر سب سے آگے اور امام حسین علیہ السلام کا سر سب سے پیچھے تھا۔(کبریت احمر ص ۱۲۰) علامہ سپہر کاشانی کی تحریر سے مستفاد ہوتا ہے کہ ان حضرات کی روانگی کا اندازہ یہ تھا کہ راستے میں جابجا جناب زینبؑ خطبہ فرماتی تھیں۔ جناب ام کلثومؑ مرثیہ پڑھتی تھیں۔ جناب سکینہؑ ''نحن سبایا آل محمدؐ'' کہتی تھی اور امام حسین علیہ السلام کا سر تلاوت سورہ کہف کرتا تھا۔(ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۳۵۰) ابو مخنف کہتے ہیں کہ اس قافلہ کا شام میں باباخیزران سے داخلہ ہوا۔ جب جناب سکینہؑ کی نظر سر عباسؑ پڑی جو قسعم جعفی اٹھائے ہوئے تھا تو آپ نے وعباساہ کہہ کر آواز دی (مقتل ابی مخنف ص ۳۸۳) ترجمہ:۔ مجھے ملک شام میں اس طرح کھینچ رہے ہیں گویا میں ایسا حبشی غلام ہوں جس کا کوئی بھی حمایتی نہیں۔ میرے نانا تمام کائنات کے رسولؐ ہیں اور میرے بزرگ امیر المومنین ان کے وزیر ہیں کاش میں نہ دمشق دیکھتا اور نہ یزید مجھے شہر بہ شہر قیدی بنا ہوا دیکھتا۔(ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۳۵۱) مقتل ابی مخنف ص ۳۸۳) مقصد یہ ہے کہ جب



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ان حضرات کی نظر سر عباسؑ پر پڑی تو فریاد کی اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس سے قبل آپ کا سر نوک نیزہ پر نہ تھا۔ بلکہ گھوڑے کی گردن ہی میں معلق تھا۔اور اب کسی صورت سے نوک نیزہ پر لا یا گیا۔اس کے بعد یزید نے جناب زینبؑ سے دربار میں کلام کرنا چاہا(روضۃالشداء) ایک شامی نے جناب سکینہ کو اپنی کنیزی میں لینے کی خواہش کی (لہوف ص ۱٦٧ ) نیز امام حسین علیہ السلام کے لب و دندان کے ساتھ بے ادبی کی گئی ۔(صواعق محرقہ ) اور مخدرات عصمت کو ایسے قید خانہ میں داخل کر دیا گیا جس میں کسی قسم کوئی چھت نہ تھی جو انہیں سردی اور گرمی سے بچا سکتی جس کا اثر ان کے چہروں پر نمایاں تھا۔(لہوف ص ١٦٨ )

## حضرت عباس علیہ السلام کے قتل کا اِدعا

علامہ کنتوری لکھتے ہیں کہ چونکہ حضرت عباسؑ کا قتل بہت دشوار تھا اس لیے یزید نے ان کے قاتل کے واسطے خاص انعام رکھا تھا یہی وجہ ہے کہ جب سرہائے شہداء داخل دربار شام کئے گئے تو۔کان یدعی واحد واحد بینھم انہ قتلہ لاخذ الجائزۃ، ہر شریک جنگ حصولِ جائزہ کے لیے حضرت عباسؑ کے قتل کا ادعا کرتا تھا۔(مائتین ص ٤٤٥)

## حضرت عباس علیہ السلام کے گھوڑے کی وفاداری کا مظاہرہ شام میں

گھوڑے کا بااحساس ہونا مسلم ہے امام ابو اسحاق اسفرائنی اور علامہ قندوزی حضرت امام حسینؑ کے گھوڑے کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کی شہادت کے بعد آپ کا گھوڑا اپنی پیشانی



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



خون میں تر کر کے مخدرات کو خبر شہادت دینے گیا۔اس کے بعد واپس آکر دشمنوں پر حملہ آور ہوا۔اور حضرت کے قدموں سے آنکھیں مل کر نہر فرات میں جاڈوبا۔اب قیامت میں امام مہدی آخر الزماں کے زیر ران ہو گا۔(نورالعین ص ۴۷ و ینابیع المودة ص ۳۰۰ ) حضرت عباسؑ کے گھوڑے کے متعلق صاحب حدیقة الاحزان لکھتے ہیں کہ حضرت عباسؑ کی شہادت کے بعد عمر سعد نے آواز دی۔خذوہ واقبضوہ حضرت کے گھوڑے کو پکڑ کر اپنے قبضہ میں کر لو۔چنانچہ انہوں نے اسے گرفتار کر لیا پھر یہاں سے واپس جا کر فاھداہ الی یزید نحوالشام یزید کے پاس ہدیہ بھیج دیا وہ بہت خوش ہوا۔ارادان یرکب علیہ ،یزید کے چاہا کہ سوار ہو مگر اس نے سواری نہ دی۔پھر اس نے حکم دیا کہ اس جانور کو میرے اصطبل میں بطور یادگار رکھا جائے چنانچہ وہ وہاں رہا۔اور کبھی کبھی برآمد کیا جاتا رہا۔بروایت عین ا لبکاء ایک دن یزید کی سواری قید خانہ کی طرف سے گزری جناب سکینہؑ نے اسے پہچان لیا۔اور وہ پکارا وہ جانور جناب سکینہؑ کے قریب جا پہنچا۔سکینہؑ اپنے چچا کو یاد کر کے رونے لگیں۔بالآخر اسی غم میں اس نے دانہ پانی چھوڑ دیا اور یزید کے اصطبل میں مر گیا۔اور یزید نے اسے دفن کرا دیا۔(تلخیص المصیبتہ ص ۲۶۵ طبع لکھنؤ )

## دمشق میں شہدائے کربلا کا ماتم اور آغوش ام کلثوم میں سر عباسؑ

اہل حرم نے قید خانہ شام میں ایک سال گزارا۔دوران قیام میں جناب سکینہؑ نے انتقال فرمایا۔بالآخر وہ وقت آیا کہ ہندہ نے رسول اکرمؐ کو خواب میں دیکھا۔اور یزید کو لعنت ملامت



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



کی۔یزید نے امام زین العابدینؑ کو دربار میں بلا کر کہا کہ اب تم لوگ رہا کئے جاتے ہو۔اب تمہاری مرضی پر منحصر ہے چاہے شام میں رہو یا مدینہ چلے جاؤ۔آپ نے فرمایامیں اپنی پھوپھی جان جناب زینبؑ سے جو ہماری سربراہ ہیں۔دریافت کرکے جواب دوں گا۔جناب زینبؑاورام کلثومؑ نے امام زین العابدین سے جواب میں فرمایا۔کہ بیٹا یزید سے کہہ دو کہ جب ہمارے اعزا قتل ہوئے ہیں۔ہمیں رونا نصیب نہیں ہوا۔پہلے ہمارے لیے ایک مکان خالی کرادے۔کہ ہم اس میں اپنے بھائی اوران پر قربان ہونے والوں کو جی بھر کررولیں۔پھر جہاں جاناہوگا۔چلے جائیں گے۔یزید نے اسیمنظور کیا۔اورایک مکان شہدائے کربلا کے ماتم کی خاطر خالی کرادیا۔مخدرات عصمت اس مکان میں اپنے اعزاکا غم منانے اور ماتم کرنے کے لیے چلی گئیں۔جب شام کی عورتوں کو معلوم ہوا۔تو تمام گھروں سے عورتیں سیاہ لباس میں حاضر خانہ ہوگئیں۔اور قیامت خیز ماتم ہونے لگا۔اسی دوران میں جناب زینبؑ نے یزید سے کہلا بھیجا کہ میرے بھائی حسینؑ اوران پر قربان ہونے والے عزیزوں کے سر بھی دے دے۔یزید نے سر ہائے بنی ہاشم بھجوادیئے۔جب ان بیبیوں نے اپنے وارثوں کے سرہائے بریدہ آتے ہوئے دیکھے۔منہ پر طمانچے مارنے لگیں۔اپنے گریبان چاک کردیئے۔اور روتی پیٹتی استقبال کو دوڑیں۔ام لیلیٰ نے علی اکبرؑ کا سر ام فردہ نے قاسم کا سر۔رباب نے علی اصغرؑ کا سر اپنی اپنی گود میں لے لیا۔سنتا ہوں کہ جب عون و محمد کے سر آئے۔جناب زینبؑ نے منہ پھیر لیااور کہاارے میرے بھائی کا سر لاؤ۔صاحب بحر المصائب لکھتے ہیں۔پھر امام حسینؑ کا سر آیا۔زینبؑ نے بڑھ کرآغوش میں لے لیا۔منہ پر منہ رکھ دیا۔فریاد وفغان کرنے لگیں۔آپ فرماتی تھیں ۔اے میرے بھائی اے میرے چاندارے تم کمال سے پہلے روال میں چلے گئے۔اور تمہارے چلے جانے سے میری امیدوں کی صبح تاریک ہوگئی۔اس کے بعد حضرت عباسؑ کا سر آیا۔جناب



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ام کلثوم آگے بڑھیں، اور اسے اپنی آغوش میں لے کر بے پناہ گریہ کرنے لگیں۔(توضیح عزا ص ۳۷۱)اس کے بعد روانگی کا فیصلہ ہوا۔ لٹا ہوا سامان امام زین العابدینؑ کی خواہش پر لایا گیا۔ جس میں حضرت عباسؑ کا علم بھی تھا۔ جناب زینبؑ کی اس پر جونہی نظر پڑی۔ بے ساختہ رونے اور فریاد کرنے لگیں۔ توضیح عزا مولفہ شیخ حسین بخش ص ۳۸۲، طبع دہلی ۱۲۲۷ھ)

## حسینی قافلہ کی کربلا کو روانگی

دمشق قافلہ کے خانہ خالی ہیں محذرات عصمت نے شبانہ روز شہدائے کربلا پر نوحہ و ماتم کیا۔ اس کے بعد ایک راہبر کی ہمراہی میں سرہائے شہداء سمیت کربلا کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور ۲۰ صفر ۶۲ ہجری یوم چہلم کو وہاں پہنچ کر قبر مطہر کی زیارت فرمائی نوحہ و ماتم کیا۔ اور سرہائے شہداء کو جسموں سے ملحق کر کے روانہ مدینہ ہو گئے۔

ملاّ حسین وعظ کاشفی کا بیان ہے کہ امام زین العابدینؑ کی خواہش پر تمام سر ان کے حوالے کر دیئے گئے تھے۔(روضۃ الشہداء ص ۴۰۹) تاریخ ابو الفداء میں ہے کہ یزید نے نعمان بن بشیر کو حکم دیا کہ سامان سفر کر کے اہل بیت رسالت کو مدینے پہنچا دے۔ روضۃ الاحباب میں بر بنائے بعض روایات مذکور ہے کہ یزید نے نعمان بن بشیر کو حکم دیا کہ تیس سواروں کی جمعیت ہمراہ لے کر اہل بیت رسالت کو مدینہ پہنچا آئے۔ اور جب بیسویں صفر کو یہ قافلہ معہ سرہائے شہداء کربلا تو امام زین العابدین علیہ السلام نے امام حسین علیہ السلام اور دیگر شہداء کے سروں کو ان کے بدن سے ملا کر وہاں دفن فرمایا۔(تاریخ احمدی ص ۳۱۴، حبیب السیر النفس المہموم ص ۲۵۳ و ریاض الاحزان ص ۱۵۵ و ناسخ التواریخ )



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



# مخدرات عصمت کا مدینہ میں ورود اور جناب ام البنین کا اضطراب

تاریخ کامل میں ہے کہ نعمان بن بشیر نے اہل بیت کو مدینہ پہنچا دیا۔کتاب مائتین و ناسخ التواریخ میں ہے کہ یہ حضرات مدینہ سے باہر ایک مقام پر ٹھہرے گئے۔روضۃ الا حباب میں ہے کہ جب اہل مدینہ کو آمد کی خبر ملی۔تو چھوٹے بڑے سب استقبال کے لیے حاضر خدمت ہوئے۔اورام سلمیٰ ایک ہاتھ میں وہ شیشی جس میں کربلا کی مٹی خون ہوگئی تھی ۔اور دوسرے سے فاطمہ صغرا کاہاتھ تھامنے تشریف لائیں۔امام ابو اسحاق اسفرائنی تحریر فرماتے ہیں کہ جناب ام سلمیٰ نے مخدرات عصمت سے ملاقات کے بعد اس خون کو جو پیغمبر اسلام کی دی ہوئی کربلا کی مٹی سے یوم عاشورا ہوا تھا۔اپنے منہ پر مل لیا۔اور فریاد کرنے لگیں۔(نور العین ص۱۰۸ ابعدہ مخدرات عصمت روضئہ رسول پر تشریف لے گئیں اور فریاد و فغان کرتی رہیں۔علامہ سپہر کاشانی لکھتے ہیں کہ سنائی سنتے ہی حضرت ام البنین جو فاطمہ صغریٰ کی تیمارداری کی وجہ سے کربلا نہ گئیں تھیں۔اس مقام کی طرف دوڑیں جہاں یہ قافلہ ٹھہرا ہوا تھا۔اور آپ انتہائی اضطراب کے عالم میں امام حسین علیہ السلام سے والہانہ محبت کے باتحت صرف امام حسینؑ ہی کو پکارتی رہیں۔آپ کو اس وقت حضرت عباسؑ وغیرہ کا خیال تک نہ آیا۔(ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۳۷۴ )



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



## عبیداللہ ابن عباسؓ کا حضرت عباسؑ کے بارے میں سوال

علامہ قزدینی فرماتے ہیں کہ نعمان بن بشیر ابن جزلم جونہی شہدائے کربلا کی سنائی کے سلسلہ میں یا ھل یثرب لا مقام لکم۔الخ پڑھتا ہوا داخل شہر مدینہ ہوا تو عبیداللہ ابن عباس نے آگے بڑھ کر پوچھا اے قیامت خیز سنائی سنانے والے یہ تو بتا کہ امام زین العابدین علیہ السلام کے ہمراہ میرے پدر بزگوار عباسؑ ابن علی بھی آئے ہیں۔یا نہیں۔اس نے جواب دیا بیٹا وہ تو نہر علقمہ پر دونوں ہاتھ کٹا کر شہید ہو گئے ہیں۔اب تم لباس سیاہ پہنو اور نوحہ و ماتم کرو کہ پدر نہ داری کہ تمہارے والد بزرگوار دین اسلام پر قربان ہو گئے ہیں۔اور اب تم بلا باپ کے ہو۔(ریاض القدس جلد ۱ ص ۱۵۸ طبع ایران )

## مدینہ میں مجلسوں کا انعقاد

مدینہ منورہ میں مخدرات عصمت کے پہنچنے کے بعد مجلس غم کا سلسلہ شروع ہوا۔سب سے پہلی جناب ام البنین مادر عباسؑ کے گھر میں منعقد ہوئی۔پھر دوسری مجلس فاطمہ صغریٰ کے گھر منعقد کی گئی۔پھر تیسری مجلس امام حسنؑ کے گھر منعقد کی گئی۔پھر محمد حنفیہ کے گھر مجلس منعقد ہوئی۔پھر روضہ رسولؐ پر مجلس منعقد کی گئی۔اور وہاں جو نوحہ پڑھا گیا اس کا پہلا شعر یہ تھا۔اے پیغمبر اسلام ! اے اللہ کے رسولؐ اے بہترین مرسل آپ کے حسینؑ کربلا میں قتل کر دیئے اور آپ کی نسل ضائع و برباد کی گئی۔پیغمبر اسلام کے روضے پر نوحہ و ماتم کرنے کے بعد سارا مجمع حضرت فاطمہؑ اور امام حسنؑ کے روضہ انور پر آیا۔اور قیامت خیز نوحہ و ماتم کرتا رہا۔ابن متوج کہتے ہیں کہ اس وقت جو نوحہ پڑھا گیا اس کا پہلا شعر یہ ہے۔اے لوگو!



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



نوحہ کرواور روؤاس قتیل عطش پر جو کربلا میں تین دن کا بھوکا پیاسا شہید کر دیا گیا(ریاض القدس جلد ا ص ۲۴۶ ) علامہ کنتوری لکھتے ہیں کہ نوحہ وماتم کا سلسلہ پندرہ شبانہ روز مسلسل جاری رہااور کئی روز بنی ہاشم کے گھر میں آگ روشن نہیں کی گئی۔(مائتین ص ۸۰۰ ) علامہ سپہر کاشانی لکھتے ہیں کہ جب عون و محمد کی خبر شہادت عبداللہ ابن جعفر طیار کو پہنچی تو آپ نے انااللہ وانا الیہ راجعون۔ کہااور آبدیدہ ہوگئے۔یہ دیکھ کر آپ کا ایک غلام مسمی ابوالسلاسل بولا ۔ہذا مالقینا من الحسین ابن علی۔ حضور ! یہ مصیبت تو ہمیں حسین ابن علیؑ کی وجہ سے نصیب ہوئی ہے۔یہ سنناتھا کہ عبداللہ نے ابوالسلاسل کو نعلین سے مارنا شروع کیا۔اور کہا خدا کا شکر ہے کہ میرے بچے حسینؑ کے کام آگئے۔مجھے رنج ہے کہ میں کیوں نہ جاسکا۔۔میں ہوتاتو ضرور شرف شہادت حاصل کرتا۔(ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۳۳۶ بمبئ )

## جناب ام البنین نے فرمایا

جب کربلا کا سنگین واقعہ عالم وقوع میں آچکا۔اور اس کی خبر جناب ام البنین مادر گرامی حضرت عباس علمدار علیہ السلام کو پہنچی تو آپ نے اسی دن سے بقیع میں آکر فلک شگاف نالے شروع کر دیئے۔آپ کی آواز میں وہ درد تھا۔کہ درو دیوار گریہ کن نظر آنے لگے تھے کیا دوست کیا دشمن سب روپڑتے تھے۔سب کو جانے دیجئے۔مردان شقی علیہ العن جو شقاوت ولی اور قساوت قلبی میں اپنی نظیر آپ تھا۔وہ بھی آپ کے درد بھرے کلمات درد آگین لہجہ سے سن کر روپڑتا تھا۔جناب ام البنین حضرت عباس علیہ السلام کے بیٹے عبداللہ کو لے کر روزانہ بقیع میں جاکر مرثیہ کی حیثیت سے اس بے تابی سے گریہ کرتی تھیں۔کہ تمام اہل



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



مدینہ اس کے سننے کے لیے جمع ہو کر بے پناہ گریہ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ مردان بن حکم بھی درد بھرے نوحے سن کر رو دیتا تھا۔(ابصار العین ص ۳۱ طبع نجف اشرف تحفہ حسینیہ جلد ۱ ص ۱۷۸، اسرار الشہادت ص ۲۲۳ ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۲۹۱ طبع بمبئی ص، جلاء العیون ص ۲۰۸ مفاتیح الجنان ص ۵۵۰، مجالس المتقین ص ۲۷، طبع ایران مقتل عوالم ۹۴، طبع ایران دمعہ ساکبہ ص ۳۳۷) سچ ہے ماں کا دل نہایت ہی نرم اور نازک ہوا کرتا ہے جناب ام البنین جس قدر بھی گریہ کرتیں کم تھا۔ایک تو امام حسینؑ کی مصیبت دوسرے اپنے چار بیٹوں کی بے دردانہ شہادت وہ بیٹے بھی ایسے کہ جن کی نظیر ناممکن کوئی وفا کا بادشاہ ۔کوئی شجاعت میں بے نظیر کوئی بہادری میں بے مثل کوئی فرمانبرداری میں لاجواب۔ یہ وہ اسباب تھے۔ جو جناب ام البنین کو خون کے آنسو مدتوں رلاتے رہے۔

## حضرت عباس علیہ السلام کے متعلق جناب ام البنین کا مرثیہ

حضرت عباس علیہ السلام کی ماں جناب ام البنین نے خبر شہادت پانے کے بعد حسب ذیل اشعا جن کو ابوالحسن اخفش نے بھی شرح کامل میں لکھا ہے۔بطور مرثیہ پڑھے۔اے وہ شخص جس نے میرے بیٹے عباسؑ کو منتخب اور چیدہ(ٹڈی دل) جماعتوں پر حملہ آور دیکھا۔اور ان کے علاوہ شیر خدا کے ایسے بیٹوں کو حملہ کرتے دیکھا ہے جو شیر بیشہ شجاعت ہے۔ذرا بتا تو سہی مجھے یہ خبر دی گئی ہے کہ میری رگ جان سے زیادہ عزیز فرزند عباسؑ کا سر دونوں ہاتھوں سمیٹ کاٹا گیا(ہائے کیا یہ سچ ہے) آہ! آہ! میرے شیر کا سر گرز آہنی کی ضرب سے جھک گیا تھا۔اے میرے بہادر بیٹے (خدا کی قسم) مجھے یقین ہے کہ اگر تیرے ہاتھ میں



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



تلوار ہوتی تو تیرے نزدیک کوئی پھٹک نہیں سکتا۔(ابصار العین فی انصار الحسین ص ۱۳ طبع نجف اشرف ۱۳۴۱ ھ مفاتیح المجنان ص ۵۵۰ طبع ایران ۱۳۵۲ھ، مہناج الدموع ص ۴۰۹ طبع قم ۱۳۴۱ ھ)

## مرثیہ ثانیہ

ہائے اے سرزمین مدینہ کی رہنے والیو (خدا کے لیے مجھے ام النبین کہہ کر نہ پکارو۔اس لیے میرے شیر دل (شہید شدہ نوجوان بیٹے) یاد آجاتے ہیں۔ارے جب میرے بیٹے تھے۔تب میں اس نام سے پکارے جانے کی مستحق تھی۔، مگر افسوس کہ آج میرے کوئی فرزند نہیں ہے۔(دارصل) میرے چار جلیل الشان بیٹے تھے۔جو (جماعت امام حسینؑ میں) رگ گردن کٹا کر آغوش موت ہمکنار ہو گئے۔ان بیٹوں کی اس طرح شہادت ہو گئی۔کہ بھوک اور پیاس سے ان کے جوڑ بند خشک گئے تھے۔اے کاش مجھے کوئی صحیح صحیح بتا دیتا کیا سچ مچ (ہمارے پیارے بیٹے) عباسؑ کے ہاتھ شمشیر ظلم سے کاٹے گئے ہیں (ابصار العین ص ۳۲ و مفاتیح الجناں ص ۵۵۰ )

## حضرت عباسؑ پران کے پوتے فضل بن حسن کا مرثیہ

علامہ مرزا عبدالحسن الامینی میں لکھتے ہیں کہ حضرت عباسؑ کے پوتے فضل ابن حسن بن عبیداللہ بن عباس بن علی ابن ابی طالب نے اپنے جد نامدار حضرت عباس علیہ السلام کا مرثیہ ان الفاظ میں فرمایا۔حاصل ترجمہ یہ ہے کہ وہ شخص اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ اس پر رو



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



یا جائے۔ جس نے امام حسین علیہ السلام جیسے صابر کو کربلا میں رلا دیا۔ وہ کون تھے وہ امام حسین علیہ السلام کے بھائی تھے۔ اور ان کی امداد میں خون میں نہائے ہوئے دنیا سے گئے انہوں نے پوری مواسات کی۔ اور ان کے لیے حالت عطش میں جنگ کی اور پیاسے دنیا سے سدھارے۔

ایضاح:۔ اشرف علی مورخ بندی نے اپنی کتاب روض الجنان میں مذکورہ اشعار کو فضل بن حسن کی طرف اور ابو الفرج نے مقاتل الطالبین میں ایک شاعر کی طرف اور علامہ عبداللہ شبیر نے اپنی کتاب جلاء العیون عربی میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف منسوب کیا ہے۔

## حضرت عباس علیہ السلام کے متعلق ان کے پرپوتے کا مرثیہ

فضل بن محمد بن فضل بن حسن ابن عبیداللہ بن عباس علیہ السلام بن علیؑ بن ابی طالب نے حضرت عباسؑ کا مرثیہ کے بعد فضائل پر روشنی ڈالتے ہوئے حسب ذیل اشعار میں کہا ہے۔ آج میں اپنے دادا عباسؑ کے کربلا والے میں وقت کے کارنامے کو یاد دلاتا ہوں جبکہ لوگوں کی کھوپڑیاں اڑ رہی تھیں وہ اس دن فرزند رسولؐ الثقلین امام حسین علیہ السلام کی بلا سستی اور تر دو کے عالم عطش میں بے نظیر جانبازی سے مدد کر رہے تھے۔ امام حسینؑ کے ساتھ رزمگاہ کربلا میں جس طرح یہ شہید ہوئے ہیں۔ میں نے کسی اور کو شہید ہوتے نہیں دیکھا ۔(دراصل) ان کے لیے یہ بہت بڑی فضیلت ہے۔ شہادت کی یہ وہ بہترین منزل ہے جو اپنے دامن میں فضیلتوں کی ایک زبردست دنیا بسائے ہوئے ہے۔ اور ان کے کارناموں کو



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ان کے بعد والوں نے ضائع نہیں کیا۔یعنی چونکہ وہ میرے دادا تھے۔لہٰذا ان کا تذکرہ میرے نزدیک فریضہ سے کم ہیں۔(ابصار العین ص ۳۱ طبع نجف اشرف )

## حضرت عباس علیہ السلام کا مدفن

علامہ شیخ فخر الدین ابن احمد بن علی بن احمد بن طریح النجفی تحریر فرماتے ہیں۔اما العباس فانہ ناحیۃ عنھم فی موضع المعرکۃ عند المسناۃ وقبرہ ظاہر علی ماھو الان حضرت عباسؑ تمام شہداء سے علیحدہ پہاڑی کے قریب مقام قتل پر دفن کے گئے ہیں جہاں آج بھی ان کی قبر موجود ہے ۔(منتخب شیخ طریحی مجلس ۲ ص ۲۲ طبع بمبئی ۱۳۰۸ھ )علامہ محمد باقر مجلسی تحریر فرماتے ہیں ودفنوا العباس بن علی فی مرضع الذین قتل فیہ علی طریق الغاضریۃ حیث قبرہ الان بنی اسد نے حضرت عباسؑ کو فاضریہ کے راستے میں اسی جگہ دفن کیا ہے جہاں آج بھی ان کی قبر موجود ہے ۔(بحار الانوار جلد ۱۰ ص ۲۴۲ ،اعلام الوریٰ ص ۱۴۷ ،یہی کچھ کتاب ارشاد و شیخ مفید ،ابصار العین ص ۱۲۷ ، تحفہ حسینیہ جلد اص ۱۸۷ ،نور العین ص ۴۵ ،ہدایۃ الزائرین شیخ عباس قمی ص ۱۱۰ ،انوار نعمانیہ ص ۳۴۴ ، عمرۃ المطالب ص ۳۴۹ ،ریاض الاحزان ص ۳۹ ، کفایۃ الطالب ص ۲۹۸ اور کامل بہائی سیر ایرا ابن ادریس منحیٰ لولامہ حلی میزار دردس شہید اول شرح ارشاد۔اردبیلی مصباح الفقیہ رضا ہوانی میں ہے اور ابو مخنف کے علاوہ اور اہل مقاتل نے لکھا ہے کہ جناب عباس کے علیحدہ دفن کرنے کی وجہ یہ ہوئی کہ آپ کی لاش پارہ پارہ ہونے کی وجہ سے اٹھ نہیں سکتی تھی۔اور اسی وجہ سے حضرت امام حسین علیہ السلام بھی جناب عباس کی لاش اس مقام پر نہیں لاسکے جہاں آپ نے اپنے خیمہ کے روبرو سب



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



شہیدوں کی لاشیں جمع کردی تھیں۔ترجمہ البصار العین ص۱۹۸طبع حیدرآباد)

## کربلا کی مختصر تاریخ اور روضہ حضرت عباسؑ کی تعمیر

علامہ عبدالرزاق مولوی اپنی قمر بنی ہاشم طبع نجف اشرف کے ص ۱۱۴ پر تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عباسؑ کے لاشے کو امام حسینؑ کے گنج شہیدان تک نہ لے جانے کی دو ہی وجہیں ارباب مقاتل نے تحریر کی ہیں۔ایک یہ کہ ان کا جسم اس درجہ پارہ پارہ تھا کہ امام حسینؑ اسے اٹھا ہی نہ سکے دوسرے یہ کہ حضرت عباس علیہ السلام نے وصیت کی تھی کہ میری لاش خیمہ تک نہ لے جائی جائے کیونکہ میں نے سکینہ اے پانی کا وعدہ کیا تھا۔اور اسے پورا نہ کرسکا۔لٰہذا مجھے اس سے شرم آتی ہے۔یہ دونوں وجہیں درست نہیں ہیں۔کیونکہ حضرت امام حسینؑ ہر حال میں لاشے کو خیمہ میں لے جا سکتے تھے۔وہ امام وقت تھے۔ان کے یہ رائے قائم کرنا کہ وہ لاش کو لے جانے پر قادر ہی نہ ہو۔ہوسکے یہ درست نہیں ہے۔اصل وجہ یہ ہے کہ حضرت امام حسینؑ یہ چاہتے تھے۔حضرت کا لاشہ علیٰحدہ ہی دفن ہوتا۔تاکہ ان کا مقبرہ علیٰحدہ ہی تعبیر کیا جائے۔اور جلالت و عظمت شہادت کے بعد بھی تا قیام قیامت قائم رہے۔میں کہتا ہوں کہ مذکورہ وجوہات کثیر کتب مقاتل میں موجود ہیں۔لٰہذا انہیں نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔میرے خیال کے مطابق علامہ عبدالرزاق نے جو وجہ بیان کی ہے ۔اسے دونوں وجوہ کے ساتھ تیسری وجہ قرار دینی چاہیے۔

## حضرت عباس علیہ السلام کا سر کہاں دفن ہوا



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



کہا جاتا ہے کہ جملہ شہداء کے سر حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اپنے ہمراہ کربلا لے گئے تھے۔اور وہیں جسموں کے ساتھ ملا کر دفن فرمایا تھا۔لیکن کسی روایت میں نعمان بن بشیر کے ہمراہ جو لوگ گئے تھے۔ان کے ساتھ سروں کا ہونا۔میری نظر سے نہیں گزرا۔امکان قوی ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر کربلا تک ضرور پہنچا ہو اور ہو سکتا ہے کہ دیگر بنی ہاشم کا سر بھی گیا ہو۔مگر سب شہداء کے سروں کا وہاں پہنچنا میری سمجھ میں نہیں آتا۔بہر حال حضرت عباس علیہ السلام کے سر مبارک کے متعلق علامہ محسن الامین نے اپنی کتاب اعیان الشیعہ کی جلد ۴ کے ص ۲۹ پر جو کچھ تحریر فرمایا ہے۔اس کا خلاصہ یہ ہے کہ انہوں نے ۱۳۲۱ ھ میں بمقام دمشق ایک مقبرہ دیکھا تھا۔جس پر ایک پتھر نصب تھا۔جس پر لکھا تھا۔ہذا مدفن راس العباس بن علی وراس علی الااکبر بن الحسینی وراس حبیب ابن مظاہر۔یہ حضرت عباس بن علیؑ اور علی اکبر بن حسینؑ اور حبیب مظاہر کے سروں مدفن ہے۔لیکن چندر سالوں کے بعد اس مقبرہ کو منہدم کر دیا گیا۔اوراس کی از سر نو تعمیر کر کے اس پر ایک پتھر نصب کر دیا گیا۔جس پر بہت سے شہداء کے سروں کا حوالہ کندہ ہے۔مگر صحیح یہی ہے کہ اس مقام پر حضرت عباسؑ حضرت علی اکبرؑ اور حبیب ابن مظاہر کے سر دفن ہیں۔کیونکہ اسی مقام پر ان کے سر لٹکائے گئے تھے۔حضرت علامہ ہندی تاریخ کربلا کے سلسلہ میں لکھتے ہیں۔کربلا مملکت بابل میں ہونے کی وجہ سے قدیم الایام سے مرکز توجہ رہا۔توریت پیدائش سے معلوم ہوتا ہے کہ ملک بابل کی بنیاد اولاد حضرت نوح علیہ السلام نے ڈالی طوفان نوح کے بعد وہیں سے اولاد نوحؑ اختلاف زبان کی وجہ سے اقطاع عالم میں منتشر ہوئی۔مملکت ہمیشہ سے جباروں کے قبضہ میں رہی۔نمرود بن کوش بن حام بن نوحؑ یہیں گزرا ہے۔جس نے سب سے پہلے بادشاہت کی بنیاد ڈالی۔ارک،اکاد کلند سفاء اس کے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ملک تھے۔تاریخ جب تک موجود ہے۔ سر زمین بابل کو نہیں بھول سکتی۔اسور نینوا حیات عمیر کلج بڑے بڑے شہر تھے۔جو بعد میں مملکت بابل میں داخل ہوئے کربلا، نینوا، غاضریہ ، حیرہ، شط فرات یہ سب وہ قطعات زمین ہیں۔جو نینوا کے برباد ہونے پر اسی کے مختلف حصوں پر آباد تھے۔یونسؑ نبی کی تصریح کی بنا پر نینوا جس کا صحیح تلفظ یکساں نون ہے۔اس کا رقبہ تین روز کی راہ بتایا گیا ہے۔۔۔۔یہ امر قابل ذکر ہے کہ حائر جہاں قبر امام حسینؑ ہے ۔اس کو ملک حیرہ سے کوئی تعلق نہیں اور نہ وجہ تسمیہ میں حائر سے حیرہ کو کوئی مدخلیت ہے۔بلکہ متوکل عباسی کو ۲۳۶ھ میں نہر کاٹ کر قبر اقدس امام حسینؑ کو بہا دینا مقصود تھا۔اور پانی اس مقام پر رک گیا تھا۔اور آگے نہ بڑھا تھا۔اس لیے اس مقام کا نام حائر ہوا۔۔۔۔طف کے معنے کنارہ نہر کے ہیں۔بصرہ سے ہیت تک فرات کا کنارہ طف کہا جاتا تھا۔اور فرات کی شاخ جو رضوانیہ سے نکل کر کربلا کے شمال مشرق جانب ریگستان سے ہوتی ہوئی ہندیہ کے اطراف سے گزرتی ہوئی ذوالکفل کے مغربی شمالی جانب سے گزر کر اس مقام سے گزرتی تھی۔جہاں پر روضہ حضرت عباسؑ ہے۔اور اصل دریائے فرات میں مل جاتی ہے۔اس کا نام نہر علقمہ تھا۔اس نہر علقمہ کے کنارے کو جس پر کربلا واقع ہے۔طف کہتے ہیں۔جو شط فرات کا واقعہ شہادت حسینؑ میں بار بار ذکر آتا ہے۔اور اسی نسبت سے نہر علقمہ نہر فرات کی ایک شاخ تھی۔اور فرات سمجھی جاتی تھی۔اور یہ مقام قدیم الایام سے طف او رشط فرات کے نام سے مشہور تھا۔ برمیاہ باب ۴۴ میں رب الافوج کے لیے اتر کی سرزمین میں دریائے فرات کے کنارے ذبیحہ مقرر ہے۔بائیبل میں جابجا اتر کی زمین کا ذکر آیا ہے ۔جو یروشلم کی سمت مراد لی گئی ہے۔اور بے شک یروشلم کی اتر کی سمت نہر فرات ہے ۔جہاں اس ذبیحہ کی خبر دی گئی ہے۔اور یہی ٹھیک کربلا کا محل اور مقام ہے جو فرات سے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



غربی سمت میں واقع ہے۔فرات کا کنارہ پر میاہ کے زمانہ میں طف وشط فرات سے موسوم تھا ۔جواب تک اسی نام سے مشہور ہے۔۔۔۔۔۔غاضریہ قبیلہ بنی اسد کی شاخ بنی غاضرہ کی طرف منسوب ہے اور اسی قبیلہ کی جائے سکونت کا نام ہے۔امام حسینؑ نے انھی سے چار ہزار درہم کی زمین خریدی تھی۔۔۔۔۔۔غرضیکہ مذکورہ کل نام اسی وسیع میدان میں ہیں ۔جہاں نینوا آباد تھا۔بعد میں مختلف طبقات زمین مختلف ناموں سے مشہور ہوگئے۔حقیقتہً سب ایک ہی تھے۔یہی وجہ ہے کہ جب امام حسینؑ اس زمین پر وارد ہوئے۔اور لوگوں سے زمین کا نام پوچھا۔تو کسی نے نینوا کہا۔کسی نے غاضریہ اور کسی نے کربلا (نبیوں کا ماتم ص ۱۰ )علامہ محمد باقر قائنی امام محمد باقر علیہ السلام کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ زمین کربلا کو عمورا بھی کہتے ہیں۔آپ یہ بھی تحریر فرماتے ہیں کہ اس زمین میں قمراز ہر بھی دفن ہوگا۔میرا خیال ہے کہ اس قمر بنی ہاشم مراد ہیں۔(کبریت احمر ص ۱۱۱ طبع ایران ۱۳۴۳ھ ومراۃ العقول جلد ا ص ۱۵۱ طبع ایران )تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعہ کربلا کے بعد شہدائے کربلا کے مقبروں اور روضوں سے متعلق بہت تغیرات رو نما ہوتے رہے ۔مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہر صدی کے خاص حالات مختصر لفظوں میں تحریر کردوں۔

پہلی صدی میں جابر ابن عبداللہ انصاری نے امام حسینؑ کی قبر کی سب سے پہلے زیارت کی ۔اسی صدی میں جناب محمد ابن ابراہیم بن مالک اشتر نے ایک مختصر حجرہ قبر اطہر پر تعمیر کرایا۔لیکن وہ حجرہ ونشان قبر اطہر تھوڑے ہی عرصہ میں مٹادیا گیا۔مومنین نے ایک بیری کا درخت قریب قبر مطہر لگا کر اس امام مظلوم کی قبر کا نشان باقی و قائم رکھا۔

دوسری صدی: میں خلیفہ عباسی ہارون رشید نے وہ بیری کا درخت کٹوا کر قبر حسینی پر ہل چلوا دیئے۔اور یہی زمانہ شروع آبادی کربلا کا ہے۔اس وقت بھی مومنین نے مخفی قبر مطہر



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



کانشان بنادیا۔

تیسری صدی: یعنی ۲۳۶ھ میں متوکل شاہ عباسی نے ویرج یہودی کو بربادی قبر حسین پر مامور کیا زمین پر ہل چلوائے۔ نہر فرات کاٹ کر قبر حسینی کو غرق کردینا چاہا۔ لیکن معجزات قبر مطہر کے ظہور سے یہودی مذکور نے مکرر بے ادبی سے گریز کی۔ اسی زمانہ میں زائرین کے لیے سخت سزائیں اور بندش کی گئیں۔ اور بار بار قبر اقدس کے مٹانے کی کوشش ہوئیں ۔۲۴۷ھ میں مستنصر باللہ نے اپنے باپ متوکل کو قتل کردیا۔ اور تجدید روضہ اقدس کی گئی ۔(ناظمی خلیفہ)

چوتھی صدی: یعنی ۳۵۲ میں معزالدولہ نے عزائے امام مظلوم میں عام اجازت ہی نہیں دی بلکہ نوحہ وماتم وسوگواری کو ترقی دی ہے۔ ایامِ عزا میں بازار بند کرائے حکومت آل ایوب تک روز بروز عزائے امام میں ترقی ہوئی۔ لیکن آل ایوب نے سیرت مردان کی پیروی سے پھر سخت بندشیں عائد کیں۔ لیکن معزالدولہ و رکن الدولہ و عضدالدولہ نے روضہ ہائے مقدسہ کی از سر نو تعمیر کی۔ اور شہیدائے کربلا کے مزاروں کی تزئن ہوئی۔ اور امام علیہ السلام کے نام سے ایک خزانہ قائم کیا گیا۔ اسی صدی میں کثرت سے لوگوں نے کربلا کے معلے کی مجاورت اختیاری کی اور شہر کی آبادی بڑھ گئی۔ بنی ہاشم میں سب سے پہلے اولاد جناب عباس علیہ السلام، اور اولاد امام موسیٰ کاظمؑ اور اولاد جناب جعفر طیارؑ نے کربلا کی مجاورت اختیار کی۔

پانچویں صدی: میں عربوں نے کربلائے معلے میں تاخت کی۔ لیکن سیف الدولہ نے حلہ سے فوج بھیج کر مفسدوں کو قتل کیا۔

چھٹی صدی: یعنی ۵۴۸ھ میں مسترشد خلیفہ عباسی نے خزانہ حضرت کا لوٹ لیا۔ اور اپنے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



لشکریوں پر تقسیم کر دیا۔ لیکن اس لوٹ کے بعد مسترشد مع اپنے پسر کے راستے میں قتل ہو گیا۔

آٹھویں صدی: میں سلطان محمد خدابندہ نے خداموں کو روضہ اقدس کے وظائف مقرر کئے۔ ۷۴۵ھ میں سلطان احمد والیئے عراق کو لوٹ لیا۔ لیکن امیر تیمور نے اپنی فوج لے کر مقابلہ کیا اور شکست دی اور مال عراق کا واپس لیا۔

دسویں صدی: یعنی ۹۱۴ھ میں شاہ اسماعیل صفوی نے روضہ مقدسہ امام اور روضہ حضرت عباسؑ کی تعمیر کی۔ اور قندیل ہائے طلائی آویزاں کیں۔ ضریحیں بنوائیں۔ اور ۹۵۷ھ میں نہر کربلائے معلی کی تعمیر کی۔

گیارہویں صدی: میں عبدالوہاب نجدی نے کربلائے معلی پر حملہ کیا۔ اور ضریح اقدس توڑ ڈالی۔ اور قتل عام کیا۔ سلطان روم و خدیو مصر نے اپنی اپنی افواج بھیج کر اس سرکش کو شکست فاش دی۔ ۱۲۶۳ھ میں حضرت سید العلماء علیین مکان جناب سید حسن صاحب قبلہ نے ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ حجتہ الاسلام آقائے شیخ محمد حسن نخعی مصنف جواہر الکلام کو بھیج کر نہر آصفی تعمیر کرائی اور دیوار شہر نجف اشرف دوبارہ پندرہ ہزار روپیہ بھیج کر روضہ حضرت مسلم و حضرت ہانی کی تعمیر کرائی اور نجف اشرف میں قناتی کنوئیں بنوائے اور مبلغ تیس ہزار روپیہ حجۃ الاسلام آقا سید ابراہیم قزدینی کو بھیجا۔ تعمیر ایوان طلائی حضرت عباسؑ کے لیے اور ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ واسطے تعمیر نہر حسینی کے ۱۲۸۲ھ میں ناصر الدین شاہ قاچار مرحوم نے روضہ اقدس کی مزید تزئین کی اور ۱۲۹۵ھ میں در قبلہ امام حسینؑ پر سونا چڑھایا گیا۔ اور روضہ کی تعمیر نو ہوئی۔ آئینہ بندی کی گئی۔ اور کانسی کی اینٹیں لگیں۔ علامہ عبدالرزاق موسوی لکھتے ہیں کہ ۱۰۳۲ھ میں شاہ طہماسب نے حضرت عباسؑ کے قبہ مبارکہ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



کو کاشانی اینٹوں سے زینت دی۔اور صندوق قبر پر جالیاں بنوائیں۔اور رواق اور صحن کو درست کرایا۔اور کافی فرش وفروش بھیجے۔۱۵۵ میں نادر شاہ درانی نے بہت کافی تحفے حرم مطہر کے لیے بھیجے۔اور بلور سے بہت پانی مزین کئے۔۱۲۳۶ھ میں محمد شاہ قاچاری نے حضرت عباسؑ کے ضریح کی جالیاں چاندی کی بنوائیں۔۱۲۵۹ء میں محمد علی شاہ (شاہ اودھ) نے حضرت کے حرم مبارک کا قبہ تعمیر کرایا۔اسی تیرھویں صدی میں حاجی شکراللہ بن بدل بک انشاری نے اپنا سارا مال لگا کر ایوان ابوالفضل پر باہتمام حضرت راس المجتہدین شیخ زین العابدین ماژندرانی سونا چڑھوایا۔اور اسی صدی میں نصیر الدولہ نے حضرت عباسؑ کے منارے پر سونا چڑھوایا۔(قمر بنی ہاشم ص ۱۲۷ و مختصر تاریخ کربلا ص ۴۰ و کتاب طاقت ایحان علامہ عبدالکریم ص ۹۱ )

چودھویں صدی: روضہ امام علیہ السلام اور روضہ حضرت عباس علیہ السلام کے پھاٹکوں پر دو گھڑیاں نصب ہوئیں۔اور روضہ حضرت عباسؑ کی توسیع ہوئی۔اور چھوٹی چھوٹی برجیاں بنائی گئیں۔کتاب معین الزائرین میں ہے کہ ارباب بینش کو علم ہے کہ حضرت عباسؑ کے روضے پر سونا نہیں ہے۔یعنی جس طرح امام حسینؑ کے روضے کے گنبد پر سونا چڑھا ہوا ہے۔حضرت عباس علیہ السلام کے روضے پر نہیں ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت عباسؑ اور امام حسینؑ کی برابری نہیں چاہتے۔یہی وجہ ہے کہ جب کسی بادشاہ نے سونا چڑھا دیا تھا۔تو وہ بار بار گر گیا تھا۔مجھے اس کا ذاتی تجربہ یہ ہے کہ کراکری ضلع الٰہ آباد میں ۱۹۱۱ء سے ایک روضہ حضرت عباسؑ کی تعمیر جاری ہے۔لیکن چونکہ وہ وہاں کی کربلا سے زیادہ بلند بنایا جارہا ہے۔اس لیے وہ مکمل نہیں ہونے پایا۔جب تیاری کے قریب پہنچتا ہے۔اس کا گنبد پھٹ جاتا ہے۔شاید یہی وجہ ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام حضرت عباسؑ کے لیے فرمایا



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



کرتے تھے۔اے عباسؑ! تم زندگی اور موت دونوں حال میں میرا پاس ولحاظ کرنے والے ہو۔( دمعہ ساکبہ طبع ایران ) نیز کتاب معین الزائرین ص ۳۴ میں یہ بھی ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے روضہ سے تقریباً ایک میل کے فاصلہ پر روضہ حضرت عباسؑ واقع ہے اوران دونوں کے درمیان دو رویہ دکانیں ہیں اور تختی پر لکھا ہوا ہے۔''ھذا طریق الی الفضل العباس آپ کے روضہ پر دعائیں بہت زیادہ مستجاب ہوتی ہیں۔ص ۵۰ کتاب مہیج الا حزان ص ۱۶۱ میں ہے۔کہ حضرت عباسؑ باب الحوائج ہیں آقائے دربندی لکھتے ہیں کہ دیگر شہدائے کبار کی مانند حضرت عباسؑ کا بدن بھی قبر میں بالکل تروتازہ قیامت تک رہے گا۔(اسرار الشہادت ص ۳۱۰)حاجی عبدالکریم بن خواجہ عاقبت محمود تاریخ پتان یعنی وقائع احوال نادرشاہ قلمی ورق ۷۵ میں لکھتے ہیں کہ عراق میں حلہ کے قریب ایک مسجد ہے جس کا نام '' مسجد شعیب'' ہے اس کے مینار پر چڑھ کر اگر کوئی کہے کہ '' بعشق عباس جنبش کن''تو وہ حرکت کرنے لگتا ہے۔اور بید کی مانند متحرک ہو جاتا ہے۔

## حضرت عباس علیہ السلام کی نسل اوران کے بعض نبیر گاں کے مختصر حالات

علمدار کربلا حضرت عباس علیہ السلام جب شہید ہوئے ہیں۔توان کی اولاد میں عبیداللہ ابن عباسؑ کے علاوہ کوئی اور نہ تھا۔ان کے علاوہ ان کی والد جناب ام النبین بقید حیات تھیں ۔حضرت عباسؑ کی میراث کے مالک یہی دونوں قرار پاتے ہیں۔ان کی نسل کے بارے میں علامہ عبدالرزاق موسوی لکھتے ہیں کہ تمام علمائے انساب کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ کی نسل



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



صرف عبیداللہ ابن عباسؑ سے بڑھی ہے۔آپ کا شمار بہت بڑے علماء میں تھا۔آپ کمال اور جمال میں بہت امتیاز رکھتے تھے۔آپ نے ۱۵۵ھ میں وفات پائی ہے۔آپ کے بیٹے حسن بن عبیداللہ تھے۔جناب حسن نے ۴۷ سال کی عمر میں انتقال کیا۔آپ کے پانچ بیٹے تھے۔(۱) عبیداللہ (۲) عباس (۳) حمزہ (۴) ابراہیم (۵) فضل۔ وکلھم اجلاء فضلاء ادباء سب کے سب عالم اجل، فاضل اور ادیب دہر تھے۔ا۔عبیداللہ ابن حسن ابن عبیداللہ ابن عباس بن علی " امیراً بمکۃ والمدینۃ قاضیاعلیھا" یہ امیر مکہ و مدینہ اور قاضی الحرمین تھے۔(۲) عباس ابن حسن ابن عبیداللہ ابن عباس " کان بلیغاً فصیحاً شاعراً" یہ زبردست بلاغت اور فصاحت کے مالک تھے۔شاعری میں بھی ملکہ تامہ رکھتے تھے۔اور ابو نصر بخاری کا بیان ہے۔کہ " ماارای ھاشمی اغضب لساناً منہ" ان سے زبردست کوئی ہاشمی زبان کا مالک دیکھا بھی نہیں گیا۔"کان مکیا عندالرشید" وہ رشید کے پاس رہتے تھے۔وہ ان کا بڑا احترام کرتا تھا۔اس کے بعد ماموں کے پاس رہے۔علومین انہیں اشعر اولاد ابی طالب کہتے تھے۔(۳) حمزہ ابن حسن ابن عبیداللہ ابن عباس۔ان کی کنیت ابوالقاسم تھی۔"وکان یشبہ یا میر المومنین ؑ" یہ حضرت علیؑ سے بہت مشابہ تھے۔ماموں رشید نے انہیں ایک لاکھ درہم ارسال کیا تھا۔اس کے ساتھ جو خط لکھا تھا۔اس میں انہیں شبیہ امیر المومنین لکھا تھا۔(۴) ابراہیم جروقہ ابن حسن ابن عبیداللہ ابن عباسؑ " کان من الفقھاء الادباء الزھاد" یہ زبردست فقیہ ادیب اور زاہد تھے۔(۵) فضل ابن حسن ابن عبیداللہ ابن عباس " کان لسنا فصیحاً شدید الدین عظیم الشجاعۃ" یہ زبردست فصاحت کے مالک اور دینیات میں بہت پختہ تھے۔اور میدان شجاعت کے شاہسوار تھے۔لوگوں کی نظر میں آپ کی بے انتہا عزت تھی۔(عمدۃ المطالب ص ۳۵۳ طبع لکھنؤ و تاریخ بغداد و قمر بنی ہاشم ص ۱۳۶) حضرت عباسؑ کی



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



نسل کافی پھیلی ہے۔آپ کے کثیر نبیر گان کا ذکر کتب میں موجود ہے۔یہ خاص بات ہے کہ آپ کی نسل میں کوئی غیر عالم شاید ہی گزرا ہو۔آپ کی نسل کے متعلق،صاحب عمدۃ المطالب لکھتے ہیں کہ مکہ مدینہ مصر بصرہ،یمن سمرقند طبرستان اردن

،حائر و میاط ، کوفہ ، قمر،یمن شیراز،آمل آذر بائیجان جو جان مغرب و غیرہ میں پائی جاتی ہے ۔آپ کی اولاد کو میرے نزدیک ''سیدی علوی'' کہنا چاہیے۔اور حضرت عباسؑ کی طرف اعوان کا انتساب کوا صل نہیں رکھتا۔حمزہ بنحسن بن عبیداللہ بن عباس علیہ السلام،یہ اپنے دادا حضرت علی علیہ السلام سے بہت زیادہ مشابہ تھے۔مامون رشید کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک خط دیکھا گیاہے۔جس میں اس نے جناب حمزہ کوایک ہزار درہم بھیجنے کا حوالہ دیاہے۔خط سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے انہیں یہ رقم محض اس لیے بھیجی تھی کہ یہ حضرت علیؑ کے مشابہ تھے۔اس نے اس خط میں اسی مشابہت کو عنوان قرار دیاہے۔انہوں نے اپنی شادی زینب بنت الحسین بن علی بن عبداللہ بن جعفر طیار سے کی تھی۔عبداللہ بن جعفر طیار کے فرزند علی اپنے کو زینب بنت علیؑ کی طرف منسوب کرنے زینبی کہتے تھے۔جناب حمزہ بن حسن بن عبیداللہ بن عباس علیہ السلام کے ایک پوتے محمد بن علی بن حمزہ بھی تھے۔جو بڑی شخصیت کے مالک تھے۔اور نہایت عمدہ شاعر تھے۔یہ بصرہ میں نازل ہوئے اور امام رضا علیہ السلام سے حدیث کی روایت کی۔یہ بڑے ثقہ اور صدوق تھے۔جیساکہ تاریخ بغدادر جلد ۲ ص ۶۳،اور تہذیب التہذیب جلد ۹ ص ۳۵۲ میں ہے۔آپ کا انتقال ۲۸۶ھ میں ہوا ہے ۔انہیں حمزہ بن حسن بن عبیداللہ بن عباس علمدار کے ایک پر پوتے بھی تھے۔جن کا اسم گرامی ابو یعلی حمزہ بن قاسم بن علی بن حمزہ بن حسن بن عبیداللہ ابن عباس علیہ السلام بن امیر المومنین علی بن ابی طالب تھا۔ان کے سلسلہ نسب کی یہی ترتیب علامہ نجاشی نے رجال



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



نجاشی ص ۱۰۱ میں علامہ نے خلاصہ میں حضرت شہید ثانی نے حاشیہ خلاصہ میں ابو علی حائری نے منتھی المقال میں شیخ نوری نے جنتہ الماویٰ حکایت نمبر ۴۵) علامہ ما مقانی نے تنقیح المقال میں شیخ عباس قمی نے سفینۃ الجارج جلد ۱ ص ۳۳۹ میں سید حسوف برمی نے ساسنئہ النفتحہ الغبریہ قرار دی ہے۔ لیکن علامہ شیخ الفتونی نے حدیقتہ النسب میں علی کو قاسم پر مقدم کیا ہے۔ اور علامہ سید مہدی قزدینی نے فلک النجات کے ص ۳۳۶ پر ان شجرہ کو اس طرح لکھا ہے۔ الحمزہ بن الحسن بن الحمزہ بن علی بن قاسم بن عبداللہ بن عباس'' لیکن میرے نزدیک یہ ترتیب صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اس کا ماخذ نہیں ملتا۔ ہو سکتا ہے کہ مذکور الصدر علماء کی ترتیب کے خلاف یہ ترتیب قائم کرنا کاتب کی عنایت سے ہو اور اس کا قطعی امکان ہے۔ اسی فلک النجات کی عبارت میں دیکھ لیجئے کہ حضرت عباسؑ کے فرزند کا نام عبیداللہ تھا۔ لیکن کتاب مذکور میں عبداللہ لکھا ہوا ہے۔ بہر صورت جملہ علماء فرقہ جعفریہ کا ان کی وثاقت اور جلالت قدر پر اتفاق ہے۔ وہ انہیں طائفہ علویہ کا چشم وچراغ سمجھتے تھے۔ یہ علوم کے عظیم مدارج پر فائز تھے۔ بے شمار احادیث کو اپنے اباؤاجداد سے روایت کرتے تھے۔ ان پاس علماء کی آمد ورفت کا تانتا بندھا رہتا تھا۔ وہ ان کے پاس حدیث سنتے اور ان سے روایت حاصل کرنے کے لیے آتے تھے۔ آپ کے پاس اخذ حدیث کے جو علما آتے تھے۔ ان میں شیخ الثقہ سعد بن عبداللہ اشعری محمد بن سہل بن ذارویہ القمی، الحسن بن متیل، علی بن عبداللہ ابن یحییٰ جعفر بن مالک اری الکوٹی ابوالحسن علی بن جنید الرازی اور ان کے بلند پایہ عم عزیز! ابو عبداللہ محمد بن علی بن حمزہ میں حسن بن عبیداللہ بن عباس شامل تھے۔ علامہ عبدالرزاق الموسوی کا بیان ہے کہ سیدنا حضرت ثقۃ الاسلام علامہ کفینی صاحب اصول کافی کے طبقہ میں تھے۔ انہوں نے بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ جن میں کتاب التوحید کتاب الزیارت



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



والمناسک، کتاب من روی عن الصادق، کتاب الرد علی محمد بن جعفر اسدی زیادہ مشہور ہیں ۔معلوم ہونا چاہیے کہ سید ناحمزہ کے فضائل لکھنے سے دست کاتب قاصر اور زبان قلم عاجز ہے۔واضح رہے کہ ان کے مرقد مطہر سے اس درجہ کرامات کا مظاہرہ ہوا ہے۔کہ ان کو قلم بند نہیں کیا جاسکتا۔بے شک غیر محدود کرامات کا ظاہر ہونا ان کی فضیلت ان کی بلند مرتبگی ان کے اخلاص ورع و تقویٰ اور بلندی مقام علمی کی شہادت کے لیے کافی ہے۔نیز ان کی فضیلت اس سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ ان کے وہ چچا جن کی مثال اولاد ائمہ میں مشکل سے ملے گی وہ ان سے اخذ روایات کرتے ہیں۔اور چونکہ وہ بڑی نمایاں حیثیت کے مالک تھے۔اسی لیے جناب نرجس خاتون والدہ حضرت حجتؑ کو اس وقت پناہ دینے میں کامیاب ہوگئے۔جس وقت بادشاہ وقت انہیں گرفتار کرنے کا تہیہ کر چکا تھا۔اس کے بعد علامہ عبدالرزاق کہتے ہیں کہ سید الفقہا علامہ محمد مہدی القزدینی ایک دفعہ وارد حملہ ہوئے۔اور انہوں نے حضرت حمزہ کی بنی ہوئی قبر کی اس لیے زیارت نہ کی کہ وہ جانتے تھے کہ ان کی مقام رمے میں ہے۔جناب شاہ عبدالعظیم کے مدفن کے قریب ہے۔ایک رات کا ذکر ہے کہ وہ محو خواب تھے کہ ایک شخص علوی لباس میں آکر کہنے لگا۔کہ تم سید ناحمزہ کی زیارت کیوں نہیں کرتے انہوں نے خواب ہی میں جواب دیا کہ وہ یہاں مدفون نہیں ہیں۔ان کی اصل قبر رمے میں ہے۔اس آنے والے جواب دیا کہ ان کے رمے میں مدفون ہونے روایت بے بنیاد ہے۔وہ اسی جگہ دفن ہیں۔تم ان کی زیارت یہیں کیا کرو۔پھر انہوں نے پوچھا کہ اس کا کیا ثبوت ہے کہ وہ یہیں مدفون ہیں۔اس آنے والے نے جواب دیا کہ اس کا ثبوت علم رجال ہے۔تم کتب رجالی کا مطالعہ کرو۔چنانچہ انہوں نے جب کتب رجال پر نگاہ کی تو خواب کے مخبر کی خبر صحیح ثابت ہوئی۔اور حضرت علامہ قزدینی نے حضرت حمزہ کی زیارت



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



کرنا شروع کر دی۔اور اس بات کا یقین کر لیا کہ خواب کی اطلاع حضرت حجت علیہ السلام کی ہدایت کا مظہر ہے۔ابراہیم بن حسن عبیداللہ ابن عباس بن علی بن ابی طالب یہ جروقہ کے لقب سے مشہور تھے۔یہ فقیہ ادیب اور بہت بڑے زاہد مشہور تھے۔ان کے ایک فرزند تھے۔جن کا نام علی بن ابراہیم تھا۔یہ بڑی عزت و جاہ کے مالک تھے۔انہوں نے ۲۶۴ھ میں انتقال فرمایا ہے۔ان کے ۱۹ فرزند تھے۔جن میں عبداللہ بن علی بن ابراہیم زیادہ مشہور تھے۔جناب عبداللہ پہلے بغداد پھر مصر گئے۔اور وہیں متوطن ہو گئے۔ان پر تحدث و تبلیغ کا دروازہ بند کر دیا گیا تھا۔لیکن تھوڑے عرصہ کے بعد اجازت مل گئی تھی۔ان کے پاس ایک کتب خانہ تھا۔جس کا انہوں نے الجعفریہ نام رکھا تھا۔ان کتب خانہ میں فقہ امامیہ کی کافی کتابیں تھیں۔انہوں نے رجب ۳۱۲ھ میں بمقام مصر انتقال فرمایا اور وہیں دفن ہوئے۔جناب علی بن رہیم کے پوتوں میں خلیفہ ابوالحسن علی بن یحییٰ بن علی بن ابراہیم بن حسن بن عبیداللہ ابن عباس بن علی بن ابی طالب علیہم السلام تھے۔یہ ابو عبداللہ بن داعی علی انقاتبہ بغداد کے خلیفہ تھے۔فضل بن حسن بن عبیداللہ ابن عباس علیہ السلام بہت بڑے عالم تھے۔بہترین تقریر کرتے تھے متکلم اور فصیح البیان تھے۔دین اور دینیات کے بارے میں بہت ہی مضبوط تھے۔شجاعت میں بے مثل و بے نظیر تھے۔خلفا کی نگاہ میں بڑی عزت کے مالک تھے۔انہیں ابن الہاشمیتہ کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ان کے تین فرزند تھے۔جس سے ان کی نسل چلی ہے۔(۱) جعفر (۲) عباس الاکبر (۳) محمد ان سب کی اولادیں تھیں۔اور تقریباً سب کے سب عالم اور ادیب تھے۔انہیں میں سے ایک کا نام ابوالعباس فضل بن محمد بن فضل بن حسن بن عبیداللہ بن عباس تھا۔یہ بہت بڑے خطیب اور شاعر تھے۔ان کی اولاد کم اور طبرستان میں زیادہ ہے۔انہوں نے اپنے جد نامدار حضرت عباس علیہ السلام کے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



متعلق بہت سے اشعار کہے ہیں۔ جن میں سے ایک مرثیہ ہم نے پچھلے اوراق میں نقل کیاہے۔تاریخ نجدارج ص ۳۱۳،۳۲۶،۱۲۶، عمدۃ المطالب المجدی مروج الذہب جلد ۲ ص۶۶ص ۱۵۵، المصدر، اغانی جلد ۵ ص ۴۵۰۔ ذخیرۃ الدارین سر السلسلہ العویہ، الحجت علی الذاہب ص۶۶، تہذیب التہذیب جلد ۹ ص ۳۵۲، القدیر جلد ۳ ص ۱۳ الجواہر المفیتہ جلد ۲ ص ۱۱۴، النفتحہ الغزیہبشارۃ المصطفیٰ ص ۵۸، رجال نجاشی ص ۱۴۵ رجال طوسی اِکمال الدین صدوق جنتہ الماویٰ للنوری حکایت نمبر ۴۵، تذکرہ سبط ابن جوزی ص ۲۲۳، خلاصہ للعامہ سفینتہ البحار، شیخ عباسی قمی جلد ا ص ۳۳۹، فلک النجاۃ عربی مصنفہ سید مہدی قزدینی ص ۳۳۶)

# حضرت عباس علیہ السلام کے کرامات و معجزات

مظہر العجائب والغرائب حضرت علی علیہ السلام کے فرزندار جمند حضرت ابوالفضل العباس علیہ السلام کے معجزات و کرامات بے شمارہیں۔ان کی وسعت کو سمیٹنے کے لیے اوران کی تعداد کو یکجا کرنے کے لیے ایک مستقل تصنیف کی ضرورت ہے۔ہم اس مقام پر دو تین کرامات و معجزات تحریر کرتے ہیں۔(ا) مصنف کتاب سرورالمومنین لکھتے ہیں کہ میرے بھائی شیخ جعفر نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں ایک سید کے ساتھ کربلا سے نجف اشرف کو بوقت شب جا رہا تھا۔راستہ میں ایک عالیشان عمارت نظر پڑی۔ جس کے ارد گرد نہایت گنجان درخت پورے سلیقہ کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔دل میں سوچنے لگا کہ بارہا اس طرف سے گزر ہوا ہے۔ کبھی اس قسم کا کوئی مکان اس راہ میں نظر سے گزرا یہ کیامکان



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ہے۔میں اسی تردد میں باہمہ گر باتیں کر رہا تھا۔کہ ایک مرد بزرگ سامنے سے نمودار ہوئے ۔اور فرمانے لگے۔یہ میرا مکان ہے۔آیئے اور میری دعوت مہمانی قبول کیجئے۔ہم دونوں ان کے ہمراہ داخل خانہ ہوئے۔وہ مکان کیا تھا۔جنت کا نمونہ تھا۔وہ ایسا مکان تھا جو کہ راحت و آرام کے اسباب سے پر تھا۔جو نعمتیں اس میں مہیا تھیں نہ آنکھوں نے کبھی دیکھا تھا نہ کانوں نے سنا تھا۔اس میں باغات تھے کہ سبحان اللہ ! باغوں کے درختوں پر طائران خوش الحان اور مرغان شیریں بیان چہک رہے تھے۔نہریں جاری تھیں۔سبزہ لہلہا رہا تھا۔درخت بار ثمر سے جھکے ہوئے تھے۔پھولوں کی خوشبو سے دماغ معطر تھے۔اور فضا بسی ہوئی تھی۔میں اس عجیب و غریب مکان میں سیر کرتا ہوا جا رہا تھا کہ اس کے پہلو میں ایک اور شاندار مکان نظر آیا۔اسے دیکھ کر میں اور حیران ہو گیا۔وہ اس خوبی سے بنا ہوا تھا۔اور اس طرح آراستہ تھا کہ اس کی توصیف سے میری زبان قاصر ہے۔اس میں ایک بزرگوار جن کے چہرے سے عظمت و جلال آشکار تھی۔مجھے دکھائی دیئے۔انہیں میں نے صدر مقام پر بیٹھا دیکھا میں نے آگے بڑھ کر نہایت ادب سے ان کو سلام کیا۔انہوں نے جواب سلام کے بعد اسی سید سے جو میرے ہمراہ تھا۔اور جسے میں پہچانتا نہ تھا۔لیکن رفیق سفر ہونے کی وجہ سے میں اس سے مانوس تھا کہ اس شیخ کو جو کہ آقائے نامدار حضرت سید الشہداء کا ذاکر ہے۔فلاں مقام پر لے جاؤ۔اور اسے آب سرد اور طعام لذیذ سے سیر و سیراب کرو۔اور جس چیز کی اسے ضرورت ہو۔اسے مہیا کر دو۔یہ سن کر وہ سید مجھے ایک مکان وسیع میں لے گیا۔جہاں انواع واقسام کے کھانے چنے ہوئے تھے۔میں نے خوب سیر ہو کر کھایا۔جب وہ سید مجھے رخصت کرنے کے لیے نادر خانہ آیا تو میں نے اس سے کہا کہ تجھے قسم ہے اسی عظیم الشان شخصیت کی۔جو اس مکان کی مالک ہے۔مجھے بتا کہ مقام کون سا ہے۔اور یہ مسند نشین صدر خانہ کون ہیں ؟



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



اس نے کہا کہ اسی مقام کا نام ''وادی مقدس'' ہے اور ان جناب اسم گرامی حضرت عباس علیہ السلام ہے۔یہ مکان انہی کا ہے۔یہیں سب شہداء کربلا جمع ہو کر حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں جاتے ہیں۔میں نے عرض کی۔اے سید میں نے سنا بھی ہے۔اور کتابوں میں بھی پڑھا ہے کہ کربلا میں حضرت عباس علیہ السلام کے دونوں دست مبارک کٹ گئے تھے۔اس نے کہا بے شک میں نے عرض کی کہ مجھے رخصت آخری کے بہانے سے ان کی خدمت میں لے چلو تاکہ میں حضرت کے دست بریدہ جسم کو بچشم خود دیکھ لوں۔وہ سید مجھے دوبارہ ان کی خدمت میں لے گیا۔میں نے جونہی ان کے دست پر بریدہ جسم کو دیکھا میں بے اختیار رونے لگا۔اور بے ساختہ یہ اشعار میری زبان پر جاری ہو گئے۔(ترجمہ) دشمنوں نے ان کے جسم کو تیروں سے چھلنی بنا کر اس مشکیزہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔جسے انہوں نے بڑی مشکلوں سے پر کیا تھا۔اس وقت آپ نے کمال مایوسی کے عالم میں با چشم پر نم حضرت امام حسینؑ کو آواز دی۔اے میرے آقا حسینؑ میری تمام امیدیں خاک میں مل گئیں۔افسوس میں پانی پہنچانے سے قبل ملک الموت سے ملاقات کرنے پر مجبور ہو گیا ہوں۔راوی کہتا ہے کہ یہ سن کر سب حضار رونے لگے۔اور حضرت عباسؑ نے فرمایا اے شیخ خدا تم لوگوں کو صبر دے۔میں نے ان سے زیادہ تکالیف برداشت کی ہیں۔جن کی تمہیں اطلاع ہے۔(۲) کتاب حزن المومنین میں ہے کہ عرب و عجم کے دستور کے مطابق، عباس آباد شہر میں مومنین نے یوم عاشورا شبیہ حضرت عباسؑ بنانے کا فیصلہ کیا۔اس کے لیے وہ ایک نیک قسم کے نوجوان کی تلاش میں تھے۔ناگاہ ایک مرضی کے مطابق نوجوان نظر آیا۔اس سے انہوں نے اپنے مقصد کو ظاہر کیا وہ بہت خوش ہوا۔اور شبیہ بننے پر تیار ہو گیا۔الغرض اسے شبیہ عباس بنا انہوں نے مراسم غم ادا کئے۔اس واقعہ کی اطلاع اس کے باپ کو ہو گئی۔جو سخت



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ترین ناصبی تھا۔جب یہ جوان اپنے گھر گیا۔تو اس کے باپ نے واقعہ پوچھا۔اس نے سب واقعہ کہہ سنایا۔ باپ نے پوچھا کہ تو کیا عباسؑ کو دوست رکھتا ہے۔اس نے کہا بے شک یہ سن کر اس نے تلوار اٹھائی اور اس کے دونوں ہاتھ جدا کر کے کہا لے۔اب تو صحیح تصویر بنا ہے ۔وہ غریب اس صدمہ سے زمین پر لوٹنے لگا۔یہ دیکھ کر اس کی ماں سر پیٹتی ہوئی قریب آئی اور فریاد و

فغاں کرتی ہوئی بولی کہ اے ظالم تو روز حشر رسول خداؐ اور فاطمہ زہراؑ کو کیا جواب دے گا۔اس نے کہا کیا تو ان لوگوں کو دوست رکھتی ہے۔اس نے جواب دیا کہ بے شک ان پر ہمارا ایمان ہے۔یہ سن کر اس ظالم نے اس عورت کی زبان قطع کر دی۔اور اس کی آغوش میں بیٹے کے ہاتھ ڈال کر کہا کہ جا قیامت کے دن فاطمہ اور عباسؑ سے شکایت کر کے جو بنانا ہے۔بنا لینا۔اس کے بعد ان دونوں کو گھر سے باہر نکال کر دروازہ بند کر لیا۔وہ مومنہ اپنے لڑکے کو اپنے ہمراہ ہاتھوں سمیت ایک عزاخانہ میں چلی گئی۔اور اپنے بیٹے کو زیر منبر ڈال کر منبر کے قریب محو گریہ وبکا ہوئی۔صبح کے قریب چند بیبیاں سیاہ پوش ظاہر ہوئیں۔اور اس سے رونے کا سبب دریافت کیا۔اس نے ہاتھ کے اشارے سے زبان کے کٹنے کا حال ظاہر کیا۔انہوں نے فرمایا غم نہ کر سب ٹھیک ہو جائے گا۔اس کے بعد ان عورتوں میں سے ایک نے اس کی زبان کا ٹکڑا زبان سے ملا کر اپنا لعاب دہن لگایا۔وہ ٹھیک ہو گئی۔اس کے بعد وہ جا نے لگیں۔اس مومنہ نے ان کا دامن تھام لیا۔اور کہا کہ میرا لڑکا زیر منبر پڑا ہے۔اسے بھی درست کر دیجئے۔انہوں نے فرمایا کہ اس کو حضرت عباسؑ نے ٹھیک کر دیا ہے ہو گا۔تو اسے دیکھ لے۔وہ اٹھی اور منبر کے اندر کی جانب گئی تو دیکھا کہ اس کا بچہ تندرست ہے۔اس مومنہ نے پوچھا کہ بی بی آپ کون ہیں۔آپ نے فرمایا کہ میں حسینؑ کی دکھیاں ماں ''فاطمہ''



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ہوں۔اس کے بعد وہ بیبیاں نظروں سے غائب ہو گئیں۔اس مومنہ کا بیان ہے کہ میں نے لڑکے سے پوچھا کہ کیا واقعہ گزرا۔اس نے کہا کہ میں عالم بیہوشی میں تھا کہ ایک نقاب پوش جوان میرے قریب آیا۔اور کہنے لگا کہ گھبرا نہیں سب ٹھیک ہو جائے گا۔اس کے بعد میرے ہاتھوں کو جسم سے ملا کر کچھ فرمایا اور میرے ہاتھ درست ہو گئے۔میں نے فوراً ان کا دامن تھام لیا۔اور ان کی خدمت میں عرض کی۔ حضور! آپ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا میں عباسؑ ہوں میں نے کہا حضور! دست مبارک دیجئے۔تا کہ میں بوسہ دوں آپ نے فرمایا کہ میرے ہاتھ نہیں ہیں۔وہ کربلا میں اسلام پر قربان ہو گئے۔اس کے بعد وہ نظروں سے غائب ہو گئے ہیں۔(۳) کربلائے معلیٰ کے رہنے والے سید عباس طباطبائی بیان کرتے ہیں کہ میں مشغول درس تھا۔کہ ایک روز شور مچا کہ حضرت عباسؑ کے روضہ میں معجزہ ہوا۔یہ شور سن کر استاد نے چھٹی کر دی۔میں دوڑا ہوا۔روضہ حضرت عباسؑ میں گیا۔وہاں جا کر میں نے دیکھا کہ روضہ کے اندر بہت حضرات ہیں۔اور سب بالکل خاموش ہیں۔اور ایک عورت بے ہوش پڑی ہے۔میں نے لوگوں سے پوچھا کہ کیا معجزہ ہوا ہے۔مگر کوئی نہ بولا۔بڑی دیر کے بعد ایک شخص نے اوپر کی طرف اشارہ کیا۔تو میں نے دیکھا کہ ایک طلائی طوق ایک قندیل سے چپکا ہوا ہے۔اور قندیل حرکت میں ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد اس بے ہوش عورت کے اعزا آ گئے۔اور انہوں نے بڑی آہ و فریاد کی۔تو عورت کو ہوش آیا۔اس کا بیان ہے کہ یہ لڑکا جو میرے پاس بیٹھا ہے۔ایک بار علیل ہوا تھا اور میں نے منت مانی تھی کہ یہ طوق گراں جو میری گردن میں ہے اپنے لڑکے کی صحت پر نذر حضرت عباسؑ کر دوں گی۔اب جبکہ اسے کامل صحت ہو گئی تو میں طوق ضریح مبارک پر چڑھانے کے لیے لائی۔ابھی طوق کو گلے سے اتار نے نہ پائی تھی کہ یک بیک یہ خیال پیدا ہو گیا کہ چونکہ یہ کافی وزنی



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ہے۔لٰہذااس کے بجائے کچھ سونا چڑھاؤں گی۔میرے ذہن میں اس کا خیال آنا تھا کہ میں نے ایک پر چھائیں سی دیکھی۔اس کے بعد بے ہوش ہوگئ پھر مجھے نہیں معلوم کہ کیاہوا ہے (کتاب موسع العموم ص ۴۳، ص ۴۵، ص ۳۸۷ طبع لکھنؤ ۱۲۹۳ھ)

## مشک سکینہؑ کو چھیدنے اور حضرت عباسؑ کا ہاتھ کاٹنے والے اسحاق بن حویہ کا حشر اور عبداللہ اہوازی کا کارنامہ

علامہ احسان تہرانی لکھتے ہیں کہ عبداللہ ہوازی کا بیان ہے کہ میں ایک دن بازار میں جارہا تھا کہ میری نظر ایک ایسے شخص پر پڑی کہ جس کا چہرہ متغیر تھا۔اور زبان خشک تھی۔اور منہ سے باہر نکلی ہوئی تھی۔وہ عصا کے سہارے سے راستہ چل رہا تھا۔اور بھیک مانگتا پھرتا تھا۔میں نے جو نہی اسے اس حال میں دیکھا۔میرا بدن لرز اٹھا۔میں اس کے قریب گیا۔اور اس سے پوچھا تو کہاں کا رہنے والا ہے اور کس قبیلے سے تعلق رکھتا ہے اس نے میری طرف توجہ کئے بغیر اپنی راہ لی۔میں نے اسے قسم دے کر پوچھا کہ تو اپنا حال تو بتا۔کہ یہ معاملہ کیا ہے اس نے کہا بھائی! میرا حال نہ پوچھو اور مجھے اپنی راہ جانے دو۔میں نے کہا کہ میں ہرگز نہ مانوں گا۔میں چاہتا ہوں کہ مجھے اپنے حال سے آگاہ کر اس نے کہا کہ اگر تم نہیں مانتے تو پھر پہلے مجھے کچھ کھلاؤ کہ میں سخت بھوکا ہوں اس کے بعد میں اپنی غم آفریں داستان تمہیں سناؤں گا۔میں اسے اپنے گھر لے گیا۔اور اسے خوب اچھی طرح کھلایا پلایا جب اسے سکون ملا تو اس نے اپنی داستان بیان کرنا شروع کی اس نے مجھ سے پوچھا کہ تم عمر بن سعد کو جانتے ہو میں نے کہا ہاں۔جانتا ہوں پھر میں نے کہا کہ تیرا اس ملعون سے کیا تعلق اس نے کہا کہ واقعہ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



کربلا میں اس کا علمدار تھا اور۔۔۔میرا نام ہے اسحاق بن حویہ اس کے اس کہنے پر اس کے منہ سے تار کول کی بو آنے لگی۔ پھر وہ کہنے لگا کہ رزمگاہ کربلا میں عمر بن سعد نے مجھے نہر فرات پر تعینات کیا تھا اور مجھے حکم دیا تھا کہ امام حسینؑ کے لشکر میں کسی صورت سے پانی نہ پہنچنے دینا۔ چنانچہ میں اس کے حکم کی تعمیل میں ہمہ تن متوجہ ہو گیا۔اور شب و روز پوری بیداری کے ساتھ امام حسینؑ تک پانی پہنچنے کو روکتا رہا۔ حتیٰ کہ میں نے اپنے لشکر والوں تک کو نہر فرات پر بلا اجازت جانے سے روک دیا تھا کیونکہ اس کا شبہ تھا کہ کہیں ہم میں ہی کا کوئی خفیہ طور پر امام حسینؑ تک پانی پہنچا دے۔ایک شب کا واقعہ ہے کہ میں بہت پوشیدہ طریقے سے امام حسینؑ کے ایک خیمہ تک جا پہنچا۔تاکہ ان ارادے معلوم کروں میں چھپا ہوا بیٹھا ہی تھا کہ امام حسینؑ اور حضرت عباسؑ میں گفتگو کی آواز آنے لگی اس بات چیت میں میں نے یہ محسوس کیا کہ دونوں بھائی موجودہ حالات سے بے حد متاثر ہیں۔ حضرت عباسؑ نے حضرت امام حسینؑ سے کہا کہ اے بھائی! مجھے اب اطفال میں پیاس کی شدت دیکھی نہیں جاتی اور نہ ان کے انتہائی پر درد نالے سنے جاتے ہیں میرے آقا میں اب تک دو مکانوں کے اندر کنواں کھود چکا ہوں۔اور پانی برآمد کرنے کی کوشش کر چکا ہوں لیکن پانی دستیاب نہیں ہو سکا ۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ عباسؑ اگر تم ان انسان نما لوگوں کے پاس جا کر پانی طلب کرو۔ تو کیا ممکن ہے کہ وہ پانی دے دیں۔ حضرت عباسؑ نے عرض کی مولا کئی بار ایسا بھی ہو چکا ہے جتنی مرتبہ گیا ہوں تیر و شمشیر کے سوا کوئی جواب نہیں ملا۔ یہ سن کر حضرت امام حسینؑ بے حد متاثر ہوئے۔اور بے ساختہ رو پڑے حضرت عباسؑ نے عرض کی مولا! آپ متاثر نہ ہوں میں صبح کو ایک بار پھر سعی بلیغ کروں گا۔اور انشاء اللہ پانی حاصل کروں لوگا۔ یہ سن کر امام حسین علیہ السلام نے ان کو دعائے خیر دی۔اے عبداللہ! میں یہ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



تمام باتیں پس پردہ سے سن کر اپنی جگہ پر واپس گیا۔اور میں نے تمام واقعہ عمر بن سعد سے بیان کیا۔ پھر اس کے بعد بہت سے مددگاروں کو جمع کرکے اس وقت کا انتظار کرنے لگا۔ جبکہ عباس بن علیؑ کے آمد کی توقع تھی۔اے عبداللہ جب صبح کا وقت ہوااور کارزار کربلا شروع ہوگیا۔تو وہ موقع پیش آیا جس میں عباسؑ بن علیؑ امام حسینؑ کے پاس سے روانہ ہوکر طلب آب کے لیے نہر فرات کی طرف آئے۔وہ اس وقت شیر غضب ناک کی طرح تھے ان کے نہر پر پہنچتے ہی سارے لشکر نے ان پر یک بار گی حملہ کردیا۔ تیر بارانی کرنے والوں نے تیر چلائے نیزہ باز نیزہ مارنے کی سعی کرتے رہے۔اے عبداللہ حضرت عباسؑ بن علیؑ پر اس قدر تیر مارے گئے کہ ان کا بدن ساہی کے بدن کی طرح ہوگیا۔اور جسم پر ان کے تیر ہی تیر نظر آتے تھے۔ مگر وہ کربلا کے بہادر تھے انہوں نے اپنی ہمت پست نہیں ہونے دی اور وہ برابر آگے بڑھتے رہے۔یہاں تک کہ لشکر کو درہم برہم کرکے نہر فرات پر جا پہنچے۔اور انہوں نے اپنے گھوڑوں کے نہر فرات میں ڈال دیا اور چلو میں پانی لے کر اپنے دہن کی طرف لے گئے۔میں نے اس وقت پوری سعی کی کہ یہ پانی نہ پینے پائیں۔میں نے لشکریوں کو حکم دیا کہ اب پوری توجہ سے کام کرو۔دیکھو اگر عباسؑ نے پانی پی لیا تو پھر ان سے کوئی بھی مقابلہ کسی صورت سے نہ کرسکے گا۔ چنانچہ میرے لشکریوں نے پوری توجہ دی۔اور ان پر حملہ شروع کردیا۔وہ مشکیزہ کو نہر سے بھر کر برآمد ہوئے اور حملوں کا جواب دینے لگے اے عبداللہ! وہ اس بہادری سے لڑرہے تھے کہ ہم سب حیران تھے۔لشکر چاروں طرف سے حملہ کررہا تھا ۔اور وہ سب کا جواب دے رہے تھے یہاں تک کہ ہمارے لشکر کے ایک ازدی شخص نے جو ایک کمین گاہ میں چھپا بیٹھا تھا۔ایک ایسا وار کیا کہ ان کا داہنا ہاتھ بازو سے کٹ کر زمین پر گر پڑا۔اس وقت انہوں نے بڑی پھرتی کے ساتھ مشک اور علم کو بائیں ہاتھ سے سنبھالا اور جنگ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



کو جاری رکھا۔اور پوری بہادری سے کثیر افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔اے عبداللہ ہماری تمام ترسعی اب یہ تھی کہ پانی خیمہ حسینؑ میں پہنچنے نہ پائے چنانچہ ہم سب اسی سعی میں ہیں۔ناگاہ مجھے موقع مل گیا۔اور میں ان کے قریب جا پہنچا اور نیزے کا ایک وار ایسا کیا کہ مشکیزہ چھد گیا۔مشکیزہ کو چھید کر میں اس مقام سے دور ہو جانا چاہتا تھا کہ حضرت عباسؑ نے مجھ پر حملہ کر دیا۔میں نے اس کے جواب میں ایک ایسا وار کیا۔کہ ان کا بایاں ہاتھ گٹے سے کٹ گیا۔اور ایک شخص نے بڑھ کر گرز آہنی سے ان کے سر کو شگافتہ کر دیا۔دریں حالات وہ گھوڑے سے زمین کی طرف چلے اور انہوں نے امام حسین علیہ السلام کو آواز دی۔عباسؑ بن علیؑ کی آواز سن کر امام حسین علیہ السلام ان کی طرف عقاب کے تیز پر کی طرح نہایت سرعت سے پہنچے۔راستے میں جو لوگ حائل تھے ان کو حملہ شمشیر سے دور کیا اور وہاں پہنچ کر عباسؑ بن علیؑ کی حالت ملاحظہ کی تو آپ رو پڑے۔اے عبداللہ انہوں نے حضرت عباسؑ کو اس حال میں دیکھا کہ ان کے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے تھے اور ان کا سر شگافتہ تھا۔اور ان کا سارا بدن ٹکڑے ٹکڑے تھا یہ دیکھ کر آپ کے منہ سے بے ساختہ چیخ نکل گئی اور آپ رونے لگے۔پھر امام حسینؑ زمین پر بیٹھ گئے اور انہوں نے اپنے بھائی کا سر اپنے زانو پر رکھا۔اور ان کے چہرے کو خون سے صاف کیا پھر دونوں بھائیوں میں کچھ گفتگو ہوئی۔جب امام حسین علیہ السلام کے زانو پر روح عباسؑ پرواز کر گئی۔تو وہ اٹھے اور انہوں نے ہمارے لشکر پر بھرپور حملہ کیا۔اور تہس نہس کر ڈالا۔ہم لوگوں نے پورا مقابلہ کیا۔لیکن آخر میں شکست کھا کر ہم سب بھاگ نکلے اس کے بعد وہ نہر فرات کے قریب گئے۔ہم نے سوچتے ہوئے کہ کہیں پانی نہ پی لیں۔ان سے پکار کر کہا۔کہ آپ پانی پینا چاہتے ہیں اور لشکر خیمہ میں گھس گیا ہے۔یہ سنتے ہی وہ فوراً خیموں کی طرف دوڑے۔وہاں پہنچ کر محسوس کیا



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



کہ ہمیں دھوکا دیا گیا ہے۔ عبداللہ اہوازی کہتے ہیں۔ کہ میں نے جب اس واقعہ کو سنا۔ خون پھڑ پھڑانے لگا۔ اور مجھے اس قدر رنج پہنچا کہ میں اپنے قابو سے باہر ہو گیا۔ اس کے فوراً بعد میں نے یہ کیا کہ اسے ایک دوسرے مکان لے جا کر ٹھہرایا اور کہا کہ اس جگہ بیٹھ میں آتا ہوں یہ کہہ کر باہر آیا اور ایک دوسرے دروازے سے اپنی شمشیر لے کر داخل ہوا۔ اس نے جب شمشیر برہنہ میرے ہاتھ میں دیکھی تو کہنے لگا کہ مہمان کے ساتھ کیا یہ سلوک مناسب ہے میں نے کہا کہ امام حسینؑ بھی تو خود نہ گئے تھے ان کو بھی مہمان ہی تم لوگوں نے بلایا تھا پھر ان کے ساتھ کیا سلوک کیا کیا وہی مناسب تھا جو تم لوگوں نے انہیں مہمان بلا کر کیا تھا۔ اس کے بعد میں نے کہا کہ قتل کے علاوہ اگر کوئی اور سزا ممکن ہوتی تو میں تجھے وہی سزا دیتا یہ کہہ کر میں نے تلوار سے اس سر اڑا دیا۔ اور اپنے ساتھیوں کی مدد سے اس کی لاش نذر آتش کر کے اس کی خاک ہوا میں آڑا دی۔ کتاب دارالسلام طبع ایران و کتاب زندگی شہادت ابوالفضل ص ۵۳ طبع ایران )

## حضرت عباسؑ کے چلو میں پانی لے کر نہر میں پھینک دینے کی ایک اور وجہ

کتاب ہذا کے گذشتہ صفحات میں اپنے موقع پر اس کی وضاحت کی گئی ہے کہ حضرت عباسؑ نے چلو میں پانی لے کر اس لیے نہر میں پھینک دیا تھا کہ انہیں اہل حرم کی پیاس یاد آگئی تھی نیز یہ بھی لکھا گیا ہے کہ آپ نے پانی پینے کے لیے چلو میں نہیں لیا تھا بلکہ اس لیے لیا تھا کہ دشمن کو دکھا دیں کہ تمہارے گہرے پہرے کے باوجود پانی ہماری مٹھی میں ہے لیکن ہم



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



اس لیے نہیں پیتے، کہ امام حسینؑ کے اہل حرم پیاسے ہیں اس مقام پر علامہ عبدالرزاق مقرم (نجف اشرف) نے ایک اور وجہ لکھی ہے (وہ بحوالہ نقذ الذہیمیہ جلد اص ۱۰۰ تحریر فرماتے ہیں) ''ایک دفعہ ''حضرت علی علیہ السلام نے اپنے فرزند حضرت عباسؑ کو بلا کر اپنے سینے سے لگایا اور ان کی پیشانی کا بوسہ لیا۔ پھر ان سے اس امر کا عہد لیا کہ جب کربلا میں پانی پر تمہارا قبضہ ہو تو تم ایسی حالت میں جبکہ حسینؑ پیاسے ہوں پانی نہ پینا۔ ترجمہ:۔ حضرت علیؑ نے اپنے بیٹے کو یہ وصیت کر دی تھی کہ تم نہر فرات میں پہنچ کر بھی محض اس لیے کہ امام حسینؑ اور ان کے اطفال پیاسے ہیں پانی نہ پینا۔ (قمر بنی ہاشم ص ۴۹ طبع نجف اشرف)

## حضرت عباسؑ کی قبر کو بوسہ دینے کا جواز

حضرت عباس علیہ السلام کی جلالت قدر کا تقاضہ یہ ہے کہ جس طرح ارباب عصمت کی قبر کا بوسہ لیا جاتا ہے اسی طرح ان کی قبر کو بھی چوما جائے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے آپ کی قبر کو بوسہ دینے کا حوالہ ان کی زیارت کے سلسلہ میں دیا ہے وہ ارشاد فرماتے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت سے فراغت کے بعد زائر کو چاہیئے کہ حضرت عباسؑ کی طرف جائے اور کہے۔ السلام علیک ایھاالولی الخ ثم تنکب علی القبر و تقبلہ پھر قبر پر اپنے کو گرادے اور اسے بوسہ دے۔ اس کے بعد، یابی وامی یاناصر دین اللہ السلام علیک یابن امیر المومنین السلام علیک یاناصر الحسینی الصدیق السلام علیک یا تشھید ین الشھید السلام علیک السلام علیک منی ابداًمابقیت و صلی اللہ علی محمد والہ وسلم، ترجمہ (میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اے دین خدا کے مددگار، اے علی بن ابی طالب کے فرزند آپ پر میر اسلام ہو



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



اے حسینؑ مظلوم کے مدد گار آپ پر میرا اسلام ہو۔اے شہیدین شہید آپ پر میرا اسلام ہو ۔اے عباس بن علی آپ پر میری طرف سے اس وقت تک سلام پہنچتا رہے جب تک میں زندہ رہوں۔(مزار البحار ص ۱۸۰ ) مذکورہ زیارت کے فقرے سے واضح ہو گیا ہے کہ حضرت عباسؑ کے قبر کی تقبیل جائز ہے اور اسے شرعی حیثیت حاصل ہے اس کی مزید تائید کے لیے علامہ شیخ مفید،ابن مشہدی اور ابن طاؤس کے مزار کی کتابیں ملاحظہ جا سکتی ہیں ۔انہوں نے اپنی اپنی کتابوں میں حضرت عباس کا ذکر کرتے ہوئے لکھاہے کہ روضہ اقدس کے حرم میں داخل ہوتے وقت دعا اذن پڑھے اور قبر پر اپنے کو گرادے۔اور اس کے بعد کہے۔السلام علیک ایھاالعبد الصالح،الخ یعنی زیارت پڑھے۔

## روضوں کی تعمیر کے جواز کے متعلق

حضرت علی علیہ السلام کے ایک فرزند کا نام عثمان تھا جو جنگ کربلا میں اسلام کے کام آئے ۔آپ نے اپنے اس فرزند کا نام عثمان اپنے بھائی عثمان بن مظعون کے نام پر رکھا تھا۔علامہ سمہودی اپنی کتاب تاریخ مدینہ کی جلد ۲ کے ص ۸۵ پر لکھتے ہیں کہ جب جناب عثمان بن مظعون کا انتقال ہوا۔توانہیں دفن کرنے کے بعد حضرت رسول کریمؐ نے ان کے قبر کے سرہانے ایک پتھر گاڑ دیا۔تاکہ لوگوں کو یہ معلوم ہو سکے کہ آپ اس جگہ مدفون ہیں۔یہ عجیب وغریب بات ہے کہ رسول کریمؐ کی وفات ظاہر یہ کے بعد جب بنی امیہ کا عروج ہوا تو مردان نے عثمان بن عفان کے انتقال کے بعد اس پتھر کو کھود کر ان کی قبر پر نصب کر دیا ۔اگرچہ اس کے عمل سے اس عمل بد پر بنی امیہ خود چیخ اُٹھے اور انہوں نے کہا کہ رسولؐ کا



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



نصب کیا ہوا پتھر کیوں اٹھایا گیا۔اسے پھر اپنی جگہ پر پہنچانا چاہئے لیکن مردان کسی کی ایک نہ سنی اور عثمان بن مظعون کی قبر کا پتھر عثمان بن عفان ہی کی قبر نصب رہنے دیا۔

## حضرت عباس علیہ السلام کی زیارت کا استحباب

حضرت عباس علیہ السلام کی جلالت قدر مسلم ہے ان کی زیارت دیگر ائمہ طاہرین کی زیارت کا درجہ رکھتی ہے زیارت قبور خاصان خدا کے متعلق حضرت رسول خداؐ حضرت علیؑ کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں کہ اے علیؑ! خدانے اپنے اچھے بندوں کے دلوں میں تم لوگوں کی محبت اس طرح ڈال دی ہے کہ وہ تمہاری طرف کھنچتے ہیں اور تمہارے لیے ہر قسم کی ذلت وخواری خوشی سے برداشت کرتے ہیں اور جب دل بھر آتا ہے۔فیز ورون قبور رکم ویکثرون زیارتھا تقرباً منھم الی اللہ تعالیٰ ومودۃ منھم لرسولہ اولئک المخصوصون بشفاعتی،الخ تو تمہارے قبروں کی زیارتیں کرتے ہیں۔اور چاہتے ہیں کہ بار بار زیارت کریں اس سے ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اللہ کا تقرب حاصل ہو۔اور میرے لیے تمہاری محبت کا مظاہر ہو ۔اے علیؑ! یہی وہ لوگ جن کے لیے میری شفاعت مخصوص ہوگی۔یہ حوض کوثر پر پہنچیں گے۔اور جنت میں میری زیارت سے مشرف ہوں گے۔اے علیؑ! جو تم لوگوں کی قبروں کی تعمیر میں حصہ لے وہ بالکل ایسا ہے جیسے اس نے تعمیر بیت المقدس میں حضرت سلیمانؑ کی مدد کی۔

اس کے بعد آپ فرماتے ہیں کہ کچھ ایسے گندی فطرت کے لوگ بھی دنیا میں ہوں گے ۔جو تم لوگوں کی زیارت کرنے پر زائرین کا تمسخر کریں گے۔اور ان پر عیوب لگائیں گے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



۔اولئک شرار متی لاانالھم اللہ شفاعتی،ایسے لوگ میری امت کے بدترین لوگوں میں سے ہوں گے۔میری شفاعت سے محروم رہیں گے۔(قمر بنی ہاشم ص ۱۲۶ بحوالہ فرحتہ الغری ابن طاؤس) میرا خیال ہے کہ حضرت رسول کریمؐ نے یہ باتیں بطور پیشین گوئی فرمائی تھیں ۔اور انہیں معلوم تھا کہ ایک گروہ مذکورہ قسم کا پیدا ہوگا۔اور یہ حقیقت ہے کہ اس قسم کا گروہ عرصہ دراز سے دنیا میں موجود ہے اور ایسے ناپاک لوگوں کی کتابیں بھی اول ہیں تفصیل کے لیے ملاحظہ ہوں۔وہابیوں کی کتاب تطہیر الجناں جس کے ص ۳۸ پر اس تعمیر قبور کی سخت مذمت کی گئی ہے اور جس کا مکمل جواب علامہ محمد جواد مغنیہ نے اپنی کتاب (ہذہ ہی الوھابیہ) طبع بیروت میں دیا ہے اور جواب لکھا ہے۔

## حضرت عباس علیہ السلام کی تعداد اولاد کے متعلق

حضرت عباسؑ کی تعداد اولاد کے متعلق میں نے گذشتہ صفحات میں مفصل بحث کردی ہے اور واضح طور پر یہ ثابت کر دیا ہے کہ حضرت عباسؑ کے تین فرزند تھے۔فضل، قاسم اور عبیداللہ،اول الذکر،دو فرزند یوم عاشورا قربان گاہ اسلام پر قربان ہو گئے۔اور جناب عبیداللہ تنہا باقی رہے۔اور انہی سے حضرت عباسؑ کی نسل قائم ہوئی۔میں نے کچھ اس کے متعلق لکھا ہے وہ پوری تحقیق سے لکھا ہے اور میرے خیال کے مطابق وہ بالکل درست ہے لیکن زیر نظر کتاب قمر بنی ہاشم میں علامہ عبدالرزاق موسوی مقرم نے آپ کی پانچ اولاد کا حوالہ دیا ہے اور تحریر فرمایا ہے کہ حضرت عباسؑ کے پانچ اولاد تھی۔عبیداللہ، فضل، حسن، قاسم ،اور ایک لڑکی۔الخ (۱۳۳) ۔میرے نزدیک ان کا یہ تحریر فرمانا درست نہیں ہے۔میں



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



کہتا ہوں کہ اولاً تو انہوں نے جو ترتیب قائم کی ہے وہ صحیح نہیں ہے سب سے فضل کا نام لکھنا چاہیئے تھا۔ کیوں کہ وہ حضرت عباسؑ کی اکبر اولاد تھے اور انہی کے نام سے ان کی کفیت ابوا لفضل قرار پائی تھی۔ ثانیاً حسن کا تذکرہ کسی معتبر کتاب میں میری نظر سے نہیں گزرا۔ ثالثاً جناب مقرم صاحب نے حسن کے نام کا تذکرہ بحوالہ معارف ابن قتیبہ فرمایا ہے۔ حالانکہ معارف ابن قتیبہ میں عبیداللہ کا ذکر ہے حسن کا نہیں ہے اور ہونا بھی یہی چاہیے تھا۔ کیونکہ حضرت عباسؑ کی نسل انہی سے بڑھی ہے۔ رابعاً موصوف نے اپنی تحریر میں ایک لڑکی کا حوالہ دیا ہے لیکن نام نہیں بتایا میرے نزدیک حضرت عباسؑ کے لڑکی تسلیم کرنا نہ صرف خلاف واقع۔ بلاکہ غلط نویسوں۔ غلط بیانوں اور غلط گویوں کی ہمت افزائی ہے میں گذشتہ صفحات میں اس کی حقیقت واضح کر چکا ہوں اور بتا چکا ہوں کہ یہ بالکل غلط ہے اور اپنی تائید میں علامہ محمد باقر قائنی خراسانی کی تحریر بھی پیش کر چکا ہوں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ یہ مرثیہ خانوں کی پہنچ ہے اور مہمل ہے یہیں سے بات بھی واضح ہو گئی ہے کہ شیخ فتونی نے حضرت عباسؑ کی نسل کے بڑھنے کے سلسلے میں جو حسن بن عباسؑ کا ذکر کیا ہے قمر بنی ہاشم ص ۱۳۵ صحیح نہیں ہے کیونکہ کسی ایک مورخ نے بھی حضرت عباسؑ کے حسن نامی فرزند کو تسلیم نہیں کیا ہے اور عبیداللہ کے علاوہ کسی فرزند سے حضرت عباسؑ کی نسل بڑھنے کو مانا ہے

## مقام کربلا میں حضرت علی علیہ السلام کا خواب اور خطبہ

علامہ شیخ عباس قمی تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام جنگ صفین کے لیے کوفہ سے روانہ ہو کر ۲۲ ذی الحجہ ۳۷



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



(سفینۃ البحار جلد ۲ ص ۲۵) علامہ ابن حجر تحریر فرماتے ہیں کہ صفین کو جاتے ہوئے جب آپ زمین کربلا پر پہنچے تو پوچھا کہ اس زمین کا کیا نام ہے۔ کہا گیا کربلا۔ یہ سن کر آپ اتنا روئے کہ زمین تر ہو گئی (صواعق محرقہ ص ۱۱۰)

علامہ مجلسی تحریر فرماتے ہیں کہ زمین کربلا پر آپ نے ایک خواب دیکھا اور آپ نے بے پناہ گریہ کیا (کشف الانوار ترجمہ بحار فارسی جلد ۹ ص ۱۹۲ کمامر) حضرت علامہ ہادی کشف العطاء تحریر فرماتے ہیں: لما نزل کربلاء وصلّیٰ فیھا رفع الیھا من تربتھا فشمھا ثم قال۔ جب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کربلا پہنچے تو اتر پڑے اور آپ نے نماز ادا فرمائی اور اس کے بعد زمین سے ایک مٹھی خاک اٹھا کر اسے سونگھا اس کے بعد ایک خطبہ ارشاد فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے۔ اے زمین کربلا، تجھ سے ایک ایسی قوم محشور ہو گی جو بلا حساب و کتاب جنت میں داخل ہو گی۔ ایک شخص نے پوچھا مولا وہ کون لوگ ہوں گے؟ فرمایا وہ آل رسولؐ اور ان کے ہمراہی ہوں گے۔ ھھنا مناخ رکا بھم ھھنا موضع رحالھم، ھھنا مھراق دما ئھم ۔ کربلا ذات کرب وبلا اسی جگہ وہ اتریں گے اسی جگہ ان کی سواریوں کی کاٹھیاں اتاری جائیں گی وہ یہیں ٹھہریں گے اسی جگہ ان کے خون بہائے جائیں گے اس زمین کا نام کربلا ہے اور یہ کرب وبلا سے بھرپور ہے۔ (مستدرک نہج البلاغۃ ص ۸۷ طبع بیروت)

## حضرت عباسؑ کے دو برادر نسبتی کا قتل اور ان کی خوش دامن کا اضطراب

فن تاریخ کے امام علامہ مسعودی لکھتے ہیں کہ حضرت عباسؑ کی بیوی لبابہ بنت عبید اللہ بن



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



عباس بن عبدالمطلب کی ماں ام حکیم جویریہ بنت خالد ابن قرط کنانیہ تھیں۔ کانت من اجمل النساء واوفر دهن عقلاً، جو کہ نہایت حسین اور عاقل تھیں۔ ام حکیم جنہیں حضرت عباسؑ کی خوش دامن ہونے کا بھی شرف حاصل تھا۔ ان کے دو بیٹوں عبدالرحمن اور قثم کو سبر بن ارطاۃ نے کمسنی کے عالم میں اس طرح قتل کیا کہ وہ اپنے بیٹوں کو قتل ہوتے دیکھ رہی تھیں۔ بچوں کو قتل ہوتے دیکھ کر ان کے صبر کا پیمانہ چھلک گیا۔ واخذ ها الوجد فکانت تد ور فی البیت ناشر ۃ شعر ھا ، اور وہ بے قابو ہو گئیں اور ان کی حالت یہ ہو گئی کہ وہ بال بکھرائے ہوئے گھر میں دوڑتی پھرتی تھیں۔ اور انتہائی پریشانی کی حالت میں مرثیہ پڑھ رہی تھیں ام حکیم کے اشعار کو سن کر ایک یمن کا راگیر تڑپ گیا اور اس نے سبر بن ارطاۃ کی تلاش شروع کر دی۔ بالآخر اس کا سراغ مل گیا۔ پھر اس نے سبر کے لڑکوں کو ڈھونڈا جب وہ مل گئے تو وہ یمنی اس کے دو لڑکوں کو وادی اوطاس میں قتل کر کے بھاگ گیا ۔(مروج الذہب مسعودی جلد ۲ ص ۲۲ داغانی جلد ۱۵ ص ۴۵ ) حضرت علی علیہ السلام کے جب سبر بن ارطاۃ کی جانگداز حرکت کی اطلاع ملی تو آپ نے اسے بد دعا دی۔ اور فرمایا ۔اللهم اسلبه رنيه وعقله، خدایا! اس کے دین اور عقل کو سلب کر لے چانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ پاگل ہو کر ناگفتہ بہ حرکات کرتا رہا یہاں تک کہ ۸۶ھ میں جبکہ ولید بن عبدالمالک بادشاہ تھا واصل جہنم ہوا۔(مروج الذہب جلد ۲ ص ۱۵۵ )

## روضہ حضرت عباس علیہ السلام کے خدام

خانہ کعبہ ہو یا روضہ رسول، حرم امیر المومنین ہو یا روضہ امام حسینؑ آئمہ طاہرین کے روضے



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ہوں یا روضہ حضرت عباس علیہ السلام ان کے خدام بڑی عظمت و عزت کے مالک ہوتے ہیں۔ان کے درجات ارباب نظر کی نگاہ میں بہت بلندی رکھتے ہیں۔ خدام عموماً اور زہاد تین سے ہوا کرتے ہیں۔ مقامات مقدسہ کے خدام قدیم الا یام سے فرائض خدمت یکے بعد دیگرے ادا کرتے چلے آتے ہیں۔ حضرت عباس علیہ السلام کے روضہ مبارک کے خدام کے متعلق حضرت علامہ عبدالرزاق موسوی مقرم نے اپنی کتاب قمر بنی ہاشم میں ایک باب قرار دے کر کافی تفصیل سے لکھا ہے۔ میں اس مقام پر اس کا خلاصہ تحریر کرتا ہوں۔ وہ معزز اور شرفا جو حضرت عباس علیہ السلام کے روضے کی خدمت کا شرف حاصل کرتے چلے آئے ہیں ۔۔(قمر بنی ہاشم ص ۱۲۹ بحوالہ کتاب مدینتہ الحسین و مختصر تاریخ کربلا طبع بغداد ۱۳۶۷)

## حضرت عباس علیہ السلام میں حضرت علیؑ کے طور طریقے

حضرت عباسؑ کا طور و طریقہ وہی تھا۔ جو حضرت علی علیہ السلام کا تھا۔ وہ رسول کریمؐ کے مدد گار تھے۔ یہ فرزند رسول امام حسین علیہ السلام کے مدد گار تھے۔ وہ فقراء و مساکین کو رات کے وقت اپنی پشت پر لاد کر اجناس پہنچایا کرتے تھے۔ یہ بھی امام حسین علیہ السلام کی طرح فقراء اور مساکین کو غذا پہنچایا کرتے تھے۔ نیز جس طرح حضرت رسولؐ تک پہنچنے کے لیے حضرت علی علیہ السلام سے وسیلہ ضروری تھا۔ اسی طرح امام حسینؑ تک پہنچنے کے لیے حضرت عباسؑ کے وسیلہ کی ضرورت ہے۔ جس طرح حضرت علی باب الوائج تھے۔ اسی طرح حضرت عباسؑ باب الحوائج تھے۔ (کتاب زندگی حضرت عباس علیہ السلام ص ۱۵)



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



# حضرت عباسؑ کی اہم مصیبت اور ایک خواب

کتاب تظلم الزہراؑ ص ۱۲۰ میں ہے کہ جب حکیم بن طفیل نے حضرت عباسؑ کا بایاں ہاتھ قطع کر دیا۔ تو آپ نے علم کو سینے سے لگایا۔ اسے لکھنے کے بعد منصف بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے عالم جلیل القدر علامہ شیخ کاظم سبیتی نے فرمایا ہے کہ ایک عالم دین میرے پاس تشریف لائے اور کہنے لگے۔ "انا رسول العباس الیک" میں حضرت عباسؑ کا سفیر ہوں ۔آپ کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ میں نے پوچھا کیا پیغام لائے ہیں۔ فرمایا کہ مجھ سے حضرت عباس علیہ السلام نے خواب میں فرمایا کہ میں آپ سے یہ کہ کہہ دوں کہ آپ حضرت عباسؑ کے مصائب نہیں پڑھتے۔ اس کے بعد اس عالم سفیر نے کہا کہ میں نے حضرت عباس علیہ السلام کے فرمانے پر عرض کی۔ حضور ! میں تو ان کی مجالس میں اکثر شریک ہوا ہوں۔ اور بارہا حضور کے مصائب بیان کرتے ہوئے ان کو سنا ہے۔ فرمایا یہ ٹھیک ہے لیکن وہ میری یہ عظیم مصیبت نہیں بیان کرتے۔ " ان الفارس اذا سقط من فرسہ یتلقی الا رض بیدہ فاذاکانت السھام فی صدرہ ویداہ مقطو عتین بما ذایتلقی الارض "(ترجمہ )[جب کوئی سوار زخموں کی تاب نہ لا کر] اپنے گھوڑے سے زمین کی طرف گرتا ہے۔ تو زمین پر پہنچنے میں اپنے ہاتھ کا سہارہ لیتا ہے۔ لیکن وہ مظلوم کیا کرے۔ جس کے سینے میں تیر چھبے ہوں۔ اور دونوں ہاتھ کٹے ہوں۔ وہ زمین پر گرتے وقت کس چیز کا سہارا لے سکتا ہے۔ اس خواب سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عباسؑ نے گھوڑے سے گرتے وقت اپنے کو ہاتھوں کے سہارے محروم پا کر بے انتہا صدمہ برداشت کیا ہے۔ اس مصیبت کو علیؑ کے شیر نے بہت زیادہ محسوس کیا ہے۔



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



## حضرت عباس علیہ السلام کی آخری تمنا

علامہ احسان تہرانی لکھتے ہیں کہ حضرت عباسؑ! جب گھوڑے سے زمین پر تشریف لائے ۔تو آواز دی مولا! خبر لیجئے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام جب افتاں وخیزاں حضرت عباسؑ کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ جوان بھائی ایڑیاں رگڑ رہا ہے۔اور رمق جان باقی ہے۔امام حسین علیہ السلام زمین پر بیٹھ گئے۔اور حضرت عباس کا سر اٹھا کر اپنے زانو پر رکھا۔حضرت عباسؑ نے عرض کی میرے آقا میرے آنکھوں سے خون صاف فرمایئے۔تاکہ حضور کی شکل آخری بار دیکھ لوں بھائی کی شکل دیکھنے کے بعد حضرت عباسؑ نے درخواست کی کہ میری لاش خیمہ میں نہ لے جایئے گا۔کیوں کہ میں اہل حرم سے پانی لانے کا وعدہ کر کے آیا تھا۔اب مجھے شرمساری ہوگی۔(زندگی حضرت عباسؑ ص ۵۱ طبع ایران)

## کتاب بطلۃ کربلا کی ایک عبارت پر تبصرہ

ڈاکٹر عائشہ بنت الشاطی نے اپنی کتاب بطلۃ کربلا مطبوعہ بیروت کے ص ۱۱۵ پر حضرت امام حسین علیہ السلام کے ان اشعار کو پڑھنے کا حوالہ شب عاشور دیا ہے۔ جن کا ایک شعر یہ ہے۔

یادھر اف لک من خلیل --کم لک بالاشراق والاصیل

ان کے اشعار پڑھنے کے بعد خیمہ میں کہرام برپا ہو گیا۔اور حضرت زینبؑ اپنا منہ پیٹنے لگیں ۔یہاں تک کہ بے ہوش ہو گئیں۔حضرت زینبؑ کے بے ہوش ہو جانے پر" فصب علی وجھھا المائ"حضرت امام حسین علیہ السلام نے ان کے منہ پر پانی کے چھینٹے دیئے۔تب



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



انہیں ہوش آیا۔الخ کتاب کی مصنفہ نے واقعہ صحیح لکھا ہے۔لیکن وہ یہ نہیں سمجھ سکیں کہ یہ واقع ہے۔کس تاریخ کا۔میں گزشتہ صفحات میں ابوالکلام آزاد کی کتاب(انسانیت موت کے دروازے پر)کے معنی پر اظہار خیال کر چکا ہوں۔اور متعدد کتابوں کے حوالہ سے واضح کر چکا ہوں کہ یہ واقعہ محرم الحرام کی دوسری تاریخ کا ہے۔شب عاشور کا ہر گز نہیں ہے۔کیونکہ شب عاشور خیمہ میں قطاً پانی نہیں تھا۔پھر ایسی صورت میں امام حسینؑ پانی کہاں لائے۔اور کیونکر انہوں نے چھینٹا دیا۔اب دونوں مصنفین نے تاریخ سے الگ ہٹ کر اس واقعہ کو لکھا ہے۔اور اتفاق سے دونوں غیر شیعہ ہیں۔ہو سکتا ہے کہ واقعہ کربلا کی عظمت کو سبک بنانے کے لیے یہ چیز لکھ دی ہو مجھے افسوس ہے کہ علامہ عبدالرزاق موسوی مقرم نے بھی اپنی کتاب مقتل الحسین کے صفحہ ۲۶۳ پر اس واقعہ کو شب عاشور کے واقعات میں لکھا ہے۔جو کسی طرح درست نہیں ہو سکتا۔اس واقعہ کے دوسری محرم کے ہونے کی تصدیق کے لیے ملاحظہ ہو۔(الہوف ص۱۰۶،اثارۃ الا حزان ص۳۶،سوانح کنتوری ص۱۹۱،شہید اعظم ص۱۱۱،مقتل ابی مخنف ص۲۴،مناقب ابن شہر آشوب جلد ۴ ص۹۳،ینابیع المودۃ ص۳۳۹)

## حضرت عباس علیہ السلام کی شہادت کے بعد حضرت امام حسینؑ علیہ السلام کی حالت

علامہ عبدالرزاق موسوی مقرم تحریر فرماتے ہیں۔لم یبق الحسبی بعد ابی الفضل الا



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



بیکلا شاخصاً معری عن لوازم الحباد و قد اعرب سلام اللہ علیہ من ہذ الحال بقولہ ،الان انکسر ظھری وقلت حیلتی، حضرت عباس علیہ السلام کی شہادت کے بعد حضرت امام حسینؑ علیہ السلام ایک ایسے ڈھانچہ کی شکل میں ہو گئے تھے۔ جو زندگی کے آثار و لوازم سے خالی ہو۔امام حسین علیہ السلام نے اپنی اسی حالت کو ان لفظوں میں ظاہر فرمایا ہے ۔اے بھائی عباس ! اب میری کمر ٹوٹ گئی۔اور راہ چارہ مسدود ہو گئی ہے۔(مقتل الحسینؑ ص ۳۲۸ طبع نجف ۱۳۸۳ھ)

## حضرت عباس علیہ السلام کی علمی حیثیت

مجلسی ثانی علامہ شیخ عباس قمی، سفینۃ البحار جلد ۲ صفحہ ۱۵۵ میں لکھتے ہیں کہ جس طرح محمد بن حنفیہ حضرت علی علیہ السلام کی زندگی ہی میں علم و فضل کے مالک بن گئے تھے۔اسی طرح حضرت عباسؑ بھی اپنے پدر بزرگوار امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے سامنے ہی علم و فضل کے بلند درجے پر فائز ہو گئے تھے۔

## حضرت عباسؑ کے روضے کے گنبد کی طلاکاری

حضرت عباس علیہ السلام اپنے روضے کے گنبد کی طلاکاری پر راضی نہ تھے۔جب کہ سابقہ حالات و واقعات سے ظاہر ہے پھر نہ جانے کیسے راضی ہو گئے۔ تھوڑا زمانہ گزرا ہے کہ وہ سونا جو آپ کے روضے میں جمع ہو گیا تھا۔اسی سے گنبد کی طلاکاری عمل میں آئی۔علامہ احسان تہرانی لکھتے ہیں کہ :آپ کے روضے کے گنبد پر جو سونا چڑھایا گیا ہے۔اس کی مالیت



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ایک کروڑ سات لاکھ دینار ہے۔ مدت طلاکاری تین ماہ تھی۔ ۱۳۳۵ھ تک گنبد کاشی اینٹوں کا بنا ہوا تھا۔ پھر اسی سنہ میں اس پر سونا چڑھایا گیا تھا۔(کتاب زندگی و شہادت حضرت عباسؑ ص ۶۹)

# حضرت عباسؑ کی زیر قیادت پچاس آدمیوں کا نہر فرات پر دوبار جانا

حضرت عباس علیہ السلام کے پچاس آدمیوں سمیت نہر فرات پر لے جانے میں مورخین میں متردد ہیں کوئی لکھتا ہے کہ : یہ واقعہ شب ہشتم محرم کا ہے کوئی لکھتا ہے کہ یہ واقعہ شب عاشور کا ہے۔اس لیے میں اس کی وضاحت کرتا ہوں کہ حضرت عباس دوبار پچاس بہادروں کو لے کر نہر فرات پر تشریف لے گئے تھے۔پہلی مرتبہ شب ہشتم کو تشریف لے گئے۔اور بیس مشکیں بھر کر لائے تھے۔اخبار الطول ابو حنیفہ دینوری المتوفی ۲۸۱ ص ۲۵۲ دوسری مرتبہ عاشور کو تشریف لے گئے تھے۔لیکن اس بار آپ پانی نہیں لا سکے تھے۔(تذکرہ خواص الامتہ ص ۱۱۴ طبع ایران)ان دونوں عظیم واقعات میں جناب نافع بن ہلال بن نافع بن جمل مرادی حضرت عباسؑ کے ہمراہ تھے۔شب عاشور کے واقعہ میں آپ کی شہادت کے متعلق علامہ طوسی ؛لکھتے ہیں۔ ''فقتل من طعنۃ اصابتہ'' کہ جناب نافع اسی واقعہ طلب آب میں ایک ضرب لگنے سے شہید ہو گئے تھے۔(رجال طوسی ص ۸۰ طبع نجف ۱۳۸۱ھ)یہ واقعہ حضرت امام حسینؑ کے اس واقعہ کے بعد کا ہے جس میں ان سے حضرت زینبؑ نے فرمایا تھا کہ آپ نے اپنے اصحاب کو جانچ لیا ہے یا نہیں؟ جس کا تذکرہ کتاب ہذا میں



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



گزر چکا ہے۔

## حضرت عباسؑ کی شہادت کے بعد امام حسین علیہ السلام کی حیرانی وپریشانی!

حضرت امام حسین علیہ السلام حضرت عباسؑ کی موجودگی تک بالکل مطمئن تھے اور نہایت سکون و اطمینان کے ساتھ مصائب برداشت کر رہے تھے۔ ''ولما قتل العباس التفت الحسین فلم یرا احداً ینصرہ'' الخ لیکن جب حضرت عباسؑ شہید ہو گئے۔ تو آپ کے اطمینان اور سکون میں کمی پیدا ہو گئی اور آپ نے نظر اٹھا کر داہنے بائیں دیکھا کوئی مددگار نظر نہ آیا۔ اسی دوران میں بچوں اور عورتوں کی چیخ وپکار نے دل و جگر بیکار کر دیئے۔ ''صاح باعلی صوتہ'' تو آپ نے بآواز بلند فریاد کرتے ہوئے پکارا۔ ''ھل من ذاب عن حرم رسول اللہ'' ہے کوئی جو اہل بیت رسول سے دشمن کو دور رکھے۔ ''ھل من موحدٍ یخاف اللہ فینا'' ہے کوئی اللہ واحد کو ماننے والا جو ہمارے بارے میں اللہ سے خوف کرے۔ ''ھل من مغیث یرجو اللہ فی اغاثتنا'' ہے کوئی مدد کرنے والا جو ہماری امداد کے ذریعہ سے خدا کی رحمت کی امید کرنے والا ہو۔ ''فارتفعت اصوات النساء بالبکائ'' یہ سن کر مخدرات عصمت کی جگر سوز صدائیں بلند ہو گئیں۔ (مقتل الحسین عبدالرزاق ص ۳۴۰ طبع نجف اشرف ۱۳۸۳ ھ)

## مشکل کشاء عالم حضرت علی علیہ السلام ہی کی طرح حضرت



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



## عباسؑ بھی مدد کو پہنچتے ہیں

یوں تو مظہر العجائب والغرائب حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام و حدیث قدسی اپنے وجود ظاہر سے پہلے انبیا کرام کی امداد فرمایا کرتے تھے۔ سلمان فارسی کو دشت ارژان میں شیر کے چنگل سے بچایا۔اور وجود ظاہری کے بعد نہ صرف حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امداد فرماتے رہے۔ بلکہ ان کے بعد عہد خلیفہ اول میں اسلام کی مدد کی عہد خلیفہ دوم میں اسلام کی مدد کی۔ عہد خلیفہ سوم میں اسلام کی مدد کی۔اور اپنے عہد خلافت ظاہری میں اسلام کو پروان چڑھانے کی پوری سعی کرتے رہے۔ پھر جب ظاہری طور پر لباس حیات اتار کر نظروں سے پوشیدہ ہوگئے۔اس وقت سے اب تک ہر پکارنے والے کی بر وقت امداد فرماتے ہیں۔ وہ یہ نہیں دیکھتے کہ مدد کے لیے پکارنے والا موالی ہے۔ یا مخالف اپنا ہے یا پرایا۔ وہ سب کی امداد فرماتے ہیں۔ حضرت عباسؑ چونکہ مشکل کشا کے چشم وچراغ تھے لہٰذا ان میں بھی مشکل کشائی کی صفت موجود تھی۔ جس طرح حضرت علی علیہ السلام ہر پکارنے والے کی مدد کو ہر وقت پہنچ جایا کرتے تھے۔ وہ بھی ہر پکارنے والے کی مدد کیلئے پر وقت پہنچتے ہیں اور حیرت انگیز طریقے سے امداد فرماتے ہیں۔

## حضرت عباسؑ کے غم میں جو محزون نہ ہو اس کا اسلام خطرے میں ہے!

علامہ حسن بن محمد علی ایزدی تحریر فرماتے ہیں کہ: جنگ صفین میں جناب عمار یاسر کی



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



شہادت کے بعد حضرت علی علیہ السلام نے ان کی لاش کو دیکھا اور فرمایا کہ جو عمار یاسر کے غم میں محزون نہ ہو۔اور اراز مسلمانی نصیبی نہ باشد اس بد نصیب کو اسلام سے کوئی تعلق نہیں اس روایت کو لکھ کر علامہ یزدی لکھتے ہیں کہ : جب کہ آپ کے صحابی عمار یاسر کے غم میں محزون نہ ہونے والا مسلمان نہیں رہتا تو پھر حضرت عباسؑ جو کہ آپ کے نور دیدہ تھے۔ان کے غم میں محزون نہ ہونے والے کو اسلام کیوں کر نصیب ہو سکتا ہے۔(مہیج الا جزان ص ۱۶۱ طبع ۱۳۲۲ھ)

## حضرت عباسؑ بن عبدالمطلب اور عباس بن علی علیہ السلام

یہ حسن اتفاق ہے کہ عباس بن عبدالمطلب اور عباس بن علی کے نام،کنیت اور کام میں پوری موافقت پائی جاتی ہے۔دونوں کے نام ایک دونوں کی کنیت "ابوالفضل" ایک دونوں کے کام اور ان کے اعزاز ایک عباس بن عبدالمطلب کو سقایت زمزم کا شرف حاصل تھا۔۔۔اور عباس بن علی علیہا السلام سقایت آل رسول کے شرف سے مشرف تھے۔(منتہی الآمال ص ۱۱۰ طبع طہران ۱۳۷۹ھ)

## حضرت عباس علیہ السلام کا حفظ قرآن

علامہ احسان ایرانی رقمطراز ہیں کہ حضرت عباس علیہ السلام علم معرفت میں کمال رکھتے تھے۔انہوں نے کم سنی ہی کے عالم میں "کلام اللہ مجید راازبر کرد" کلام مجید کو حفظ کر لیا تھا۔



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



)زندگی حضرت عباسؑ ص ۷ طبع ایران)

## حضرت امام حسن علیہ السلام کو حضرت عباس علیہ السلام کا غسل دینا

حضرت امام حسن علیہ السلام کی جو خدمات حضرت عباس علیہ السلام نے فرمائی ہیں۔اور جس جس انداز سے ان کے ساتھ مواسات کی ہے۔ان کا تذکرہ گزشتہ صفحات میں زیر عنوان (حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت عباس علیہ السلام) گزر چکا ہے۔البتہ شہادت امام حسن علیہ السلام کے موقع پر یہ نہیں تحریر کیا گیا کہ ان کے غسل وکفن میں کن لوگوں نے خصوصی دلچسپی لی تھی۔بنابریں تحریر کیا جاتا ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام کی شہادت کے بعد ان کو حضرت عباسؑ، حضرت امام حسین علیہ السلام اور حضرت محمد حنفیہ نے غسل دیا تھا اور کفن پہنایا تھا۔(سفینہ البحار جلد ۲ ص ۱۵۵ ذخائر العقبیٰ محب طبری ص ۱۴۱)

## حضرت عباس علیہ السلام کے گھوڑے کی تاریخ

علامہ احسان تہرانی رقمطراز ہیں کہ : حضرت عبدالمطلب ایک دن یمن کے بادشاہ سیف بن یزنی سے ملنے کے لیے گئے۔اور چند دن اس کے پاس مقیم رہے۔بادشاہ نے ایک ایسے دن جس میں بہار کا لطف تھا۔عبدالمطلب سے کہا کہ میں تم سے ایک بہت پوشیدہ بات کہتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ میری زندگی تک اس کا تذکرہ نہ کرنا،عبدالمطلب نے کہا کہ آپ فرمائیں میں



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



آپ کی گفتگو کا امین ہوں گا۔ سیف بن ذی یزنی نے کہا کہ: میں نے توریت اور زبور میں پڑھا ہے کہ عرب میں ایک ایسا بچہ پیدا ہو گا۔ جس کی مثال دنیا کے پردے میں نہ ہو گی۔ وہ حسن و جمال سے آراستہ ہو گا۔ دولت اخلاق سے مالا مال ہو گا۔ اس کندھے پر مہر ہو گی جو نبوت کی ہو گی۔ یعنی وہ نبی بر حق ہو گا۔ جب وہ آفتاب کی روشنی میں نکلے گا۔ ابر سایہ فگن ہو جایا کرے گا۔ وہ قیامت میں اپنی امت کا شفیع ہو گا۔ اس کی علامت یہ بھی ہے کہ وہ بہت کم سنی میں یتیم ہو جائے گا۔ اور اس کی پرورش اس کا دادا اور اس چچا کرے گا۔۔۔۔۔ اے عبد المطلب بتاؤ کہ ایسا فرزند پیدا ہو چکا ہے۔ یا نہیں۔ عبد المطلب نے کہا کہ اے بادشاہ وہ فرزند عالم وجود میں آچکا ہے اس کا نام محمدؐ ہے۔ اور میں اس کا دادا ہوں۔ اور ابو طالب اس کے چچا ہیں۔ ابھی میں اس کی پرورش کر رہا ہوں۔ میرے بعد ابو طالب اس کے نگران و محافظ ہوں گے۔ اے بادشاہ اس کی عمر چھ سال کی ہو چکی ہے۔ سیف بن یزن نے کہا کہ: عبد المطلب میں اس کو کچھ ہدایا دینا چاہتا ہوں اور یہ چاہتا ہوں کہ ان ہدایا کو تم خود اپنے ہمراہ لے جاؤ۔ اور اس فرزند کو میرا اسلام پہنچا کر یہ چیزیں اس کے حوالے کر دو۔ عبد المطلب نے لانے کا وعدہ کر لیا۔ اور اس نے بہت اصیل گھوڑے بہت سے اونٹ اور کچھ آلات حرب کے نوادر ان کے ہمراہ کے ایک ایسا گھوڑا دیا۔ جس کا شجرہ نسب بھی ساتھ اور جسے وہ خود بہت زیادہ چاہتا تھا۔ حضرت عبد المطلب اس سے رخصت ہو کر مکہ معظمہ پہنچے اور انہوں نے ساری چیزیں حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے کر دیں۔ حضورؐ نے اس گھوڑے کا نام "عقاب" رکھا۔ حضرت رسول کریمؐ کے بعد یہ گھوڑا حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں رہا۔ آپ نے بعد رسول جتنی جنگیں کی ہیں۔ سب میں یہی گھوڑا حضرت کے زیر ران رہا ہے۔ "ہمیں عقاب بعد از حضرت علی بن ابی طالب مرکب مخصوص عباس علیہ السلام گردید۔ یہی عقاب حضرت علی



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



بن ابی طالب علیہ السلام کے بعد حضرت عباس علیہ السلام کے پاس رہا۔ علماء کا بیان ہے کہ جب حضرت عباس علیہ السلام گھوڑے سے زمین کی طرف گرنے لگے۔ تو آپ کے اسپ وفادار نے اپنی وفاداری کا ثبوت دیا۔ اور اس سے زیادہ اس نے اس وقت ثبوت دیا۔ جبکہ نہر فرات سے سوار ہی کی طرح پیاسا نکلا

(زندگی حضرت عباسؑ ص ۸۳)

## حضرت عباس علیہ السلام کی جانبازی کے متعلق صادق آل محمد علیہ السلام کا ارشاد

شیخ ابو نصر بخاری مفضل ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام حضرت عباس علیہ السلام کی جانثاری اور مجاہدہ فی سبیل اللہ کی تائید کرتے فرماتے ہیں ۔''جاھدمع ابی عبداللہ وابلی بلا ء حسناً ومضی شھیداً''میرے عم محترم حضرت عباس علیہ السلام حضرت امام حسین علیہ السلام کی حمایت میں نہایت بے جگری سے جہاد کیا۔ اور وہ زبردست ابتلا کی منزل کو جھیل کر شہید ہو گئے۔ (عمدۃ المطالب ص ۳۲۳ طبع بمبئی ۱۳۱۸ھ ومعہ ساکبہ ص ۳۳۷)

## حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی نظر میں شفاعت امت کے لیے حضرت عباس علیہ السلام کے لیے دونوں ہاتھ کافی ہیں



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



آقائے دربندی لکھتے ہیں کہ: جب قیامت کا دن ہو گا اور اہل محشر سخت حیران و پریشان ہوں گے۔اس وقت رسول مقبولؐ حضرت علی علیہ السلام کو حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے پاس بھیج کر دریافت کریں گے۔کہ آج کے دن کے لیے تم نے کون سی ایسی چیز مہیا کر رکھی ہے۔جو بخشش امت کے کام آسکے۔اس وقت جناب فاطمہ عرض کریں گی۔''کفانالا جل هذا لمقام الید ان المقطر عتان من ابنی العباس''ابو الحسن آج کے دن کے لیے میرے پاس میرے فرزند عباس کے دونوں کٹے ہوئے ہاتھ کافی ہیں۔(اسرار الشہادت ۳۲۵۔جواہر الایقان ص ۱۹۴ طبع ایران قمر بنی ہاشم ص ۵۹)

## حضرت عباس علیہ السلام کی زیارت نہ کرنے والے سے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی ناراضگی

آقائے دربندی تحریر فرماتے ہیں کہ ایک شخص کا یہ اصول تھا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی روزانہ دن میں تین بار زیارت کرتا تھا۔اور حضرت عباس علیہ السلام کی بیس دن کے بعد ایک بار زیارت کرتا تھا۔ایک شب میں ہو سو رہا تھا کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کو خواب میں دیکھا کہ آپ تشریف فرما ہیں۔اس نے آگے بڑھ کر نہایت ادب سے سلام کیا۔'' فاعرضت عنہ'' انہوں نے منہ پھیر لیا۔اس نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔''لامی تقصیر منی تعرضینی'' حضور کس وجہ سے ناراض ہیں۔اور میری طرف منہ پھیر لیتی ہیں۔آپ نے فرمایا محض اس وجہ سے کہ تو میرے بیٹے کی زیارت نہیں کرتا۔اس نے عرض کی۔حضور تو دن میں تین بار روزانہ زیارت کے لیے جاتا ہوں۔آپ نے فرمایا۔''تزور



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ابنی الحسین ولا تز ور ابنی العباس ''تومیرے ایک بیٹے حسینؑ کی زیارت کرتا ہے۔او ردوسرے بیٹے عباسؑ کی زیارت نہیں کرتا۔عباسؑ میرابیٹا ہے ۔میں عباسؑ کی ماں ہوں (اسرارالشہادت ص ۳۲۵)

## شہیدان کوفہ فرزندان مسلمؑ کی زبان پر حضرت عباسؑ کا نام

کوفہ میں جناب مسلم بن عقیل کی ۹ ذی الحجہ ۶۰ ھ کو شہادت کے بعد ان کے دونوں لڑکیوں کی تلاش شروع ہوگئی۔ بالآخر وہ بچے گرفتار ہو کر قتل ہوگئے جناب عبدالمجید حنفی دہلوی لکھتے ہیں: ملعون حارث غلام اور بیٹے کو قتل کر کے اور بیوی کو خاک وخون میں تڑپتا چھوڑ کر بچوں کی طرف بڑھا۔ بچے جو پہلے ہی سے سہمے ڈرے اور ایک دوسرے سے چمٹے ہوئے تھے۔ شقی کو شمشیر بکف آتا دیکھ کر رونے لگے۔ مسلم کے بچے شاخ گل کی مانند تھر تھر کانپ رہے تھے۔ ہاتھ جوڑ کر کہا کہ للّٰہ ہم پردیسوں پر رحم کر یتیموں پر ترس کھا۔ ہم نے کسی کا کچھ نہیں بگاڑا۔ پھر ہم کو کیوں مارتا ہے ۔اماں سنیں گی ۔تو بہت روئیں گی ۔ماموں جان جناب امام حسینؑ اور حضرت عباسؑ کو معلوم ہوگا۔ تو سر دھنیں گے۔ ہمیں مار کر کیا ملے گا۔ ہمیں غلام بنا کر بیچ ڈال۔ مگر نہ کر مگر اس سفاک کا دل کب پگھلنے والا تھا۔(شہید اعظم ص ۹۷ طبع بمبئی )

## حضرت عباس علیہ السلام کی نذر حاضری اور سبیل

حجۃ الاسلام آقائے اصفہانیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ جس طرح دیگر ائمہ کی نذر ادا کرنی ضروری



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



ہے ۔حضرت عباس علیہ السلام کی نذر بھی ادا کرنی لازم ہے ۔(اصراط النجات جلد ۲ ص ۲۲۰)لسان الملۃ مولانا سید آغا مہدی صاحب قبلہ لکھنوی لکھتے ہیں کہ : کربلا کے بہتر شہیدوں میں کھانے پر کسی شہید کی نذر نہیں دی جاتی ۔سوائے جناب عباسؑ کے معلوم ہوتا ہے کہ اس رسم کی بنیاد قائم کرنے والے قمر بنی ہاشم کی گرسنگی کی مخصوص یادگار قائم کرنا چاہتے تھے۔الخ (راز شہادت ص ۳۳)لیکن میں کہتا ہوں کہ میت گھر کھانا پہچانا سنت ہے ۔(دیکھو عروۃ الوثقی ص ۱۲۶)حضرت محمد مصطفے ﷺ نے جناب جعفر طیارؑ کی شہادت کے بعد ان کے گھر کئی روز تک کھانا پہنچوایا۔(مشکوٰۃ شریف ص ۹۹)اور یہ ظاہر ہے کہ جعفر طیار اور عباس علمدار کی شہادت میں کافی مماثلت و مشابہت ہے۔(مخزن المصائب طبع آگرہ ۱۳۰۹ھ)حضرت عباس علیہ السلام کی شہادت کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام یقیناً اسی طرح ان کے گھر کھانا پہنچواتے جس طرح آنحضرتؐ نے جعفر طیار کے گھر کھانا بھیجا تھا۔لیکن چونکہ انتہائی مجبوری کی وجہ سے وہ کھانا تو درکنار ان کے اہل بیت کو کربلا میں پانی تک نہ عنایت فرماسکے ۔بنا بریں ان کے ماننے والے اسی کی یادگار میں کھانے پر حضرت عباس علیہ السلام کی نذر دلاتے ہیں۔اب سوال یہ ہے کہ رسم آٹھویں کو کیوں ادا کی جاتی ہے۔اس کے متعلق غرض ہے کہ آٹھویں ہی سے حضرت عباسؑ کی جانفشانی حد سے بڑھ گئی تھی۔بھوک اور پیاس کی حالت میں بار بار کھودنا۔پانی کے لیے نہر کی طرف جانا اور خود بالکل بھوکے رہنا آپ کا خاص کارنامہ ہے۔یہی وجہ ہے کہ آپ کی حاضری آٹھویں کو کی جاتی ہے۔اب رہ گئی آپ کے نام سبیل ۔اس کے متعلق عرض ہے کہ اولاً تو کربلا کے تمام پیاسوں کی یادگار میں سبیل لگائی جانی قرین قیاس ہے ۔لیکن حضرت عباس سے اس کا اختصاص بھی مناسب ہے ۔کیونکہ حضرت عباسؑ ہی صرف پانی لینے کی غرض سے نہر پر



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com



تشریف لے گئے تھے۔اور طلب آب ہی میں یوم عاشور ابعداز ظہر شہید ہوئے تھے۔ نیز یہ کہ دریا میں داخل ہونے اور چلو میں پانی لینے کے باوجود پیاسے برآمد ہوئے تھے۔اور مشکیزہ سکینہ لیے ہوئے خیمہ کی طرف بڑھتے ہوئے شہید ہوئے تھے۔یعنی جناب سکینہ تک پانی لے جانے کی کوئی سبیل پیدانہ کر سکے۔بنابریں آپ کے نام کی سبیل رکھی جاتی ہے۔

اک مشک کا فیض اللہ اکبر مظہر -- ہے چار طرف رکھی سبیل عباسؑ



Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com